سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

اتوار 13- نومبر 1994ء

(یک شنبہ' 8۔ جمادی الثانی 1415ھ)

جلد 13- شمارہ 1

(بشمول شمارہ جات 1 تا 9)

مندرجات

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	1
چیئرمینوں کا پینل	2
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ مواصلات و تعمیرات)	2
تعزیت	
مالا کنڈ اور باجوڑ ایجنسی میں شہید ہونے والے افراد کے لیے فاتحہ خوانی	3
۔گیس کا سلنڈر پھٹنے سے زائرین کے قافلے میں شامل خواتین اور بچوں کی ہلاکت پر فاتحہ خوانی	4
۔میاں محمد شریف کی گرفتاری کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کرنا	8
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (۔۔۔جاری)	15
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	23

(۔۔۔جاری)

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------48

پوائنٹ آف آرڈر،

حزب اختلاف کے اراکین اور ان کے لواحقین کے خلاف انتقامی کارروائیاں ------------56

مسودہ قانون،

ہنگامی قانون آبادی دیہہ میں غیر مالکان کو حقوق ملکیت کی عطائیگی

پنجاب مجریہ 1994ء ------------60

اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ بابت 93-1992ء (جو ایوان کی

میز پر رکھی گئی) ------------61

صوبائی زکوٰۃ فنڈ کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ بابت 88-1987ء اور

89-1988ء (جو ایوان کی میز پر رکھی گئی) ------------61

اجلاس کی طلبی کا فرمان

In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Muhammad Altaf Hussain, Governor of the Punjab hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Sunday, the 13th November, 1994 at 3.00 p.m., in the Assembly Chambers Lahore.

Lahore

the 6th Nov, 1994

Muhammad Altaf Hussain

Governor of the Punjab

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیرھواں اجلاس)

اتوار 13- نومبر 1994ء

(یک شنبہ' 8- جمادی الثانی 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 53 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿١١﴾
وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ
النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ
وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿١٢﴾ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ
طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿١٣﴾
اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴿١٤﴾

سورۃ بنی اسرائیل آیات 11 تا 14

اور انسان جس طرح (جلدی سے) بھلائی مانگتا ہے اسی طرح برائی مانگتا ہے اور انسان جلد باز (پیدا ہوا) ہے اور ہم نے دن اور رات کو دو نشانیاں بنایا ہے رات کی نشانی کو تاریک بنایا اور دن کی نشانی کو روشن۔ تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرو اور برسوں کا شمار اور حساب جانو اور ہم نے ہر چیز کی (بخوبی) تفصیل کر دی ہے اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بہ صورت کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا۔ (کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔ وما علینا الا البلاغ٥

چیئرمینوں کا پینل

جناب ڈپٹی سپیکر، سب سے پہلے پینل آف چیئرمین کا اعلان کر دیں۔ سیکرٹری اسمبلی۔

سیکرٹری اسمبلی، قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل حسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

(1) میاں مناظر علی رانجھا

(2) جناب محمد وصی ظفر

(3) سید تابش الوری

(4) جناب عبدالرشید بھٹی

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ مواصلات و تعمیرات)

جناب ڈپٹی سپیکر، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ مواصلات و تعمیرات کے سوالات ہیں۔ پہلا سوال راجہ جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔ راجہ صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال جناب راجہ محمد بشارت صاحب کا ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ جناب ارشد عمران سلہری صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری احمد یار گوندل صاحب۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ پیر شجاعت حسنین قریشی صاحب۔ وہ بھی نہیں ہیں۔۔۔۔۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی، جناب سپیکر! سوال نمبر 374۔ (معزز رکن نے پیر شجاعت حسنین قریشی کے ایماء پر دریافت کیا۔

نکریری پل کی تعمیر

*374۔ پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) نکریری پتن (ساہیوال) دریائے راوی پر کتنے عرصہ سے پل زیر تعمیر ہے۔ اب تک اس پر کتنی رقم خرچ آچکی ہے اور پل پر کتنے فی صد کام ہو چکا ہے۔

(ب) آیا حکومت اس منصوبے کو جلد از جلد مکمل کروانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سید اکبر خان)،

(الف) نکریری پتن (ساہیوال) دریائے راوی پر پل زیر تعمیر نہ ہے۔ ابھی یہ منصوبہ پلاننگ اور ڈیزائننگ کی حد تک ہے۔ پلاننگ اور ڈیزائن کے کام کے لیے مالی سال 94-1993ء میں مبلغ 17.97 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی۔ جس میں سے 8.49 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ مالی سال 95-1994ء میں مبلغ 6 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔

(ب) یہ منصوبہ ابھی تک ڈیزائننگ کے مراحل سے گزر رہا ہے ڈیزائن کے مکمل ہونے پر اگر یہ منصوبہ قابل عمل ہوا تو اس کا تخمینہ لگا کر اور PC-I بنا کر حکومت کی منظوری کے لیے پیش کر دیا جائے گا۔ منظوری آنے پر کام شروع کیا جا سکے گا۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، سید محمد عارف حسین بخاری۔

سید محمد عارف حسین بخاری، سوال نمبر 398۔

تعزیت

مالاکنڈ اور باجوڑ میں شہید ہونے والے افراد کے لیے فاتحہ خوانی

صاحبزادہ محمد فضل کریم ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! صوبہ سرحد میں مالاکنڈ اور باجوڑ میں جو ظلم و ستم جو بربریت اور اسلام دشمنی کا اظہار سرحد حکومت نے کیا ہے۔ اس میں جو لوگ شہید ہوئے ہیں ان مسلمانوں کی اس اسمبلی کے اندر ان کی روح کو ایصال ثواب کے لیے فاتحہ پڑھنی چاہیے۔

سید ظفر علی شاہ ، میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میرے فاضل رکن نے کہا ہے کہ گورنمنٹ نے ظلم و بربریت کیا ہے۔ یہ الفاظ میرے لیے قابل اعتراض ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ ان کا ایک نقطہ نظر ہے ـــ

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! اس میں میرا بھی نقطۂ نظر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن آپ کسی کو bound نہیں کر سکتے کہ یہ الفاظ اس طرح سے بیان کریں۔ تو میرے خیال میں ہم پہلے فاتحہ خوانی کر لیں۔

(اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

ملک سلیم اقبال ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، چشتی صاحب' پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی، جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ اسی نیک دعا کے ساتھ اس دعا کو بھی شامل کر لیا جائے کہ اللہ کریم انھیں بھی ہدایت دے اور اسمبلی کا کام صحیح چلتا رہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی' ملک سلیم اقبال صاحب۔

گیس کا سلنڈر پھٹنے سے زائرین کے قافلے میں شامل خواتین اور بچوں کی ہلاکت پر فاتحہ خوانی

ملک سلیم اقبال، جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کچھ روز پہلے زائرین کا ایک قافلہ ایران اور کربلا معلی جا رہا تھا کہ راستے میں گیس کا سلنڈر پھٹنے سے تقریباً 25 خواتین ہلاک ہوگئیں جن میں دو بچے بھی شامل ہیں۔ لیکن مجھے افسوس اور دکھ ہے ــــــ

راجہ ریاض احمد، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ بھی پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

راجہ ریاض احمد، جناب والا! ملک صاحب لکھا ہوا پڑھ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا اچھا۔ ملک صاحب لکھا ہوا نہ پڑھیں۔

ملک سلیم اقبال، لیکن مجھے دکھ ہے کہ آج تک حکومت کو توفیق نہیں ہوئی کہ تعزیت کے لیے دو الفاظ کہہ دیتے یا ان کے لواحقین کے لیے compensation کا کوئی اعلان کرتے۔ جبکہ یہاں کوئی خود کشی بھی کرتا ہے تو حکومت چیک اور فوٹو گرافر لے کر وہاں پہنچ جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' اب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہو گیا ہے میرے خیال میں آپ تقریر نہ کریں۔

ملک سلیم اقبال، جناب والا! اتنا بڑا سانحہ ہو گیا ہے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ مرنے والوں کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لاء منسٹر صاحب' ملک صاحب نے کہا ہے کہ اس پر گورنمنٹ نے کوئی بات نہیں کی ----

سردار غلام عباس، جناب والا! چونکہ یہ واقع چکوال کا ہے اس لیے میں چاہوں گا کہ اس بارے میں میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں وضاحت کا مسئلہ تو کوئی نہیں ہے۔

سردار غلام عباس، ہم پر ایک الزام لگایا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہ نہ ــــ وزیر قانون صاحب اس میں آپ اپنا نقطہ نظر بیان کریں۔ (قطع کلامیاں) جو انھوں نے کہا ہے' کہ گورنمنٹ نے کوئی لفظ بھی نہیں کہا اس بارے میں' میں وزیر قانون کی بات سننا چاہتا ہوں۔

سردار غلام عباس، جہاں تک فاتحہ خوانی کی بات ہے ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں اور ہونی چاہیے۔ لیکن انھوں نے جو الزام لگایا ہے ــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' وہ ایک بات ہے آپ بیٹھیں۔ لاء منسٹر صاحب وہ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ نے اس بارے میں کوئی لفظ نہیں کہا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! فاضل رکن اسمبلی نے فاتحہ سے پہلے کے جو الفاظ کہے ہیں۔ وہ صرف حکومت کے خلاف اپنی بات کہنے کے لیے گرہ لگائی ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے اس بارے میں متعلقہ محکمے کو اور انتظامیہ کو واضح ہدایات دی ہیں۔ اور اس سلسلے میں انتظامیہ کی طرف سے تفصیلات پہنچنے کے بعد ہی حکومت کی طرف سے کسی مالی امداد کا اعلان اور باقی صورت حال کے بارے میں ہدایات جاری ہوں گی۔ یہ نہیں ہوتا کہ کوئی ایک واقع ہو گیا ہے اور اس کی تفصیلات لیے بغیر فی الفور کسی بات کا

اعلان کر دیا جائے۔ جناب والا! حکومت اپنی ذمہ داریاں نبھا رہی ہے اور اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ نے انتظامیہ کو واضح ہدایات دے دی ہیں۔ اور جہاں تک فاتحہ خوانی کا تعلق ہے تو فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، فضل کریم صاحب دعائے مغفرت کرائیں۔

(اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ایک تو دعا میں غلطی تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر بات میں ہر مسئلہ میں جو اسلام کو بلیک میل کیا جاتا ہے وہ انتہائی غلط ہے۔ بلاوجہ اسلام کا نام لے کر اس ملک میں بہت سال اچھل کود ہوگئی ہے اور انھوں نے بہت زیادہ بلیک میل کر لیا ہے۔ اور یہ اس کو بہت زیادہ اٹھا کر آسمان پر لے گئے ہیں۔ ممکن ہے ہم ان سے زیادہ مسلمان ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! بیٹھیں۔ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب سپیکر! یہ اسلام کی بات کرتے ہیں؟ یہ تو اسلام کو فروخت کرنا چاہتے ہیں ----

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بیٹھیں۔ جی تابش الوری صاحب ــــ آرڈر پلیز۔ جی تابش صاحب۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب سپیکر! اس سلسلے میں' میں عرض کروں چونکہ انھوں نے ـــــ

جناب ڈپٹی سپیکر، بات سنیں! اب میں تابش الوری صاحب کو floor دیتا ہوں۔ آپ بیٹھیں۔ وصی ظفر صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ میں تابش الوری صاحب کو floor دیتا ہوں۔ فضل کریم صاحب تشریف رکھیں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب والا! جہاں تک اسلام کی بات ہے تو میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جمہوریت کی محبت میں اس قدر آگے نہ بڑھ جائیں کہ اپنے ایمان کے ضیاع کے خطرات لاحق ہو جائیں۔ جو دین کے معاملات ہیں یہ خالصتاً ایمان سے منسلک ہیں۔ ہم اس ہاؤس کے اندر اسلام کے خلاف کوئی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہیں اور اگر کسی رکن نے اسلام کے خلاف کوئی بات

کی تو ہم اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر دیں گے۔ لیکن کس صورت میں بھی اسلام کے اوپر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب میری رولنگ تو سن لیجیے' حاجی صاحب۔ بیٹھیں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، یہ کیا بات کرتے ہیں کس اسلام کی بات کرتے ہیں۔ قرآن کا نام لینے والوں کو حدیث کا نام لینے والوں کو لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا نام لینے والوں پر وزیر اعلیٰ سرحد آفتاب شیر پاؤ نے کھلی گولیاں چلائیں۔ یہ اسلام دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ قرآن دشمنی نہیں تو اور کیا ہے؛ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ اور یہاں پر جو جمہوریت آئے گی وہ اسلامی جمہوریت ہو گی ۔ مغربی جمہوریت نہیں ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں ۔۔۔ وصی ظفر صاحب آپ بھی تشریف رکھیں مجھے اپنی رولنگ تو دے لینے دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! مجھے بات کرنے کا موقع دیا جائے انھوں نے میرے متعلق بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! آپ تشریف رکھیں ۔ نہیں دیکھیں' آپ نے ایک بات کی' اب انھوں نے کر دی۔ اس طرح سے تو ہاؤس نہیں چل سکتا میری بات سنیں آپ تشریف تو رکھیں ۔۔۔ میرا مطلب یہی ہے کہ آپ ہاؤس کو چلنے دینا چاہتے ہیں یا نہیں؟ ۔۔۔ میری بات سنیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میں personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پھر آپ اپنی explanation کریں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، میں دعویٰ کرتا ہوں کہ میں ان سے زیادہ مسلمان ہوں مجھے اسلام سے زیادہ پیار ہے۔ انھوں نے اس ملک کو اسلام کے نام پر سولہ سال تک لوٹا ہے۔ انھوں نے اسلام کے نام پر ملک کی بنیادیں کھوکھلی کی ہیں۔ انھوں نے اسلام کے نام پر لاقانونیت کی ہے۔ انھوں نے اسلام کے نام پر اپنے خاندان بنائے ہیں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری اصغر علی گجر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! وصی ظفر صاحب کو نام لینا چاہیے من حیث القوم علماء کو بدنام نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کوئی ایسا ہے تو اس کا نام لینا چاہیے تاکہ تمام کے تمام بد نام نہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے' آپ بیٹھیں ۔۔۔ اگر ایک منٹ مجھے موقع دے دیں تو ۔۔۔۔۔۔

میاں سعید احمد شرقپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شرقپوری صاحب جب سپیکر بول رہا ہو تو کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کو یہ کہوں گا کہ یہ وقفہ سوالات ہے آپ اس میں غیر ضروری پوائنٹ آف آرڈر نہ کیجیے۔ میں خاص طور پر فاضل رکن وصی ظفر صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اسلام کا نام لے کر ایک ایسی متنازعہ بات نہ کیجیے۔ اسلام ہم سب کا مذہب ہے اور ہم سب مسلمان جو پاکستان میں رہتے ہیں وہ سب اسلام کو اپنا ایمان سمجھتے ہیں اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہے اسلام کا نام لے کر دوسروں کے متعلق ایسی بات کرنا جذبات کو بھڑکانے کے مترادف ہے ۔ اس لیے میں یہ چاہوں گا کہ اس ہاؤس کی کارروائی کو پر امن طور پر چلانے کے لیے کسی بھی معزز رکن پر یا کسی کا نام لیے بغیر جس طرح چودھری اصغر علی گجر نے فرمایا ہے ایسے ہی کوئی بات نہ کہہ دی جائے جس سے ایوان کا ماحول خراب ہو جائے۔ مہربانی۔

چودھری محمد وصی ظفر، [*********************] (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری پرویز الٰہی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد شریف کی گرفتاری کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کرنا

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس معزز ہاؤس کی توجہ ایک ایسے اہم واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور ساتھ ہی اس افسوس ناک واقعہ کے بارے میں قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ صوبائی اسمبلی کا یہ اجلاس صوبے میں حکومت کی سیاسی انتقامی کارروائی پولیس تشدد' بدعنوانی اور لاقانونیت پر گہری تشویش اور اضطراب کا اظہار کرتی ہے۔

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب! آپ اس مسئلے پر کیا کہتے ہیں.....

چودھری پرویز الٰہی، حکمرانوں کی سازش اور ایوان میں سیاسی انتقام اس انتہا تک پہنچ چکا ہے کہ میاں نواز شریف کے والد کو بھی آج گرفتار کر لیا گیا ہے..... (شور و غل)

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ اس ایوان میں قرارداد آپ کی اجازت کے بغیر نہیں پڑھ سکتے...

آوازیں، یہ عدالتوں کا مسئلہ ہے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! کسی وارنٹ کے بغیر میاں نواز شریف کے والد کو گرفتار کیا گیا ہے اور یہ غیر قانونی کارروائی کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔

وزیر قانون، جناب والا! میں آپ کی توجہ رول 92 کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں-- [* * * * *]

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر آرڈر I call the House to order۔ پلیز، اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ براہ مہربانی آپ بیٹھیں۔ وزیر قانون صاحب، ظفر علی شاہ صاحب تشریف رکھیں۔ لیڈر آف دی اپوزیشن تشریف رکھیں۔ میں بحیثیت سپیکر آپ سے کہتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ قائد حزب اختلاف قائد ایوان اور دوسرے ممبران یعنی سب کے لیے رولز ہیں۔ آپ میری بات تو سنیں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! آپ نے مجھے فلور دیا ہے آپ مجھے بات تو کرنے دیں....

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری صاحب! میں آپ کو وافر وقت دوں گا۔ لیکن اس طرح سے بات کرنے کا فائدہ نہیں ہے کیونکہ بات سنائی نہیں دے رہی کہ ہاؤس میں کیا ہو رہا ہے؛ آپ بیٹھیں تشریف رکھیں میں آپ کو وقت دوں گا...... [**********]۔

چودھری پرویز الٰہی، [*************]

جناب ڈپٹی سپیکر، جب سے میں روک رہا ہوں اس وقت سے لے کر اب تک کی کارروائی کو میں حذف کرتا ہوں۔ کیونکہ میری اجازت کے بغیر ہاؤس میں اس قسم کی باتیں ہوئی ہیں۔
جب سپیکر اجازت نہیں دے رہا کسی کو کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ سپیکر کی اجازت کے بغیر بولے۔

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

آپ تشریف رکھیں میں آپ کو اجازت دوں گا۔ (قطع کلامیاں) **************
دیکھیں چودھری صاحب نے ریزولیوشن move کیا اور میری اجازت کے بغیر move کر دیا۔
رول 92 اس بارے میں کیا کہتا ہے ؟ A private member who wishes to move a
'resolution shall give seven days notice' یہاں میری اجازت نہیں ہے اس لیے میں اسے disallow کرتا ہوں اور میں قرار داد کو اس طرح سے پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا۔
سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سید ظفرعلی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ان کی بات توجہ سے سنی جائے اس طرح سے اسمبلی کو چلائیں جس سے یہ با وقار ادارہ معلوم ہو۔

سیدظفر علی شاہ، جناب سپیکر! آپ نے ہاؤس کو خاموش کروا کر بات سننے کی اور جاننے کی بات کی ہے میں اس کے لیے آپ کا مشکور ہوں۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی یہ بہت دفعہ ہو چکا ہے اور میں معذرت سے یہ کہوں گا کہ سپیکر صاحب جس وقت بھی سیٹ پر تشریف فرما ہوتے ہیں' آپ ہوں یا بڑے سپیکر صاحب ہوں یہ ایک وتیرہ بن گیاہے اور مجھے ابھی تک سمجھ نہیں لگی کہ حکومتی benches کیوں guilty conscious ہو جاتے ہیں؛ ابھی لیڈر آف دی اپوزیشن کھڑے ہی ہوئے ہیں قرارداد کا لفظ انہوں نے بولا ہے' متن ابھی تک انہوں نے سنا نہیں وہ کس بات پر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں ......

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں آپ کو بھی وقت ملے گا پہلے ان کو اپنی بات ختم کر لینے دیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں پھر یہی عرض کر رہا ہوں کہ یہ guilty conscious ہیں' وصی ظفر صاحب اس اسمبلی کے معزز رکن ہیں وہ ہمیں سنیں کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں؛ کیا کہنا چاہتے ہیں اور اگر ان کے پاس دلائل ہیں اور اگر ان کو ہماری بات پسند نہیں اگر ہماری قرارداد ان کو پسند نہیں اور اگر اپنے ظلم و تشدد پر انہیں شرم نہیں آتی تو وہ ہماری باتوں کا بے شک جواب دے دیں......

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر پیش ہو گیا اب میں آپ کو تقریر کی اجازت نہیں دوں گا۔ ظفر علی شاہ صاحب آپ نے اپنا نقطہ نظر پیش کر دیا۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! اس طرح سے اسمبلی نہیں چل سکے گی اگر آپ اس طرح سے چلانا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کر رہے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! آپ نے ہمیں شودر سمجھا ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے رولز کے مطابق چلنا ہے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! اگر آپ رولز کی بات کرتے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس قانون کے تحت میاں نواز شریف کے والد کو اٹھا کر لے گئے ہیں؟ (قطع کلامیاں) ہم اسمبلی میں مارشل لاء نہیں چلنے دیں گے ......

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں' میں نے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! آپ قائد حزب اختلاف کو موقع دیں اور آپ کو موقع دینا ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں کیسے موقع دوں گا آپ بیٹھیں تشریف رکھیں۔

سید ظفر علی شاہ: یہ مارشل لاء ہم نہیں چلنے دیں گے۔ اسمبلی میں مارشل لاء نہیں چلے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس طرح سے میں آپ کا حکم نہیں مانوں گا۔ میں سپیکر ہوں ۔ آپ بیٹھیں تشریف رکھیں ۔ میں اس پر رولنگ دیتا ہوں۔ میرے فاضل بھائی اور رکن نے جو کچھ کہا ہے کہ لیڈر آف اپوزیشن نے ابھی بات شروع کی اور ان کی بات ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی حکومتی بنچوں نے شور مچانا شروع کر دیا ۔ دیکھیں انہوں نے کہا کہ میں قرارداد پیش کرتا ہوں آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ قرارداد کس طرح سے پیش کی جاتی ہے اور کیسے اس کی اجازت لی جاتی ہے؟ اگر انہوں نے کہا ہے کہ قرار داد کے لیے رولز کو معطل کرنا پڑتا ہے۔ تو اس کے بعد اگر اسمبلی اجازت دے تو پھر قرار داد ہاؤس میں پیش کی جاسکتی ہے۔ ایسے نہیں ہے۔ میری بات سن لیں۔ میں آپ کو وقت دوں گا۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں نہیں' آپ بیٹھیں۔ بات یہ ہے کہ اگر آپ نے اس ہاؤس کو طریقے سے چلانا ہے' رولز کے اندر چلانا ہے تو سارا وقت آپ کا وقت ہے۔ میں قطعاً غیر ضروری پوائنٹ آف آرڈر

ان کو نہیں اٹھانے دوں گا۔ لیکن آپ ذرا تحمل سے، صبر سے کام لیں۔ یہ تمام وقت آپ کا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ جب قرار داد پیش کر رہے تھے تو ان کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ جناب سپیکر! میں ذرا اس کے لیے اسمبلی سے رولز کو معطل کروانا چاہتا ہوں۔ (قطع کلامیاں۔۔۔) دیکھیں میں نے ہاؤس کو چلانا ہے میری بجائے آپ بھی اگر یہاں بیٹھیں گے تو آپ کو بھی ہاؤس اسی طرح چلانا پڑے گا۔ تو لہذا میں یہ چاہتا ہوں کہ جب بھی کوئی بات ہو ہم رولز کے اندر رہ کر وہ بات کریں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ تمام وقت اپوزیشن کا ہوتا ہے حکومتی بنچز کی حاضری گو ضروری ہے لیکن ان کے پاس اتنا وقت نہیں کہ وہ بولتے رہیں۔ بولنا تو آپ نے ہے۔ میں یہی کہوں گا فاضل رکن وصی ظفر صاحب کو بھی کہ ہم نے اس ہاؤس کو چلانا ہے زیادہ سے زیادہ وقت ہم نے اپوزیشن کو دینا ہے صبر سے ان کی بات سننی ہے حوصلے سے بات سننی ہے اور دائرہ تمیز کے اندر رہ کر گفتگو کرنی ہے، ایک دوسرے پر ہم نے کوئی چوٹیں نہیں لگانی کوئی فقرے نہیں کسنے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایک دوسرے کا پوری طرح سے احترام کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ وصی ظفر صاحب کافی دیر سے کھڑے ہیں۔ جی وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اس میں میری گزارش صرف یہ ہے کہ جناب نے بھی میرا نام لیا اور تنبیہ فرمائی شاہ صاحب نے بھی میرا نام لیا۔ میں ان کا بھی شکر گزار ہوں۔ رولز میں یہ لکھا ہے کہ قرار داد پیش کرنے سے پہلے دو لائنیں یہ ہیں کہ جناب والا! میں قرار داد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہ میری قرار داد پیش کرنے کے لیے رولز کو معطل کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے قرار داد پیش کرنی ہے۔ چاہتا ہوں کا لفظ نہیں کہا۔ جناب والا ٹیپ چلالیں۔ جس پر میں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا اور میرا پوائنٹ آف آرڈر لیگل تھا۔ اب میں جناب کے سامنے وہی پوائنٹ آف آرڈر پیش کرتا ہوں کہ آیا قرار داد بغیر اجازت کے پیش کی جاسکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں پیش کی جاسکتی۔

چودھری محمد وصی ظفر، یہی میرا پوائنٹ آف آرڈر تھا۔ اور میں رول آف لاء کے لیے لڑتا رہوں گا۔ میں کسی کی نہیں سنوں گا۔ قانون کی بالادستی کے لیے اور اس بات کے لیے کہ قانون کے دائرے

میں چلیں۔ میں اس کے لیے ہمیشہ کھڑا ہوتا رہوں گا۔ (قطع کلامیاں۔۔۔)

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اجازت مانگیں۔ میں اسمبلی سے پوچھ لیتا ہوں۔ جی تابش الوری صاحب۔

سید تابش الوری، جناب والا! آپ نے قاعدہ نمبر 197 کا ذکر کیا۔ جو معمول کے حالات میں آپریٹ کرتا ہے۔ لیکن جب صورت حال ایسی سنگین ہو اور معاملہ اہمیت عامہ کا ہو۔ تو پھر اسی قاعدے اور قانون کے تحت یہ اجازت بھی دی گئی ہے کہ سپیکر کی اجازت سے ایسی قرار داد کو پیش کرنے کی اجازت دی جاتی ہے اور قاعدہ نمبر 202 کے تحت سپیکر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی قرار داد کو یہاں زیر بحث لانے کی اجازت دے دیں۔ جناب والا! جس قرار داد کا انہوں نے یہاں پر ابھی آغاز ہی کیا تھا۔ وہ اس ملک میں بڑھتی ہوئی لاقانونیت ' تشدد اور ریاستی جبر کے خلاف تشویش کا اظہار تھا۔ آپ اندازہ کریں کہ جب حالات اس مقام پر پہنچ جائیں کہ حکمران اپنے ساتھ اس جمہوری نظام کو بھی تباہ کرنے کا تہیہ کر چکے ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش صاحب! اب یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں تو قرار داد کی اہمیت بتا رہا ہوں۔ میں یہ معمول کے حالات کی بات نہیں کر رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر اٹھائیں۔ یہی تو میرا آپ کے ساتھ رونا ہے۔ کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ ایک لمبی چوڑی تمہید باندھ دیتے ہیں۔

سید تابش الوری، [*********]

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اس کو حذف کرتا ہوں۔ تابش صاحب تقریر کر رہے ہیں۔ میں اس کو آگے نہیں چلنے دوں گا۔ اب سوالات۔۔۔حاجی مقصود احمد بٹ صاحب۔ next جناب سعید اکبر۔۔۔۔ (قطع کلامیاں۔۔۔۔۔)

سید تابش الوری، یہ حکومت کیا کر رہی ہے۔ مشترکہ اجلاس سے پہلے اور صوبائی اسمبلی کے اجلاس سے پہلے ہوتا کیا ہے۔ حکومت خود جمہوری نظام کو سبوتاژ کرنا چاہتی ہے۔

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں یہ ایسے ہاؤس چلے گا۔ (قطع کلامیاں-----) میں نے ان کو فلور نہیں دیا میں نے فلور آپ کو دیا ہے۔ جناب غلام عباس صاحب۔

سردار غلام عباس، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہاں پر ایک فاضل رکن نے قم کے مقام پر (قطع کلامیاں-----)

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں یہ ایسے ہاؤس چلے گا۔ میں آپ کی ڈکٹیشن پہ اجازت نہیں دوں گا۔ بیٹھ جائیں۔ have your seat please جی چلیں جی۔

سردار غلام عباس، جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں کہ یہاں پر ایک فاضل رکن نے قم کے مقام پر حادثے میں شہداء کا ذکر کیا ہے۔ ہم ان شہیدوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ وضاحت اس بات کی کرنا چاہتا ہوں کہ میں بحیثیت نمائندہ حکومت وزیر اعظم پاکستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے----- (قطع کلامیاں-----)

جناب ڈپٹی سپیکر، قائد حزب اختلاف صاحب ایسے بات نہیں ہو گی کہ ایک ممبر کو میں نے فلور دیا ہے۔ آپ بغیر اجازت کے ہی شروع کر رہے ہیں۔ میں نے غلام عباس کو فلور دیا ہے۔ جی----

سردار غلام عباس، جی ہاں' میں عرض یہ کر رہا تھا کہ میں نے تلہ گنگ کے مقام پہ ان تمام لوگوں کے گھر پہ حاضری دی جو اس حادثے میں وفات پا گئے ہیں۔ اور حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب نے اس بات کی یقین دہانی ایک نمائندہ ہونے کی حیثیت سے مجھے کروائی ہے کہ وہ ہر قسم کی امداد کر لیں گے اور انہوں اس بات کی اطلاع ایران ایمبیسی کو بھی کر دی ہے۔ ہم اس قسم کے واقعات کو سیاسی رنگ نہیں دینا چاہتے۔ ہم حقیقت میں ان کے خادم ہیں اور ان کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان کے غم میں بھی برابر کے شریک ہیں اور ان کے لواحقین کو انشاء اللہ جو حکومت سے ہو سکا پورے طریقے سے accommodate کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب چودھری پرویز الہیٰ صاحب! اب آپ بات کریں۔ کیوں ان کی باری ختم ہوئی۔ اب میں آپ کو فلور دیتا ہوں۔ جی---

چودھری پرویز الہیٰ، جناب والا! قاعدہ نمبر 202 کے تحت میں اجازت حاصل کرنا چاہتا ہوں کہ رولز

معطل کرکے مجھے ایک نہایت ہی اہم اور ملکی اہمیت کی حامل قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب میں ہاؤس سے اجازت چاہوں گا۔ (قطع کلامیاں۔۔۔) ایک منٹ ایسے بات نہیں ہے۔ اب انہوں نے بات کی ہے تو مجھے رولز کے مطابق چلنے دیں۔ قاعدہ نمبر 202 کے تحت رولز معطل کرکے چودھری پرویز الٰہی کو قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک نامنظور ہوئی) (قطع کلامیاں۔۔۔)

جناب ڈپٹی سپیکر، تو کیا آپ اب گنتی کروانا چاہتے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! یہ بالکل غلط ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس کو چیلنج کرتے ہیں۔ تو گنتی کرائیں۔ گنتی کریں جی۔۔۔(قطع کلامیاں) میں قاعدے کے مطابق چل رہا ہوں۔ چلیں جی گنتی کروائیں۔ (ممبران اپوزیشن سپیکر کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے) یہ کوئی طریقہ ہے۔ یہاں سے آپ لوگ اپنی اپنی سیٹوں پہ چلے جائیں۔ اگر ہاؤس کو چلانا ہے تو اپنی اپنی سیٹ پہ چلے جائیں۔

جناب انعام اللہ نیازی، [************]

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اس کارروائی کو حذف کرتا ہوں۔ یہ ہاؤس کا تقدس پامال کر رہے ہیں۔۔۔

(قطع کلامیاں، شور، نعرے بازی)

سپیکر نے فیصلہ انصاف اور رول کے مطابق کیا ہے۔ اسمبلی آپ کو اجازت نہیں دیتی۔ آئیں، ووٹنگ کرائیں۔ ووٹنگ میں اگر آپ زیادہ ہیں تو میں آپ کی بات مانوں گا، اگر یہ زیادہ ہیں، ان کی بات مانوں گا۔ یہ جمہوریت ہے۔ یہ جمہوریت ہے۔

(اپوزیشن کی طرف سے زبردست نعرے بازی اور شور میں سوالات پیش کیے جاتے رہے اور جوابات پڑھے جاتے رہے)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب فرخ جاوید گھمن۔

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

(سوال نمبر 548 پیش نہ کیا گیا)

جناب احمد خان بھرل

(سوال نمبر 583 پیش نہ کیا گیا)

ملک نواب شیر وسیر صاحب۔

ملک نواب شیر وسیر، سوال نمبر 610۔

جڑانوالہ شرق پور روڈ کی مرمت

*610۔ **ملک نواب شیر وسیر،** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،
کیا یہ درست ہے کہ لاہور سے جڑانوالہ براستہ شرق پور روڈ کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اگر ہاں تو آیا اس سڑک کی تعمیر و مرمت کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے۔ اگر ہاں تو کتنے عرصے میں اس کی تکمیل ہو جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

لاہور سے جڑانوالہ براستہ شرق پور روڈ اپنی ڈیزائن لائف گزار چکی ہے اور اس پر ٹریفک کا دباؤ بھی بہت ہے۔ علاوہ ازیں built up areas میں نکاسی آب میں رکاوٹ پیدا ہونے کی وجہ سے سڑک متاثر ہوئی ہے اور اس کی حالت بہتری کی متقاضی ہے۔

پچھلے مالی سال میں ضلع شیخوپورہ کی حدود میں واقع سڑک کے وہ حصے جو آبادیوں سے گزرتے تھے اور نکاسی آب کے فقدان کی وجہ سے خستہ حال تھے کہ درستگی کر دی گئی ماسوائے منڈی فیض آباد' موڑ کھنڈا اور بھکی اڈا کے۔ یہ متذکرہ حصے بحالی نقصانات سیلاب 1992ء کے منصوبہ میں شامل کیے گئے ہیں اور ان کی درستگی کا کام موجودہ بارشوں کی وجہ سے عارضی طور پر رکا ہوا ہے۔ جیسے ہی موسم بہتر ہوا اس کو دوبارہ شروع کر دیا جائے گا۔ پروگرام کے مطابق اسے موجودہ مالی سال میں ہی مکمل کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سوال نمبر 610' صفحہ نمبر 15 کا جواب دیکھیے)

(جواب پڑھا گیا (زبردست نعرے بازی میں آواز سنائی نہ دی)

حاجی عبدالرزاق صاحب۔۔۔ not present۔ سید محمد عارف حسین بخاری صاحب۔

(حزب اختلاف کی طرف سے زبردست نعرے بازی)

اب اسمبلیاں اسی طرح چلیں گی۔ یہ شور ڈالتے رہیں گے، ہم کام کرتے رہیں گے۔ جناب ایس اے حمید۔ سوال نمبر 646، صفحہ نمبر 18۔ جناب ایس اے حمید صاحب، سوال نمبر 647، صفحہ نمبر 19۔

(سوالات پیش نہ کیے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ملک مختار احمد، سوال نمبر 661، صفحہ نمبر 21۔ اس کا جواب تو پڑھ دیں۔

(قطع کلامیاں، شور، نعرے بازی)

چودھری احمد یار گوندل صاحب، سوال نمبر 674، صفحہ نمبر 22، جناب شاہد ریاض ستی، سوال نمبر 677

(سوالات پیش نہ کیے گئے) (قطع کلامیاں، شور، نعرے بازی)

کیا کر رہے ہو؟ انداز فکر بدلو۔ پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری (سوال نمبر 701 پیش نہ کیا گیا)۔ میاں محمد ثاقب خورشید (سوال نمبر 717 پیش نہ کیا گیا)۔ جناب محمد عارف چٹھہ، صفحہ نمبر 26۔

(سوال نمبر 718 کا جواب جزوی طور پر پڑھا گیا)

ضلع گوجرانوالہ میں سڑکوں کی مرمت

*718۔ جناب محمد عارف چٹھہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 93-1992ء کے دوران ہائی ویز کی سڑکوں کی مرمت کے لیے ضلع گوجرانوالہ اور بالخصوص تحصیل وزیر آباد کے لیے کتنا فنڈ مختص کیا گیا تھا اور کس کس سڑک کی مرمت پر کتنی رقم خرچ کی گئی۔

(ب) گزشتہ سیلاب میں ضلع گوجرانوالہ میں تباہ شدہ سڑکوں کی مرمت کے لیے سپیشل گرانٹ دی گئی تھی اس میں سے کس قدر رقم سڑکوں کی تعمیر پر خرچ کی گئی اور کل رقم کتنی تھی۔

(ج) ضلع گوجرانوالہ اور بالخصوص تحصیل وزیر آباد میں سڑکوں پر کتنے بیلدار مقرر ہیں اور ان میں سے کتنے سڑکوں پر اور کتنے افسران کے گھروں پر کام کرتے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

(الف) سال 93-1992ء کے دوران ضلع گوجرانوالہ میں ہائی ویز ڈیپارٹمنٹ کی سڑکوں کی مرمت کے لیے 193.58 لاکھ فنڈ مختص کیے گئے تھے۔ وزیر آباد کے لیے 27.08 لاکھ فنڈ مہیا کیے گئے تھے

تحصیل وزیر آباد کی سڑکوں پر مرمت کا خرچ 26.16 لاکھ ہے۔ جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام سڑک	لمبائی کلو میٹر	سالانہ مرمت	ریسرفیسنگ	کل رقم
1۔	وزیر آباد سیالکوٹ کشمیر روڈ	9.67	1,01,200/-	-----	1,01,200/-
2۔	وزیر آباد ڈسکہ روڈ	9.66	75,975/-	2.52.110/-	3,28,085/-
3۔	وزیر آباد پنڈی بھٹیاں رسولنگر روڈ	32.97	2,33,945/-	3,46,487/-	5,80,432/-
4۔	پرانی جی ٹی روڈ میل (وزیر آباد سیکشن)	9.61	1,49,660/-	-----	1,49,660/-
5۔	علی پور رسولنگر روڈ	9.03	39,517/-	-----	39,517/-
6۔	رانس مڑ دھونکل تا کوٹ اسد اللہ	14.08	79,673/-	-----	79,673/-
7۔	بچہ چٹھہ تا مدن چک روڈ	6.44	54,408/-	-----	54.408/-
8۔	پنڈوری کلاں تا علی پور روڈ	9.58	86,960/-	-----	86,900/-
9۔	رکن پور تا وریال روڈ	2.90	----------	-----	----------
10۔	خانکی تا پھنواں روڈ	14.49	51,231/-	4,24,888/-	4,76.119/-
11۔	عادل گڑھ تا وایاں والی روڈ	2.00	1,000/-	-----	1,000/-
12۔	دھونکل تا وزیر آباد روڈ	4.18	--------	2,01,150/-	2,01,150/-
13۔	موضع ڈھکی تا بابے والا کھوہ	2.90	9,667/-	-----	9,667/-
14۔	علی پور حافظ آباد روڈ	23.00	70,000/-	-----	70,000
15۔	جلال پور قادر آباد روڈ	41.80	1.42,000/-	2.92,837/-	4,34,837/-
16۔	پنڈوری کلاں تا ڈھلا چٹھہ روڈ	12.00	3,000/-	-----	3,000/-
میزان			10,93.236/-	15,47.172/-	26,15,708/-

(ب) 1992ء کے سیلاب اور بارشوں سے متاثرہ سڑکوں کی بحالی کے لیے پچھلے سال 30 لاکھ روپیہ کی رقم مختص کی گئی تھی چونکہ بحالی نقصانات سیلاب کا منصوبہ ایشیائی ترقیاتی بنک کی مدد سے

مکمل کیا جانا ہے اور ان سڑکوں کے تخمینہ جات بنک کے وضع کردہ اصولوں کے تحت ایک مشاورتی فرم (NESPAK) کی پڑتال (Checking) کے بعد منظور ہوتے ہیں اور یہ طریق کار کافی لمبا ہے اور تخمینوں کی منظوری حاصل ہونے میں کافی وقت لگا۔ جس وجہ سے کام شروع ہونے میں تاخیر ہوئی اور 30 لاکھ روپیہ کی مختص شدہ رقم خرچ نہ ہو سکی اور محکمہ خزانہ کو واپس کر دی گئی۔ تاہم محکمہ خزانہ سے اگلے سال 94-1993ء یہ رقم دوبارہ مل گئی اور اس سے بحالی کا کام کیا گیا۔

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں سڑکوں کی کل لمبائی 1616 کلومیٹر ہے۔ محکمانہ پیمانہ کے مطابق بیلداروں کی تعداد 505 بنتی ہے۔ منظور شدہ بیلداروں کی تعداد 211 ہے اور موجود تعداد 208 ہے۔ اسی طرح وزیر آباد تحصیل میں سڑکوں کی کل لمبائی 256 کلومیٹر ہے محکمانہ پیمانہ کے مطابق بیلداروں کی تعداد 80 بنتی ہےمنظور شدہ تعداد 26 ہے اور موجود تعداد بھی 26 ہے۔ تمام موجود بیلدار سڑکوں پر کام کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک مختار احمد۔ سوال نمبر 813

سرگودھا بائی پاس کی تعمیر

***813۔ ملک مختار احمد**، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سرگودھا بائی پاس روڈ کی تعمیر پر اب تک کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی تعمیر کا کام ابھی تک نامکمل پڑا ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہو تو مزید کتنی رقم سے یہ منصوبہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) سرگودھا بائی پاس کی تعمیر پر اب تک 401 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کا کام ابھی تک نامکمل ہے۔ اس سڑک کی کل لمبائی 20.96 ہے، جس میں سے 13.28 کلومیٹر مکمل ہو چکی ہے۔ علاوہ ازیں لوئر جہلم کینال اور سیم نالہ پر دو پلوں کی تعمیر جاری ہے۔ بقایا لمبائی 7.67 کلومیٹر ہے۔ جس کے لیے ٹینڈر وصول کر لیے گئے ہیں۔ تاہم سکیم کا نظر ثانی شدہ تخمینہ محکمہ منصوبہ بندی میں زیر منظوری ہے۔ یہ منظوری

حاصل ہونے پر بقایا لمبائی پر بھی کام اسی سال شروع کر دیا جائے گا۔

(ج) اس منصوبے کی تکمیل کے لیے تخمینہ لاگت 647.67 لاکھ روپے ہے۔ موجودہ مالی سال میں اس منصوبہ کے لیے حکومت نے 50 لاکھ روپیہ فراہم کیا ہے۔ بقایا رقم 196.67 لاکھ روپے اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام میں مہیا ہونے پر منصوبہ کی تکمیل جون 1996ء تک ہو گی۔

(اپوزیشن کی طرف سے جناب ڈپٹی سپیکر کی نشست کے قریب پہنچ کر زبردست نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ارشد عمران سلہری۔ سوال نمبر 832۔ جناب سید ظفر علی شاہ صاحب' not present، راجہ جاوید اخلاص صاحب' He is not present. چودھری نذر عباس بھٹی صاحب' سوال نمبر 918' صفحہ نمبر 32۔

حافظ آباد خانقاہ ڈوگراں روڈ کی تعمیر

*918۔ **چودھری نذر عباس بھٹی**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

حافظ آباد خانقاہ ڈوگراں روڈ کی تعمیر کس سال منظور کی گئی تھی اور اب تک مذکورہ سڑک کس حد تک مکمل ہو چکی ہے۔ اس منصوبہ کی تاریخ تکمیل کیا تھی۔ مذکورہ سڑک کی کل لمبائی کتنی ہے اور اس کی تکمیل کب تک متوقع ہے۔ تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

حافظ آباد خانقاہ ڈوگراں روڈ کی تعمیر اگست 1986ء میں منظور ہوئی۔ اس سڑک کی کل لمبائی 25.10 کلومیٹر ہے اور اب تک 21.50 کلومیٹر مکمل ہو چکی ہے۔

منظوری کے فوراً بعد اس سڑک کی تعمیر کا کام دو حصوں میں بانٹ دیا گیا ہے پہلے حصے یعنی کلومیٹر 0 تا 12 کا کام فوری طور پر شروع کر دیا گیا اور جولائی 1987ء میں مکمل کر لیا گیا۔ دوسرے حصے یعنی کلومیٹر 12 تا 25.10 کا کام نومبر 1986ء میں شروع کیا گیا لیکن اس حصے کا ٹھیکیدار مقررہ مدت میں کام مکمل نہ کر سکا جس پر اس کے خلاف ضابطے کی کارروائی کی گئی اور اس کے ساتھ معاہدہ اکتوبر 1988ء کو ختم کر دیا گیا۔

اس دوران ریٹس بڑھ گئے اور سکیم (revise) کروانی پڑی۔ دوبارہ ستمبر 1990ء کو

ہوئی۔ بقایا کام ایک ٹھیکیدار کو نومبر 1990ء کو الاٹ کر دیا گیا۔ جو جون 1994ء کو مکمل ہو جانا چاہیے تھا۔ لیکن ٹھیکیدار کی کوتاہی کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکا۔ اس لیے اس کے خلاف ضابطے کی کارروائی شروع کر دی گئی ہے۔ اگر اس نے نوٹس پریڈ میں کام مکمل نہ کیا تو قانونی کارروائی مکمل کر کے کسی اور ٹھیکیدار سے تعمیر مکمل کروا لی جائے گی۔ سب کام ان شاء اللہ اسی سال مکمل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال، چودھری نذر عباس بھٹی، سوال نمبر 919

حافظ آباد میں سڑکوں کی مرمت

*919۔ **چودھری نذر عباس بھٹی،** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سیلاب 1992ء کے دوران تحصیل حافظ آباد میں محکمہ ہائی وے کی کس کس سڑک کو نقصان پہنچا اور ہر متاثرہ سڑک کی مرمت کے لیے حکومت نے آر ایف ڈی کے تحت کس قدر فنڈز مہیا کیے۔

(ب) سیلاب سے متاثرہ سڑکوں کے نام کیا ہیں اور ان کی مرمت کا کام کب تک شروع کر دیا جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) سال 1992ء میں بارشوں اور سیلاب سے تحصیل حافظ آباد کی تیرہ سڑکات کو نقصان پہنچا۔ ان سڑکات کی بحالی کے لیے چار سب پراجیکٹ مرتب کیے گئے۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	تفصیل سب پراجیکٹ	تخمینہ لاگت (لاکھ روپے)	خرچ 6/94 تک (لاکھ روپے)
1۔	حافظ آباد وینکے تارڑ روڈ میل نمبر 4.5 تا 16.8 جلاہور قادر آباد روڈ میل نمبر 12 تا 24	23.25	7.41
2۔	گوجرانوالہ حافظ آباد پنڈی بھٹیاں روڈ میل نمبر 62 لاہور شیخوپورہ، سرگودھا روڈ میل نمبر 68	107.15	35.46

پنڈی بھٹیاں طالب والا روڈ میل نمبر 1

سانگلہ ہل کوٹ نکا روڈ میل نمبر 0 تا 45

3- علی پور۔ حافظ آباد روڈ میل نمبر 12 تا 24

اڑتالی۔ حافظ آباد روڈ براستہ نوشہرہ میل نمبر 16 تا 24 19.28

حافظ آباد سکھے روڈ میل نمبر 0 تا 18

حافظ آباد خانقاہ ڈوگراں روڈ میل نمبر 0 تا 12

4- نانو آنہ خانقاہ ڈوگراں روڈ میل نمبر 4

جلال پور سکھیکی روڈ میل نمبر 0 تا 15 16.65

سکھیکی مڑھ بلوچاں روڈ میل نمبر 0 تا 6.50

کُل 166.33 42.87

(ب) سیلاب سے متاثرہ تمام سڑکات کے نام سب پراجیکٹس کے مطابق جز الف میں بیان کر دیے گئے ہیں اور ان کی مرمت کے بارے میں عرض ہے کہ سال 94-1993ء میں پہلے دو سب پراجیکٹس پر تخمینہ منظور کروا کر کام شروع کر دیا گیا ہے اور جون 1994ء تک ان پر 42.87 لاکھ روپے خرچ کیے گئے ان دونوں منصوبوں پر اسی سال کام مکمل ہو جائے گا۔ بقیہ دو سب پراجیکٹس میں سے سیریل نمبر 3 کا فیڈرل فلڈ کمیشن کی مشاورتی فرم نے موقع پر جائزہ مکمل کر لیا ہے اور اس کا تخمینہ برائے منظوری اسی ہفتے بھیجا جا رہا ہے۔ سب پراجیکٹ جو کہ سیریل نمبر 4 پر ہے۔ اس کا بھی تخمینہ بنایا جا رہا ہے اور اس کی منظوری آئندہ چار پانچ ہفتوں تک متوقع ہے۔ اس سال کے ٹارگٹ کے مطابق ان پر تقریباً اسی فیصد کام مکمل ہو جائے گا۔

ان منصوبوں کے لیے 90 فیصد رقم ایشیائی ترقیاتی بنک فراہم کر رہا ہے۔ جب کہ بقیہ دس فیصد حکومت پنجاب دے گی۔ حکومت پنجاب نے اپنے حصہ کی رقم 4527 لاکھ روپے (پورے صوبہ کے لیے) بجٹ 95-1994ء میں مختص کر دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سردار حسن اختر موکل۔ not present

حاجی محمد افضل چن، سوال نمبر 1088۔

پکھووال پنڈ مکو روڈ کی تعمیر و تکمیل

*1088۔ حاجی محمد افضل چن، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ کے حکم کے تحت 1986ء میں ضلع منڈی بہاؤالدین میں پکھووال تا پنڈ مکو براستہ ریلوے اسٹیشن سڑک کی تعمیر کی منظوری دی گئی تھی۔
(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس سڑک کی تعمیر کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی۔ کیا یہ سڑک مکمل ہو گئی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے اور اس تساہل کا ذمہ دار کون ہے۔ نیز کب تک مذکورہ سڑک مکمل کی جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سید اکبر خان)،
(الف) یہ درست ہے کہ پکھووال تا پنڈ مکو براستہ ریلوے اسٹیشن کی تعمیر کی منظوری 1986ء میں دی گی۔ یہ سڑک منڈی بہاؤالدین ضلع کی تحصیل ملکوال میں واقع ہے۔
(ب) اس سڑک کی منظور شدہ لمبائی 2.57 میل ہے۔ اس کا تخمینہ 15.98 لاکھ روپے ہے۔ سال 1987-88ء سے 1992-93ء میں اس سڑک کے فنڈز نہ آ سکے جس کے باعث یہ سڑک گزشتہ سال میں مکمل نہ ہو سکی۔ تا دم تحریر 2.17 میل سڑک مکمل ہو چکی ہے باقی ماندہ لمبائی 2100 فٹ ہے۔ جس پر کام جاری ہے اور نومبر کے آخر تک مکمل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب محمد بشارت راجا' not present ۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے جائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ڈنگہ پھالیہ روڈ کی تعمیر

*13۔ راجہ جاوید اخلاص، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈنگہ پھالیہ روڈ میل نمبر 1 سے میل نمبر 8 تک بارشوں اور سیم زدہ علاقہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ چکی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سیلاب 1992ء کے بعد F.R.P پروگرام کے تحت مذکورہ سڑک کی مرمت کے لیے 18 لاکھ روپے کا تخمینہ تیار کیا گیا تھا۔

(ج) اگر وجہ ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ سڑک کی مرمت کا کام مکمل ہو چکا ہے اگر نہیں تو اس پر کب تک کام شروع کیا جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) یہ درست ہے کہ ڈنگہ پھالیہ روڈ میل نمبر 1 تا 6 تک بارشوں سے متاثر ہوئی اور آبادیوں میں سے گزرنے والے حصے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس سڑک کی مرمت کا 11.67 لاکھ روپے کا تخمینہ بحالی نقصانات سیلاب کی سکیم کے تحت تیار کیا گیا تھا۔ بعد میں فیڈرل فلڈ کمشن کی مشاورتی فرم کی موقع پر چیکنگ کے بعد اس تخمینے پر نظر ثانی کی گئی تا کہ اس کی تمام لمبائی تعمیر نو اور مضبوطی کر دی جائے۔ یہ تخمینہ 64.06 لاکھ روپے کا منظور ہو گیا ہے۔

(ج) اس سڑک کی بحالی کا کام جاری ہے اور ان شاء اللہ یہ اسی سال مکمل ہو جائے گا۔

ملازمین کے تبادلہ کی تفصیل

*35۔ جناب راجہ محمد بشارت، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ مواصلات و تعمیرات اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ 1 سے لے کر گریڈ 20 تک کے کتنے ملازمین کا تبادلہ کیا گیا۔ تبادلہ کیے جانے والے ملازمین کا ہر اسٹیشن پر عرصہ تعیناتی کتنا تھا۔ ہر ملازم کا نام عہدہ اور جگہ تعیناتی الگ الگ بیان کی جائے اور ہر ملازم نے ٹرانسفر کے سلسلہ میں کتنا ٹی۔ اے ڈی۔ اے وصول کیا اور محکمہ کو دیگر کتنے متفرق اخراجات برداشت کرنا پڑے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

محکمہ مواصلات و تعمیرات اور اس کے ذیلی اداروں میں 18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک گریڈ 1 سے لے کر گریڈ 20 تک کل 748 ملازمین کا تبادلہ کیا گیا۔ تبادلہ کیے جانے والے ملازمین کا نام عہدہ جگہ تعیناتی اور ہر اسٹیشن پر عرصہ تعیناتی اور ہر ملازم کی ٹرانسفر کے

سلسلہ میں ٹی اسے / ڈی اسے کی رقم کی تفصیل معزز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

وحدت کالونی میں نئے ٹیوب ویل کی تنصیب

*279۔ جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ وحدت کالونی میں تقریباً عرصہ ایک سال سے پانی کی بے حد کمی ہے۔

(ب) آیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے سال 1993ء میں نئے ٹیوب ویل کی تنصیب کے لیے محکمے کو تقریباً 7 لاکھ روپے مہیا کیے تھے۔

(ج) اگر جز (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہو تو ٹیوب ویل اب تک چالو کیوں نہیں ہو سکا۔ نیز حکومت کب تک ٹیوب ویل کی تنصیب شروع کر رہی ہے اور پانی کی مستقل کمی کو دور کرنے کے لیے کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

(الف) پانی کی کمی ایک ٹیوب ویل کے بور فیل ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ جس کا بروقت نوٹس لیا گیا اور نیا ٹیوب ویل نصب کرنے کے لیے تخمینہ بنایا گیا۔ اس پر 15 لاکھ روپے لاگت آئی تھی۔

(ب) سال 93-1992ء میں 7 لاکھ نہیں بلکہ 10.75 لاکھ روپے حکومت کی طرف سے محکمہ کو مہیا کیے گئے۔ جس سے بورنگ کا کام مکمل ہو گیا اور مشینری بھی موقع پر آ گئی۔ بقایا فنڈز 4.25 لاکھ روپے 94-1993ء میں مہیا کیے گئے۔ جس سے ٹیوب ویل کی تنصیب مکمل کر دی گئی۔

(ج) ٹیوب ویل کی تنصیب 94-1993ء میں مکمل کر دی گئی تھی اور بجلی کے کنکشن کے لیے واپڈا کو ادائیگی بھی کر دی تھی۔ لیکن واپڈا نے بجلی کا کنکشن جولائی 1994ء میں مہیا کیا جس کے بعد پانی کی فراہمی شروع کر دی گئی۔

سیم نالہ کے پل کو ٹریفک کے لیے کھولنے کے اقدامات

*314۔ چودھری احمد یار گوندل، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سڑک ولایت والا ضلع منڈی بہاؤالدین سے بھابھڑہ براستہ شیرے والا گزرتی ہے اس سڑک پر سیم نالہ پر ایک پل تعمیر کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس پل کو ٹریفک کے لیے نہ کھولنے کی وجہ سے عوام کو سخت

تکلیف کا سامنا ہے۔ اگر ہاں تو حکومت کب تک اس پل کو ٹریفک کے لیے کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سید اکبر خان)،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ سڑک ولایت والا سے بھابھڑہ براستہ شیرے والا پر ایک پل محکمہ شاہرات نے تعمیر کیا ہے۔

(ب) پل کی (approaches) نامکمل ہونے کی وجہ سے پل کو ٹریفک کے لیے کھولنے پر کچھ تاخیر ہو گئی۔ تاہم approaches کا کام مئی 1994ء میں مکمل کر دیا گیا تھا اور اب ٹریفک اس پل پر سے گزر رہی ہے۔

بنیادی ہیلتھ یونٹ دوھنہ عظمت کی تکمیل

*398۔ **سید محمد عارف حسین بخاری،** کیا وزیر مواصلات وتعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

بی۔ ایچ۔ یو۔ دوھنہ عظمت کب سے زیر تعمیر ہے اور اس پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے اور اس کی تعمیر کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سید اکبر خان)،

بنیادی مرکز صحت دوہنہ عظمت کی تعمیر کا کام 28-6-89 کو شروع ہوا اور اس پر اب تک مبلغ نو لاکھ تیئس ہزار -/9,23,000 روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ بنیادی تخمینہ صرف گیارہ لاکھ سینتیس ہزار (-/11,37,000) روپے کا تھا۔ چونکہ اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود تعمیر مکمل نہیں ہوئی ہے۔ اس لیے حقائق کو جاننے کے لیے انکوائری شروع کر دی گئی ہے۔ جس کی رپورٹ کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ مالی سال 94-1993ء کے دوران اس سکیم کے لیے فنڈز نہیں مہیا کیے گئے ہیں اور نظر ثانی شدہ تخمینہ جو کہ 21 63 لاکھ روپے ہے۔ محکمہ صحت کے پاس منظوری کے مراحل میں ہے۔ منظوری ہونے اور بقایا فنڈز مہیا ہونے کے بعد چھ ماہ کے اندر اس کام کو مکمل کر دیا جائے گا۔

لاری اڈہ کی سڑک کی تعمیر

*428۔ **حاجی مقصود احمد بٹ،** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ لاری اڈا لاہور بادامی باغ کی سڑک کی حالت نہ گفتہ بہ ہے اور گزشتہ کئی سالوں سے گڑھے پڑے ہوئے ہیں۔

(ب) آیا یہ امر واقع ہے کہ مذکورہ سڑک لاہور کی اہم ترین سڑک ہے اور اس پر دن رات ٹریفک جاری رہتی ہے۔

(ج) آیا یہ امر واقع ہے کہ مذکورہ سڑک کی خستہ حالی کے باعث حکومت نے مجبوراً بسوں کا راستہ تبدیل کر کے آزادی چوک کی طرف موڑ دیا ہے جس سے شہریوں کو مشکلات کا سامنا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت مذکورہ سڑک کو از سر نو تعمیر کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک یہ کام شروع کر دیا جائے گا۔ تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

(الف) یہ سڑک نومبر 1992ء سے پہلے محکمہ ہائی وے کی تحویل میں تھی اور محکمہ اس کی مناسب دیکھ بھال کر رہا تھا۔ اکتوبر 1992ء میں حکومت کے فیصلے کے تحت یہ سڑک LDA کو ٹرانسفر ہو گئی اور پھر اکتوبر 1993ء میں دوبارہ محکمہ ہائی وے کی تحویل میں واپس آ گئی۔

ایل ڈی اے نے اس سڑک کی مرمت پر خصوصی توجہ نہ دی اور اس دوران واسا کے پمپنگ سٹیشن کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے سیوریج کا پانی over flow کر کے سڑک کی خرابی کا باعث بنتا رہا اور اب یہ سڑک ختم ہو چکی ہے اور معمول کی مرمت سے اسے قابل استعمال نہیں بنایا جا سکتا اور اس کی تعمیر نو درکار ہے۔

(ب) درست ہے کہ یہ سڑک لاہور کی اہم سڑکوں میں سے ایک ہے اور اس پر دو رویہ ٹریفک جاری رہتی ہے۔

(ج) سڑک کی خستہ حالی کی وجہ سے بسیں آزادی چوک والا متبادل راستہ اختیار کرتی ہیں۔ جس سے شہریوں کو بھی تکلیف کا سامنا ہے۔

(د) اس سڑک کی تعمیر نو کے لیے ترقیاتی بجٹ میں کوئی رقم مختص نہ تھی۔ لیکن سڑک کی خراب حالت کے پیش نظر اسے بحالی نقصانات سیلاب 1992ء میں شامل کرنے کے لیے ایشیائی ترقیاتی بنک سے رابطہ کیا گیا اور بنک نے اس تجویز سے اتفاق کر لیا ہے۔

اس سڑک کو اونچا کر کے تعمیر کرنے کے لیے 52 174 لاکھ روپیہ کا تخمینہ تیار کر کے فیڈرل فلڈ کمشن کی مشاورتی فرم نے منظور کر دیا ہے۔ ٹھیکیدار کو کام الاٹ کر دیا گیا ہے۔ تعمیراتی کام موجودہ بارشوں کے بعد شروع کر دیا جائے گا۔

پل کی ناقص تعمیر کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی

*430۔ جناب محمد اکبر سید، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شیخوپورہ مانگٹانوالہ روڈ پر عظیم والا قدیم پر ایک نالہ ڈیک کی پلی تعمیر کی گئی تھی۔ جس کی ڈیزائنگ غلط اور ناقص تھی اور اس پر میٹیریل بھی ناقص استعمال کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ہلکی اور کم ٹریفک گزرنے کے باوجود یہ پل بہت کم عرصہ میں ٹوٹ گیا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پلی ابھی تک ٹوٹی پڑی ہے اور عرصہ دراز سے اس کی مرمت نہیں ہوئی۔ اس کی مرمت پر ہر سال کتنا روپیہ خرچ ہوا۔ سال وار تفصیل بتائی جائے۔ دوبارہ مرمت کرنے کے باوجود اس پل کی ناقص تعمیر ہوئی اور یہ دوبارہ مرمت کے کتنا عرصہ بعد ٹوٹ گئی۔ کیا متعلقہ افسران اور ٹھیکیداران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی۔ اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)۔

(الف) نالہ ڈیک پر پل کی تعمیر کے لیے برج ڈائریکٹوریٹ کا سٹینڈرڈ ڈیزائن اپنایا گیا۔ یہ ڈیزائن درست ہے اور بہت سے دوسرے پلوں پر بھی آزمایا جا چکا ہے۔ میٹریل بھی عمومی طور پر درست تھا۔

(ب) یہ پل ہلکی اور بھاری ہر قسم کی ٹریفک کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔ یہ درست ہے کہ سلیب کے 12 حصوں میں سے دو کو نقصان پہنچا ہے۔ تاہم اس کی وجہ معلوم کرنے کے لیے انکوائری کا حکم دے دیا گیا ہے۔

(ج) پل کی سلیب ٹوٹنے کے فوری بعد ٹریفک کو رواں رکھنے کے لیے عارضی طور پر کنکریٹ کے پائپ رکھ دیے گئے تھے اس عارضی مرمت اور بحالی ٹریفک پر 10 ہزار روپے خرچ ہوئے۔ اب

سلیب کے متاثرہ حصوں کی مستقل بحالی کر دی گئی ہے۔ جس پر 50 ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے۔ چونکہ یہ نقصان ٹھیکیدار کے ذمہ دیکھ بھال کے عرصہ میں ظاہر نہیں ہوا۔ اس لیے قانونی طور پر ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی نہیں کی جا سکتی تاہم اگر انکوائری رپورٹ میں سرکاری اہل کاروں کی کوئی کوتاہی ثابت ہوئی تو ان کے خلاف باضابطہ تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

ننکانہ مانگٹانوالہ روڈ کی ناقص تعمیر کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی

*431۔ جناب محمد اکبر سید، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ننکانہ تا مانگٹانوالہ روڈ کتنے سرمایہ سے کب تعمیر ہوئی اور یہ کتنے عرصہ بعد ٹوٹ پھوٹ گئی۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ سڑک کا تقریباً دو کلومیٹر سے زیادہ فاصلہ تک مختلف جگہوں سے تعمیر ہی نہیں کی گئی تھی اور یہ آج تک اسی طرح ٹوٹی ہوئی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سڑک پر سخت ناقص میٹریل استعمال کیا گیا۔ جس کی وجہ سے سڑک کافی جگہ سے ٹوٹ گئی ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا اس بارے میں کوئی انکوائری یا متعلقہ افسران یا ٹھیکیداران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی اگر کارروائی نہیں کی گئی تو وجہ بیان کی جائے۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ عوام کی شکایات پر بھی کوئی نوٹس نہ لیا گیا اور نہ ہی ان متعلقہ افراد کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی۔ اگر ہاں تو اس کی کیا وجہ ہے اور کیا حکومت آئندہ اس سڑک کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) ننکانہ مانگٹانوالہ روڈ کی تعمیر نو کا کل تخمینہ 104.74 لاکھ روپیہ تھا۔ سڑک کی کل لمبائی 18 کلومیٹر ہے۔ جس میں سے ننکانہ سائیڈ کے 13 کلومیٹر کا کام 1990ء میں مکمل کر لیا تھا۔ جب کہ 5 کلومیٹر بقیہ لمبائی اب جون 1994ء میں مکمل ہو گئی ہے۔

(ب) سڑک کا نامکمل حصہ جون 1994ء میں مکمل کر دیا گیا ہے۔

(ج) یہ بات درست نہ ہے کہ سڑک پر ناقص میٹریل استعمال کیا گیا ہے نئی تعمیر شدہ سڑک درست حالت میں ہے۔ تاہم 1990ء سے پہلے تعمیر شدہ لمبائی کی معمول کی مرمت قواعد کے

مطابق کی جا رہی ہے۔ تعمیر میں کوئی خرابی نہ ہے۔

(د) چونکہ تعمیر شدہ سڑک محکمانہ معیار کے مطابق ہے اس لیے کسی کارروائی کا جواز نہ ہے۔

(ہ) بقیہ کام کو مکمل کرنے میں ٹھیکیدار کے تساہل کی وجہ سے تاخیر ہوئی۔ لہذا ٹھیکیدار کے خلاف ضابطہ کے مطابق کارروائی کی گئی تھی اور بقیہ کام اس کے خرچہ پر مکمل کر دیا گیا ہے۔

جڑانوالہ سڑک کی تعمیر

*454۔ ملک نواب شیر وسیر، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا لاہور سے جڑانوالہ سڑک کی تعمیر کا منصوبہ موجودہ بجٹ میں شامل ہے۔ اگر ہے تو اس کی تکمیل پر کتنا عرصہ لگے گا کیا اسے ون وے بنایا جا سکتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

لاہور تا جڑانوالہ سڑک کی تعمیر کا منصوبہ موجودہ بجٹ میں شامل نہ ہے اور جہاں تک اسے دو رویہ بنانے کا تعلق ہے اس نوعیت کا کوئی منصوبہ حکومت پنجاب کے زیر غور نہ ہے۔ تاہم اس سڑک کی کشادگی اور مضبوطی کا منصوبہ سیکنڈ ہائی وے پراجیکٹ کے تحت زیر غور ہے۔ یہ منصوبہ ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے زیر عمل لایا جائے گا۔ بنک کی منظوری حاصل ہونے پر اس منصوبہ پر عمل در آمد کیا جائے گا۔

انسداد رشوت ستانی کے تحت مقدمات

*467۔ سید تابش الوری، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جولائی 1993ء سے اب تک صوبہ میں ان کی وزارت کے ماتحت محکموں میں رشوت ستانی و بد عنوانی کی کتنی شکایات موصول ہوئی ان کی الگ الگ نوعیت کیا تھی اور ان میں الگ الگ کتنی رقم کا معاملہ تھا۔

(ب) ان شکایات پر الگ الگ کیا کارروائی ہوئی۔ کس کس شکایت کو محکمانہ کارروائی کے لیے رکھا گیا اور کس کس شکایت پر انسداد رشوت ستانی کے تحت کس کس تاریخ کو مقدمہ درج کیا گیا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

(الف) جولائی 1993ء سے اب تک 110 شکایات موصول ہوئیں ہیں۔ ان شکایات کی نوعیت اور تفصیل مع افسران / اہل کاران کے نام کی فہرست معزز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) متذکرہ بالا فہرست کے کالم نمبر 6 میں کی گئی کارروائی کی تفصیل درج ہے۔ تمام تر موصولہ شکایات پر محکمانہ کارروائی کی گئی ہے۔ محکمہ انسداد رشوت ستانی اپنی کارروائی علیحدہ علیحدہ موصولہ درخواستوں پر کرتا ہے اور بعض اوقات مقدمہ خود درج کرنے کی بجائے انکوائری کرنے کے بعد درخواست محکمانہ کارروائی کے لیے متعلقہ کو ارسال کر دیتا ہے۔

سرگودھا' جھنگ روڈ کی تکمیل

*548۔ جناب فرخ جاوید گھمن، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سرگودھا میں واقع سرگودھا جھنگ روڈ از نہنگ تا حویلی مجوکہ' ساہیوال سے بدر بھون اور منگرا کارخانہ روڈ از ساہیوال تا شاہ پور روڈ زیرتعمیر ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ سڑکوں کی تعمیر پر اب تک کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے اور متعلقہ ٹھیکیداران کو کتنی رقم ادا کی جا چکی ہے اور کتنی بقایا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑکوں کی تعمیر کا کام بند کر دیا گیا ہے۔ جب کہ ان سڑکوں کی تعمیر 93-1992ء اور 94-1993ء کے اے ڈی پی میں شامل ہے اور ان کی تعمیر کے لیے فنڈز بھی موجود ہیں۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ سڑکوں پر کام بند کرنے کی وجوہ کیا ہیں ۔ کیا کسی ٹھیکیدار نے کوئی خوردبرد تو نہیں کی اور آیا حکومت مذکورہ سڑکوں کو جلد مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

(الف) درست ہے۔ یہ چار سڑکیں کھیت سے منڈی سڑکات کے پروگرام کے تحت زیرتعمیر ہیں۔ تاہم ان کو سیلاب 1992ء کے دوران نقصان پہنچا اور ان کی تعمیر عارضی طور پر رک گئی ہے۔

ان سڑکوں کی تعمیر پر خرچ ہونے والی رقم / ٹھیکیداروں کو ادائیگی کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1- **جھنگ روڈ از نہنگ تا حویلی مجوکہ**

اس سڑک کا اصل نام جھنگ ساہیوال سرگودھا روڈ تا حویلی مجوکہ ہے اس سڑک پر کل 18.07 لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا ہے جس میں سے 17.75 لاکھ روپیہ ٹھیکیدار کو ادا کیا گیا جب کہ 72 ہزار روپے متفرق اخراجات ہیں اور بقایا کام کی تکمیل بمعہ بحالی نقصان سیلاب کا تخمینہ 61.93 لاکھ روپیہ ہے۔

2- **ساہیوال سے بدر بھون روڈ**

اس سڑک کا اصل نام ساہیوال بدربھون تا ککشکن روڈ ہے۔ اس پر کل 40.41 لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا ہے' اس میں 38.90 لاکھ روپیہ ٹھیکیدار کو ادا کیا گیا جب کہ 1.51 لاکھ متفرق اخراجات ہیں اور بقایا کام کی تکمیل بمعہ بحالی نقصان سیلاب کا تخمینہ 42.67 لاکھ روپیہ ہے۔

3- **منگوا کا رتانہ روڈ از ساہیوال تا شاہ پور**

اس سڑک کا اصل نام گل دا کوٹ تا رتانہ سنگرا کہ روڈ ہے۔ اس پر 51.99 لاکھ روپیہ خرچ ہو چکا ہے اس میں سے ٹھیکیدار کی ادائیگی 50.40 لاکھ روپیہ ہے جب کہ 1.59 لاکھ متفرق اخراجات ہیں اور بقایا کام کی تکمیل بمعہ بحالی نقصان سیلاب کا تخمینہ 32.56 لاکھ روپیہ ہے۔

4- **ساہیوال تاشاہ پور روڈ**

اس سڑک کا اصل نام موچیوال تا ساہیوال شاہ پور روڈ ہے۔ اس پر 5.16 لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا۔ اس میں سے 5 لاکھ ٹھیکیدار کی ادائیگی جبکہ 16 ہزار روپیہ متفرق اخراجات ہیں۔ بقایا کام کی تکمیل بمعہ بحالی نقصان سیلاب کا تخمینہ 10.37 لاکھ روپیہ ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) کے جواب میں عرض کیا گیا ہے۔ ان سڑکات کو سیلاب سے نقصان پہنچا اور کام عارضی طور پر رک گیا۔ اس دوران مہنگائی بھی ہوگئی اور ٹھیکیدار پرانے ریٹوں پر بقایا کام کو مکمل کرنے اور نقصان زدہ کام کی بحالی پر راضی نہ ہوا۔ اس بنا پر مالی سال 94-1993ء کے ترقیاتی پروگرام میں مہیا کردہ رقم خرچ نہ ہو سکی۔ نقصان زدہ کام کی بحالی اور بقایا کام کی

تکمیل کے لیے چاروں سکیموں کے نظرثانی شدہ منصوبہ جات مجاز اتھارٹی سے منظور ہو گئے۔ پہلی تین سکیمیں ترقیاتی پرو گرام 95-1994ء میں شامل ہیں اور بقایا کام کی تکمیل کے لیے درکار رقومات کا 75% حصہ اس سال کے لیے مختص ہے۔ چوتھی سکیم سہواً ترقیاتی پرو گرام میں شامل نہ ہو سکی۔ اس کے فنڈز کے حصول کے لیے محکمہ منصوبہ بندی کو درخواست بھیجی گئی ہے۔

(ج) جز (الف) اور (ب) کے جوابات میں ان سکیموں پر کام رکنے کی وجوہات تفصیل سے دی گئی ہیں۔ کاموں میں کسی خورد برد یا کوئی مالی بے ضابطگی نہ ہے۔ revised تخمینہ جات منظور ہونے پر کام دوبارہ شروع کیا جائے گا امید ہے کہ اگلے سال میں یہ سکیمیں مکمل ہو جائیں گی۔

اڈا چکیاں تا پھلروان سڑک کی تکمیل

*583- جناب احمد خان بھرل، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہائی وے کے تحت زیر تعمیر سڑک اڈا چکیاں تا منڈی پھلروان کو چوڑا اور اونچا کرنے کے منصوبے پر کام شروع کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک پر ٹھیکیدار نے صرف مٹی ڈال کر کام بند کر دیا ہے جس کی وجہ سے کاروں بسوں اور ویگنوں کے گزرنے سے ہر وقت گرد و غبار اڑتا رہتا ہے اور علاقہ کے عوام کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) درست ہے۔

(ب) چونکہ سڑک پر ڈالنے کے قریبی کھیتوں سے مٹی نہیں مل رہی تھی اس لیے یہ کام عارضی طور پر کچھ عرصے کے لیے معطل رہا اور ٹریفک کو کچھ دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا تاہم صورت حال

بہتر ہو گئی ہے۔ اب سڑک کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ شہر والے حصے میں جس کی لمبائی 1.5 کلومیٹر ہے کی تارنگ مکمل کر دی گئی ہے۔ جب کہ باقی کام مختلف مراحل میں ہے۔ ایک کلومیٹر میں پتھر ڈالا ہوا ہے اور موسم کے بہتر ہونے پر تارنگ کر دی جائے گی۔

(ج) حکومت مذکورہ سڑک کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس کام کی تکمیل کے لیے بقایا فنڈز اس سال کے پروگرام میں مختص کر دیے گئے ہیں اور یہ کام جون 1995ء تک مکمل ہو جائے گا۔

کوالٹی کنٹرول ایس ڈی او کی تعیناتی

*637۔ حاجی عبدالرزاق، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات میں کوالٹی کنٹرول ایس ڈی او کی نئی اسامیاں وضع کی گئی ہیں اگر ایسا ہے تو یہ اسامیاں کب اور کس غرض سے وضع کی گئی ہیں اور ان کو کیا ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ ان نئی اسامیوں کے وضع ہونے سے ایس ڈی اور اور کوالٹی کنٹرول ایس ڈی او کے درمیان دوہرا نظام رائج ہو گیا ہے۔ نیز ان نئی اسامیوں کے وضع ہونے سے خزانہ پر کتنا بوجھ پڑا ہے۔

(ج) محکمہ مذکورہ میں کتنے دفاتر ایسے ہیں جہاں ابھی تک ایس ڈی او کی تقرری عمل میں نہیں آئی اور کیا ان دفاتر میں کوالٹی کنٹرول ایس ڈی او کو تعینات کیا جائے گا اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات پنجاب میں اسسٹنٹ انجینئر کی 77 اسامیاں نومبر 1987ء میں اس وقت کے وزیر اعظم پاکستان کے حکم پر یہ سال 88-1987ء کے دوران پیدا کی گئی تھیں ان اسامیوں کو وضع کرنے کا مقصد بے روزگار انجینئروں کو حکومت کے وعدہ کے مطابق روزگار فراہم کرنا تھا ان کو بطور leave vacancy کے لیے وضع کیا گیا تھا۔ ان کی ذمہ داری

سڑکوں اور عمارات کی تعمیر میں استعمال ہونے والے میٹریل کے معیار کی نگرانی کا کام سونپا گیا تھا۔

(ب) نئی اسامیوں سے دوہرا نظام قائم نہیں ہوا۔ کیونکہ ان اسامیوں پر تعینات اسسٹنٹ انجینئر بھی دوسرے ایس ڈی او کی طرح ہیں اور ان کے باہم تبادلے بھی ہو سکتے ہیں۔ پہلی بار ان اسامیوں پر اخراجات کا تخمینہ سال 88-1987ء کے دوران 3074,650 روپے تھا۔

(ج) محکمہ ہذا میں اس وقت 44 اسامیاں خالی ہیں۔ ان اسامیوں پر کوالٹی کنٹرول ایس ڈی او کو بھی تعینات کیا جا سکتا ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول ساگر کلاں ضلع حافظ آباد میں سیکنڈری کلاسز کے لیے بلاک کی تعمیر

*640۔ سید محمد عارف حسین بخاری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ساگر کلاں ضلع حافظ آباد میں سیکنڈری کلاسز کے لیے دو تین سال قبل ایک بلاک کی تعمیر شروع کی گئی تھی مگر اس پر ابھی تک چھت نہیں ڈالی جا سکی۔

(ب) اگر جز الف کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ بلاک کی تعمیر کب تک مکمل ہو جائے گی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سید اکبر خان):

(الف) جی ہاں' درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ساگر کلاں ضلع حافظ آباد میں سیکنڈری کلاسز کے لیے ایک بلاک کی تعمیر شروع کی گئی تھی اور اس پر چھت ڈال دی گئی ہے۔

(ب) یہ سکیم مالی 91-1990ء 92-1991ء 94-1993ء اور 95-1994ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہے۔ اس لیے اس پر بقایا کام جس میں فرش' دروازے' کھڑکیاں بیرونی لیپ' ٹائل رنگ سفیدی' بجلی اور پانی کا کام شامل ہے۔ مکمل نہ ہو سکا۔ اب نظر ثانی شدہ تخمینہ محکمہ تعلیم کو بھیج دیا گیا ہے۔ جو کہ ڈائریکٹر سیکنڈری ایجوکیشن گوجرانوالہ اور ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن لاہور کے دفاتر میں منظوری کے مراحل میں ہے۔ منظوری ہونے اور بقایا فنڈز جو کہ

مبلغ -/2,19,000 روپے بنتا ہے ملنے کے بعد عرصہ 3 ماہ میں کام مکمل ہو جائے گا۔

ضلع گوجرانوالہ میں ترقیاتی منصوبوں کی تفصیل

*646۔ جناب ایس۔ اے حمید، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

محکمہ مواصلات وتعمیرات اور اس سے منسلک اداروں سے 1990ء سے 94-1993ء تک کے عرصہ کے دوران ضلع گوجرانوالہ میں کتنی مالیت کے کون کون سے ترقیاتی منصوبہ جات و سکیمیں کس کس مجاز اتھارٹی کے حکم پر کن کن مقامات پر کس تاریخ کو مکمل کیں۔ ایسے تمام منصوبہ جات کی تفصیل سال وار ایوان میں بیان کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)۔

محکمہ مواصلات وتعمیرات اور اس سے منسلک اداروں نے 1990ء سے 94-1993ء تک کے عرصہ کے دوران ضلع گوجرانوالہ میں کل 377 ترقیاتی منصوبہ جات مکمل کیے جن کی مالیت مبلغ 5807.80 لاکھ ہے۔ متذکرہ منصوبہ جات میں 115 منصوبہ جات شاہرات کے تھے جن کی مالیت 3405.12 لاکھ ہے اور 262 منصوبہ جات عمارات کے تھے جن کی مالیت 2402.68 لاکھ ہے۔ بقیہ تفصیل بمعہ نام منصوبہ جات مجاز اتھارٹی تاریخ تکمیل وغیرہ معزز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں سڑکوں کی مرمت

*647۔ جناب ایس۔ اے حمید، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سیلاب 1992ء کے دوران ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ ہائی وے کی کس کس سڑک کو نقصان پہنچا اور اس سڑک کی مرمت کے لیے حکومت نے آر۔ ایف۔ ڈی کے تحت کس قدر فنڈز مہیا کیے۔ متاثرہ سڑک کا نام اور فنڈز کی تفصیلات بتائی جائیں۔ نیز ان سڑکوں کی مرمت کا کام کب تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)۔

سال 1992ء میں بارشوں اور سیلاب سے ضلع گوجرانوالہ کی 27 سڑکات کو نقصان پہنچا۔ ان

سڑکات کی بحالی کے لیے 9 سب پراجیکٹ مرتب کیے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	تفصیل سب پراجیکٹ	تخمینہ لاگت (لاکھ روپے)	خرچ 6/94 تک (لاکھ روپے)
1۔	حافظ آباد ونیکے تارڑ روڈ میل نمبر 4.5 تا 11.18 جلالپور قادر آباد روڈ میل نمبر 12 جلالپور۔ قادر آباد روڈ میل نمبر 12 تا 24	23.25	7.41
2۔	گوجرانوالہ حافظ آباد پنڈی بھٹیاں روڈ میل نمبر 62 لاہور شیخوپور، سر گودھا روڈ میل نمبر 68 پنڈی بھٹیاں طالب والا روڈ میل نمبر 1 سانگلہ ہل کوٹ نکا روڈ میل نمبر نمبر 0 تا 4 5	107 15	35.46
3۔	گوجرانوالہ۔ حافظ آباد روڈ میل نمبر 16 تا 20 گوجرانوالہ۔ حافظ آباد روڈ میل نمبر 6 تا 7	67.64	30.95
4۔	علی پور۔ حافظ آباد روڈ میل نمبر 12 تا 24 اڑ تالی۔ حافظ آباد روڈ براستہ نوشہرہ میل 16 تا 25 حافظ آباد۔ سکھیکے روڈ میل نمبر 0 تا 18 حافظ آباد۔ خانقاہ ڈو گراں روڈ میل نمبر 0 تا 12	19 28	
5۔	نانو آنہ خانقاہ ڈو گراں روڈ میل 4 جلالپور۔ سکھیکی روڈ میل 0 تا 15 سکھیکی۔ مڑھ بلوچاں روڈ میل نمبر 0 تا 6.50	16.65	
6۔	چندر تا سہارن کلاں میل نمبر 0 تا 21.26 گوجرانوالہ۔ شیخوپورہ روڈ میل نمبر 2 گوجرانوالہ بائی پاس روڈ (شرقی) میل نمبر 0 تا 10	20.34	
7۔	جی ٹی روڈ میل 64 اور 56 گوجرانوالہ۔ علی پور		

		قادر آباد روڈ میل نمبر 27 تا 29
	25.03	وزیر آباد۔ ڈسکہ روڈ میل نمبر 0 تا 6
		وزیر آباد۔ سیالکوٹ روڈ میل نمبر 0 تا 6
		پنڈوری کلاں تا علی پور میل نمبر 0 تا 8
	26.89	8۔ خانکی تا چھناواں میل نمبر 8 تا 9
		9۔ کنور تا منڈیر ہنجرانوالہ کالی صوبہ۔
	26.08	واہنڈو روڈ میل نمبر 15 تا 18.50
		سادھو کے تا تنگل دونا سنگھ روڈ میانوالی
		بنگہ تا سادھو کے روڈ میل نمبر 16 تا 27
73.82	332 31	کل

سال 94-1993ء میں پہلے تین سب پراجیکٹ کے تخمینہ جات منظور کرا کر کام شروع کر دیا گیا ہے۔ اور جون 1994ء تک ان پر 73.82 لاکھ روپے خرچ کیے گئے۔ ان تینوں منصوبوں کا کام اسی سال مکمل ہو رہا ہے بقیہ چھ سب پراجیکٹس میں سے تین سب پراجیکٹ سیریل نمبر چار' چھ اور سات کا فیڈرل فلڈ کمیشن کی مشاورتی فرم نیسپاک نے موقع پر جائزہ مکمل کر لیا ہے اور ان کا تخمینہ برائے منظوری اس ہفتہ بھیجا جا رہا ہے۔ بقیہ سب پراجیکٹس کے تخمینہ جات بھی بنائے جا رہے ہیں اور ان کی منظوری آئندہ چار پانچ ہفتوں تک متوقع ہے۔ جس کے بعد موقع پر بحالی کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ اس سال کے ہدف کے مطابق ان پر تقریباً اسی فیصد کام مکمل ہو جائے گا ان منصوبوں کے لیے 90 فیصد رقم ایشیائی ترقیاتی بنک فراہم کر رہا ہے جب کہ بقیہ 10 فیصد حکومت پنجاب دے گی۔ حکومت پنجاب نے اپنے حصہ کی رقم 427 روپے (پورے صوبہ کے لیے) 95-1994ء کے بجٹ میں مختص کی ہوئی ہے۔

خوشاب سرگودھا روڈ کی مرمت

*661۔ ملک مختار احمد، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) آیا یہ درست ہے کہ گزشتہ برس سیلاب سے خوشاب سرگودھا روڈ بری طرح متاثر ہوئی تھی۔
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک شاہ پور شہر اور شاہ پور صدر کے قریب اب بھی نہایت

خراب اور خستہ حالت میں ہے جس کی وجہ سے عوام کو تکلیف اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت مذکورہ سڑک کی فوری مرمت کرنے کو تیار ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) درست ہے کہ سال 1992ء کی بارشوں اور سیلاب سے سرگودھا روڈ متاثر ہوئی اور جھنگ موڑ سے شاہ پور شہر بشمول شاہ پور صدر کی حالت خراب ہو گئی۔

(ب) سڑک کی بحالی اورتعمیر نو کا کام شروع ہے۔ شاہ پور صدر اور شاہ پور شہر کے حصوں میں کام تکمیل کے آخری مراحل میں ہے شاہ پور صدر والے حصے میں تارنگ کی جا رہی ہے۔ جب کہ شاہ پور شہر میں پتھر کا کام مکمل ہے اور تارنگ شروع کی جا رہی ہے اور اسی تارنگ سیزن میں یہ مکمل ہو جائے گی۔ بقایا متاثرہ حصوں پر بھی کام جاری ہے اور جھنگ موڑ سے شاہ پور شہر تک لمبائی اسی مالی سال میں مکمل ہو جائے گی۔

(ج) جیسا کہ جزو (ب) کے جواب میں درج ہے سڑک کی بحالی کا کام تیزی سے شروع ہے۔

پھالیہ قادر آباد سڑک کا سیلاب سے متاثرہ حصہ

*674۔ چودھری احمد یار گوندل، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا ضلع منڈی بہاؤالدین میں پھالیہ قادر آباد سڑک سیلاب 1992ء کے باعث مکمل تباہ ہو گئی تھی یا اس کا کچھ تباہ ہوا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

پھالیہ قادر آباد سڑک کی کل لمبائی 10 میل ہے جس میں سے 6.50 میل لمبائی فلڈ بند کی High Embankment پر سے گزرتی ہے اور یہی حصہ بارشوں سے شدید متاثر ہوا اس پر بڑے (Rain Cuts) گھاڑے پڑ گئے جس کی وجہ سے سڑک کے پکے حصوں کو بھی نقصان پہنچا۔ سڑک کی نقصانات کی بحالی کا کام 1.52 لاکھ روپیہ لاگت سے مکمل کر دیا گیا ہے۔

جب کہ کچے پشتوں پر Rain Cuts کا کام محکمہ انہار کے ذمہ تھا۔ اس محکمہ نے بھی یہ کام مکمل کر دیا ہے اور ٹریفک سہولت کے ساتھ گزر رہی ہے۔

کوٹلی ستیاں روڈ کی تعمیر

*677۔ **جناب شاہد ریاض ستی،** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آیا یہ درست ہے کہ کوٹلی ستیاں روڈ تحصیل کوٹلی ستیاں کی از سر نو تعمیر و مرمت شروع کر دی گئی ہے۔ اگر ہاں تو اس پر کل خرچ کا تخمینہ کیا ہے۔ نیز کیا یہ کام معیار کے مطابق ہو رہا ہے۔

(ب) متذکرہ سڑک پر کتنا کام مکمل ہو چکا ہے اور یہ کب تک مکمل ہو جائے گی۔

(ج) کیا متذکرہ سڑک کی سابقہ چوڑائی کو بحال رکھا گیا ہے یا اس میں کمی بیشی کر دی گئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) درست ہے اس سڑک کی تعمیر نو مضبوطی کا کام شروع ہے۔ اس منصوبہ کا تخمینہ لاگت 73.72 لاکھ روپیہ ہے کام معیار کے مطابق کیا جا رہا ہے۔

(ب) سڑک کی کل لمبائی 37 کلومیٹر ہے اور پوری لمبائی پر کام مکمل کر دیا گیا ہے۔

(ج) متذکرہ سڑک کی چوڑائی کو بحال رکھا گیا ہے۔

بہاولنگر سلیمانکی روڈ کی تعمیر و توسیع

*701۔ **پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری،** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا درست ہے کہ بہاولنگر سلیمانکی سڑک کی تعمیر و توسیع کے لیے محکمہ مواصلات و تعمیرات نے اپنی چٹھی نمبر ایس او ایچ۔ 1 (سی اینڈ ڈبلیو) (B/nagar) 1-28-92 مورخہ 18 اگست 1993ء کے ذریعے پانچ کروڑ ستائیس لاکھ سات ہزار روپے کی رقم مختص کی تھی۔ جس کی منظوری پنجاب کی صوبائی ترقیاتی مجلس عمل پراونشل ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ 21 جون 1993ء میں دی اور اس کا اجراء محکمہ منصوبہ بندی و ترقی نے بذریعہ اپنی چٹھی

نمبر 12 (سی) آر۔ او (کوارڈ) پی اینڈ ڈی 93/ مورخہ 5 جولائی 1993ء کیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بعد میں اس سکیم کو منسوخ کر دیا گیا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ چیف انجینئر (جنوبی) محکمہ شاہرات لاہور نے بذریعہ اپنی چٹھی نمبری 09-6-87/608 (1) پی ایل جی (1) مورخہ 29 نومبر 1993ء کے ذریعے سیکرٹری مواصلات و تعمیرات لاہور کو مذکورہ سڑک کی تعمیر و توسیع کے لیے تبدیل شدہ سکیم ارسال کی ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس سڑک کی تعمیر و توسیع کے لیے جو رقم منظور کی گئی اسے منسوخ کرنے کی وجہ کیا ہے اور تبدیل شدہ سکیم کی منظوری کے بعد مذکورہ سڑک کی تعمیر و توسیع کے کام کو کب تک پایہ تکمیل تک پہنچا دیا جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) یہ درست ہے یہ بہاولنگر سلیمانکی سڑک کی تعمیر و توسیع کے لیے محکمہ مواصلات و تعمیرات نے اپنی چٹھی نمبر SOH-1(C&W)1-29-92 (B.Nagar) مورخہ 8-8-93 کے ذریعہ تخمینہ لاگت پانچ کروڑ ستائیس لاکھ سات ہزار کا منصوبہ منظور کیا تھا مگر پوری رقم مختص نہیں کی گئی تھی۔ بلکہ 4 ماہ کے بجٹ جولائی تا اکتوبر میں 25 لاکھ کی رقم مختص کی گئی تھی بعد ازاں سالانہ ترقیاتی پروگرام سال 94-1993ء میں مذکورہ سکیم شامل نہیں کی گئی۔ مالی سال 95-1994ء میں اس کے لیے ایک کروڑ کی رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب) یہ منصوبہ منظور شدہ ہے اسے منسوخ نہیں کیا گیا۔

(ج) نظر ثانی شدہ منصوبہ تخمینہ لاگت-/6,03,05,000 روپے 26 جون 1994ء کو منظور کیا جا چکا ہے۔

(د) سال رواں کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں مذکورہ بالا سڑک کے لیے مبلغ ایک کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ اس کی تکمیل 36 ماہ میں ہو سکے گی۔ بشرطیکہ رقم پروگرام کے مطابق مختص ہوتی رہے۔

محکمہ بحالیات کے دفتر کی کنٹین پر ناجائز قبضہ

*717۔ میاں محمد ثاقب خورشید، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 11۔ ایجرٹن روڈ لاہور میں محکمہ بحالیات کا دفتر 85-1984ء میں ختم کر دیا گیا تھا اور اب اس کی جگہ پی ڈبلیو ڈی کا دفتر ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس دفتر سے ملحقہ کنٹین اور دفتر کے کچھ حصہ پر ابھی تک چند افراد نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے اور اس کے کچھ حصہ کو ان ناجائز قابضین نے فروخت بھی کر دیا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس دفتر کے کتنے رقبہ پر کن افراد نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔ ناجائز قابضین کے نام کیا ہیں نیز حکومت کب تک ان ناجائز قابضین کو بے دخل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

(الف) 11۔ ایجرٹن روڈ لاہور میں سی اینڈ ڈبلیو کا کوئی دفتر موجود نہ ہے۔

(ب) چونکہ یہ جگہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کی نہ تو ملکیت ہے اور نہ ہی مقبوضہ ہے اس لیے اس بات سے اس محکمہ کا کوئی تعلق نہ ہے۔

(ج) چونکہ یہ جگہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کی تحویل میں نہ ہے اس لیے یہ سوال بھی غیر متعلقہ ہے۔

چوبرجی گارڈن اسٹیٹ کے کوارٹروں کی مرمت

*832۔ **جناب ارشد عمران سلہری،** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا درست ہے کہ چوبرجی گارڈن اسٹیٹ لاہور کے تمام کوارٹروں کی حالت انتہائی مخدوش ہے اگر ایسا ہے تو کیا حکومت انکی مرمت کے لیے خصوصی فنڈز مختص کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

چوبرجی گارڈن اسٹیٹ لاہور کے کوارٹرز جن کی تعداد چار سو ایک ہے۔ 1929ء سے 1932ء کے عرصہ کے دوران تعمیر ہوئے تھے۔ اس طرح ان کی تعمیر کو ساٹھ سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس کے باوجود ان کی حالت مخدوش نہ ہے۔

حکومت ان کی مرمت کے لیے ہر سال سالانہ مرمت اور خصوصی مرمت کے لیے فنڈز مختص کرتی رہتی ہے۔ جن سے رنگ۔ سفیدی اور چھوٹی موٹی مرمت کا کام ہوتا رہتا ہے اور یہ کوارٹرز قابل رہائش بنے ہوئے ہیں۔

اس سال سالانہ مرمت کی مد میں سولہ لاکھ چودہ ہزار تین سو تریسٹھ روپے مختص کیے گئے تھے۔ جس سے 336 کوارٹروں کی سالانہ مرمت کا کام کیا گیا اس کے علاوہ خصوصی مرمت کی مد میں 12 لاکھ 77 ہزار 830 روپے مختص کیے گئے۔ جن میں سے 10 لاکھ 11 ہزار 742 روپے سے 104 کوارٹروں Dust bin' مین واٹر سپلائی لائن اور کمیونٹی سنٹر کی خصوصی مرمت کی گئی۔

فاروق چوہان ایکسین راولپنڈی کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے اقدامات

*855۔ سید ظفر علی شاہ، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی کا ایک ایکسین محمد فاروق چوہان مورخہ 3 نومبر 1993ء کو رشوت لیتے ہوئے رنگے ہاتھوں گرفتار ہوا تھا اور اس کے خلاف مقدمہ فوج داری درج ہوا۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ چودھری منیر چیف انجینئر نارتھ پنجاب اور ایس۔ ای ہائی وے نے متذکرہ ایکسین کے مقدمہ کی اطلاع مورخہ 14-11-93 تک متعلقہ سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو سے پوشیدہ رکھی۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ایکسین کو ابھی تک معطل نہ کیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے۔ مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) درست ہے کہ مذکورہ ایکسین مورخہ 3 نومبر 1993ء کو گرفتار ہوا اور اس کے خلاف مقدمہ فوج داری درج ہوا۔

(ب) چونکہ متذکرہ مقدمہ کے متعلق خبر مورخہ 4 نومبر کے اخبارات میں شائع ہو گئی تھی اور محکمہ انسداد رشوت ستانی نے بھی براہ راست بذریعہ ٹیلی پرنٹر اطلاع سیکرٹری مواصلات وتعمیرات کو

بھجوا دی تھی لہذا دریں حالات چیف انجینئر اور ایس۔ ای متعلقہ کے اس خبر کو پوشیدہ رکھنے کی کچھ حقیقت نہ ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ متعلقہ انجینئر کو ابھی تک معطل نہ کیا گیا ہے البتہ اتھارٹی سے منظوری کے بعد اس کے خلاف انضباطی کارروائی کا آغاز کر دیا گیا ہے اور اسے موجودہ عہدہ تعیناتی سے بھی ہٹا دیا گیا ہے۔ معطلی کا فیصلہ اس لیے نہ کیا گیا کہ ہائی کورٹ نے ایکسیئن کی ضمانت منظور کرتے ہوئے ریمارکس دیے ہیں کہ اس کے گناہ گار یا بے گناہ ہونے کا مسئلہ مزید تحقیقات کا متقاضی ہے جس کے لیے انکوائری کے احکامات جاری کر دیے گئے ہیں۔

سڑک کی مرمت کے انتظامات

*856۔ راجہ جاوید اخلاص، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ میرے حلقہ پی پی 11 کی ایک اہم سڑک گوجر خان پیر پھلائی کینال مندرہ روڈ تقریباً ناقابل استعمال ہو چکی ہے اگر ہاں تو کتنے عرصے سے اس کی ری سرفیسنگ نہیں ہوئی اور کیا مذکورہ سڑک کو مرمت کرنے کے لیے انتظامات کیے گئے ہیں اور کب تک اس پر کام شروع ہو گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

سوال مذکورہ میں ایک سڑک کی نہیں بلکہ دو سڑکوں کی بات کی گئی ہے۔ پہلی سڑک گوجر خان سے پیر پھلائی تک ہے جس کی لمبائی 26 کلومیٹر ہے جس میں سے 22.54 کلومیٹر ضلع راولپنڈی کی حدود میں اور 3.4 کلومیٹر ضلع چکوال کی حدود میں واقع ہے اور دوسری سڑک کینال مندرہ (چکوال) روڈ ہے۔ جس کی لمبائی 15.75 کلومیٹر ہے ان دونوں سڑکوں کی معمول کی مرمت سال بہ سال کی جا رہی ہے اور یہ سڑکیں ٹریفک کے قابل استعمال حالت میں ہیں تاہم ٹریفک کے دباؤ کے پیش نظر ان کی مضبوطی کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

گوجر خان پیر پھلائی کے پہلے 12 کلومیٹر 1981ء میں ری سرفیس کیے گئے تھے جب کہ بقیہ لمبائی کو 1992ء میں ری سرفیس کر دیا گیا۔ بعد ازاں 1993ء میں کلومیٹر نمبر 1 جس

کی حالت خراب تھی کو دوبارہ ری سرفیس کر دیا گیا درمیانی مدت میں معمول کی مرمت کی مد (گرانٹ) سے اس کی دیکھ بھال کی جاتی رہی۔ پچھلے سال میں اس سڑک کی 19 کلومیٹر لمبائی پر سپیشل ریپئر کی مد سے ڈبل کورٹ سرفیس ٹریٹ مینٹ کی منظوری دی گئی اور 17.17 لاکھ روپیہ کی رقم مختص کی گئی جس میں 11 کلومیٹر میں کام مکمل کر دیا گیا جب کہ 8 کلومیٹر پر کام فی الحال بارشوں کی وجہ سے رک گیا ہے اس کے لیے مطلوبہ فنڈز موجود ہیں جیسے ہی بارشیں ختم ہوئیں اس پر کام مکمل کر دیا جائے گا۔ اس سڑک کی بقیہ 7 کلومیٹر لمبائی 1992ء کی بارشوں میں زیادہ خراب ہو گئی یہ بحالی نقصانات سیلاب کے منصوبہ میں شامل ہے اور اس کا تخمینہ فیڈرل فلڈ کمیشن کی کنسلٹنٹ فرم نے clear کر دیا ہے اور ٹینڈرز 30 ستمبر 1994ء کو طلب کیے گئے ہیں۔

دوسری سڑک کینال مندرہ (چکوال) روڈ جس کی کل لمبائی 15.75 کلومیٹر ہے اس کی مرمت کے لیے پچھلے مالی سال میں 24.87 لاکھ روپیہ مختص کیا گیا تھا۔ اس رقم سے 6.75 کلومیٹر لمبائی کی ری سرفیسنگ کرنا تھی جب کہ بقیہ 9 کلومیٹر لمبائی میں 4 انچ پتھر ڈال کر تین کوٹ سرفیسنگ (T.S.T) کرنا تھی 6.75 کلومیٹر لمبائی پر ری سرفیسنگ کا کام ماہ جون میں مکمل کر لیا گیا جب کہ بقیہ 9 کلومیٹر میں سے 7.75 کلومیٹر پر مجوزہ ٹریٹ مینٹ بھی مکمل کر لیا گیا ہے۔ 1.25 کلومیٹر لمبائی کا کام بھی اس سال بارشوں کے بعد کر دیا جائے گا۔ مندرجہ بالا اقدامات کے نتیجہ میں سڑک کی حالت بہتر ہو گئی ہے۔

سڑک کی تکمیل

*1052۔ سردار حسن اختر موکل، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) گنڈا سنگھ والا تا منڈی ہیرا سنگھ سڑک براستہ نجابت کنگن پور کے لیے کتنا روپیہ منظور کیا گیا۔

(ب) سڑک کی کل کتنی لمبائی منظور کی گئی۔

(ج) سڑک کتنی مکمل ہو چکی ہے اور کتنی بقایا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) گنڈا سنگھ تا منڈی ہیرا سنگھ براستہ نجابت سڑک کی لمبائی 60 میل ہے اور اس کے حصہ نجابت سے منڈی ہیرا سنگھ (20 میل) کی تعمیر کا منصوبہ منظور ہوا تھا جس کا تخمینہ لاگت 131.19 لاکھ روپیہ تھا۔

(ب) سڑک کی منظور شدہ لمبائی از منڈی ہیرا سنگھ تا نجابت 20 میل ہے۔

(ج) منظور شدہ تخمینہ کے مطابق 20 میل لمبی سڑک مکمل ہو چکی ہے۔

ناقص سڑک کی تعمیر

*1053۔ سردار حسن اختر موکل، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،۔

(الف) نجابت سے منڈی ہیرا سنگھ کے پورشن کے خلاف ایک انکوائری سابقہ حکومت کے دور میں کی گئی تھی جس کی رپورٹ لیبارٹری سے میٹریل کے تجزیہ کے بعد حاصل کی گئی وہ رپورٹ کیا تھی۔

(ب) اگر رپورٹ سڑک کی ناقص تعمیر اور اس کے گھپلا کے متعلق تھی تو متعلقہ افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی نیز رپورٹ کی کاپی ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) نجابت سے منڈی ہیرا سنگھ سڑک کی چیکنگ روڈ ریسرچ لیبارٹری کے ذریعہ کرائی گئی تھی لیبارٹری کی چیکنگ رپورٹ کی روشنی میں سڑک کی تعمیر میں کچھ نقائص پائے گئے تھے۔

(ب) چیکنگ کے دوران، تعمیر میں نقص پائے گئے تھے۔ اس رپورٹ کی روشنی میں متعلقہ افسران و اہل کاران کی ذمہ داری کے تعین کے لیے انکوائری ہو رہی ہے۔

یہ رپورٹ موصول ہونے پر ذمہ افسران و اہل کاران کے خلاف باضابطہ کارروائی کی جائے گی۔ رپورٹ کی کاپی معزز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرہ تا ملک وال روڈ کی درستگی

*1089۔ حاجی محمد افضل چن، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں گوجرہ تا ملک وال روڈ کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے اور عوام کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔

(ب) 1992-93ء میں مذکورہ سڑک کی مرمت کے لیے کتنے فنڈز مختص کیے گئے اور کتنے خرچ ہوئے۔ کیا حکومت مذکورہ سڑک کی فوری مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اور آج تک اس کی مرمت نہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں واقع گوجرہ ملک وال روڈ۔ 10 فٹ چوڑی سڑک ہے جس پر سال 1993ء کی ٹریفک سمری کے مطابق 598 گاڑیاں روزانہ چلتی ہیں۔ تنگ سڑک ہونے کی وجہ سے Crossing اور Over Taking کے وقت گاڑیوں کا ایک پہیہ سڑک کے نیچے کچے پشتوں پر گزرتا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی شکست و ریخت تیز ہوتی ہے اور سڑک کے کنارے بھی زیادہ ٹوٹتے ہیں اور ٹریفک کو کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ب) سال 1992-93ء میں اس سڑک پر مرمت کی مد میں 1 49 لاکھ روپے خرچ کیے گئے جس میں سے زیادہ خرچ Patch Work پر ہوا۔ سڑک پر پشتہ کا کام محکمانہ لیبر سے کیا گیا۔ سال 1993-94ء میں اس سڑک پر سات لاکھ پینتالیس ہزار روپیہ مختص کیا گیا۔ جس میں سے تین لاکھ پینتالیس ہزار روپیہ سے heavy Patch Work کیا گیا اور تین لاکھ باون ہزار روپیہ کے خرچ سے پونے بارہ کلومیٹر لمبائی پر ری سرفیسنگ کی گئی۔ اس کے علاوہ pot holes کی مرمت اور کچے پشتے بہتر بنانے کے لیے سرکاری مشینری اور محکمانہ لیبر استعمال کی گئی جس پر معمول کی مرمت کی مد میں سے مزید 1.56 لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔

سڑک کی ضرورت کے مطابق اور فنڈز کی دستیابی کے مطابق محکمہ اس سڑک کی مرمت اور دیکھ بھال کا کام کر رہا ہے اور اس کی حالت اب تسلی بخش ہے۔

بائی پاس سڑک کی تعمیر کے منصوبے کی تفصیلات

*1137۔ محمد بشارت راجا، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت بہاولپور میں دریائے ستلج سے احمد پور شرقیہ تک بائی پاس سڑک تعمیر کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مجوزہ بائی پاس سے سڑک کے درمیان میں زرعی زمین اور باغات کا کافی رقبہ متاثر ہو رہا ہے جس سے غریب کاشت کاروں کو سخت نقصان ہو گا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ باغات کے ارد گرد کافی رقبہ موجود ہے جس کو استعمال کر کے سڑک کو بہتر طور پر باغات کو نقصان پہنچائے بغیر تعمیر کیا جا سکتا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس منصوبہ پر غور کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) دریائے ستلج سے احمد پور شرقیہ تک بائی پاس سڑک کی تعمیر کا منصوبہ حکومت پنجاب کے زیر غور نہیں ہے۔

(ب) کیونکہ ایسا کوئی منصوبہ پنجاب حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔ اس لیے زرعی زمین اور باغات کے متاثر ہونے کا سوال نہ ہے۔

(ج) جواب جز (ب) میں دیا گیا ہے۔

(د) حکومت پنجاب کا اس منصوبہ پر غور کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے کیونکہ دریائے ستلج سے احمد پور شرقیہ تک موجودہ سڑک نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے زیر انتظام ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مکینیکل ڈویژن مرید کے کی مشینری کی تفصیلات

252۔ **چودھری غلام احمد خان**، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

مکینیکل ڈویژن مرید کے کب قائم ہوئی تھی اور کب بند ہوئی اس میں کون سی مشینری شامل تھی۔ اگر کوئی بقایا مشینری ہو تو وہ کس حالت میں ہے۔ آیا وہ چالو حالت میں ہے یا ناکارہ ہے اور حکومت اس کے متعلق کیا اقدامات کرنا چاہتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،
مکینیکل ڈویژن مرید کے 30 دسمبر 1976ء کو قائم کیا گیا۔ 11 اکتوبر 1982ء کو لاہور گوجرانوالہ دو رویہ سڑک کی کارپٹ کے لیے اس ڈویژن کو مکینیکل ڈویژن گوجرانوالہ کے نام سے گوجرانوالہ ٹرانسفر کر دیا گیا۔

شروع میں اس ڈویژن کے زیر انتظام جو مشینری تھی' اس کی تفصیل منسلکہ فہرست میں درج ہے۔ جنوری 1988ء میں اس ڈویژن کی ایک سب ڈویژن مع اسفالٹ پلانٹ اور متعلقہ مشینری راولپنڈی ٹرانسفر کر دی گئی' کیونکہ وہاں پر کارپٹنگ کا کام کرنا تھا۔

بعد ازاں 5 دسمبر 1992ء کو اس ری سرفیسنگ یونٹ اور کچھ دوسری مشینیں' مشینری ڈویژن لاہور کو ٹرانسفر کر دی گئیں۔

بقایا مشینری جو اس وقت اس ڈویژن کے پاس ہے' اس میں کچھ مشینری چالو حالت میں نہ ہے۔ اس ڈویژن کے ساتھ اب صرف ایک سب ڈویژن ہے۔

ہائی وے ڈیپارٹمنٹ میں کسی ڈویژن /سب ڈویژن قائم کرنے کا انحصار کام کی مقدار (ورک لوڈ) پر ہوتا ہے۔ اگر کسی جگہ کام کم ہو جائے تو ایسے ڈویژن/سب ڈویژن کو زیادہ کام والی جگہ پر شفٹ کر دیا جاتا ہے۔

چونکہ اب گوجرانوالہ مکینیکل ڈویژن میں کوئی خاص کام نہیں ہے۔ اس لیے اس ڈویژن کی شفٹنگ حکومت کے زیر غور ہے۔ جونہی فیصلہ ہوا اسے دوسری جگہ شفٹ کر دیا جائے گا۔

وزیر اعلیٰ کی رہائش گاہ پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل

355۔ جناب عبدالرشید بھٹی، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال 86-1985ء سے 94-1993ء تک وزیر اعلیٰ کی رہائش گاہ کی تزئین و آرائش پر کتنی رقم صرف ہوئی۔ تفصیل سال وار بتائی جائے نیز اس عرصہ کے دوران وزیر اعلیٰ کی رہائش گاہ کی تزئین و آرائش اور توسیع وغیرہ کے سلسلہ میں جو امور سرانجام دیے گئے ہیں ان کی الگ الگ

تفصیلات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

سال 86-1985ء تک وزیر اعلیٰ کی رہائش گاہ کی تزئین و آرائش و توسیع پر -/81,27,453 روپے مبلغ اکیاسی لاکھ ستائیس ہزار چار سو ترپن روپے صرف ہوئے جس کی سال وار تفصیل منسلک ہے نیز اس عرصہ کے دوران وزیر اعلیٰ کی رہائش گاہ کی تزئین گاہ و آرائش اور توسیع وغیرہ کے سلسلے میں جو فرنیچر، کارپٹ، پردے، کراکری، کٹلری و دیگر اشیاء خریدی گئیں۔ ان کی الگ الگ سال وار تفصیل معزز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

کالجوں کی عمارات کی تعمیر

414۔ **چودھری فرخ جاوید گھمن،** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ۔

1۔ گرلز ڈگری کالج سلانوالی ضلع سرگودھا۔

2۔ بوائز ڈگری کالج تحصیل سلانوالی ضلع سرگودھا۔

3۔ گرلز انٹر کالج ساہیوال تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا۔

4۔ بوائز انٹر کالج فاروقہ۔ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا کی عمارات کی تعمیر سال 94-1993ء کے اے ڈی پی میں شامل ہے اور ان کے فنڈز بھی مختص کیے جا چکے ہیں اور محکمہ تعلیم نے اس کی انتظامی منظوری بھی جاری کر دی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان پر آج تک کام شروع نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں۔ آیا حکومت مذکورہ کالجوں کی جلد تعمیر شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

(الف) یہ بات درست ہے کہ مذکورہ عمارات کی تعمیر سال 94-1993ء کے اے ڈی پی میں شامل ہے اور ان کے لیے فنڈز بھی مختص کیے جا چکے تھے۔ لیکن محکمہ تعلیم نے جو انتظامی منظوری دی

تھی وہ پرانے نرخوں پر تھی۔ جب کہ مارکیٹ ریٹ بڑھ جانے کی وجہ سے قابل عمل نہ رہی تھی۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ پرانی انتظامی منظوری قابل عمل نہ رہی تھی اس لیے نئے منظور شدہ نرخوں پر ان سکیموں کے تخمینہ جات برائے انتظامی منظوری ماہ نومبر و دسمبر میں چیف انجینئر شمالی زون محکمہ تعمیرات لاہور نے محکمہ تعلیم کو بھیج دیے تھے۔

مزید برآں ان سکیموں کے لیے فنڈز ماہ دسمبر 1993ء میں جاری ہونے مگر وسط پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ میں ایک میٹنگ منعقد ہوئی تھی جس میں ان سکیموں کی مختص کردہ رقم بذریعہ چٹھی نمبر I(18) R.O (ADP) P&D/93 مورخہ 15 جنوری 1994ء از محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ بطور بچت واپس لے لی گئی ہے۔ لہٰذا اب ان سکیموں پر کام ترمیم شدہ انتظامی منظوری اور بحالی فنڈ کے بعد ہو گا۔

سرگودھا سوبھاگہ روڈ کی کشادگی

415۔ چودھری فرخ جاوید گھمن، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا سوبھاگہ روڈ براستہ سلانوالی چک نمبر 142 شمالی ضلع کونسل سرگودھا کی ملکیتی سڑک تھی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے اس سڑک کو پروونشلائز کرنے کے احکامات صادر کیے تھے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو یہ حکم نامہ کب جاری ہوا تھا۔

(ج) کیا محکمہ خزانہ نے اس سڑک کو پروونشلائز کرنے کے لیے سیکرٹری مواصلات کے خط کی روشنی میں اس کا این۔ او۔ سی جاری کر دیا تھا۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو این۔ او۔ سی کب جاری کیا گیا تھا۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ ہائی وے سرگودھا نے اس سڑک کو ضلع کونسل سرگودھا سے باقاعدہ طور پر ٹیک اوور کر لیا تھا تو کب۔

(ہ) کیا وزیر اعلیٰ کے حکم پر سیکرٹری فنانس (خزانہ) نے وزیر اعلیٰ کو مطلع کیا تھا کہ یہ سڑک

پروونشلائز ہو چکی ہے۔ لہذا اس سڑک کو محکمہ ہائی وے خود درست حالت میں رکھے اور اس کے لیے فنڈز مہیا کیے جائیں۔

(و) کیا وزیر اعلیٰ کے حکم کے مطابق سیکرٹری فنانس و سیکرٹری مواصلات نے اس سڑک کی دیکھ بھال کے لیے محکمہ ہائی وے سرگودھا کو مبلغ دس لاکھ روپے کی رقم جاری کر دی تھی اگر جواب ہاں میں ہے تو کب۔

(ز) کیا محکمہ ہائی وے سرگودھا نے مذکرہ رقم کو متذکرہ سڑک کی دیکھ بھال پر خرچ کیا تو کب نیز ہائی وے سرگودھا نے اس سڑک کو ہائی وے کی (Specification) کے مطابق اپ گریڈ کرنے کے لیے آیا کوئی تخمینہ تیار کر کے سیکرٹری مواصلات کو بھیجا تھا اگر جواب ہاں میں ہے تو ابھی تک اس تخمینہ کی منظوری میں کیا رکاوٹیں حائل ہیں اور یہ سڑک اے۔ ڈی۔ پی میں شامل کیوں نہیں کی جا رہی؛

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان)،

(الف) درست ہے پہلے یہ سڑک ضلع کونسل سرگودھا کی ملکیت تھی۔

(ب) وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس سڑک کو پروونشلائز کرنے کے احکامات 9 ستمبر 1990ء کو جاری کیے تھے۔

(ج) محکمہ خزانہ نے اس سڑک کو پروونشلائز کرنے کا نوٹیفکیشن 25 جولائی 1991ء کو جاری کر دیا تھا۔

(د) جی ہاں، محکمہ ہائی وے نے اس سڑک کو باقاعدہ طور پر 13 اگست 1991ء کو ٹیک اوور کر لیا تھا۔

(ہ) محکمہ ہذا کو ایسی کوئی اطلاع کا علم نہ ہے۔ تاہم پروونشلائزیشن کے نوٹیفکیشن ہونے کے بعد سڑک کی دیکھ بھال محکمہ کی liability ہو جاتی ہے۔

(و) مورخہ 20 دسمبر 1992ء کو محکمہ خزانہ کی طرف سے اس سڑک کی مرمت کے لیے 10,65,900/- روپے کی رقم جاری ہوئی۔

(ز) مختص شدہ -/10,65,900 روپے کی رقم سے محکمہ شاہرات نے -/8,34,000 روپے کلومیٹر 31 تا

53 کی مرمت پر خرچ کیے بقایا فنڈز lapse ہو گئے۔ اس رقم سے پوری لمبائی کی مرمت نہ کی جا سکتی تھی۔ اس سڑک کی حالت درست کرنے کے لیے اس کی مضبوطی یا اپ گریڈنگ درکار ہے۔ اس مقصد کے لیے محکمہ نے 284.34 لاکھ روپے کا ایک تخمینہ محکمہ منصوبہ بندی کو بھیجا۔ لیکن مالی وسائل فراہم نہ ہونے کی وجہ سے یہ منصوبہ منظور نہ ہو سکا۔ اس سڑک کو ٹریفک کے قابل استعمال رکھنے کے لیے اب پہلے 15 کلومیٹر کے حصہ کی مرمت اور ری سرفیسنگ شوگر سیس کے فنڈ سے کی جا رہی ہے۔ 13 کلومیٹر پر کام مکمل ہے اور بقایا دو کلومیٹر کا کام اس مہینے میں ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ اس سڑک کے کلومیٹر 22.5 تا 26 کی تصحیح کے کام کو بحالی نقصانات سیلاب کے منصوبہ میں شامل کیا گیا ہے اور فیڈرل فلڈ کمیشن کی مشاورت سے اس کا تخمینہ لاگت 15.42 لاکھ روپیہ برائے منظوری بھیجا گیا ہے۔ اس کی منظوری جلد متوقع ہے۔ یہ منظوری حاصل ہونے پر اس حصہ کی مرمت / تصحیح کا کام کر دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں بقایا کلومیٹر 15 سے 22 اور کلومیٹر 26.5 سے 31 تک کے حصوں کو معمول کی دیکھ بھال کے فنڈز سے اسی مالی سال میں درست کیا جائے گا۔

پیر پھلائی کینال مندرہ روڈ کی کشادگی

589۔ راجہ جاوید اخلاص، کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے پیر پھلائی کینال مندرہ روڈ گوجر خان کی کشادگی کے لیے فنڈ مہیا کرنے کے احکامات جاری کیے تھے اور چیئرمین پی اینڈ ڈی نے ایک سمری کے ذریعے دوبارہ وزیر اعلیٰ سے منظوری حاصل کر کے فنڈ جاری کرنے کی منظوری دی۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ سڑک کی کشادگی اور امپروومنٹ کے لیے فنڈ جاری کر دیے گئے۔ اگر ہاں تو کب، اگر نہیں اس کی وجوہ کیا ہیں۔ نیز کب تک مذکورہ سڑک کی بہتری کے لیے فنڈز فراہم کر دیے جائیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خان):

(الف) یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے گوجر خان پیر پھلائی کینال مندرہ چکوال روڈ کی کشادگی

کے لیے محکمہ مواصلات و تعمیرات کی ایک سمری پرحکم دیا تھا کہ اس سکیم کو 93 - 92 ء کی A.D.P میں شامل کیا جائے اور اس کے لیے مبلغ 50.00 لاکھ دینے مختص کیے جائیں۔ اس کی اطلاع بذریعہ سیکرٹری مواصلات کے لیٹر نمبر SOHI (C&W) 1-4/91 (RW) مورخہ 13-4-92 کو محکمہ پی۔ اینڈ۔ ڈی۔ کو بھیج دی گئی۔ ابھی تک سکیم کے لیے کوئی فنڈ جاری نہیں کیے گئے۔ جہاں تک چیئرمین پی۔ اینڈ ڈی کی طرف سے چیف منسٹر صاحب کو سمری بھجوانے کا تعلق ہے۔ اس قسم کی کوئی اطلاع دفتر ہذا میں موصول نہیں ہوئی۔

(ب) اس سڑک کی کشادگی اور ایمپروومنٹ کے لیے ابھی تک کسی فنڈ کا اجراء نہ ہوا ہے۔ کیونکہ سکیم محکمہ پی۔ اینڈ ڈی کے پاس منظوری کے لیے زیر غور ہے۔ پی اینڈ ڈی کی منظوری کے بعد ہی سکیم کے لیے فنڈ مہیا ہو سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاؤس کی کارروائی ساڑھے پانچ بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلے پر ایوان کی کارروائی ساڑھے پانچ بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(جناب سپیکر 5 بج کر 41 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر ، اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں ۔

بادشاہ میر خان آفریدی ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا گذشتہ دنوں جب اسمبلی کا اجلاس ختم ہوا تو انعام اللہ خان نیازی کو اسمبلی premisesسے اغواء کیا گیا ' وزیر اعلیٰ نے بھی کہا کہ یہ کام غلط ہوا ہے اور پولیس نے میری اجازت کے بغیر کیا ۔ آپ نے بھی condemn کیا گورنر صاحب نے بھی condemn کیا۔ آخر وہ کون سی اتھارٹی ہے جس کو سارے صوبے کے حکم ران condemn کر رہے ہوں لیکن آج تک ان کے خلاف کوئی کاروائی نہیں ہوئی ۔ میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا اس ایوان میں بیٹھنے کا حق ہی نہیں بنتا' جس ایوان میں ہم محفوظ ہی نہیں ہیں ....

ایک آواز، باہر چلے جائیں ۔

بادشاہ میر خان آفریدی ، میں باہر نہیں جاؤں گا بلکہ یہیں بیٹھوں گا ' آج ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے آپ ہماری حفاظت کرنے میں ناکام رہے ہیں آپ کے ضمیر کا فرض بنتا ہے کہ آپ استعفیٰ دے

دیں اور آپ اس کرسی پر بیٹھنے کے اہل ہی نہیں رہے ہیں ۔

(اس مرحلے پر معزز رکن سپیکر کی طرف چل پڑے)

جناب سپیکر ، آپ اپنی سیٹ پر چلیں ' اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں اور یہ تحریک استحقاق آ رہی ہے اس پر بحث ہو گی ۔جناب پرویز الہی صاحب آپ کی تحریک استحقاق ہے ......

چودھری پرویز الہیٰ ،جناب سپیکر تحریک استحقاق سے پہلے ' آپ کے ہاؤس میں آنے سے پہلے جو یہاں پر سپیکر صاحب تشریف فرما تھے ان سے میں نے ایک قرارداد لانے کے لیے اجازت مانگی تھی اور وہ قرارداد میں پڑھنا چاہتا تھا لیکن وہ اجلاس ملتوی کرکے اندر چلے گئے ۔ .....

جناب سپیکر ، میں نے وہ تمام کاروائی سنی ہے آپ قائم مقام قائد حزب اختلاف ہیں از راہ کرم درست بات کریں ۔ میں نے تمام کاروائی سنی ہے ۔ آپ کو ابھی انہوں نے اجازت نہیں دی تھی اور اجازت کے سلسلے میں انہوں نے اسے ہاؤس میں put کیااور ہاؤس میں put کرنے کے نتیجے میں اس کی اجازت نہیں ملی اور اس کے بعد آپ نے جو کچھ کیا اس کا آپ کو علم ہے ۔اس لیے وہ مسئلہ ختم ہو گیا........

چودھری پرویز الہیٰ ، نہیں جناب والا ختم نہیں ہوا ' کیونکہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میاں نواز شریف کے والد کو آپ پکڑ کر لے جائیں اور اس کے لیے وزیر اعلیٰ کا جہاز استعمال کریں پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم یہاں خاموشی سے بیٹھے رہیں ۔ (شور و غل) ۔ شرم آنی چاہیے ان لوگوں کو ۔ یہ کیسی بات کر رہے ہیں یہ کوئی شرافت ہے ۔ اسی طرح آپ دیکھیں انعام اللہ خان نیازی کو اسمبلی premises سے اٹھا کر لے گئے تھے اور آج دس بجے میاں نواز شریف کے والد کو بھی زبردستی اٹھا کر لے گئے ۔ ان کو تو شرم آنی چاہیے ۔ اور وزیر اعلیٰ کا جہاز بھی اس میں استعمال ہوا ہے ۔ یہ کوئی شرافت ہے ۔ ......

چودھری محمد وصی ظفر ، جو جرم کرے گا وہ تو پکڑا جائے گا ۔

چودھری پرویز الہیٰ ، اور وہ زخمی حالت میں ہیں بلکہ پہلے ان کو زخمی کیا گیا ہے ان کے سر پر چوٹ آئی ہے ان کا سر زخمی ہوا ہے ان کی کرسی پر خون بھی ابھی موجود ہے یہ کوئی شرافت کی بات نہیں ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ یہاں پر بات نہ کی جائے یہ کہاں کا انصاف ہے کہاں کا قانون ہے ؟یہ مسئلہ نہایت اہم مسئلہ ہے ۔ آپ نے پولیس ہمارے گھروں تک بھیجی ہے 'خواتین کے ساتھ زیادتی کی ہے'

پولیس نے تشدد کیا ہے اور اس ایوان کے اندر آپ نے پولیس بلائی ہے باہر آپ نے پولیس بلائی ہے اور پولیس ہمارے ایم پی ایز کو اٹھا کر لے گئی ہے۔ آج میاں نواز شریف جو قائد حزب اختلاف ہیں اور اپوزیشن کے لیڈر ہیں ان کے والد صاحب کو ان کے دفتر سے اٹھا کر لے گئے ہیں۔ جناب والا! آپ کہاں کی بات کر رہے ہیں؟ کون سی بات کر رہے ہیں.....

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے اراکین نے شیم شیم کے نعرے بلند کئے اور اپنی سیٹوں پر اٹھ کر کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: میں آدھے گھنٹے کے لیے اجلاس ملتوی کرتا ہوں۔

(اس کے بعد اجلاس کی کارروائی آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ کے بعد 6-18 پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

پوائنٹ آف آرڈر

حزب اختلاف کے اراکین اور ان کے لواحقین کے خلاف انتقامی کارروائیاں

جناب سپیکر: چودھری پرویز الٰہی صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

(حزب اختلاف کی طرف سے نعرہ بازی)

جناب سپیکر: محترم چودھری پرویز الٰہی صاحب' آپ کی تحریک استحقاق ہے۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب سپیکر! تحریک استحقاق سے پہلے جیسا کہ میں عرض کر رہا تھا کہ جو اس ملک کے اندر اور خاص طور پر صوبہ پنجاب میں جو حالات سنگین ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ یہ کس بات پر بول رہے ہیں۔ آپ کوئی پوائنٹ آف آرڈر پیش کر رہے ہیں؟

چودھری پرویز الٰہی: جی میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر کس بات پر ہے؟ ابھی تو کارروائی شروع نہیں ہوئی۔

چودھری پرویز الٰہی: آپ کی اور ہاؤس کی توجہ ایسے سنگین واقعات کی طرف دلانا میں ضروری سمجھتا ہوں جو آج ہی صبح دس بجے جس بیہمانہ اور مجرمانہ حرکتیں کرتے ہوئے جناب قائد حزب اختلاف پاکستان اور قائد حزب اختلاف پنجاب اسمبلی کے والد کو جس طرح زبردستی ان کے دفتر سے اٹھا کر

گھسیٹتے ہوئے اور زخمی کرتے ہوئے ان کو لے گئے ہیں۔

(معزز ممبران اپوزیشن شیم شیم)

ان کو جہاز میں بٹھا کر ان کو ایک نامعلوم مقام پر لے گئے ہیں اور ابھی تک کچھ پتا نہیں چل رہا۔

جناب سپیکر! اسی طرح کے واقعات ہمارے تمام ممبران اسمبلی کے ساتھ ہو چکے ہیں۔ ان کے گھروں تک پولیس پہنچتی رہی ہے۔ آپ خاموش رہے ہیں۔ ان کے اندر بیڈ روموں تک، وہاں عورتوں کی بے حرمتی کی جاتی رہی، وہاں ان کے بچوں کے ساتھ زیادتی کی جاتی رہی۔ ان پر تشدد کیا جاتا رہا۔ پچاس کے قریب یہاں پر ایم پی ایز موجود ہیں جن کے گھروں میں پولیس نے یہ زیادتیاں کی ہیں۔ اس ہاؤس کے اندر پولیس بلا کر اس ہاؤس کے تقدس کو جس طرح پامال کیا گیا ہے یہ اپنی مثال آپ ہے۔ پارلیمانی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا جو کچھ آپ کے دور حکومت میں اور پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں ہو رہا ہے اور اسی اسمبلی کے premises سے جناب ہمارے معزز رکن انعام اللہ نیازی کو وزیر اعلیٰ کے غنڈے اٹھا کر باہر لے گئے اور ان پر تشدد کیا۔

(معزز ممبران اپوزیشن شیم شیم)

جناب سپیکر! اور ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ باہر عورتوں کے جلوس پر جس طرح تشدد کیا جا رہا ہے، لاٹھی چارج ہو رہا ہے، آنسو گیس پھینکی جا رہی ہے۔

جناب والا! آپ کون سی جمہوریت یہاں چلانا چاہتے ہیں؟ آپ اس ملک کو کیا بنانا چاہتے ہیں؟ اور یہ تمام تر ذمہ داری وزیر اعلیٰ پر آتی ہے، وزیر اعظم پر آتی ہے اور پھر آپ پر آتی ہے کہ آپ نے اس ہاؤس کے تقدس کے لیے ہمارے ممبران کی حفاظت کے لیے پارلیمانی روایات کو جس طرح پامال کیا ہے اس کی بھی مثال نہیں ملتی۔ تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ میں آپ کو آپ کا وہ واقعہ یاد کرانا چاہتا ہوں جب آپ نے پنجاب کا مقدمہ لڑا اور آپ کھڑے ہوئے تو آپ کو جس طرح جیلوں میں ٹھونسا گیا اور قلعہ میں رکھا گیا اور آپ کے بچوں پر کیا گزرتی رہی؟

جناب امتیاز صفدر وڑائچ : جناب سپیکر! یہ کون سا پوائنٹ آف آرڈر ہے---

معزز ممبران اپوزیشن : بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ جاؤ۔ (قطع کلامیاں)

چودھری پرویز الٰہی : جناب سپیکر! آپ موزوں ترین شخصیت ہیں جن کو خود ذاتی طور پر ان حالات

سے واقفیت ہے اور جو تشدد آج میاں نواز شریف صاحب کے والد کے ساتھ کیا گیا ہے کل کو ہمارے جو والدین ہیں ان پر کیا گزرے گی؟ یہ کون سی جمہوریت آپ چلانا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر ، چودھری صاحب میری بات سنئے ۔ چودھری صاحب میری بات سنئے۔

چودھری پرویز الہیٰ ، آپ ملک کوکس طرف لے کر جا رہے ہیں ؟ عورتوں پر تشدد ہو رہا ہے اور ابھی مجھے ایک اور اطلاع ملی ہے کہ میاں نواز شریف صاحب کے گھر ابھی زنانہ پولیس نے ریڈ کیا ہے۔

(معزز ممبران اپوزیشن شیم شیم)

جناب سپیکر ! یہ کوئی طریقہ ہے۔ آپ اس بات کو کہاں تک لے کر جانا چاہتے ہیں؟ آپ گھروں تک پہنچ چکے ہیں۔ آپ بچوں تک پہنچ چکے ہیں۔ آپ ہماری خواتین تک پہنچ چکے ہیں۔ کیا ان کی عورتیں نہیں ہیں؟ کیا ان کے بچے نہیں ہیں؟ کیا ان کی خواتین نہیں ہیں؟ یہ کہاں تک بات کو لے جانا چاہتے ہیں؟

جناب امتیاز صفدر وڑائچ ،جناب سپیکر! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

معزز ممبران اپوزیشن ،بیٹھ جاؤ ۔ بیٹھ جاؤ ۔

چودھری پرویز الہیٰ ، یہ کون سی جمہوریت کو چلانے کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیے۔ آپ تشریف رکھیے۔

چودھری پرویز الہیٰ ، جناب سپیکر! آپ کے سامنے یہ ظلم ہو رہے ہیں اور آپ کچھ نہیں کر سکتے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاس کوئی چارہ کار نہیں ہے ۔

(اس مرحلہ پر تمام ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں سے اٹھ کر جناب سپیکر کے پاس آ گئے)

MR. SPEAKER: I adjourn the House for another half an hour

(اس مرحلہ پر ہاؤس کی کارروائی آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی کی گئی)

(وقفے کے بعد 7.01 پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر ایک قائد حزب اختلاف کی ہے۔

(اس مرحلے پر حزب اختلاف کے تمام ارکین نے احتجاج کیا کہ ہمیں استحقاق کا مطلب بتایا جائے)

ظفر علی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

(حزب اختلاف کے اراکین مسلسل احتجاج کرتے رہے)

میرے خیال میں آپ سنجیدہ نہیں ہیں۔

(شور و غل)

آپ اپنی سیٹ پر چلیں میں آپ کو موقع دیتا ہوں (قطع کلامیاں) یہ طریقہ نہیں ہے۔ آپ کیا کردار ادا کر رہے ہیں؟ آپ اپنی سیٹ پر بیٹھیں ۔ آپ معزز رکن ہیں میں آپ کی بات سنتا ہوں ۔

(شور و غل)

آرڈر پلیز آرڈر پلیز ۔ تمام معزز ارکین اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں ـــ ایسے بات نہیں بنتی۔ میرے خیال میں آپ سنجیدہ نہیں ہیں اس لیے اب میں تحاریک التوائے کار کو لیتا ہوں ۔ چونکہ فاضل اراکین تحاریک استحقاق کو نہیں لینا چاہتے اس لیے اب میں تحاریک التوائے کار پہ چلتا ہوں ۔

(حزب اختلاف کے اراکین مسلسل احتجاج کرتے رہے)

میاں عثمان ابراہیم صاحب ـــ جناب ایس اے حمید صاحب ـــ جناب محمد منشاء اللہ بٹ صاحب ـــ جناب عبد الرؤف مغل صاحب ـــ میرے خیال میں آپ کم از کم اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں ـــ یہاں پر پولیس نہیں ہے آپ تشریف رکھیں۔ یہ طریقہ نہیں ہے۔ اسمبلیوں کا یہ طریقہ نہیں ہوتا۔ فاضل اراکین اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ آپ کو پورا وقت دیا جائے گا۔ اس شور و غوغا میں جو الفاظ بھی بولے جا رہے ہیں میں ان کی اجازت نہیں دے رہا ان کو حذف کیا جائے۔ جو ممبران اپنی سیٹوں پر نہیں کھڑے جو اپنی سیٹ سے نہیں بول رہے میں ان کو اجازت نہیں دیتا وہ کارروائی سے حذف کر دیے جائیں ۔ ۔آپ انعام اللہ کی گرفتاری کی تحریک پیش کریں ہم وہ سنتے ہیں ۔

(حزب اختلاف کے اراکین مسلسل احتجاج کرتے رہے)

ہم آپ کی بات سنتے ہیں لیکن یہ طریقہ نہیں ہے ۔ طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنی سیٹ پر جائیں وہاں سے بات کریں آپ کی بات سنی جائے گی ۔ آپ اپنی اپنی نشستوں پر جائیں وہاں سے بات کریں آپ کو موقع دیا جائے گا ۔

(حزب اختلاف کے تمام اراکین جناب ڈپٹی سپیکر کی سیٹ کے سامنے مسلسل احتجاج کرتے رہے)

میرے خیال میں آپ تشریف رکھیں ـــــ آپ یہی بات وہاں کھڑے ہو کر کریں۔ آپ یہی بات وہاں اپنی سیٹ پر کھڑے ہو کر کریں ہم آپ کی قدر کرتے ہیں ۔ آپ اپنی سیٹ پر جائیں میرے خیال میں پریس اور پریس گیلری دیکھ رہی ہے کہ آپ کا رویہ کیا ہے؟ آپ کیا کر رہے ہیں ؟ کیا جمہوریت کی خدمت کر رہے ہیں؟ یا جمہوریت کو ختم کر رہے ہیں ؟ لاءمنسٹر صاحب میرے خیال میں فاضل اراکین اپوزیشن نہ تحاریک استحقاق پیش کرنا چاہتے ہیں اور نہ ہی تحاریک التوائے کار پیش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ صرف اور صرف شور ڈالنا چاہتے ہیں۔ آپ ایجنڈے کے مطابق قانون سازی پر بات کریں۔

مسودات قانون

ھنگامی قانون آبادی دیہہ میں غیر مالکان کو حقوق ملکیت کی عطائیگی' پنجاب مجریہ 1994ء

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Mr Speaker, I lay -

The Punjab Conferment of Proprietary Rights on Non Proprietors in Abadi Deh Ordinance, 1994 (Ordinance No XV of 1994)

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Conferment of Proprietary Rights on Non- Proprietors in Abadi Deh Ordinance ,1994 , has been laid on the table of the House , it is being introduced in the House under Rule 7 (5) of the Rules of the Procedure It is referred to the appropriate Committee for report by 31st December, 1995.

اسلامی نظریاتی کونسل کی سالانہ رپورٹ بابت سال 1992-93ء (جو ایوان کی میز پر رکھی گئی)

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Mr Speaker Sir,I lay on the table of the House .-

The Annual Reports of the Council of Islamic Ideology for the year 1992-93.

MR DEPUTY SPEAKER: The Annual Reports of the Council of Islamic

Ideology for the year 1992-93, has been laid on the table of the House.

صوبائی زکوٰۃ فنڈز کے حسابات کی آڈٹ رپورٹ بابت 88-1987ء اور 89-1988ء (جو ایوان کی میز پر رکھی گئی)

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I lay on the table of the House .-

The Audit Reports on the Accounts of Provincial Zakat Funds for the years 1987-88 and 1988-89.

MR DEPUTY SPEAKER: The Audit Reports on the Accounts of Provincial Zakat Funds for the years 1987-88 and 1988-89 has been laid on the table of the House

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ ایسا کریں گے تو ایسا ہی ہو گا۔ آپ سیٹ پر جائیں۔ میں ہاؤس کو کل شام تین بجے تک کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر ہاؤس کی کارروائی مورخہ 14-11-1994 کی شام تین بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر' 14-نومبر 1994ء

(دو شنبہ' 9 جمادی الثانی 1415ھ)

جلد 13 ' شمارہ 2

(بشمول شمارہ جات 1 تا 9)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------- 1

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------- 2

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ---------- 43

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ---------- 56

قرارداد ،

مالا کنڈ اور باجوڑ ایجنسی میں تحریک نفاذ شریعت کے دوران ہونے والی
خون ریزی پر اظہار تشویش ---------- 66

مجلس خصوصی کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا ---------- 102

مجلس قائمہ برائے امداد باہمی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا ---------- 103

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیرھواں اجلاس)

پیر ' 14 نومبر 1994ء

(دو شنبہ ' 9 جمادی الثانی 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس ' اسمبلی چیمبر لاہور میں 3 بج کر 30 منٹ پر سہ پہر منعقد ہوا۔
جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت کلام پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ
السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿٣٦﴾ وَلَا
تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ
طُوْلًا ﴿٣٧﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿٣٨﴾

سورۃ بنی اسرائیل آیات 36 تا 38

اور (اے بندے) جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ کہ کان اور آنکھ اور دل ان سب (جوارح) سے ضرور باز پرس ہو گی۔ اور زمین پر اکڑ کر (اور تن کر) مت چل کہ تو زمین کو پھاڑ تو نہیں ڈالے گا اور نہ لمبا ہو کر پہاڑوں (کی چوٹی) تک پہنچ جائے گا۔ ان سب (عادتوں) کی برائی تیرے پروردگار کے نزدیک بہت ناپسند ہے۔

وما علینا الا البلاغ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر : اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر ، [*****]

جناب ڈپٹی سپیکر : میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ جو کارروائی میری اجازت کے بغیر ہوئی ہے اس حذف کر دیا جائے۔ آپ بیٹھ جائیے ۔ تشریف رکھیے ' (صاحبزادہ فضل کریم صاحب نے قرارداد کو پڑھنا جاری رکھا) . I disallow it میں اسے پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا لیکن ممبر پھر بھی پڑھ رہے ہیں ۔ یہ غیر جمہوری بات ہے۔ (شور و غوغا) اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ چودھری احمد یار گوندل! (حاضر نہیں ہیں) جناب عبدالرشید بھٹی۔

مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹرز کی تفصیلات

*353۔ **جناب عبدالرشید بھٹی:** کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء کے دوران وزیر اعلیٰ' وزیر زراعت اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے کن مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹرز کن تاریخوں میں مقرر کیے گئے ان کے مکمل نام و پتہ جات کی تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؛

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ):

مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء کے عرصہ کے دوران 743 ایڈمنسٹریٹر مقرر کیے گئے ایڈمنسٹریٹروں کی تعیناتی کے بارے میں مکمل تفصیلات ضلع / تحصیل / مارکیٹ کمیٹی وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کوئی ضمنی سوال ہے ؟

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے بہت سے اراکین سپیکر کی کرسی کے پاس آ کر جمع ہو گئے اور نعرہ بازی کرنے لگے)

(کوئی ضمنی سوال نہ کیا گیا) (شور و غوغا)

ڈائریکٹریٹ ویٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے ملازمین کے تفصیل

*354۔ **جناب عبدالرشید بھٹی:** کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ڈائریکٹریٹ ویٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں کل کتنے ملازم ہیں

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

ان کے عہدے جات تاریخ تقرری ڈومی سائل ذات تعلیمی قابلیت سمیت تمام تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں۔

(ب) متذکرہ ادارے میں جو ملازمین/ افسران کام کر رہے ہیں وہ اس ادارہ میں کن تاریخوں سے تعینات چلے آ رہے ہیں۔

(ج) متذکرہ ادارہ میں تحقیق پر مامور 16 گریڈ سے 20 گریڈ تک جو افسران تعینات ہیں ان کی ڈگریاں کن میجر سبجیکٹ میں ہیں؟

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ)

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد اور صوبہ بھر میں اس کے ماتحت اداروں میں اس وقت 4459 ملازمین کام کر رہے ہیں۔ ان ملازمین کے عہدہ جات۔ تاریخ تقرری۔ ڈومی سائل۔ ذات اور تعلیمی قابلیت وغیرہ کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئیں ہیں۔

(ب) متذکرہ ادارہ اور اس کے ذیلی اداروں میں کام کرنے والے ملازمین/ افسران کی تعیناتی کی تاریخوں کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئیں ہیں۔

(ج) متذکرہ ادارے میں اور اس کے ذیلی اداروں میں تحقیق پر مامور 17 گریڈ سے 20 گریڈ تک کے افسران کی ڈگریوں / میجر سبجیکٹس کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ شور کرتے رہیں۔ یہ اجلاس چلے گا۔ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ بیٹھ جائیں' دین کو exploit نہیں کیا جا سکتا۔ پیر شجاعت حسین قریشی۔

ایک معزز ممبر، سوال نمبر 375 (معزز رکن پیر شجاعت حسین کے ایماء پر دریافت کیا)

کاشت کاروں کو مالیے اور آبیانے کی رعایت

*375۔ **پیر شجاعت حسنین قریشی،** کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کپاس کی فصل پر وائرس کے حملے سے پچھلے دو سال سے فصل کو شدید نقصان ہوا ہے جس کی وجہ سے کاشت کاروں کو شدید مالی نقصان برداشت کرنا پڑا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وائرس کی بیماری کی تحقیق کے لیے زرعی ماہرین کی ایک کمیٹی نے کافی عرصہ تک کپاس کی فصل پر تحقیق کی تھی مگر کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کپاس کے کاشت کاروں کو مالیہ اور آبیانہ

میں رعایت دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ):

(الف) یہ درست ہے کہ سال 1993ء میں صوبہ پنجاب کے کچھ اضلاع ساہیوال، پاکپتن، فیصل آباد، جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کپاس کی فصل پر وائرس کا حملہ پچھلے سال کی نسبت شدید ہوا۔ ایک سروے رپورٹ کے مطابق ان اضلاع کے 2761 گاؤں اس بیماری سے متاثر ہوئے کپاس سے متاثرہ علاقوں میں محکمہ زراعت نے فصل کو وائرس سے بچانے کے لیے خصوصی مہم چلائی۔ زمینداروں کو ہدایات دی گئیں کہ کپاس کو جڑی بوٹیوں سے پاک رکھیں اور کھادوں کا مناسب استعمال کریں اس کے سفید مکھی جس کی وجہ سے وائرس پھیلتی ہے کو کنٹرول کرنے کے لیے موزوں زرعی ادویات کو استعمال کرنے کی ترغیب دی گئی۔ محکمہ زراعت کی ان مسلسل کوششوں کی وجہ سے وائرس کا حملہ ملتان خانیوال۔ وہاڑی اور رحیم یار خان کے اضلاع میں پچھلے سال کی نسبت کم رہا۔ مزید برآں محکمہ زراعت نے تمام متاثرہ اضلاع کا سروے کیا اور ایک رپورٹ ریلیف کمشنر محکمہ بورڈ آف ریونیو کو ارسال کی ہے اور سفارش بھی کی کہ متذکرہ علاقوں کے متاثرہ زمینداروں کو مالیہ اور آبیانہ معاف کیا جائے اور زرعی قرضہ جات کی وصولی مؤخر کی جائے۔

(ب) محکمہ زراعت حکومت پنجاب نے کپاس کی فصل کو وائرس کے نقصان سے بچانے کے لیے زرعی ماہرین کی کمیٹیاں بنائیں جنھوں نے بیماری کے مختلف پہلوؤں پر تفصیلی مطالعہ کرنے کے بعد قلیل المیعاد اور طویل المیعاد سفارشات مرتب کیں جس سے فصل کو اس بیماری سے محفوظ رکھنے کے لیے عمل در آمد ہو رہا ہے۔

1۔ <u>قلیل المیعاد اقدامات</u>

(i) بیماری سے متاثرہ اقسام مثلاً 70 سی آئی ایم، 12 ایس، 26 این آئی اے بی کی بجائے قوت مدافعت رکھنے والی اقسام جیسے 682 ایف ایچ 36 بی ایچ 240 سی آئی ایم 147 ایم این ایچ 109 سی آئی ایم، 78 این۔آئی۔اے۔بی، 93 این ایچ ایچ اور 87 ایف ایچ کی کاشت کی حد بندی کے حساب سے سفارش کی جائے گی۔

(ii) پرائیویٹ سیڈ کمپنیوں اور زمینداروں کو متاثرہ بیج فروخت کرنے سے منع کیا

جائے گا۔

(iii) سرائیت پذیر دانے دار ادویات

فصل کی بڑھوتی کے ابتدائی ایام میں استعمال کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

(iv) کیڑے مار ادویات اور کھادوں میں ملاوٹ کی روک تھام کی جائے گی۔

2۔ طویل المیعاد اقدامات

(i) ایسی نئی اقسام دریافت کرنے کی کوشش کی جائے گی جو وائرس کے خلاف قوت مدافعت رکھتی ہوں۔

(ii) حکومت پنجاب ایک ادارہ (Disease Research Institute) ڈیزیز ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد میں قائم کر رہی ہے جہاں بیماریوں پر تحقیق کرکے ان کو کنٹرول کرنے کے طریقے دریافت کیے جائیں گے۔

(iii) کاٹن ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد میں ایک نئی لیبارٹری قیام عمل میں لائی جا رہی ہے جہاں لیف کرل وائرس پر ریسرچ ہو گی۔

(ج) محکمہ زراعت نے متاثرہ اضلاع کی رپورٹ ریلیف کمشنر بورڈ آف ریونیو کو ارسال کر دی تھی اور سفارش بھی کی تھی کہ متاثرہ علاقوں کے کاشت کاروں کو مالیہ اور آبیانہ معاف کیا جائے اور ساتھ ہی زرعی قرضے کی وصولی کو مؤخر کیا جائے۔

(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے تمام اراکین جناب سپیکر کی کرسی کے سامنے جمع ہو گئے اور نعرے بازی شروع کر دی)

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ سب اراکین اپنی اپنی سیٹوں پر جائیں ۔ پھر میں آپ کی بات سنوں گا ۔ اگلا سوال محسن عطا خان صاحب کا ہے ۔

راجہ ریاض احمد ، سوال نمبر 421 (معزز رکن نے سردار محسن عطاء خان کھوسہ کے ایماء پر دریافت کیا)

سال 93-1992ء کے دوران جپسم کھاد کی خرید

*421- جناب محسن عطاء خان، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سابقہ وفاقی حکومت نے 93-1992ء میں پنجاب زرعی کارپوریشن کو پنجاب کی کراٹھی اور سیم زدہ زمین کی اصلاح کے لیے کتنی تعداد میں جپسم کھاد خریدنے کے لیے کتنی رقم مہیا کی تھی اس وقت کاشت کاروں کو کس ریٹ پر اور کس طریقہ سے جپسم کھاد مہیا کی جا رہی ہے۔

(ب) کیا محکمہ مذکورہ مطلوبہ مقدار مقررہ مدت کے اندر حاصل کر پایا ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر زراعت(جناب طارق بشیر چیمہ):

(الف) وفاقی حکومت نے مارچ 1992ء میں پنجاب زرعی ترقیاتی سپلائی کارپوریشن کو پنجاب کی کلراٹھی اور سیم زدہ زمین کی اصلاح کے لیے 19 کروڑ 71 لاکھ 20 ہزار روپے کی رقم 5 لاکھ 12 ہزار جپسم کھاد کاشت کاروں کو مہیا کرنے کے لیے فراہم کی وفاقی حکومت جپسم کھاد پر سب سڈی دے رہی ہے۔ اس وقت کاشت م کھاد پچاس کلو گرام وزن کی بوری صرف سات روپے میں مہیا کی جا رہی ہے اور پنجاب بھر میں زرعی ترقیاتی سپلائی کارپوریشن کے سیل ڈپوؤں سے کاشت کاروں کو ان کی ضرورت کے مطابق فوری طور پر فراہمی جاری ہے۔

(ب) جپسم کھاد کی فراہمی کا پراجیکٹ مارچ 1992ء میں شروع کیا گیا۔ منصوبہ کی ابتدائی مدت 12 ماہ تھی جو کہ منصوبے کے مطابق 36 ماہ تک بڑھائی جا سکتی ہے۔ پنجاب زرعی ترقیاتی سپلائی کارپوریشن نے کلراٹھی اور سیم زدہ زمین کی اصلاح کے لیے جپسم کھاد کی فراہمی کے لیے بھرپور کوششیں کی ہیں اور اب تک تین لاکھ بیس ہزار ٹن جپسم کھاد فراہم کی جا چکی ہے۔ توقع ہے کہ یہ ہدف آئندہ تین چار ماہ تک پورا کر لیا جائے گا۔ مقررہ ہدف 12 ماہ کے اندر اس لیے پورا نہیں ہو سکا کہ سپلائر چھوٹی پسائی کرکے جپسم فراہم کر رہے ہیں اور بھاری سرمایہ کاری اس اندیشہ سے نہیں کر رہے کہ کہیں ابتدائی مقدار کے حصول کے بعد حکومت جپسم کی خرید ختم نہ کر دے۔ جس سے ان کا سرمایہ ضائع نہ ہو جائے اس کے

علاوہ فراہمی کی کم رفتار کی ایک وجہ مطلوبہ تعداد میں ٹرکوں کی عدم دستیابی بھی ہے زرعی ترقیاتی سپلائی کارپوریشن پوری کوشش کر رہی ہے کہ پراجیکٹ کے مطابق باقی ایک لاکھ ہزار ٹن جپسم کھاد جلد از جلد حاصل کرکے کاشت کاروں کو فراہم کی جائے۔ اب چونکہ سپلائرز نے بڑے پیمانے پر سرمایہ لگا کر سپلائی بڑھا دی ہے لہذا امید ہے کہ آئندہ چند ماہ میں منصوبہ تکمیل پا جائے گا۔

(قطع کلامیاں۔ شور وغوغا)

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے معزز اراکین جناب سپیکر کی کرسی کے سامنے کھڑے ہوگئے اور ایک معزز رکن (صاحبزادہ محمد فضل کریم) نے آذان دینا شروع کر دی)

جناب ڈپٹی سپیکر، پریس والو! آپ یہ دیکھیں کہ کس طرح جمہوریت کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔ یہاں پر اسلام کے نام پر کیا کارروائی کی جا رہی ہے؟ آپ اس کو نوٹ فرمائیں۔ سوال نمبر 421 کے بارے میں کوئی ضمنی سوال؟ کوئی نہیں۔ جی اگلا سوال جناب نواب شیر وسیر صاحب کا ہے۔

ملک نواب شیر وسیر، سوال نمبر 448۔

جڑانوالہ میں سبزی منڈی کا قیام

*448۔ **ملک نواب شیر وسیر**، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ نے نئی سبزی منڈی کن رولز کے تحت قائم کی ہے۔ اور ایسا کرنے سے مالک زمین کو کتنی رقم کی ادائیگی کس کی اجازت سے کی گئی۔

(ب) مالک زمین کو کتنے پلاٹ کن رولز کے تحت دیے گئے۔

(ج) اگر غلط دیئے گئے تو حکومت نے اب تک کیا کارروائی کی ہے اور اس سلسلے میں کتنی رقم واپس جمع ہوئی ہے؟

جناب وزیر زراعت(جناب طارق بشیر چیمہ)،

(الف) مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ نے زیر رولز 67 پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹ جنرل رولز 1979ء کے تحت حکومت پنجاب محکمہ زراعت سے بعد از منظوری بذریعہ چٹھی نمبر PD/D-1/72-II 18-8-90 نئی سبزی و فروٹ منڈی قائم کی۔ مالک زمین کو کل مبلغ -/2913000 روپے کی

ادائیگی کی گئی جس میں سے مارکیٹ کمیٹی کے ریکارڈ کے مطابق مبلغ -/505000 روپے مورخہ 92-05-09 کو ادا کیے گئے اور جن کی منظوری منعقدہ مورخہ 93-5-10 میں حاصل کی گئی جبکہ بقایا رقم مبلغ -/2408000 روپے کی ادائیگی سابقہ چیئرمین نے از خود کر دی۔

(ب) مالک زمین مختار / خاص کو بمطابق ریکارڈ مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ چار عدد بڑے پلاٹ نمبری 48,47,44 اور 55 دیے گئے جب کہ مختلف سائز کے چھوٹے پلاٹ 34 عدد نمبری 4,5,6,7,8. 9.10.11,12.32,35,36.40.41,42,51,52,53.54,55,56,70,71,72,73.74.86,87,88,100, 101,104,105 اور 112 بھی مالک زمین / مختار خاص کو دیئے گئے۔ تاہم مارکیٹ کمیٹی از روئے رولز 67 زرعی پیداوار جنرل رولز 1979ء سے مندرجہ بالا پلاٹ بانٹے دینے کی مجاز نہ تھی۔

(ج) حکومت پنجاب محکمہ زراعت کے علم میں جونہی یہ بے قاعدگی آئی اس نے مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ کی قرار داد / ریزولیوشن نمبر 7 مورخہ 93-5-10 بابت دیئے جانے پلاٹ بانٹے مذکورہ بالا کو بذریعہ آرڈر نمبر PD/X-1/72-V(11) مورخہ 94-1-9 کو منسوخ کر دیا۔ تاہم ابھی تک اس سلسلے میں کوئی رقم واپس جمع نہ ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟۔ کوئی نہیں ۔ اگلا سوال بھی نواب شیر وسیر صاحب کا ہے ۔

ملک نواب شیر وسیر ۔ سوال نمبر 449 ۔

مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ کے اکاؤنٹ کی تفصیلات

*449۔ **ملک نواب شیر وسیر:** کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ نے اپنا اکاؤنٹ یونائیٹڈ بنک عبداللہ پور برانچ فیصل آباد میں کس کے حکم سے کھولا تھا اور آیا وہ جائز تھا۔

(ب) اس اکاؤنٹ سے کس کی اجازت سے کس کو کس مد سے کتنی ادائیگی کی گئی ہے۔ اور اب کتنی رقم بقایا ہے اور آیا کسی مجاز اتھارٹی نے اس پر کوئی کارروائی کی ہے؟

جناب وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ):

(الف) مارکیٹ کمیٹی جڑانوالہ نے یونائیٹڈ بنک عبداللہ پور برانچ فیصل آباد میں از خود اکاؤنٹ نمبری 5626 مورخہ 92-4-22 مبلغ دو لاکھ -/2.00.000 بذریعہ ترانسفر ازاں یونائیٹڈ بنک غلہ منڈی

برانچ جڑانوالہ اکاؤنٹ نمبر 8143 کھلوایا متذکرہ اکاؤنٹ ناجائز طور پر کھولا گیا کیونکہ عبداللہ پور برانچ فیصل آباد، مشہورہ مارکیٹ ایریا سے باہر تھا۔

(ب) اس اکاؤنٹ سے ریکارڈ کے مطابق کسی کو کوئی ادائیگی نہیں کی گئی۔ اس وقت اس اکاؤنٹ کو ختم کیا جانا پایا گیا ہے اور مبلغ -/204752 روپے واپس اکاؤنٹ نمبر 8143 (یو بی ایل برانچ غلہ منڈی جڑانوالہ) مورخہ 4-7-93 کو بذریعہ ٹرانسفر جمع ہوتے پائے گئے ہیں۔ اس پر آج تک کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں پائی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کوئی ضمنی سوال؟ کوئی نہیں۔ اگلا سوال سید تابش الوری صاحب کا ہے۔ تابش الوری صاحب تشریف نہیں رکھتے ۔ اگلا سوال راجہ ریاض احمد کا ہے ۔

راجہ ریاض احمد ۔ سوال نمبر 491 ۔

انقلاب "91" کی کاشت پر پابندی لگانے کے لیے اقدامات

*491۔ راجہ ریاض احمد، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گندم کی قسم "انقلاب" 91 ,1984-85 میں تیار ہو چکی تھی اور اس وقت تحقیقاتی ادارہ کے ڈائرکٹر ڈاکٹر منظور احمد باجوہ وس (مرحوم) تھے بعد ازاں چند سال تک متذکرہ قسم کی پیداواری صلاحیت کا جائزہ لیا گیا تاکہ اسے تجارتی بنیادوں پر کاشتکر کے اس کا بیج جاری کیا جا سکے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ قسم پر Yellow Rust کا زبردست حملہ ہوتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ قسم پر اے پی ایچ آئی ڈی کا بھی گندم کی پہلے سے مقرر کردہ اقسام کے مقابلے میں زیادہ حملہ ہوتا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ قسم انقلاب 91 کو اگر اور عرصے تک تجارتی بنیادوں پر کاشت کے لیے محدود نہ کیا گیا تو اسے پی ایچ آئی ڈی اور ییلو رسٹ گندم کی دیگر اقسام کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکتے ہیں جس سے مجموعی پیداوار بری طرح متاثر ہونے کا امکان ہے۔

(ہ) اگر جزو ہائے (الف) تا (د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت انقلاب 91 کی کاشت پر

پابندی لگانے یا ان علاقوں میں جہاں اس قسم پر بیلورسٹ اور اے پی ایچ آئی ڈی کا حملہ کم ہو محدود کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

وزیر زراعت(جناب طارق بشیر چیمہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ انقلاب 91 1984-85ء میں جنیٹکلی (Genetically) تقریباً تیار ہو چکی تھی اور بعد ازاں تقریباً سات سال تک پیداواری صلاحیت اور بیماریوں کی مدافعت کا جائزہ لینے کے لیے وہ مختلف مراحل سے گزری جو کہ کسی قسم کی حتمی منظوری کے لیے حکومت کے وضع کردہ قانون کو پورا کرنے کے لیے ضروری ہے۔

(ب) جب تک مذکورہ انقلاب ۔ 91 تیاری کے مختلف مراحل سے گزرتی رہی جس کا عرصہ تقریباً 9 سال 1982-83 تا 1990-91ء ہے اس پر بیلورسٹ کا حملہ نہ تو تحقیقاتی ادارہ پر دیکھا گیا اور نہ ہی صوبہ پنجاب اور پورے پاکستان میں اس کی پیداواری صلاحیت اور بیماری کی مدافعت کا جائزہ لینے کے لیے جو صوبائی سطح پر اور قومی سطح پر تجرباتی پلاٹ لگائے گئے کہیں سے اور کسی بھی قومی ادارے یا سائنس دان نے اس کی رپورٹ نہیں دی۔ ماسوائے 1990-91ء میں ایک شمالی چکوال جہاں سے اس کا ایک مدافعتی اثر 20 ایم آر ایم ایس نوٹ کیا گیا۔ جو کہ قومی اور بین الاقوامی قابل قبول ہی نہیں بلکہ بیماری کے خلاف دیر تک مدافعت کی ضامن ہے۔ مزید برآں انقلاب 91 کو شمالی علاقوں میں (بارانی کاشت) محکمہ کی طرف سے کاشتکرنے کی سفارش ہی نہیں کی جاتی۔

(ج) متذکرہ قسم انقلاب 91 کے بارے میں جس بیماری کے حملے کا ذکر کیا گیا ہے اس نام کی بیماری یعنی اے۔پی۔ایچ۔آئی۔ڈی گندم پر پائی نہیں جاتی۔

(د) انقلاب 91 ایک بہترین پیداواری صلاحیت اور بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت رکھنے والی قسم ہے اس کی کاشت سے پاکستان کی گندم کی پیداوار پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ پچھلے تجربات کی روشنی میں انقلاب 91 پورے پاکستان میں قومی سطح پر 1989-90ء اور 1990-91ء میں جو تجرباتی پلاٹ کاشت کی پیداوار کے لحاظ سے سب سے اول رہی۔ اسی بناء پر ورائٹی ایویلوایشن کمیٹی حکومت پاکستان اسلام آباد اور پنجاب سیڈ کونسل لاہور نے

عام کاشت کرنے کے لیے انقلاب 91 کی منظوری دی۔ انقلاب 91 کی منظوری کے لیے جو اجلاس مقرر ہوئے ان کی صدارت بالترتیب چیئرمین پاکستان ایگریکلچر ریسرچ کونسل اسلام آباد اور وزیر زراعت پنجاب نے وراثتی کی پیداواری صلاحیت اور بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت کے متعلق جو اعداد و شمار ان اجلاسوں میں پیش کیے گئے ان کی بنیاد پر ماہرین اور دیگر ممبران نے اس کو متفقہ طور پر منظور کیا اور پنجاب سیڈ کارپوریشن کو اس بات کیہدایت کی گئی کہ وہ جلد سے جلد اس کا سیڈ بڑھائیں اور زمینداروں تک پہنچانے کا بندوبست کریں۔

(ہ) جزو ہائے بالا کا جواب نفی میں ہے۔ لہذا اس پر پابندی لگانے کی یا محدود کرنے کی ضرورت نہیں۔ سائنسدان مسلسل تمام اقسام پر بیماریوں کے حملہ کا جائزہ لیتے رہتے ہیں اور جب بھی گندم کی کسی قسم پر بیماری کا حملہ رونما ہو جائے۔ تو اس کو واپس لینے یا محدود کرنے کی سفارش کر دیتے ہیں جیسا کہ سابقہ اقسام کے بارے میں فیصلے ہوتے رہے۔مثال کے طور پر میکسی پاک 65 چناب 70 بارانی 70 پاری فلڑ ساندل' لائلپور 73 پوٹھوار' یکورا' بلیو سلور' ڈبلیو ایل 711 اور پنجاب 81 وغیرہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟ کوئی نہیں ۔ اگلا سوال بھی راجہ ریاض احمد صاحب کا ہے ۔

راجہ ریاض احمد: سوال نمبر 492 ۔

گندم کی نئی اقسام کی دریافت کے دعوے دار

*492۔ راجہ ریاض احمد: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پاسبان اور ROHTAS گندم کی اقسام حقیقتاً پاکستان کے نامور سائنسدان ڈاکٹر مجیب قاضی سربراہ (Wheat Crossing Programme) نے دریافت کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سائنسدان نے متذکرہ گندم کی اقسام کا بیج 1984ء میں سابق ڈائرکٹر ویٹ تحقیقاتی ادارہ / ڈائرکٹر جنرل ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ ڈاکٹر منظور احمد باجوہ (مرحوم) کو ذاتی حیثیت میں بھیجا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ ڈائر کٹر ویٹ ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد ڈاکٹر محمد حسین 1984ء میں ڈائر کٹر چارہ جات تحقیقاتی ادارہ سرگودھا میں تعینات تھے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈاکٹر محمد حسین 1986ء میں ڈائر کٹر ویٹ ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد تعینات ہوئے اور اس وقت تک متذکرہ گندم کی اقسام کی افادیت تحقیقی مراحل میں داخل ہو چکی تھی اورف ان اقسام کو کمرشل بنیادوں پر کاشت کرنے کے مراحل کی منظوری 1986ء اور اس کے کچھ عرصے بعد عمل میں آئی۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈاکٹر محمد حسین کا متذکرہ گندم کی اقسام کی دریافت اور افادیت کے لیے تحقیقی کاوشوں میں کوئی عمل دخل نہ ہے۔

(و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈاکٹر محمد حسین کی جانب سے متذکرہ گندم کی اقسام کی دریافت کا دھوکہ دہی سے دعویٰ کرنے اور اس امر کا انعام کلیم کرنے کی بابت تحقیقات کروائے گی اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

جناب سپیکر ، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر زراعت(جناب طارق بشیر چیمہ) :

(الف) ڈاکٹر مجیب قاضی سمٹ میکسیکو میں گندم کے ایک نامور سائنسدان ہیں اور گندم کا بین الاقوامی ادارہ CIMMYT میکسیکو پچھلے 33 سال سے پاکستان سمیت دنیا کے دیگر گندم پیدا کرنے والے ممالک سے گندم کی تحقیقات کے سلسلے میں تعاون کر رہا ہے۔ یہ ادارہ نہ صرف تقریباً چالیس ممالک کو مختلف گندم کی نرسریاں اور دیگر ویٹ میٹریل لوکل پروگرام کو تقویت دینے کے لیے فراہم کرتا ہے۔ بلکہ پاکستان کے نامور سائنسدان بھی اسی ادارے کے تربیت یافتہ ہیں۔ ان نرسریوں (آمدہ سمٹ میکسیکو) میں سے مختلف ممالک کے سائنسدان اپنے ملکی۔ موسمی اور زمینی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے موزوں ترین پودے منتخب کرتے ہیں اس کے بعد ان پودوں کا بیج بڑھا کر ان پر مختلف پیداواری صلاحیت اور بیماریوں کو پرکھنے والے تجربات کئی سال تک کیے جاتے ہیں۔ ان میں سے معیار پر پورا اترنے والی لائنوں کو منظور کروانے کے لیے گورنمنٹ کے وضع کردہ قوانین کو پورا کرتے ہوئے حتمی منظوری حاصل کی جاتی ہے بین الاقوامی ادارہ سمٹ میکسیکو سے حاصل متعدد

گندم کی نرسریاں اور خاص طور پر ڈاکٹر مجیب قاضی صاحب وائڈ کراسز کا میٹریل اس وقت بھی کھیت میں موجود ہے اسی سلسلے میں پاسبان 90 اور رہتاس 90 ہی نہیں بلکہ میکسی 65 انڈس 66 پاری 73 ساندل' لائلپور 73 یکورا' ڈبلیو ایل 711 پاک 81 فیصل آباد 85 پنجاب 85 اور چکوال 86 کو سمت میکسیکو کی نرسریوں سے منتخب کرکے پاکستان میں کاشت کے لیے منظور کر دیا گیا۔

(ب) جیسا کہ جز الف میں وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(د) ڈاکٹر محمد حسین دسمبر 1985ء میں ڈائرکٹر ویٹ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد تعینات ہوئے مذکورہ گندم کی اقسام 1986ء میں اسٹیشن ییلڈ ٹرائل (STATION YIELD TRIAL) میں تھیں جو کہ بعد میں پیداواری صلاحیت اور بیماریوں کے مختلف تجربات سے گزرتی ہوئی اکتوبر 1991ء میں منظور کروائی گئی۔

(ہ) ڈاکٹر محمد حسین کا متذکرہ گندم کی اقسام کی دریافت اور افادیت کی کاوشوں میں عمل دخل ہے کیونکہ ان ہی کی سربراہی میں ادارہ تحقیقات گندم کی تحقیقاتی ٹیم نے تمام تحقیقاتی تجربات اور کاوشوں کو مکمل کیا۔

(و) چونکہ ڈاکٹر محمد حسین ہی کی کاوشوں سے یہ اقسام منظور ہوئی لہذا دھوکہ دہی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تحقیقاتی ادارہ گندم فیصل آباد ایک بین الاقوامی شہرت یافتہ ادارہ ہے۔ جو اب تک تقریباً 35 سے زائد اقسام گندم منظور کروا چکا ہے۔ جس نے ملکی معیشت کو قابل فخر بنایا ہے یہ ادارہ اور اس کے سائنسدان اور دیگر عملہ ایک منظم اور مروجہ انتظام کے تحت تحقیقاتی کام کرتے ہیں اور یہ سارا کام ایک ٹیم ورک کے تحت کیا جاتا ہے اور پروگرام کو چلانے کے لیے ڈائرکٹر ویٹ کا پورا عمل دخل ہوتا ہے۔ گندم کی قسم کو تیار ہونے میں تقریباً دس سال کا عرصہ درکار ہے اور اس طرح تحقیقاتی مراحل ایک نظام کے تحت پچھلے کئی عشروں سے چل رہے ہیں۔ اس دوران مختلف سربراہ کا نظام سنبھالا اور اس کی گونا گوں ترقی میں حصہ لیا۔ جس میں چودھری عبدالعزیز۔ ڈاکٹر ایس اے قریشی۔ ڈاکٹر منظور اور باجوہ مرحوم اور موجودہ ڈائرکٹر ڈاکٹر محمد حسین شامل ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس بارے میں کوئی ضمنی سوال؟ کوئی نہیں۔ اگلا سوال چودھری احمد یار گوندل صاحب کا ہے۔

راجہ ریاض احمد ، سوال نمبر 533 ۔ (معزز رکن نے چودھری احمد یار گوندل کے ایماء پر دریافت کیا)

مارکیٹ کمیٹی کا علیحدہ قیام

*533۔ چودھری احمد یار گوندل ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

آیا حکومت تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤ الدین میں مارکیٹ کمیٹی کے علیحدہ قیام کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے۔

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ) ،

اس ضمن میں گزارش ہے کہ محکمہ زراعت حکومت پنجاب پہلے ہی ایک علیحدہ مارکیٹ کمیٹی کے قیام کے بارے ضروری کارروائی عمل میں لا رہی ہے۔ اس سلسلے میں مارکیٹ کمیٹی منڈی بہاؤالدین جسے تقسیم کرکے مجوزہ پھالیہ مارکیٹ کمیٹی بنائی جانی مقصود ہے سے ضروری معلومات بابت موجودہ سٹاف، آمدن، اور اخراجات اکٹھی کی جا رہی ہیں۔ جونہی متذکرہ معلومات موصول ہو جائیں گی ان کی روشنی میں پھالیہ مارکیٹ کمیٹی کے قیام کے بارے میں مروجہ قوانین / قواعد و ضوابط کے مطابق مارکیٹ کمیٹی مذکورہ کے قیام کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، سوال نمبر 533 کے بارے میں کوئی ضمنی سوال؟ کوئی نہیں۔ اگلا سوال چودھری فرخ جاوید گھمن کا ہے۔

راجہ ریاض احمد ، سوال نمبر 551 (معزز رکن نے چودھری فرخ جاوید گھمن کے ایماء پر دریافت کیا)

سلانوالی میں ای اے ڈی اے کے دفتر کی تعمیر

*551۔ چودھری فرخ جاوید گھمن، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سلانوالی ضلع سرگودھا کو تحصیل کا درجہ دیے ہوئے تین سال گزر گئے

ہیں۔ لیکن وہاں پر ابھی تک ای اے ڈی اے کی تعیناتی نہیں کی گئی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو وہاں ای اے ڈی اے کے دفتر کی عمارت اور رہائش گاہ کب تک تعمیر کی جائے گی؟

جناب وزیر زراعت(جناب طارق بشیر چیمہ)،

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ سلانوالی کو مورخہ یکم جولائی 1991ء کو تحصیل کا درجہ دیا گیا تھا لیکن وہاں پر ابھی تک ای اے ڈی اے کو تعینات نہیں کیا جا سکا اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ تحصیل سلانوالی ضلع سرگودھا میں ای اے ڈی اے اور دیگر عملے کی تعیناتی کے لیے محکمہ خزانہ پنجاب کو مالی سال 92-1991ء سے مسلسل ہر سال مذکورہ اسامیوں کی فراہمی کے لیے مکمل کیس تیار کر کے بھیجا جاتا رہا ہے لیکن محکمہ مذکور نے اس کی منظوری نہیں دی۔ جس کی وجہ سے ای اے ڈی اے و دیگر عملے کو تعینات نہ کیا جا سکا۔

(ب) جونہی متذکرہ بالا اسامیوں کی محکمہ خزانہ سے منظوری ملی تو ای اے ڈی اے کے دفتر کی عمارت اور رہائش گاہ کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کوئی ضمنی سوال؟ کوئی نہیں۔ اگلا سوال حاجی محمد اسماعیل صاحب کا ہے۔

(قطع کلامیاں)

آپ پہلے اپنی سیٹوں پر جائیں پھر میں آپ کی بات سنوں گا۔ اس سے پہلے میں آپ کی بات نہیں سنوں گا۔

ایک معزز ممبر : سوال نمبر 596 (معزز رکن نے حاجی محمد اسماعیل کے ایماء پر دریافت کیا)

ڈاکٹر محمد حسین کی ترقی

*596-**حاجی محمد اسماعیل** : کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمے نے گریڈ 16 اور اس سے اوپر کی اسامیوں پر تعیناتی اور ترقی کے لیے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر ایس او آر 797-7-1/111 مورخہ 7 فروری 1980ء کے تحت پنجاب ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ (ریسرچ) ونگ سروس رولز 1980ء تشکیل دیے گئے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ قواعد کی رو سے پنجاب ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ میں ڈائریکٹر

(ویٹ) آئل سیڈز/وجیٹیبلز/ رائس/ کاٹن اور دوسری فصلوں کی اسامیاں پلانٹ بریڈنگ اینڈ جینٹکس گروپ میں قرار دی گئیں اور ان اسامیوں پر سلیکشن خالصتاً میرٹ پر صرف ان باٹنسٹ میں سے دی جا سکی ہیں جو کہ پلانٹ بریڈنگ سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا گریڈ 17 میں کم از کم بارہ سال کا تجربہ ہو۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈائرکٹر ویٹ ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد ڈاکٹر محمد حسین (ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد) کا تعلق ایگرونومی گروپ سے ہے کیوں کہ وہ ایم ایس ای اور پی ایچ ڈی ایگرونومی میں ڈگری کا حامل ہے۔

(د) اگر جزو ہائے (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو وضع کردہ قواعد کے برعکس ڈاکٹر محمد حسین کو ڈائرکٹ ویٹ کے عہدے پر ترقی دینے کی وجوہ کیا ہیں جبکہ یہ آسامی خالصتاً میرٹ پر ہی پُر کی جا سکتی ہے اور کیا حکومت اس بے ضابطگی کا نوٹس لے گی اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں نیز مذکورہ آفیسر کی تقرری میں جس مجاز اتھارٹی نے جن وجوہ کی بناء پر اجازت دی ان کی نقول ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ)،

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ کیونکہ مذکورہ افسر نے بی ایس سی اور ایم ایس سی کی ڈگریاں بالترتیب باٹنی اور ایگرانومی۔ پلانٹ بریڈنگ کے مضامین میں حاصل کی ہیں۔ ان کا تعلق پلانٹبریڈنگ اینڈ جینٹکس گروپ سے ہی ہے جس میں ترقی پا کر وہ ڈائرکٹر کے عہدے پر پہنچے ہیں۔ انھوں نے پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی پلانٹ بریڈنگ اور ایگرانومی میں حاصل کی ہے۔

(د) جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے جبکہ جزو (ج) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر محمد حسین کو ڈائرکٹر کے عہدے پر ترقی قواعد و ضوابط کے مطابق دی گئی ہے۔ ترقی دینے والی مجاز اتھارٹی صوبائی سلیکشن بورڈ ہے۔ جس کی سفارش پر محکمہ زراعت نے بذریعہ حکم نامہ نمبر SO(A-1)1-33-78 مورخہ 21-11-1983 کو مذکورہ افسر کے بطور ڈائرکٹر چارہ جات ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سرگودھا آرڈر جاری کیے (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی

گئی) اس کے بعد 1985ء میں افسر مذکورہ کو تبدیل کر کے ڈائرکٹر (ویٹ) ویٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد تعینات کر دیا گیا (ٹرانسفر آرڈرز کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کوئی ضمنی سوال؟ کوئی نہیں۔ اگلا سوال رانا محمد فاروق سعید خان صاحب کا ہے۔

(قطع کلامیاں)

میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ آپ پہلے اپنی سیٹوں پر جائیں پھر میں آپ کی بات سنوں گا جب تک آپ اپنی سیٹوں پر نہیں جاتے میں آپ کی کوئی بات نہیں مانوں گا۔ اگر آپ اپنی سیٹوں پر چلے جائیں گے تو میں آپ کی بات زیادہ سنوں گا۔ لیکن اس انداز سے میں آپ کی بات بالکل نہیں سنوں گا۔

ایک معزز ممبر۔ سوال نمبر 597 (معزز رکن نے رانا محمد فاروق سعید خان کے ایماء پر دریافت کیا)

ڈائرکٹر ویٹ ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی تعیناتی

*597۔ رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کے وضع کردہ قواعد و ضوابط کی رو سے ڈائرکٹر ویٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد کی اسامی پر تقرری صرف میرٹ پر کی جا سکتی ہے اور اس کے لیے پلانٹ بریڈنگ اینڈ جینیٹکس گروپ میں پی ایچ ڈی ایم ایس سی اور کم از کم بارہ سال گریڈ 17 میں تجربہ ہونا ضروری ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وقت متذکرہ اسامی پر ڈاکٹر محمد حسین تعینات ہے اور اس کا ایگرونومی گروپ سے تعلق ہے اور وہ پلانٹ بریڈنگ اینڈ جینیٹکس سے بالکل لاتعلق ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو قواعد و ضوابط کے برعکس مذکورہ شخص کو ڈائرکٹر ویٹ تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد تعینات کرنے کی وجوہ کیا ہیں۔ نیز جس مجاز اتھارٹی نے اس کی تقرری کا حکم جاری کیا اس کی نقل بمعہ اس بورڈ کی کارروائی کی نقل جس میں اس کی تعیناتی کی گئی ہے۔ بھی ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

(د) کیا حکومت قواعد کے برعکس متذکرہ اہلکار کی تعیناتی پر نظر ثانی کرے گی اگر ہاں تو کب

تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ)،

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب) اس وقت متذکرہ اسامی پر ڈاکٹر محمد حسین تعینات ہیں اور ان کا گروپ پلانٹ بریڈ نگ اینڈ جینٹکس ہی ہے اس لیے وہ پلانٹ بریڈ نگ اینڈ جینٹکس سے لا تعلق نہیں ہیں۔

(ج) جزو (ب) کا جواب اثبات میں نہ ہے نیز ڈاکٹر محمد حسین کو فاڈر بائنسٹ سر گودھا بی ایس 18 جو کہ پلانٹ بریڈ نگ اینڈ جینٹکس کی اسامی ہے سے ترقی دے کر ناظم فاڈر سر گودھا تعینات کیا گیا۔ یہ تقرری مجاز اتھارٹی یعنی صوبائی سلیکشن بورڈ کی سفارش پر عمل میں لائی گئی۔ اور محکمہ زراعت نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر SO(A-1)1-33/78 مورخہ 21-11-83 ڈاکٹر محمد حسین کو ترقی دے کر بطور ڈائرکٹر فاڈر ریسرچ سرگودھا تعینات کیا۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔ صوبائی سلیکشن بورڈ کی کارروائی کی نقل خفیہ دستاویز ہونے کی بناء پر متعلقہ محکمے کو فراہم نہیں کی جاتی۔ لہٰذا محکمہ ہذا اس کی کاپی مہیا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ ڈاکٹر محمد حسین کو آرڈر نمبر SO(A-1)1-68/83 مورخہ 24-11-1985 تبدیل کر کے ڈائرکٹر (ویٹ) ویٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد میں تعینات کیا گیا تھا (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

(د) چونکہ متذکرہ اہلکار کی تعیناتی قواعد و ضوابط کے مطابق ہے لہٰذا نظر ثانی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟ کوئی نہیں۔ اگلا سوال بھی رانا محمد فاروق سعید خان کا ہے۔

راجہ ریاض احمد، سوال نمبر 633 (معزز رکن نے رانا محمد فاروق سعید خاں کے ایماء پر دریافت کیا)

اختیارات کی تفویض

*633۔ **رانا محمد فاروق سعید خان**، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائرکٹر ویٹ ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد کی تحریک پر محکمے نے سیریل بائنسٹ ویٹ ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد کے (Drawing and Disbursing)

کے اختیارات واپس لے کر اسے ڈائرکٹر ویٹ کے اختیارات تفویض کر دیے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیریل بائنسٹ سے جس چٹھی کی بنیاد پر متذکرہ اختیارات واپس لیے گئے اس کے تحت سیریل بائنسٹ کو سرکاری امور کی انجام دہی کے لیے دی جانے والی گاڑیوں کی واپسی اور تحقیقاتی امور کے لیے زمین کے استعمال سے محروم نہیں کیا گیا تھا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیریل بائنسٹ سے (Drawing and Disbursing) کے اختیارات کی واپسی کو بنیاد بنا کر ڈائرکٹر ویٹ ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد نے اس کو دی جانے والی سرکاری گاڑیاں واپس لے لیں اور محکمے کی اراضی پر تحقیقاتی کام بھی اپنے ذمہ لے لیا۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت اس سلسلے میں کی جانے والی بے ضابطگیوں کی تحقیقات کروانے کے لیے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ):

(الف) یہ درست نہ ہے کیونکہ ڈائرکٹر ویٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد میں تین آفیسرز سیریل بائنسٹ سے زیادہ تجربہ کار تھے اس لیے ڈائرکٹر ویٹ کے لیے کئی انتظامی مشکلات پیدا ہو گئی تھیں اس لیے یہ ضروری سمجھا گیا کہ سیریل بائنسٹ کے اختیارات ختم کر دیے جائیں تاکہ اس سے سینئر آفیسرز کی حق تلفی نہ ہو۔

(ب) سرکار امور کی انجام دہی کے لیے دی جانے والی گاڑیوں اور تحقیقاتی امور کے لیے زمین کے استعمال سے سیریل بائنسٹ کو محروم کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ڈائرکٹر ویٹ پہلے بھی کنٹرولنگ اتھارٹی تھے اور اب بھی ہیں اور تحقیقاتی کام ان کی نگرانی میں ہی ہوتا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ سیریل بائنسٹ سے نہ تو کوئی گاڑی واپس لی گئی اور نہ ہی تحقیق کا کام ڈائرکٹر نے اپنے ذمے لیا اصل صورت حال یہ ہے کہ گاڑیاں پول میں ہوتی ہیں اور جس آفیسر کو سرکاری کام کی انجام دہی ہی کے لیے گاڑی کی ضرورت ہوتی ہے اگر پول میں

گاڑی موجود ہو تو اسے مہیا کر دی جاتی ہے۔ اسی طرح سے تحقیقاتی کام بھی ہر آفیسر کو علیحدہ علیحدہ تفویض کیا جاتا ہے اور ہر آفیسر اپنے تحقیقاتی کام کا خود ذمہ دار ہوتا ہے۔

(د) چونکہ سیریل بائنٹ کے انتظامی و مالی اختیارات بلا جواز ختم نہیں کیے گئے اس لیے اس کی تحقیقات کرانے کی ضرورت نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کوئی ضمنی سوال؟ کوئی نہیں۔ اگلا سوال پیر شجاعت حسنین قریشی کا ہے۔

راجہ ریاض احمد، سوال نمبر 665 (معزز رکن نے پیر شجاعت حسنین کے ایماء پر دریافت کیا)

کپاس کے کاشت کاروں کو خصوصی ریلیف دینے کے لیے اقدامات

*665۔ پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع خانیوال میں کپاس کی فصل کو وائرس اور APHID تیلے کی وجہ سے کافی نقصان ہوا ہے جس کی وجہ سے فصل کی پیداوار بہت زیادہ متاثر ہوئی ہے اور کاشت کاروں کو مالی نقصان برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت مذکورہ علاقے کے کاشت کاروں کو بیج کھاد اور ادویات کے قرضے معاف یا مؤخر کرنے کا اراد رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی جن کاشت کاروں کا رقبہ ساڑھے بارہ ایکڑ یا اس سے کم ہے انھیں خصوصی ریلیف دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ):

(الف) یہ درست ہے کہ سال 1993ء میں ضلع خانیوال میں کپاس کی فصل وائرس کی بیماری اور سست تیلے سے متاثر ہوئی اس سے فی ایکڑ پیداوار میں بھی کمی واقع ہوئی۔ ضلع خانیوال میں 428000 ایکڑ رقبہ پر کپاس کاشت ہوئی۔ جس میں سے 47772 ایکڑ پر وائرس کا حملہ ہوا لیکن حملے کی شدت پچھلے سال کے مقابلے میں بہت کم رہی۔ نیز جن کاشت کاروں نے محکمے کی سفارش کردہ ٹیکنالوجی پر عمل کیا۔ فصل وائرس کے حملے سے کافی حد تک محفوظ رہی یہی صورت حال سست تیلا سفید مکھی کے حملے کرتے ہیں لیکن زرعی ادویات کے استعمال سے کنٹرول کر لیے جاتے ہیں سال 1993ء ستمبر اکتوبر میں موسم غیر معمولی طور

پر گرم اور خشک رہا جو کہ کیڑوں مکوڑوں کی افزائش نسل کے لیے موزوں رہا کپاس کی فصل پر ان کے حملے کی وجہ سے فی پودا ٹینڈوں کی تعداد میں کمی ہوئی مزید یہ کہ ٹینڈوں کا سائز کم ہونے سے بھی فی ایکڑ پیداوار متاثر ہوئی۔ جس سے کاشت کاروں کو مالی نقصان برداشت کرنا پڑا۔

(ب) اس میں شک نہیں کہ کپاس کی فصل پر وائرس اور کیڑے مکوڑوں کا حملہ ہوا۔ لیکن محکمہ زراعت نے اس دفعہ پچھلے سال کے وائرس سے متاثرہ اضلاع میں ایک مہم چلائی۔ جس کے حوصلہ افزاء نتائج برآمد ہونے اور ضلع خانیوال میں وائرس کے حملہ کی شدت کافی کم ہوئی۔ ضلع خانیوال میں اتنا زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ کہ اسے آفت زدہ علاقہ قرار دیا جائے لہذا مذکورہ علاقے کے کاشت کاروں کو بیج اور ادویات کے قرضے معاف یا مؤخر کرنے کا کوئی جواز نہ ہے۔ کیونکہ نقصانات نسبتاً کم ہوئے ہیں اس لیے خانم کے کاشت کاروں کو خصوصی ریلیف دینا بھی ممکن نہ ہے۔ تاہم اس کے مقابلےمیں دوسرے اضلاع مثلاً ساہیوال۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ، فیصل آباد اور جھنگ میں چونکہ زیادہ نقصان ہوا تھا اس لیے ان علاقوں کے متاثرہ کاشت کاروں کو ریلیف دینے کے لیےمحکمہ زراعت نے ریلیف کمشنرمحکمہ بورڈ آف ریونیو پنجاب متاثرہ علاقوں میں مراعات دینے کے لیے لکھا تھا اور مذکورہ کیس محکمہ ہذا کے زیر غور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کوئی ضمنی سوال؟ کوئی نہیں۔ اگلا سوال ملک محمد اسماعیل صاحب کا ہے۔

راجہ ریاض احمد ، سوال نمبر 672 (معزز رکن نے ملک محمد اسماعیل کے ایماء پر دریافت کیا)

ڈائرکٹر گندم تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کے دورہ لاہور پر اٹھنے والے اخراجات کی تفصیل

*672۔ ملک محمد اسماعیل، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 92-1991 سے رواں سال کے دوران ڈائرکٹر گندم تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کے زیر استعمال سرکاری امور کی انجام دہی کے لیے کتنی گاڑیاں رہیں۔ بشمول سیریل بائسنٹ ایسی گاڑیوں کے نمبرز کیا ہیں / ڈیزل / سروس پر کتنی رقم خرچ آئی تفصیل سال وار بتائی جائے نیز ان

ورکشاپس کے نام کیا ہیں جہاں سے مرمت کرائی گئی۔ اس سلسلے میں حاصل کردہ رسیدات کی نقول ایوان کی میز پر رکھی جائیں۔

(ب) 1991-92ء سے رواں سال کے دوران ڈائرکٹر گندم تحقیقاتی ادارہ کن تاریخوں میں کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے سرکاری دورے پر لاہور گئے اور اس ضمن میں سرکاری خزانے سے کتنی رقم حاصل کی۔ تفصیل سال وار ایوان میں پیش کی جائے۔ نیز جن مقاصد کے تحت اہلکار مذکورہ کو مجاز اتھارٹی نے لاہور طلب کیا ان کی نقول ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر زراعت(جناب طارق بشیر چیمہ):

(الف) 1991-92ء سے رواں سال جنوری 1994ء تک کے دوران ڈائرکٹر گندم تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کے زیر استعمال سرکاری امور کی انجام دہی کے لیے چار گاڑیاں رہیں ان گاڑیوں کے نمبرز اور ہر ایک گاڑی کی مرمت / ڈیزل / سروس پر جتنی رقم خرچ ہوئی نیز ان ورکشاپس کے نام جہاں سے گاڑیاں مرمت کرائی گئیں اس کی تفصیلات سال وار اور ورکشاپس سے حاصل کردہ رسیدات کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) ڈائرکٹر گندم نے 1991-92ء سے رواں سال کے دوران جتنی رقم سرکاری دورے پر لاہور جانے کے لیے وصول کی وہ درج ذیل ہے:۔

سال	ٹی اے / ڈی اے کی رقم (روپوں میں)
1991-92ء	6,900.00 روپے
1992-93ء	6,450.00 روپے
1993-94ء	2,250.00 روپے
(نومبر 1993ء تک)	

ڈائرکٹر مذکور ٹی اے / ڈی اے کے معاملے میں بذات خود مجاز اتھارٹی ہیں ٹوور پروگرام کی ایک کاپی ناظم اعلیٰ ادارہ ہذا کو اطلاعاً بھیج دیتے ہیں۔ اگر صوبے سے باہر جانا مقصود ہو تو اجازت طلب کرنے کی ضرورت ہوتی ہے متذکرہ آفیسر کے دورہ جات کے پروگرام کی نقول جن میں مقاصد سفر درج ہیں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ضمنی سوال کوئی نہیں۔ اگلا سوال چودھری غلام احمد خان کا ہے۔ موجود نہیں۔

(قطع کلامیاں)

میں نے پہلے بھی آپ سے عرض کیا ہے کہ اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ مجھے علم ہے کہ ہاؤس کو کیسے چلانا ہے۔ سید ظفر علی شاہ صاحب! آپ ان کو سمجھائیں کہ یہ لوگ اپنی سیٹوں پر تشریف لے جائیں۔ اور پہلے میری بات سنیں۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کے معزز اراکین اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف لے گئے)

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری اصغر علی گجر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر، جناب سپیکر! مالا کنڈ کے مسئلے پر اس ایوان کے اندر کافی شور و غوغا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ یہ ہمارے ملک کا ایک کافی اہم معاملہ ہے۔ وہاں پر قتل و غارت، بد نظمی یا جو کچھ بھی ہو رہا ہے چاہے وہ حکومت کی طرف سے ہو رہا ہے یا دوسرے لوگوں کی طرف سے ہو رہا ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس سے ہر آدمی متاثر ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس معاملے کو کسی نہ کسی طرح اس اسمبلی کے فورم میں لایا جائے تاکہ جو لوگ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں ان کی دل شکنی نہ ہو۔ جس طریقے سے بھی ہو سکے اس کو اسمبلی کے فورم پر لایا جانا چاہیے کیونکہ اس میں دین کا معاملہ بھی ہے، اس میں نظم و نسق کا معاملہ بھی ہے، اس میں حکومت کے معاملات بھی ہیں، اس میں عوام کے معاملات بھی ہیں۔ لہذا اس معاملے کو کسی نہ کسی طریقے سے take up کیا جائے کہ کسی کی دل آزاری بھی نہ ہو اور یہ معاملہ tackle بھی کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ

راجہ ریاض احمد، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر، راجہ صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں ایسے نہ کریں۔ دیکھیں فضل کریم صاحب کے جذبات کا مجھے احساس ہے ایسی کوئی بات نہیں میں بھی اس قرار داد کے حق میں ہوں۔ لیکن آپ سے میرا اختلاف اسی بات پر ہے کہ اگر آپ نے بات کرنی ہے تو رولز میں ہے کہ وہ شخص اپنی سیٹ سے بولے گا اور سپیکر اس کو اجازت دے گا۔۔۔۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم: جناب سپیکر!----

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ میری بات تو سن لیں۔ لیکن کافی دوست اپنی سیٹیں چھوڑ کر یہاں آجاتے ہیں نعرے لگاتے ہیں تو اس طرح سے بات نہیں بنتی ۔ میں اپوزیشن کے کردار کا ہمیشہ حامی رہا ہوں اگر وہ جمہوریت کے تابع کام کرے تو۔ ظفر علی شاہ صاحب تابش الوری صاحب چودھری اقبال صاحب اور قائد حزب اختلاف کی میں قدر کرتا ہوں۔ ان کے لیے میرے دل میں بڑی قدر ہے۔ لیکن اگر آپ جمہوری روایات کو' رولز آف پروسیجر کو توڑ کر شور شرابے سے اپنی مرضی dictate کرانا چاہیں گے تو میں آخری آدمی ہوں گا جو اس کو ماننے کے لیے قطعاً تیار نہیں ہو گا۔--

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ خدا کے واسطے بیٹھ جائیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! آپ نے تابش صاحب اور چند دوسرے ارکان کا نام لیا ہے کہ میں ان کی قدر کرتا ہوں کیا آپ میری قدر نہیں کرتے؟ کیا آپ انعام اللہ نیازی کی قدر نہیں کرتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سب کی قدر کرتا ہوں اور انعام اللہ خان صاحب تو بڑے ہی پیارے دوست ہیں۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! بیٹھ جائیں۔ جب ہم کوشش کرتے ہیں۔ میری بات تو سن لیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں مجھے سن لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر کا تو میں فیصلہ کر رہا ہوں ۔ اس کے بعد آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سنوں گا۔ فضل کریم صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ حقیقت میں اجلاس کی ساری کارروائی حزب اختلاف کی ہوتی ہے۔ آج وقفہ سوالات میں بھی دیکھ لیں آپ کے فاضل اراکین کے زیادہ سوال ہیں آگے آپ کی تحاریک استحقاق آئیں گی یہ بھی ساری آپ کی ہیں کم از کم میں چاہتا ہوں کہ ہم اس کے بارے میں بات کریں ۔ اگر آپ بضد ہیں اور آپ چاہتے ہیں کہ یہ اس طرح سے ہو تو یہ سائیڈ بھی آپ ہی کی طرح اسلام کی مخلص ہے۔ ہم سب مسلمان ہیں اس ہاؤس میں جتنے بھی ہیں سب

اسلام کے حامی ہیں۔ اسلام کے خیر خواہ ہیں ہم اسلام کو اپنا دین سمجھتے ہیں۔ یہ بھی اسی طرح ہیں جس طرح آپ ہیں۔ میں قطعاً اس میں کوئی تفریق پیدا نہیں کرتا۔ آپ نے رولز 202 کے حوالے سے۔۔۔۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم : پوائنٹ آف آرڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر : میرے خیال میں جس طرف میں آ رہا ہوں وہ آپ سمجھ نہیں رہے ۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے آپ نے اجازت مانگی ہے ۔ آپ نے اجازت مانگی تھی لیکن شور و غوغا ہوا اور آپ یہاں آ گئے تو میں نے اجازت نہیں دی ۔ اب میں اجازت دیتا ہوں آپ پہلے رول 202 کو معطل کرنے کی مجھ سے استدعا کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری اصغر علی گجر : پوائنٹ آف آرڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر : اصغر علی گجر صاحب! پھر پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔جی ۔

چودھری اصغر علی گجر : جناب سپیکر! میں دلی طور پر آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس معاملے کو حل کرنے میں ہمارے ساتھ معاونت کی ہیں آپ کا اور پورے ایوان کا مشکور ہوں اس طرح ہم سب لوگوں کی دل جوئی ہوئی ہے اور ایک آدمی کو اپنے جذبات کے اظہار کا موقع ملے گا ۔ شکریہ

صاحبزادہ محمد فضل کریم : جناب سپیکر ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ جی لاء منسٹر صاحب' چونکہ یہ ایک طریقہ ہے۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم : جی ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر ! میں فاضل اراکین حزب اختلاف کا بھی مشکور ہوں کہ انھوں نے آپ کی بات سننا گوارا کی اور پارلیمانی روایت کے مطابق اپنے مقصد کو آگے بڑھانا چاہا ہے۔ اسلامی نظام کے حوالے سے یا ملک کے اندر یا کسی اور اہم واقعے کے حوالے سے اگر وہ کوئی قرارداد لانا چاہتے ہیں یا کوئی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں ۔ تو اس سلسلے میں جب ہم سے تعاون کی بات ہے اگر مذاکرات نہیں بھی ہو سکتے ۔ وہ اپنی قرارداد کی کاپی آپ کو پہنچا دیں اور اس کی ایک کاپی مجھے مہیا کر دی جائے میں اسے دیکھ لیتا ہوں ۔ ممکن ہے وہ تحریک ایسی ہو جب آپ رولز کو معطل کر کے یہ قرارداد لانا چاہتے ہیں اور یہ وقفہ سوالات میں لا رہے ہیں ۔ جبکہ رولز کے تحت جب ایک بزنس چل رہا ہو تو اس میں کوئی اور سلسلہ نہیں آ سکتا ۔ لیکن اس کے باوجود ہو سکتا ہے کہ ہم

آج اور اسی وقت اسے support کرنا چاہیں ۔ لیکن جب تک قرارداد کے نفس مضمون کا بھی ہمیں علم نہیں ہے۔ اس وقت تک اس میں رولز معطل کر کے یہ قرارداد پیش کرنے کی میں حمایت کیسے کر سکتا ہوں ؟ جب issue کا ہی نہیں پتہ کہ یہ رولز کے مطابق لا رہے ہیں یا نہیں۔ اس لیے قرارداد کامسودہ مجھے دے دیا جائے تا کہ میں اسے پڑھ لوں پھر اس کے مطابق میں اپنی رائے دوں گا۔بصورت دیگر کل منگل کو پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اگر یہ اس روز بھی یہ قرار داد out of turn لانا چاہیں تو میں تیار ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ ٹھیک ہے۔ راجہ ریاض احمد صاحب کافی دیر سے کھڑے ہیں ۔ جی راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ جناب والا! میرے بھائی اصغر گجر صاحب نے کہا ہے کہ مسلمانوں کا مسئلہ ہے اسلام کا مسئلہ ہے ۔ میں ان کو وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے مسئلے پر اسلام کے مسئلے پر ہم ان کے ساتھ ہیں ۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ مسلمانوں کا مسئلہ نہیں۔ [*****]

(اس مرحلے پر حزب اختلاف کے تمام ممبران نے کھڑے ہو کر احتجاج کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں ۔ میں یہ کارروائی سے حذف کرتا ہوں ۔

سید تابش الوری : کیا یہ مسلمانوں کا حال ہے ؟ کیا اسلام کے حامی ایسی باتیں کرتے ہیں ؟

چودھری اصغر علی گجر : پوائنٹ آف آرڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ میں نے یہ کارروائی سے حذف کر دیے ہیں ۔

چودھری اصغر علی گجر : جناب سپیکر ! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں

جناب ڈپٹی سپیکر : میں نے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے ہیں لہذا اس پہ کوئی بات نہیں ہو سکتی۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ایک آدمی بات کرے ۔ جی قائد حزب اختلاف۔ آپ سب دوست بیٹھ جائیں۔ اصغر علی صاحب آپ بیٹھیں میں نے قائد حزب اختلاف کو floor دیا ہے ۔ قائد حزب اختلاف کیا کہنا چاہتے ہیں جی چودھری پرویز الٰہی صاحب ۔

*****(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

چودھری پرویز الہیٰ ، جناب سپیکر! معزز رکن نے جو عالم دین کے بارے میں بات کی ہے اس پر ہمیں نہایت دکھ ہوا ہے۔ معزز ممبر نے علماء دین کے خلاف جس طرح تضحیک آمیز الفاظ کہے ہیں۔ یہاں تمام مسلمان بیٹھے ہیں ان کے دلوں کو ٹھیس پہنچی ہے اور ہمیں دکھ ہوا۔ جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس معزز ممبر سے کہا جائے کہ ہاؤس کے آگے معافی مانگے علماء دین سے معافی مانگے اور مولانا حضرات سے معافی مانگے ۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم ، جناب والا......

جناب ڈپٹی سپیکر ، صاحبزادہ صاحب تشریف رکھیں بات کو سلجھنے دیں ۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم ، جناب سپیکر ! جیسا کہ آپ نے فرمایا مجھے کسی کے ایمان پر قطعی طور پر کوئی شک نہیں ہے میں عرض کروں کہ یہ خالصتاً ایمان کا ایک امتحان ہے ۔ میں کسی پر شک نہیں کرتا لیکن میرے فاضل دوست راجہ ریاض صاحب نے عالم دین کے متعلق جو مطلقاً لفظ کہا ہے اس پر میں سراپا احتجاج ہوں۔ جناب والا! صوبائی وزیر قانون یہ فرما رہے ہیں کہ اس کے پڑھنے کا اعتراض نہیں تو میں ان کی خدمت میں پڑھ دیتا ہوں مجھے امید ہے کہ نفس مضمون پر ان کو قطعی طور پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا اور جب میں پڑھ لوں گا تو متفقہ طور پر منظور کر کے اسلام کے ساتھ محبت کا ثبوت فراہم کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں ، مجھے پہلے پوائنٹ آف آرڈر کا فیصلہ تو کر لینے دیں ۔ آپ کے قائد نے بات کی ہے پہلے میں اس کا تو فیصلہ کر لوں..........

چودھری اصغر علی گجر ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ پوائنٹ آف آرڈر ایک پیش ہو گیا ہے ۔ میں اب اس کا فیصلہ کرنے لگا ہوں اور یہی مسئلہ ہے جو زیر بحث ہے۔ پھر اس کے بعد میں نے قرارداد کا فیصلہ کرنا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے ......

جناب ڈپٹی سپیکر ، وصی ظفر صاحب! آپ تشریف رکھیں ، جتنی کوشش کرکے اپوزیشن کو ذرا ٹھنڈا اور نرم کیا جاتا ہے اتنی ہی جلدی ہمارے فاضل اراکین جو حزب اقتدار سے تعلق رکھتے ہیں جتنی

پر تیل کا کام کرتے ہیں ۔راجہ ریاض احمد صاحب کو میں اسی لیے فلور نہیں دے رہا تھا ڈر رہا تھا کہ یہ ایسی بات کریں گے کہ سارا قصہ پاک کر دیں گے ۔ اب جناب راجہ صاحب آپ کہیں کہ جو علماء کرام ہیں وہ ہمارے لیے باعث عزت واحترام ہیں اگر کوئی غلط بات سمجھ گیا ہے تو آپ کہیں میں اس کے لیے معافی کا خواست گار ہوں ....(شور وغل)....... آرڈر پلیز آرڈر پلیز

راجہ ریاض احمد ، جناب سپیکر! اصل میں میں نے جو بات کہی تھی میرے دوستوں نے اس کو غلط سمجھا ہے۔ میں بھی علماء کرام کا تہہ دل سے احترام کرتا ہوں اور ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور ان علماء کو جنہوں نے اسلام کی خدمت کی ،جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنی جانوں کی قربانی دی ان کو سلام پیش کرتا ہوں لیکن............

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں لیکن نہیں ۔اب میں قرارداد پر بات کرتا ہوں۔ تابش الوری صاحب آپ کا کیا مسئلہ ہے؟ میرا خیال ہے آپ ہاؤس کو چلنے نہیں دینا چاہتے میں تو یہی محسوس کر رہا ہوں ، دیکھیں میں خود قرارداد کی طرف آ رہا ہوں جو آپ کا اہم مسئلہ ہے.......

سید تابش الوری ، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ،جناب والا! [*****]

(شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر ، اگر یہ بات ہے تو میں اس بات کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ آپ پھر بات کو بڑھا رہے ہیں۔ سید تابش الوری صاحب آپ کیا فرماتے ہیں؟

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ رول 176 کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں......

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر ، اگر آپ پوائنٹ آف آرڈرز پر ہی بات کرنا چاہتے ہیں تو تابش صاحب کے بعد بریگیڈیر صاحب ، پھر وصی ظفر صاحب اور اس کے بعد یعنی باقی جتنے بھی دوست ہیں ان کے پوائنٹ آف آرڈر ہی سنتا رہوں گا ۔ اگر آپ ہاؤس کو نہیں چلانا چاہتے تو پھر ٹھیک ہے ۔ سید تابش الوری!

***(بحکم ڈپٹی جناب سپیکر حذف کیا گیا)

سید تابش الوری، جناب والا! میں آپ کی توجہ رول 176 کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں کہا گیا ہے کوئی رکن تقریر کرتے ہوئے ایسے کوئی الفاظ زبان سے نہیں نکالے گا جو غدارانہ یا توہین آمیزیا غیر پارلیمانی ہوں اور نہ ہی دل آزاری کرنے والے کلمات استعمال کرے گا جناب والا! آپ نے دیکھا ہے اور خود بھی محسوس کیا ہے اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ معزز رکن کو وہ الفاظ واپس لینے چاہئیں ......

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں نے تو وہ الفاظ کارروائی سے ہی حذف کر دیے ہیں ......

سید تابش الوری ، انہیں وہ الفاظ واپس لینے چاہئیں اور معذرت کرنی چاہیے ۔ اور یہ بات قاعدے کے مطابق ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ایک بات انہوں نے clear کردی ہے ۔ میں اس پر رولنگ بھی دے چکا ہوں وہ لیکن کہہ کر کچھ کہنا چاہتے تھے میں نے انہیں روک دیا ۔

سید تابش الوری ، جو وہ پہلے کہہ چکے ہیں وہ آپ حذف کریں ......

جناب ڈپٹی سپیکر ، I rule it out. میں اس پوائنٹ آف آرڈر کو رول آوٹ کرتا ہوں ۔ آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔ میں نے فیصلہ دے دیا ہے ۔ تشریف رکھیں بڑی مہربانی ۔

سید تابش الوری ، جناب والا! اسے حذف تو کروا دیں .....

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ تو میں نے پہلے ہی حذف کروا دیا ہے آپ مجھے dictate کرتے ہیں؟ یہ کردیں وہ کردیں۔ میں نے فیصلہ دے دیا ہے ۔ تابش الوری صاحب Have a seat please.

سید تابش الوری ، جناب والا! جب آپ کا بلڈ پریشر ہائی ہوتا ہے ....

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں نے ان کے یہ الفاظ پہلے ہی کارروائی سے حذف کر دیے تھے ۔

سید تابش الوری ، جناب والا! ان کو الفاظ واپس بھی لینے چاہئیں ......

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ واپس تو لے لیے ہیں انہوں نے ۔ آپ بیٹھ جائیں میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا ۔ فضل کریم صاحب اب قرارداد پر ہم بات کرتے ہیں ۔ آپ میری بات سنیں آپ نے رول 202 کے تحت قرارداد کی اجازت مانگی ' میں نے وزیر قانون کا نقطہ نظر معلوم کیا ۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں پرائیویٹ ممبر ڈے تک مہلت دیں لیکن میں نے کہا کہ میں اس کی اتنی اجازت نہیں

دیتا۔میں آج ہی اس کو dispose of کروں گا اور وقفہ سوالات کے فوراً بعد کروں گا لیکن اس سے پہلے یہ بات ان کی وزن والی ہے کہ آپ اپنی قرارداد کا مسودہ وزیر موصوف کو دیں ۔ وزیر موصوف تابش الوری صاحب اور آپ تینوں حضرات بیٹھ کر بلکہ میں اس میں چودھری اختر محمود گھمن صاحب کو بھی شامل کر دیتا ہوں ......

چودھری اصغر علی گجر : جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ ......

جناب ڈپٹی سپیکر : دیکھیے This is not the proper way. جب سپیکر بول رہا ہو تو اس وقت نہیں بولتے آپ تو پھر پرانے پارلیمنٹرین ہیں ۔ میں نے فضل کریم صاحب کو رول 202 کے تحت قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی ہے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ جب وقفہ سوالات ختم ہو اور یہ آدھے گھنٹے میں ختم ہو جائے گا اس دوران وزیر قانون محمود اختر گھمن آپ خود اور سید تابش الوری صاحب ابھی چلے جائیں اور لابی میں بیٹھ کر اس مسودے کو تیار کر لیں ......

جناب ارشد عمران سلہری : جناب والا! چودھری اصغر علی گجر کا نام بھی شامل کر لیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اصغر علی گجر صاحب کو بھی شامل کر دیتے ہیں ' یہ پانچوں حضرات لابی میں تشریف لے جائیں اورمسودہ کو تحریری شکل میں لے آئیں اور جب وہ آ جائے گا میں اس قرارداد کو ہاؤس میں پیش کردوں گا ۔ مہربانی ۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم : جناب والا! میں نے چونکہ یہ قرارداد پیش کی ہے مجھے تو بات کرنے دیں۔ جناب والا!چونکہ یہ قرارداد میں نے پیش کی تھی اور آپ نے جس کمال شفقت کا مظاہرہ فرمایا اس پر میں آپ کا ممنون ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کہ صوبائی وزیر قانون صاحب یا ہمارے دیگر ساتھی اس مسئلے میں شامل ہو جائیں۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ سیاسی وابستگیوں سے ذرا ہٹ کر دیکھا جائے کہ میں نے جو مضمون ترتیب دیا ہے اس میں کسی کی دل آزاری نہیں ہے 'اور نہ ہی اس میں کسی کا نام شامل ہے۔ یہ خالصتاً ایمان کا مسئلہ ہے جیسا کہ ابھی ان دوستوں نے ارشاد فرمایا ....

جناب ڈپٹی سپیکر : بات سنیں میں نے آپ کے ساتھ commitment کر لی ہے کہ وقفہ سوالات ختم ہوتے ہی میں اسے ٹیک اپ کر لوں گا ۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم : جناب والا! اس میں قباحت کیا ہے؟.....

جناب ڈپٹی سپیکر : اس میں کوئی ایسی بات نہیں آدھے گھنٹے کے بعد متفقہ قرارداد پیش ہو جائے گی اور متفقہ طور پر ہم اسے منظور کرلیں گے ۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم : جناب والا! میں اسے پڑھ دیتا ہوں

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں، یہ رولز کے مطابق نہیں ہے

صاحبزادہ محمد فضل کریم : جناب والا! میں آپ سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ یہ مسئلہ چونکہ انتہائی اہم نوعیت کا ہے اور آپ نے پہلے 20 اپریل 1994ء کو بھی تحفظ ناموس رسالت کی قرارداد کی اجازت عطا فرمائی تھی اور اس کا سہرا بھی خدا کے فضل و کرم سے آپ کے سر پر ہے اور اب بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا سہرا بھی آپ کے سر آئے گا ۔ لیکن اس قرارداد کے لیے میں ان کے پاس جانے کے لیے تیار نہیں ہوں میں اپنی قرارداد کی کاپی ان کے پاس بھیج دیتا ہوں ۔ میں خود جانے کے لیے تیار نہیں کیونکہ میرا تعلق جمعیت العلمائے پاکستان کے ساتھ ہے ہم نظام مصطفےٰ کے داعی اور مقام مصطفےٰ کے تحفظ کے علمبردار ہیں ' وہاں پر پیپلز پارٹی کی حکومت کے وزیر اعلیٰ نے جو گولیاں چلائیں اس کے ضمن میں ہمارے آدمی شہید ہونے میں شہداء کے خون سے غداری نہیں کرسکتا۔ میں یہ قرار داد ہاؤس میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں I disallow کرتا ہوں۔ میں یہ بات عرض کرتا ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ آپ پوچھ رہے ہیں' آپ کو اشارہ مل رہا ہے۔ میں بھی یہاں دیکھ رہا ہوں۔ میں نے بڑی واضح بات کی ہے۔ (قطع کلامیاں) جی بریگیڈئر صاحب!

جناب سیف اللہ چیمہ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! مسلمان جب مسلمان کے ہاتھوں قتل ہوتا ہے مرتا ہے تو اس کا سب کو افسوس ہے۔ لیکن جس کے منہ پہ داڑھی ہو وہی مسلمان نہیں ہوتا۔ یہی مسلمان نہیں ہیں ہم بھی مسلمان ہیں۔ ہمیں بھی افسوس ہے ۔ لیکن میں ان سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ پاکستان کے علمائے کرام ذرا سوچئے کہ اس ملک میں عبدالناصر نہ کوئی پیدا ہوجائے' اتاترک کوئی نہ بن جائے' خوارزم شاہ اور تاتاریوں والا قصہ نہ دہرایا جائے۔ اسلام کو اتنا expolite نہ کیا جائے۔ ہم سب مسلمان ہیں اور اسلام کو اسلام ہی رہنے دیا جائے۔ پاکستان مسلمانوں کا ملک ہے اور یہاں پر سب مسلمان ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میرے خیال میں سید ظفر علی شاہ صاحب آپ اس قرار داد میں شامل ہو جائیے۔

آپ قرار داد دیں ہم وقفہ سوالات کے بعد متفقہ طور پر اس کو پیش کرکے پاس کر دیں۔ ظفر علی شاہ صاحب! میں نے فیصلہ کیا ہے کہ لاء منسٹر اور آپ ادھر سے دو دو آدمی مل کر اس کو لابی میں بیٹھ کر پندرہ بیس منٹ میں تیار کرلائیں۔ ہم اس کو یہاں پر با اتفاق رائے منظور کر لیتے ہیں ۔ اس میں اب کونسی ایسی بات ہے۔جی ظفر علی شاہ صاحب----

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! میں اس پر بھی آپ کی اجازت سے اظہار خیال کرنا چاہوں گا۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر ، آرڈر پلیز۔ I call the House to order جی----

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! آپ نے نہایت ہی فراخ دلی کا ثبوت دیا ہے۔ میں پہلے تو وہ بات کرنا چاہتا تھا۔ جناب والا! میرے دو بھائیوں نے ادھر سے بات کی ہے۔ میں جناب کی بات کا جواب دوں گا جناب نے جو اس قرار داد کے بارے میں فراخ دلی کی ہے۔ کہ آپ نے کہا ہے کہ بیٹھ کر بات کر لیں۔ جناب والا! آپ نے بھی درست کہا تھا کہ جب تھوڑی سی گرمی ٹھنڈی پڑتی ہے تو ادھر سے کوئی ساتھی اٹھ کر بھڑکا دیتا ہے۔ ادھر سے ایک ساتھی نے اٹھ کر کہا ہے کہ علما اور یہ مولوی جو بڑے ہوتے ہیں۔ میرے فاضل دوست کو شائد یہ نہیں پتہ کہ ان کی مرکزی حکومت کے نیچے مولوی فضل الرحمان نے تھم دیا ہوا ہے۔ اگر وہ مولوی نیچے سے نکل آئے۔ تو ان کی مرکزی حکومت دھڑام سے نیچے گر جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے تو آپ کو اس لیے فلور دیا تھا کہ آپ کوئی سمجھوتہ کروادیں گے۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! میرے بھائی ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ انہیں ہوش کرنا چاہئے کہ کہیں جمال عبد الناصر یا اتاترک پیدا نہ ہو جائے۔ میں کہتا ہوں کہ شیر پاؤ صاحب کی موجودگی میں کسی اور کی کوئی ضرورت نہیں وہ ہی کافی ہیں۔ جناب والا! آپ نے جو فرمایا ہے اس قرارداد کے سلسلے میں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں محرک کو ہم درخواست کریں گے کہ محرک اپنے قائد حزب اختلاف سے consult کر لیں اور اس میں جو کمیٹی آپ نے بنائی ہے کوئی حرج نہیں ہے اس میں اس کو پالش کر کے پیش کی جا سکتی ہے۔ لیکن اس میں یہ ہے subject to the approval of the Mover وہ قائد حزب اختلاف سے بات کرلیں۔ تو اس کے بعد یہ ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی۔ غلام عباس صاحب کافی دیر سے بات کرنا چاہ رہے تھے۔ جی---

جناب غلام عباس : جناب والا! آپ نے بہت مہربانی فرمائی۔ اور کافی وقت گزرنے کے بعد آپ نے مجھے یہ مہلت دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کہتے ہیں کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کریں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ یہ کوئی تقریر کا مسئلہ نہیں۔

جناب غلام عباس : جناب والا! میں تو تقریر کرنا ہی نہیں چاہتا۔ یہ مالا کنڈ ایجنسی کے بارے میں بات ہو رہی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وہ تو اب فیصلہ ہو گیا ہے۔ وہ طے ہو گیا ہے۔ وہ ایک ڈرافٹ جوائنٹ آ جائے گا۔

جناب غلام عباس: میری عرض سن لیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ پہلے تو میں یہ کہتا ہوں کہ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ دوسری بات یہ ہے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ تیسری بات یہ ہے کہ باجوڑ ایجنسی میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سارے کا سارا ان واقعات کا تسلسل ہے جو کہ افغانستان میں علماء کے فرقہ واریت اور وہاں کا جو عالمگیر سوال ہے جس کے اوپر جو جنگ ہو رہی ہے وہ ہے اور ہم آج جو حالات صوبہ سرحد میں face کر رہے ہیں وہ حالات اس لیے face کر رہے ہیں کہ جو تیس لاکھ سے زیادہ مہاجرین وہاں آباد ہیں وہ افغان مہاجرین صوبہ سرحد کو افغانستان کی طرز پر خانہ جنگی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔ جیسے 10 ہزار افراد ہر مہینے کم از کم افغانستان میں شہید ہو رہے ہیں۔ اسلام کے نام پر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کر رہا ہے تو جناب والا! آج باجوڑ میں' صوبہ سرحد میں' آپ افغان مہاجرین پیدا کر رہے ہیں اور مرکزی حکومت یہ کوشش کر رہی ہے کہ وہاں ایسے حالات پیدا نہ ہونے دیے جائیں کہ جس میں پاکستان بھی اسی فرقہ واریت اور اسی جنگ و جدل کا ایندھن بن جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ بڑا لمبا ہو گیا ہے پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب غلام عباس: یہ ہیروئن جو مہیا کی جا رہی ہے ہیروئن بیچنے والے' ہیروئن پیدا کرنے والے لوگ وہاں پر آزادی چاہتے ہیں۔ اور حکومت ہیروئن پیدا کرنے کی آزادی نہیں دینا چاہتی۔ اس لیے وہ وہاں پر ایسے حالات پیدا کر رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے ۔ میں ایسی کوئی بات نہیں کروں گا جب افغان مہاجرین کو یہاں لایا گیا تو اس وقت پاکستان پیپلز پارٹی کا مؤقف یہ تھا کہ افغان مہاجرین

پاکستان کے اندر خانہ جنگی پیدا کریں گے۔ اور اب یہی ہو رہا ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Have a seat please

(اپوزیشن کے اراکین کھڑے ہو گئے۔۔۔۔)

جناب قائد حزب اختلاف: یہ کوئی بات ہے کہ ان کو ہیروئن بیچنے والا بنا دیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! پوائنٹ آف انفارمیشن پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ (قطع کلامیاں) مجھے بتائیں کہ کس رول کے تابع پوائنٹ آف انفارمیشن پہ بولتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ: جی میں بتاتا ہوں۔ (اس مرحلہ پر چودھری محمد وصی ظفر کھڑے ہوئے۔۔۔ مگر)

جناب ڈپٹی سپیکر: وصی ظفر صاحب! بیٹھیں۔ جتنے سارے لوگ اٹھتے ہیں اتنا آپ اکیلے اٹھتے ہیں۔

(قہقہے۔۔۔)

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! میری عادت ہے کہ میں پہلے کھڑا ہوتا ہوں پھر پوائنٹ کا حوالہ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو میں آپ کو وقت ضرور دیتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ: اس کے لیے میں آپ کا مشکور ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہی بات ہے کہ مجھے خود پتہ نہیں اس لیے میں اپنے علم میں اضافہ چاہتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! چونکہ میں پوائنٹ آف انفارمیشن پر کھڑا تھا۔ پوائنٹ آف آرڈر کی بات نہیں ہے چونکہ یہ پوائنٹ آف انفارمیشن ہے۔ کیونکہ آپ نے پہلے پوچھا۔ اس لیے میں وہ بھی حوالہ دے رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر یہاں پوائنٹ آف انفرمیشن کی گنجائش ہے تو میں ضرور موقع دوں گا۔

SYED ZAFAR ALI SHAH: Sir I read Rule 174(1).

174(1) "A member desiring to speak on any matter before the Assembly or to raise a point of order or privilege shall rise in his

seat or, if unable to do so, shall otherwise intimate his desire to the Speaker and shall and shall speak only when called upon to do so by the Speaker.....

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیں۔

A member desiring to speak on any matter before the Assembly.

کسی میٹر پر آپ بولنا چاہتے ہیں' ایک بات۔ پوائنٹ آف آرڈر دوسری بات' پوائنٹ آف پریویلج تیسری بات۔ آگے کیا ہے۔ shall rise in his seat. جیسے آپ کرتے ہیں۔ پھر کیا ہو گا؟ or if unable to do so shall otherwise intimate his desire to the Speaker. لیکن یہاں کیا ہو رہا ہے؟

سید ظفر علی شاہ، سو' میں نے desire آپ سے کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' یہاں کیا ہو رہا ہے؟

سید ظفر علی شاہ، کس بات کا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کی بات نہیں کر رہا۔ کیا لوگ اس رول کی پابندی کر رہے ہیں؟

سید ظفر علی شاہ، اس لئے پر جو بات ہے' میں اس کی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ جائیں' کون سا میٹر آپ desire کرتے ہیں before the Assembly۔

سید ظفر علی شاہ، میں یہی عرض کر رہا ہوں ---

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ انفرمیشن نہیں ہے' وہ any matter ہے۔ سپیکر کی اجازت سے۔

سید ظفر علی شاہ، میں یہی عرض کر رہا ہوں۔ اسی لیے میں نے پوائنٹ آف انفرمیشن پر بات کی ہے۔ اب آپ مجھے اجازت دیں گے یا نہیں دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اجازت دیتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ، بہت بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ یہ ایک ہماری learning ہوتی ہے۔ آپ جو بار بار یہ کہتے ہیں اور یہ بھی اسمبلی کی training ہے کہ ہر بات پر کیوں ہر ممبر پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو جاتا ہے' حالانکہ پوائنٹ آف آرڈر بڑا محدود ہے۔ رولز اور آئین پر

بات ہو سکتی ہے، اس کے علاوہ کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ اور باتیں کرنے کے لیے set precedents ہیں througout the world کہ پوائنٹ آف انفرمیشن کی بات ہو تو پوائنٹ آف انفرمیشن پر بات کی جائے گی۔ point of objection ہو تو point of objection کہہ کر raise کیا جائے گا۔ میں اپنے پوائنٹ آف انفرمیشن کی طرف آتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اس کا مطلب یہی ہوا کہ جو آپ نے بات کرنا چاہی تھی، جو آپ بولنا چاہتے تھے، بات یہی تھی کہ آپ نے کہا، پوائنٹ آف انفرمیشن۔ میں نے اس سے صرف disagree کیا تھا کہ پوائنٹ آف انفرمیشن کی گنجائش نہیں ہے۔ میں نے کہا تھا، پوائنٹ آف آرڈر، پوائنٹ آف پریولج، یا any matter، اس میں جو طریقہ ہے، سیٹ پہ کھڑا ہوگا، یا otherwise کسی طرح سے سپیکر سے اجازت حاصل کرے گا۔ میں نے آپ کو اجازت دی ہے۔ آپ ذرا confine کریں۔

سید ظفر علی شاہ، مختصراً عرض کروں گا۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ ایک تو پوائنٹ آف انفرمیشن پر تھوڑی سی رولنگ بھی ہو گئی اور آپ نے اجازت بھی مجھے دی ہے۔ میرے محترم بھائی غلام عباس خان صاحب۔(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف انفرمیشن نہیں ہے۔ بات ہو گئی ہے۔ میں نے اجازت دی ہے۔

سید ظفر علی شاہ، آپ نے اجازت دے دی ہے۔ لیکن ہر بات چودھری وصی ظفر صاحب کے سر سے گزر جاتی ہے۔ میرے محترم بھائی غلام عباس خان صاحب نے حوالہ دیا ہے، مالا کنڈ کے اس بحران کو افغانستان سے ملایا ہے اور پتا نہیں کہاں کہاں پر۔ میں پوائنٹ آف انفرمیشن پر بات کر رہا ہوں کہ غالباً ــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، میں جناب کی رولنگ چاہتا ہوں، بار بار لفظ پوائنٹ آف انفرمیشن استعمال کیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! میں نے اس پر رولنگ دے دی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، انھوں نے پھر پوائنٹ آف انفرمیشن کا لفظ استعمال کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ any matter پہ desire کر رہے ہیں جو before the Assembly ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، انھوں نے رولنگ کے بعد پوائنٹ آف انفرمیشن کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بیٹھیں۔ میں نے رولنگ دے دی ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر ! غلام عباس خان صاحب نے مالا کنڈ کے حوالے سے بات کی ہے۔ تو میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! یہ معزز وزیر صاحب کہ یہاں سے اٹھائیں۔ جب ان کے سوالوں کی بات ہوتی ہے تو اس وقت یہ ہاؤس میں نظر نہیں آتے۔ اور اب یہاں آ کر مجھے disturb کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دو پرانے وزیر بیٹھے ہیں۔ دو نئے وزیر ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! مالا کنڈ کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ میرے فاضل دوست کی انفرمیشن کے لیے میں عرض کر دوں ۔ جناب سپیکر ! آج صوبہ سرحد میں مالا کنڈ کے علاقے میں جو وہاں پر جبر و تشدد ہو رہا ہے' illegality ہو رہی ہے' وہاں پر chaos ہے' لاقانونیت ہے۔ اسی لیے میرے فاضل دوست قرارداد بھی پیش کرنا چاہتے تھے۔ باقی کئی میرے دوست اس پر تحریک التواء کی شکل میں بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر ! یہ ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں' آفیشل ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں' صوبہ سرحد کے آفیشل ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں کہ آج سے سوا دو مہینے پہلے اگر صوبہ سرحد کا وزیر اعلیٰ غیر آئینی اور غیر قانونی طور پر یہ اعلان نہ کرتا کہ مالا کنڈ کے علاقے میں دو مہینے کے بعد شریعت نافذ کر دی جائے گی تو شاید یہ قتل و غارت نہ ہوتی۔ اس وزیر اعلیٰ کو غالباً یہ پتا نہیں تھا۔ جناب سپیکر! یہی انفرمیشن ہے میرے دوست کے لیے' وہ جو افغانستان سے طلبے ملا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ایسا نہ کریں۔ آپ رولز اور ریگولیشنز کو جانتے ہیں۔ شکریہ۔ جی' وصی ظفر صاحب۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا ! میں اس پر یہ بات کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ قرارداد اس وقت زیر بحث لائی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' قرارداد نہیں ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، آپ نے سب کی سنی ہے' میری بھی سنیے۔ اس میں میری گزارش یہ ہے

کہ مالاکنڈ کے بارے میں میاں نواز شریف صاحب نے سپریم کورٹ میں اپیل داخل کی کہ وہاں پہ یہ قانون ہونے چاہئیں' یہ نہیں۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! انھیں شریف فوبیا ہو گیا ہے۔ ہر اس شخص سے ان کو گھبراہٹ آجاتی ہے جس کے نام کے ساتھ شریف آتا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر : [******]

جناب ڈپٹی سپیکر : وصی ظفر صاحب! آپ ایسی بات نہ کریں جس سے ماحول میں کشیدگی پیدا ہو۔ ایسے بات نہیں بنے گی۔ میں disallow کر رہا ہوں۔ یہ کارروائی کا حصہ نہیں ہے۔ (مداخلت) میں نے رولنگ دے دی ہے۔ میں نے ان کو کہا ہے' بیٹھ جائیں۔ وہ بیٹھتے نہیں ہیں۔ اب میں کیا کروں؟ آپ نے عادت ڈال دی ہے۔ آپ بیٹھ جائیں۔ آپ کی قرارداد ہے۔

میاں عمران مسعود : جناب سپیکر! بڑا relevant پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں نے پہلے ہی کہا ہے' میرا خیال ہے پورا دن پوائنٹ آف آرڈر پہ رکھ دیں۔ جی۔

میاں عمران مسعود : شکریہ جناب سپیکر۔ میں بڑے relevant point of order پہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ اسی کا جواب نہ دے دیں۔

میاں عمران مسعود : نہیں جی نہیں۔ میں ہر گز جواب نہیں دوں گا۔ آپ نے ہمیشہ قانون اور ضابطے کی بات کی ہے۔ پروسیجرز اور رولز کی بات کی ہے۔ میں آپ کی اطلاع کے لیے آپ کو یہ انفریشن دینا چاہتا ہوں کہ سوالات کا ایک گھنٹے کا جو وقت متعین ہے' وہ ختم ہو چکا ہے۔ اب آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ محرک کو اجازت دی جائے' آپ کے پاس وہ قرارداد آ گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میرے پاس آ گئی ہے۔ میں وہی کر رہا ہوں۔ وزیر قانون صاحب کو یہ قرارداد دیں۔ وزیر قانون' اختر محمود گھمن' اصغر علی صاحب' تابش الوری صاحب۔ فضل کریم صاحب۔ آپ ذرا دس منٹ لابی میں چلے جائیں۔ ابھی وقفہ سوالات کا وقت باقی ہے۔ تاکہ جونہی وہ وقت ختم ہو' ہم یہ قرارداد ٹیک اپ کر لیں۔ ذوالفقار علی کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر! آپ نے یہ پیش کش کی تھی اور وزیر قانون نے یہ قبول کر لیا تھا کہ ہمیں ایک کاپی دے دی جائے تا کہ وہ اس کو پڑھ لیں۔ وہ کاپی مہیا کر دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ کاپی دے دی گئی ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اگر کوئی ایسا لفظ ہو جو دوسرے فریق کو پسند نہ ہو تو بیٹھ کر سمجھوتے سے adjustment کر لیں تا کہ ہم متفقہ قرارداد لائیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر! وہ آپ کی وساطت سے بتا دیں گے۔ ہم وہ سن لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ پھر تو اسی طرح بات ہو گی کہ وہ اپوز کریں گے' یہ بات آئے گی۔ اس میں حرج کیا ہے؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر ! یہ قاعدہ رہا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر ، جناب سپیکر! اس قرارداد پر بات کرنے کے لیے سید عارف حسین شاہ صاحب کو اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' میں اب آگے چلتا ہوں۔ قرارداد کی کاپی ہم نے لاء منسٹر صاحب کو دے دی ہے۔ ہم پہلے وقفہ سوالات کو تو ختم کر لیں۔ سید عارف حسین بخاری صاحب کا سوال نمبر 862 صفحہ نمبر 29 پر ہے۔ آپ کس صفحے پر تھے؟

وزیر زراعت، میں صفحہ 34 پر تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سید ظفر علی شاہ صاحب' صفحہ نمبر 34۔ آپ اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

چودھری اصغر علی گجر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اصغر علی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ بات ایسے نہیں ہوتی۔ آپ ہمیں کچھ کام تو کرنے دیں۔ ایک سوال کے جواب کے بعد پھر پوائنٹ آف آرڈر کر لینا۔ ہم اسی چکر میں پڑے ہوئے ہیں کہ پوائنٹ آف آرڈر' پوائنٹ آف آرڈر۔ میں اس کو mis-use نہیں کرنے دیتا۔ آپ تشریف رکھیں ۔ میں آپ کی عزت کرتا ہوں۔ قدر کرتا ہوں۔لیکن ہم ایک سوال کا جواب تو پڑھ لیں۔ پھر آپ کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔ ہم پٹری پر تو چلیں۔ اپنے ایجنڈے پر تو چلیں۔ جی اگلا سوال نمبر 967۔

جناب عمران مسعود ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں اس کی بھی اجازت نہیں دے رہا۔

جناب عمران مسعود : جناب والا! وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں ہوا۔ میرے پاس ٹائم لکھا ہوا ہے۔

جناب عمران مسعود : جناب والا! اس وقت کو extend کریں یا اسے خارج کر دیں۔ 3 بج کر 45 منٹ پر آپ نے وقفہ سوالات شروع کیا تھا۔ پانچ منٹ تھے جواب پورے ہوگئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وقفہ سوالات 3 بج کر 55 منٹ پر شروع ہوا تھا۔

جناب عمران مسعود : جناب والا! پورا ایک گھنٹہ ہو گیا ہے۔ اور وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ابھی دو منٹ باقی ہیں۔ اسی لیے میں کہہ رہا ہوں کہ ہم ایک سوال لے لیں۔ جی سید ظفر علی شاہ صاحب کا سوال نمبر 967 ہے۔

(اس مرحلہ پر سوال نمبر 967 کا طبع شدہ جواب وزیر زراعت صاحب نے پڑھا)

زرعی ادویات کی خرابی کی تفصیلات

*967۔ **سید ظفر علی شاہ** : کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں محکمہ زراعت کے گوداموں میں پڑی ہوئی چھ ہزار ٹن زرعی ادویات ضائع ہو گئی ہیں۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ اس بارہ کروڑ مالیت کی ادویات کو ضائع کرنے کے لیے مزید نو کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو متذکرہ ادویات کب اور کس ایجنسی کی معرفت خرید کی گئی تھیں اور خریدنے کے بعد ان کو استعمال میں کیوں نہیں لایا گیا۔

(د) اس مجرمانہ غفلت کا ذمہ دار کون سا ادارہ ہے اور اس غفلت کے مرتکب افراد کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اگر نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ) :

(الف) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ زراعت کے گوداموں میں چھ ہزار ٹن زرعی ادویات ضائع ہو گئی

ہیں۔ ناظم اعلیٰ (زرعی تحقیق) زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کی سربراہی میں جو کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اس نے محکمہ زراعت کے مختلف سٹوروں میں 1985ء میں مندرجہ ذیل ادویات پائی تھیں۔

سیال مادہ	1557172 لیٹر اور
سفوف دانے دار وغیرہ	2247788 کلو یا تقریباً 2248 ٹن۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ محکمہ زراعت کے مختلف سٹوروں میں 12 کروڑ مالیت کی ادویات پڑی ہیں۔ ناظم اعلیٰ (زرعی تحقیق) کی رپورٹ کے مطابق ان ادویات کی قیمت تقریباً 7.88 کروڑ روپے ہے یہ بھی درست نہ ہے کہ ان کو ضائع کرنے پر 9 کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔

(ج) قیام پاکستان کے بعد زرعی ادویات کی خرید و فروخت وفاقی حکومت کے محکمہ پلانٹ پروٹیکشن کی ذمہ داری تھی۔ 1955ء میں ون یونٹ کی تشکیل کے بعد زرعی ادویات کی تقسیم کا کام تو صوبوں کو تفویض کر دیا گیا مگر ان ادویات کی خرید کا کام بدستور وفاقی حکومت کے پاس رہا۔ 1963ء میں محکمہ زراعت مغربی پاکستان کو (مغربی حصہ کے لیے) زرعی ادویات کی خرید و فروخت کا کام سونپا گیا اس عرصہ میں محکمہ زراعت پنجاب اپنی ضرورت کی ادویات ایف آئی ڈی کی معرفت خرید کرتا رہا۔

1947 سے 1966ء تک کیونکہ زرعی ادویات پھر سے عام طور پر بغیر انڈنٹ کے ایڈ کے طور پر یا گفٹ کی حیثیت سے آتی تھیں اور بلا قیمت کاشت کاروں کو دی جاتی تھیں۔ مفت آنے کے باعث بسا اوقات ایسی ادویات بھی آتی رہیں۔ جن کی ضرورت نہ تھی لہٰذا ایسی ادویات سٹوروں میں ہی پڑی رہیں۔ چونکہ ان ادویات کا اثر زائل ہو چکا تھا لہٰذا استعمال میں نہ لائی جا سکیں۔

نیز فروری 1980ء سے زرعی ادویات کی خرید و فروخت کا کام مکمل طور پر پرائیویٹ شعبہ میں دے دیا گیا ہے۔ اب ایسے کسی نقصان کا احتمال نہیں۔

(د) محکمہ زراعت میں زرعی ادویات کے استعمال اور تقسیم کے بارے میں حکومت نے مختلف مندرجہ ذیل ایجنسیوں سے اس کی انکوائریاں کروائیں۔

1- پروونشل انسپکشن ٹیم 1979ء

2- انکوئری اینڈ اینٹی کرپشن سیل سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب 1979ء

3۔ پنجاب انکوائری کمیٹی 1978ء اور آڈیٹر جنرل پاکستان 1978ء ان انکوائریوں میں محکمہ زراعت پنجاب میں زرعی ادویات کے سٹاک کے بارے میں کوئی فرد یا ادارہ اس کا ذمہ دار نہیں ٹھہرتا اور اس لیے کسی کے خلاف کارروائی کا جواز نہ ہے۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! سوال کے جز الف کے جواب میں جناب محترم وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ جو کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اس نے محکمہ زراعت کے مختلف۔۔۔۔تو وہ جو کمیٹی تشکیل دی گئی تھی زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں ' اس تحقیقاتی ٹیم کے ممبران کے نام اور اس کے کنوینر کا نام معزز وزیر صاحب بتا سکیں گے؟

وزیر زراعت ، جناب سپیکر! یہ کمیٹی ڈائرکٹر جنرل ایگریکلچر (ریسرچ) کی سربراہی میں تشکیل دی گئی تھی۔ اگر ان کو ناموں کی اتنی ہی ضرورت ہے تو وہ دیے جا سکتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! مجھے پتا تھا کہ معزز وزیر صاحب نے اتنی محنت نہیں کی ہوگی اور ان کو پتا نہیں ہوگا کہ ان کے نام کیا ہیں تو کیا معزز وزیر یہ بتائیں گے کہ جز (ب) میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ ادویات کی قیمت تقریباً 7.88 کروڑ روپے ہے یہ بھی درست نہ ہے کہ ان کو ضائع کرنے پر 9 کروڑ روپے خرچ ہوئے۔ تو کیا میں یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں کہ 9 کروڑ روپیہ خرچ نہیں ہوا بلکہ 8 کروڑ روپیہ خرچ ہوا ہے۔یا جتنا خرچ ہوا ہے وہ بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تلفی کے متعلق پوچھ رہے ہیں کہ اصل میں کتنی رقم خرچ ہوئی؟

وزیر زراعت ، جناب والا! ادویات پر خرچ کے متعلق جو محکمہ نے تجویز کیا وہ تقریباً 27 لاکھ روپے کے قریب تھا لیکن ہمارے محکمے کی رپورٹ کے مطابق اس پر اب تک تقریباً 93 ہزار روپے خرچ ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کہ اب وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر زراعت ، جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

زرعی ادویات کا استعمال

*310- **چودھری احمد یار گوندل،** کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت کے سٹوروں میں سپرے کے لیے کافی پرانی دوائیں موجود ہیں۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو ان کو استعمال کیوں نہیں کیا جاتا؟

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ)،

یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت کے صوبے بھر کے مختلف سٹوروں میں کافی پرانی دوائیں موجود ہیں۔ جہاں تک ان کو سپرے کے لیے استعمال کرنے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں صورت حال کچھ یوں ہے۔ کہ یہ دوائیاں 15 سے 25 سال پرانی ہیں جبکہ ان کی مدت استعمال صرف 2 تا 3 سال ہے۔ یہ ساری کی ساری دوائیاں زائد المیعاد ہو چکی ہیں اور اپنا اثر کھو چکی ہیں ان کا استعمال نہ صرف پودوں کے لیے نقصان دہ ثابت ہو گا بلکہ استعمال کرنے والوں کی صحت کے لیے بھی مضر ہو گا بلکہ مہلک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ نیز فضائی آلودگی کا باعث بھی ہو سکتا ہے ان تمام حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے ماہرین زراعت کی سفارشات کے مطابق جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان پرانی زائد المیعاد اور ناکارہ ادویات کی تلفی کی منظوری دے دی ہے۔ اور ان کی تلفی ان دنوں زیر عمل ہے۔

انسداد رشوت ستانی کے تحت مقدمات

*470- **سید تابش الوری،** کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جولائی 1993ء سے اب تک صوبے میں ان کی وزارت کے ماتحت محکموں میں رشوت و بدعنوانی کی کتنی شکایات موصول ہوئیں ان کی الگ الگ نوعیت کیا تھی اور ان میں الگ الگ کتنی رقم کا معاملہ تھا۔

(ب) ان شکایات پر الگ الگ کیا کارروائی ہوئی کس کس شکایت کو محکمانہ کارروائی کے لیے رکھا اور کس کس شکایت پر انسداد رشوت ستانی کے تحت کس کس تاریخ کو مقدمہ درج کیا گیا؟

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ)،

(الف) جولائی 1993 سے اب تک محکمہ زراعت صوبہ پنجاب کے تحت اداروں میں رشوت و بدعنوانی کی 20 شکایات موصول ہوئیں ان کی الگ الگ نوعیت و تفصیلات رقم لف ہذا ہیں۔ (ملحقہ نمبر 1)

(ب) ان شکایات میں سے پندرہ پر محکمانہ کارروائی ہوئی جبکہ پانچ مقدمات محکمہ انسداد رشوت ستانی کے پاس درج ہوئے۔

لیبارٹریوں کا قیام

*711۔ **چودھری غلام احمد خان**، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں جو نئے اضلاع قائم ہوئے ہیں ان میں سرفہرست نارووال ہے اگر ہاں تو آیا حکومت اس ضلع میں Soil and Water Testing لیبارٹری قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک نیز نئے اضلاع میں بھی ایسی لیبارٹریاں قائم کر دی جائیں گی؟

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ)،

جی ہاں یہ درست ہے کہ صوبے میں نئے اضلاع نارووال۔ لودھراں اور پاک پتن کا قیام 1990ء میں عمل میں آیا ان اضلاع میں مندرجہ ذیل زرعی اجناس کی پیداوار کے اعداد و شمار برائے سال 93-1992ء کے مطابق دالوں کی پیداوار کے لحاظ سے ضلع نارووال خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔

نئے اضلاع میں سال 93-1992ء کے دوران حاصل کردہ پیداوار (ہزار ٹن)

	نارووال	لودھراں	پاکپتن
1۔ غذائی اجناس (چاول۔ گندم۔ مکئی۔ جوار۔ باجرہ)	290.94	373.19	228 80
2۔ کپاس	ـــــ	632.94	213.19 (ہزار گانٹھ)
3۔ نیشکر	268.00	77.00	228.40

4۔ والیں	60 00	0.33	0.25

(چنا، مسور، ماش، مونگ و دیگر)

صوبے میں تحصیل کی سطح پر (Soil and Water Testing Labs) کے قیام کے لیے 1992ء میں ایک منصوبہ باعنوان پنجاب میں تحصیل کی سطح پر تجزیہ اراضی و پانی کی سہولیات مہیا کرنا حکومت کی منظوری کے لیے پیش کیا گیا اس منصوبے کے تحت 71 تحصیلوں اور تین نئے اضلاع یعنی نارووال، لودھراں اور پاک پتن میں تجزیہ گاہ برائے اراضی و پانی کے قیام کی تجویز تھی لیکن ترقیاتی مد میں فنڈ کی کمی کی وجہ سے یہ منصوبہ زیر التواء ہے اور جونہی مطلوبہ فنڈز مہیا ہوئے اس پر عمل در آمد کیا جا سکے گا۔

پنشن کی ادائیگی

*862۔ سید محمد عارف حسین بخاری، کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مارکیٹ کمیٹیوں کے ملازمین کو ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی پنشن عرصہ تعیناتی کے حساب سے متعلقہ کمیٹیوں ہی سے وصول کرنا ہوتی ہے اور اگر ایک اہلکار تین چار جگہ خدمات سر انجام دے کر ریٹائر ہوا تھا تو اسے ماہ بہ ماہ اتنے ہی مقامات سے پنشن وصول کرنا پڑتی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت ان کو ایسی سہولت دینے کا ارادہ رکھتی ہے کہ انہیں کسی ایک مقام سے پنشن مل سکے؟

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ مارکیٹ کمیٹیوں کے ملازمین اپنے عرصہ ملازمت کے دوران جس جس جگہ تعینات رہے ہوں۔ وہیں سے ان کو متعلقہ عرصہ تعیناتی کی پنشن وصول کرنا ہوتی ہے۔ اس ضمن میں مزید وضاحت کی جاتی ہے کہ قانون زرعی منڈیاں پنجاب مجریہ 1939ء اور اس کے تحت بنائے جانے والے قواعد مجریہ 1940ء کے تحت ملازمین مارکیٹ کمیٹی ہائے کسی دوسری مارکیٹ کمیٹی میں ٹرانسفر نہ ہو سکتے تھے اور اس طرح وہ اپنی تمام ملازمت ایک کمیٹی میں ہی مکمل کرنے کے بعد وہیں سے اپنی پنشن وصول کرنے کے حق دار ہوتے

تھے۔ تاہم قانون زرعی منڈیاں پنجاب مجریہ 1978ء کے سیکشن (3)16 کے تحت اس امر کی گنجائش رکھی گئی کہ حکومت پنجاب محکمہ زراعت کے وضع کردہ قواعد کے تحت مارکیٹ کمیٹی کے کسی بھی ملازم کو کہیں بھی کسی دوسری مارکیٹ کمیٹی میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

چونکہ قانون زرعی منڈیاں پنجاب مجریہ 1978 کے سیکشن (1)16 کے تحت ہر مارکیٹ کمیٹی اپنے ملازمین کو تنخواہ' الاؤنس اور پنشن وغیرہ دینے کے بارے میں خود مختار ہوتی ہے۔ لہٰذا جتنا عرصہ کوئی ملازم تبدیل ہو کر کسی مارکیٹ کمیٹی میں اپنے فرائض سر انجام دے گا۔ وہ اسی مارکیٹ کمیٹی کا ملازم تصور ہوگا اور نتیجتاً اپنی پنشن وغیرہ وہیں سے وصول کرنے کا حق دار ہوگا۔ جتنا عرصہ اس نے اس مارکیٹ کمیٹی میں گزارا۔

(ب) اس ضمن میں واضح کیا جاتا ہے کہ ملازمین مارکیٹ کمیٹی کو اپنی پنشن کے حصول میں جو مشکلات درپیش ہیں۔ ان کا حکومت پنجاب محکمہ زراعت کو پورا احساس ہے۔ حکومت ان مشکلات کو ختم کرنے یا کم سے کم کرنے کے لیے متعدد تجاویز پر غور کر رہی ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہوگا۔ کہ مارکیٹ کمیٹیاں اپنی آمدن خود پیدا کرتی ہیں اور اس آمدن سے اپنے ملازمین کی تنخواہ' الاؤنس و دیگر اخراجات پورے کرتی ہیں حکومت یا کسی اور ادارے کی طرف سے مارکیٹ کمیٹیوں کو کسی قسم کی گرانٹ یا مالی امداد فراہم نہیں کی جاتی۔ جہاں تک پنشن وغیرہ کا تعلق ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ ہر مارکیٹ کمیٹی پنشن فنڈ میں ہر ماہ باقاعدگی سے ملازمین کی کل تنخواہ کا 25 تا 40 فیصد جمع کرتی ہے جس کا اکاؤنٹ علیحدہ رکھا جاتا ہے۔ جب کوئی ملازم ریٹائر ہوتا ہے ادا کی جاتی ہے۔ نظامت زراعت (معاشیات و تجارت) پنجاب لاہور نے حکومت پنجاب محکمہ زراعت کو تجویز بھیجی ہے کہ تمام مارکیٹ کمیٹیوں کے پنشن فنڈ کو حکومتی یا نظامت زراعت (معاشیات و تجارت) کی سطح پر یکجا کر دیا جائے اور ہر مارکیٹ کمیٹی کو پابند کیا جائے کہ وہ مالی سال شروع ہونے پر بجٹ کی منظوری کے ساتھ ہی اپنے پنشن فنڈ کا حصہ حکومت یا نظامت زراعت (معاشیات و تجارت) پنجاب بذریعہ بینک ڈرافٹ منتقل کر دے اور اس طرح جب کسی ملازم کے پنشن کے کاغذات حتمی طور پر منظور / فائنل ہو جائیں تو اسے پنشن اور گریجوایٹی وغیرہ ادا کر دی جائے۔ تاہم ابھی اس تجویز کے تمام قانونی و مالی پہلوؤں کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ تا کہ

کسی قسم کے بھی مالی یا قانونی سقم کی گنجائش باقی نہ رہے۔

صوبہ میں کپاس اور گندم کی پیداوار کی تفصیلات

*902۔ میاں شیخ محمد چوہان: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

گزشتہ پانچ سال کے دوران صوبے میں کپاس اور گندم کی پیداوار کی کیا تفصیلات ہیں؟

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ):

گزشتہ پانچ سال کے دوران یعنی 90-1989ء سے 94-1993ء تک صوبہ پنجاب میں کپاس اور گندم کی پیداوار بالترتیب سال وار حسب ذیل رہی۔

پیداوار

	سال	کپاس (ہزار گانٹھوں میں)	گندم (ہزار ٹنوں میں)
1۔	1989-90ء	1454.2	10518.2
2۔	1990-91ء	8501.3	10513.8
3۔	1991-92ء	11416.8	11492.3
4۔	1992-93ء	8237.1	11742 00
5۔	1993-94ء	6523.00	11220 00

چاول کی پیداوار کی تفصیلات

*903۔ میاں شیخ محمد چوہان: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

گزشتہ پانچ سال کے دوران صوبہ میں چاول کی پیداوار کی کیا تفصیلات ہیں؟

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ):

گزشتہ پانچ سال کے دوران صوبہ پنجاب میں چاول کی پیداوار کی تفصیلات بمہ رقبہ جات و اوسط پیداوار فی ایکڑ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

قواعد کے برعکس تعیناتی

*943۔ جناب محمود حیات خان، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کے نوٹیفکیشن نمبری۔ ایس او آر 111-1-7/79 مورخہ 7 فروری 1980ء کے تحت محکمہ زراعت کے شعبہ ریسرچ ونگ کے گریڈ 16 سے اوپر کی اسامیوں کے لیے قواعد جاری ہوئے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے متذکرہ قواعد کی رو سے ڈائریکٹر Whest/Oil/Vegetable/Rice/Cotton and Other crops کی اسامیوں کو Plant breeding and gentetics Group کو میرٹ کی بنیاد پر پُر کیا جاسکتا ہے اور اس کے لیے صرف شرط یہ ہے کہ ایسے اہلکاروں کا تعلق

Associate Botanists/Botanists/Senior research officers with MSc., Agriculture/MSc (Hons) Agriculture in Plant breeding and gentics having 12 years services in grade 17 and above.

میں سے ہو۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے متذکرہ قواعد کی نفی کرتے ہوئے پلانٹ بریڈنگ اینڈ جینیٹکس گروپ کی ڈائرکٹر کی اسامیوں پر تقرری کے لیے محض سنیارٹی کی بنیاد پر تقرریاں کیں خصوصاً ڈاکٹر محمد حسین جس کا تعلق Agronomy گروپ سے تھا' کو بھی قواعد کے برعکس ڈائرکٹر کی اسامی پر تعینات کیا گیا اور میرٹ پی۔بی اینڈ جی گروپ کو بھی نظر انداز کیا گیا۔

(د) اگر جزو ہائے (الف) تا (ج) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت اس بے ضابطگی کا نوٹس لے گی اور قواعد کی خلاف ورزی کے مرتکب اہلکاروں کے خلاف کارروائی کرے گی اور جن افراد کو قواعد کو نظر انداز کرکے متذکرہ اسامیوں پر تعینات کیا گیا اس پر نظر ثانی کی جائے گی اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں نیز متذکرہ قواعد برائے تقرری ڈائرکٹر پی بی اینڈ جی گروپ کے نفاذ کے بعد جن افراد کو ایسی اسامیوں پر تعینات کیا گیا ہے ان کے مکمل کوائف بشمول تعلیمی معیار و تاریخ ملازمت سے لے کر اب تک عہدے جات پر تقرریوں کے کوائف ایوان کی میز پر رکھے جائیں؟

وزیر زراعت(جناب طارق بشیر چیمہ):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ محکمہ زراعت حکومت پنجاب نے قواعد و ضوابط کے مطابق ڈائریکٹرز کی اسامیوں پر سنیارٹی کی بنیاد اور تعلیمی معیار کو دیکھتے ہوئے ترقیاں دیں۔

ڈاکٹر محمد حسین کا تعلق پلانٹ بریڈنگ اینڈ جینٹکس گروپ سے ہے ان کو قواعد و میرٹ کی بنیاد پر ڈائرکٹر کی اسامی پر ترقی دے کر تعینات کیا گیا۔

(د) چونکہ ترقی میں کوئی بے قاعدگی نہیں ہوئی لہذا کسی اہلکار کے خلاف کارروائی کرنے کا جواز نہ ہے۔ ڈائرکٹر کی اسامی پر ترقی دینے کے کاغذات ایس اینڈ جی اے ڈی کو بھیجے جاتے ہیں جو کہ ان کاغذات کو صوبائی سلیکشن بورڈ میں بھیجتا ہے یہ بورڈ ترقی دینے کی مجاز اتھارٹی ہے اور اس کی سفارش پر متعلقہ محکمہ اپنے افسران کو ترقی دیتا ہے۔

قواعد برائے تقرری ڈائرکٹر پی بی اینڈ جی گروپ کے نفاذ کے بعد جن افراد کو ڈائریکٹرز کی اسامیوں پر تعینات کیا گیا ہے ان کے مکمل کوائف بشمول تعلیمی معیار و تاریخ ملازمت سے لے کر اب تک عہدے جات پر تقرریوں کے کوائف ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

دفتر منصوبہ اصلاح آبپاشی کی منتقلی

*1018۔ **حاجی احمد خان بھرل** : کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوآرڈینیٹر واٹر مینجمنٹ (منصوبہ اصلاح آبپاشی) پروگرام سرگودھا کا دفتر جو ڈویژن لیول کا ہے۔ شہر سے تقریباً دس کلومیٹر دور واقع ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ زمینداروں اور کسانوں کے لیے اپنے ضروری کاموں کی وجہ سے مذکورہ دفتر تک آنے جانے کے لیے سواری کا بندوبست نہ ہے جس کی وجہ سے انھیں پیدل جانا پڑتا ہے اور اس طرح سارا دن ضائع ہو جاتا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت کسانوں کے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے دفتر مذکورہ شہر کے اندر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر

نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت(جناب طارق بشیر چیمہ)،

(الف) درست ہے۔

(ب) سواری مل جاتی ہے تاہم اس میں بعض اوقات مشکل ضرور پیش آتی ہے۔ لیکن اصلاح آبپاشی پروگرام کا فیلڈ سٹاف بھی گاؤں گاؤں جا کر اصلاح آبپاشی کے سلسلہ میں زمین داروں سے رابطہ کرتا ہے۔ تاہم زمین داروں کو کھالوں کی اصلاح کے لیے تعمیراتی سامان کے حصول کے لیے کسی مسئلہ میں دفتر آنا پڑتا ہے تو اس کے لیے وہ اپنے ٹریکٹر اور ٹرالیوں کے ذریعے ہی آتے ہیں۔

(ج) حکومت کوآرڈینیٹر اصلاح آبپاشی کے دفتر کو مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر شہر کے اندر منتقل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

(I) دفتر کی عمارت پر تقریباً پچیس لاکھ روپیہ حکومت پنجاب کا خرچ ہوا ہے جو کہ دفتر شہر منتقل کرنے سے ضائع ہو جائے گا۔

(II) شہر میں دفتر کی عمارت کرایہ پر لینے سے تقریباً 10 سے 15 ہزار روپیہ ماہانہ خرچہ آئے گا۔ جو کہ حکومت پنجاب پر اضافی بوجھ ہو گا۔ اور حکومت پنجاب کی مالی حالت پہلے ہی اچھی نہ ہے۔

(III) علاوہ ازیں اسی جگہ پر کوآرڈینیٹر اصلاح آبپاشی کے دفتر کے علاوہ محکمہ زراعت کے دیگر دفاتر بھی موجود ہیں' مثلاً۔

1۔ زرعی تربیتی ادارہ

2۔ شعبہ چارہ جات

3۔ شعبہ باغبانی

4۔ ورکشاپ شعبہ فیلڈ

ایک جگہ محکمہ زراعت کے مختلف شعبوں کے دفاتر ہونے کی وجہ سے زمینداروں کو رابطہ میں آسانی رہتی ہے۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کی مالی معاونت

*1080۔ جناب محمود حیات خان، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد تعلیم و توسیع و زراعت کی تحقیق کے لیے دنیا کی منفرد زرعی تعلیمی درس گاہوں میں شمار ہوتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ادارہ میں 135۔ پی ایچ ڈی سکالرز ملازم ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ادارہ کے پاس تحقیق کے لیے خاطر خواہ مالی وسائل نہ ہونے کی وجہ سے تحقیقی سرگرمیوں کے سلسلے میں ان سکالرز کی خدمات سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھایا جا رہا۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ادارے کی مالی معاونت میں اضافے پر غور کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کا تعلیم و توسیع زراعت کی تحقیق کے لیے دنیا کی منفرد زرعی درسگاہوں میں شمار ہوتا ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں اس وقت 135 پی۔ایچ۔ڈی سکالرز ملازم ہیں۔

(ج) یہ بھی درست ہے کہ زرعی یونیورسٹی کے پاس تحقیق کے لیے خاطر خواہ مالی وسائل نہ ہونے کی وجہ سے تحقیقی سرگرمیوں کے سلسلے میں ان سکالرز کی خدمات سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھایا جا رہا ہے۔

درحقیقت یونیورسٹی میں سپیشل ریسرچ فنڈ کی مد میں جو رقوم سالانہ بجٹ میں مختص کی جاتی ہیں وہ بہت کم ہیں۔ مثال کے طور پر 93-1992ء میں -/18,55,000 روپے برائے ریسرچ مہیا کیے گئے تھے لیکن 93-1992ء میں رجسٹرڈ طلباء جو کہ ایم۔ایس۔سی' ایم۔فل' پی۔ ایچ۔ڈی کر رہے تھے ان کی تعداد تمام کلیہ جات زرعی یونیورسٹی میں درج ذیل ہے۔

	ریگولر طلباء کی تعداد	فیکلٹی ممبرز کی تعداد
ایم۔ایس۔سی	1636	2

ایم-فل	89	2
پی-ایچ-ڈی	187	89
میزان	1912	93

مندرجہ بالا اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ اٹھارہ لاکھ پچپن ہزار روپے کی معمولی رقم سے کتنی ریسرچ ہو سکتی ہے۔ جبکہ اشیاء صرف یعنی کیمیکل گلاس ویئرز اور آپریٹس وغیرہ کافی قیمتی ہوتے ہیں۔ پنجاب گورنمنٹ نے ازراہ کرم برائے سال 92-1991ء دس لاکھ کی گرانٹ تحقیقی مقصد کے لیے دی تھی جو خرچ ہو چکی ہے تاہم 93-1992ء کے بجٹ اجلاس کی صدارت فرماتے ہوئے جناب چانسلر صاحب نے 19 لاکھ کی خصوصی گرانٹ جس میں 10 لاکھ روپے برائے زرعی تحقیق کے لیے دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ پنجاب کے چیف منسٹر صاحب نے بھی یونیورسٹی میں تحقیقی سر گرمیوں کے فروغ کے لیے گورنر صاحب کے اعلان کے مطابق خصوصی گرانٹ کی منظوری دے دی تھی۔ مگر یونیورسٹی کی کوششوں کے باوجود یہ گرانٹ نہ مل سکی۔

(د) چونکہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کو ریسرچ کے سلسلے میں مالی معاونت یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی وساطت سے ملتی ہے لہذا مالی معاونت میں اضافہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے دائرہ اختیار میں ہے۔

اراکین اسمبلی اور زرعی ماہرین سے تجاویز کی طلبی

*1242- **چودھری محمد اسلم**: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

آیا 95-1994ء کے اے-ڈی-پی کی تیاری کے تحت محکمہ نے اراکین پنجاب اسمبلی اور زرعی ماہرین سے کوئی تجویز یا رائے طلب کی تھی اگر ہاں تو ان ایم پی ایز اور زرعی ماہرین کے نام الگ الگ بیان کیے جائیں اگر کوئی تجویز طلب نہیں کی گئی تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ):

ہدایات جاری کیں کہ محکمہ زراعت اپنے جو زیر تکمیل اور نئے منصوبہ جات اے ڈی پی 95-1994ء میں شامل کروانا چاہتا ہے ان کی تفصیل مخصوص فارم پر محکمہ خزانہ اور محکمہ ترقیات و منصوبہ بندی کو ارسال کی جائے۔ اس کام کی تکمیل کے لیے زرعی ماہرین اور افسران کو ہدایت کی گئی کہ وہ اے ڈی پی 95-1994ء کے لیے اپنی زیر تکمیل اور نئی سکیموں کی تفصیلات یعنی ضروری کوائف/ معلومات محکمہ کو ارسال کریں۔ جن زرعی ماہرین/ افسران نے اے ڈی پی 95-1994ء کی تیاری کے سلسلے میں تجاویز فراہم کیں ان کے نام و عہدے جات درج ذیل ہیں۔

نام	عہدے
1۔ ملک دوست محمد	ڈائرکٹر جنرل زراعت (ریسرچ) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد۔
2۔ غلام عباس جلوی	ڈائرکٹر جنرل زراعت (توسیع) پنجاب، لاہور
3۔ جناب عابد فاروق	ڈائرکٹر جنرل زراعت (فیلڈ) پنجاب، لاہور
4۔ جناب مشتاق گل	ڈائرکٹر جنرل زراعت (اصلاح آبپاشی) لاہور
5۔ جناب سلیم مرتضیٰ	مینجنگ ڈائرکٹر، پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن لاہور
6۔ بریگیڈئر محمد عزیر احمد خان	مینجنگ ڈائرکٹر، پنجاب سیڈ کارپوریشن، لاہور
7۔ ڈاکٹر محمد اعظم خان	پرنسپل بارانی ایگریکلچرل کالج، راولپنڈی
8۔ جناب ذکاء اللہ	چیف پلاننگ اینڈ ایویلیوایشن سیل، لاہور
9۔ جناب شاہ نواز	ممبر / انچارج، پنجاب زرعی تحقیقاتی بورڈ، لاہور
10۔ رانا محمد سرفراز	چیف کوآرڈینیٹر، ریجنل ایگریکلچرل اکنامک ڈویلپمنٹ سنٹر وہاڑی
11۔ جناب نواز بھٹی	ڈائرکٹر زرعی اطلاعات پنجاب، لاہور
12۔ جناب محمود احمد	ڈائرکٹر فلوریکلچر، پنجاب، لاہور
13۔ رانا عطاء الحق	ڈائرکٹر کراپ رپورٹنگ سروس، پنجاب، لاہور
14۔ جناب اعجاز پرویز	ڈائرکٹر، پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول پنجاب، ملتان

مندرجہ بالا زرعی ماہرین / افسران سے موصول ہونے والے منصوبہ جات کی مکمل تحقیق اور چھان بین کے بعد مخصوص فارم پر فہرست مرتب کرکے اے ڈی پی 95-1994ء

میں شامل کرنے کے لیے محکمہ خزانہ اور منصوبہ بندی اور ترقیات کو ارسال کی گئی۔
اے ڈی پی 95-1994ء کی تیاری کے سلسلے میں زرعی ماہرین کی تجاویز اور آراء کو مد نظر رکھا گیا تاہم پنجاب اسمبلی کے اراکین سے کوئی تجویز یا رائے کو طلب نہیں کیا گیا کیونکہ ماضی میں یہ روایت نہیں رہی کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کو تیار کرنے کے لیے معزز اراکین اسمبلی سے رائے طلب کی جائے لہٰذا اے ڈی پی 95-1994ء کے لیے بھی مشاورت نہ کی گئی۔ مزید یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ زراعت کے شعبے کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام صوبہ پنجاب کی زرعی ضروریات اور تحقیقاتی مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے تیار کیا جاتا رہا ہے۔

بہاولپور ڈویژن میں فصلوں کی کاشت کی تفصیل

*1280۔ سید تابش الوری: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 94-1993ء کے دوران بہاولپور ڈویژن میں گندم۔ گنا۔ آئل سیڈز اور کپاس کل کتنے رقبے پر کاشت ہوئی؛ کتنی پیداوار ہوئی اور اوسطاً فی ایکڑ پیداوار کیا رہی۔ تفصیل الگ الگ بتائی جائے۔

(ب) 93-1992ء کے مقابلے میں 94-1993ء کے دوران متذکرہ فصلوں کی پیداوار میں علیحدہ علیحدہ کتنا اضافہ یا کمی ہوئی اور اس کی وجوہ کیا تھیں؟

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ):

(الف) 94-1993ء کے دوران بہاول پور ڈویژن میں گندم۔ گنا۔ آئل سیڈز اور کپاس کی فصلوں کو جتنے رقبے پر کاشت کیا گیا ان سے حاصل کردہ پیداوار اور اوسطاً فی ایکڑ پیداوار کی تفصیل بلحاظ فصل درج ذیل ہے۔

فصل	رقبہ کاشت (ہزار ایکڑوں میں)	پیداوار (ہزار ٹنوں / گانٹھوں میں)	اوسط پیداوار (فی ایکڑ منوں میں)
1	2	3	4
گندم	1994.0	1674.6	22.5
گنا	198.7	3008.9	405.7

کپاس	1718 0	2467 8	19 6
آئل سیڈز			
مونگ پھلی	1 545	1 058	18 3
تل	11.272	2 019	4 8
ارنڈ	0.049	0.026	14 2
السی	1.472	0 461	8 4
توریا۔سرسوں	90 600	39 700	11 7
سورج مکھی	9 754	5.679	15 6

(ب) 1992-93ء کے مقابلے میں 1993-94ء کے دوران متذکرہ فصلوں کی پیداوار میں جو اضافہ یا کمی واقع ہوئی ان کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

فصل	پیداوار (ہزار ٹنوں یا گانٹھوں میں) 1992-93	1993-94ء	فی صد اضافہ یا کمی	پیداوار میں اضافہ یا کمی کی وجوہ
(1)	(2)			(3)
گندم	1637 3	1674 6	+2 3	زیر کاشت رقبہ میں گزشتہ سال کی نسبت 1 2 فی صد اضافہ ہونے کی بناء پر پیداوار بڑھی ہے۔
گنا	2344.2	30008.9	+28 4	زیر کاشت رقبہ میں اضافہ اور نہری پانی پانی کی ضرورت کے مطابق فراہمی کی بنا پر اضافہ ہوا۔
کپاس	2817 5	2467 8	-12 4	رس چوسنے والے کیڑوں یعنی سفید مکھی تیلا کا حملہ اور لیف کرل وائرس کی وجہ سے کمی ہوئی۔
آئل سیڈز				
مونگ پھلی	1 192	1.058	-11 2	کاشتہ رقبہ میں کمی اور خشک سالی کی

وجہ سے پیداوار میں کمی ہوئی

تل	2.572	2.019	-21.5	ایضاً
ارنڈ	0.033	0.026	-21.2	ایضاً
السی	0.463	0.461	-0.43	ایضاً
توریا۔ سرسوں	39.800	39.700	-0.25	ایضاً
سورج مکھی۔	9.619	5.679	-41.0	زیر کاشت رقبہ میں کمی کے باعث پیداوار کم ہوئی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مارکیٹ کمیٹی تاندلیانوالہ کے ترقیاتی منصوبوں اور پختہ کردہ سڑکوں کی تعداد

145۔ رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء کے عرصے کے دوران مارکیٹ کمیٹی تاندلیاں والا نے مارکیٹ سے کھیتوں تک کن کن ذرائع سے کتنی کتنی نبی سڑکیں وہ دیگر ترقیاتی منصوبے کس کس مقام پر کتنی کتنی لاگت سے مکمل کیے۔ تفصیل منصوبہ وار سڑک وار اور سال وار بتائی جائے؟

وزیر زراعت(جناب طارق بشیر چیمہ)،

مارکیٹ کمیٹی تاندلیانوالہ نے سال 85-1984ء سے سال 94-1993ء تک مندرجہ ذیل ترقیاتی کام سر انجام دیے۔

	سال	نام ترقیاتی منصوبہ	لاگت	مقام
1۔	85-1984ء	تعمیر دیوار	8700.00	غلہ منڈی
2۔	ایضاً	تعمیر پلیٹ فارم	37800.00	ایضاً
3۔	ایضاً	تعمیر نالی	8212.0	ایضاً
4۔	ایضاً	تعمیر پلیٹ فارم	22397.0	سبزی منڈی
5۔	ایضاً	تعمیر نالی	5785.0	سبزی منڈی

6۔	ایضاً	سفیدی گڈا خانہ	87051.0	گڈا خانہ غلہ منڈی تاندلیانوالہ
7۔	1985-86ء	------------	--------	------------
8۔	1986-87ء	------------	--------	------------
9۔	1987-88ء	تعمیر پلیاں	143878.0	نوٹیفائیڈ ایریا
10۔	1988-89ء	تعمیر سٹاف کوارٹرز وغیرہ	256690.0	دفتر مارکیٹ کمیٹی
11۔	1989-90ء	------------	----------	---------------
12۔	1990-91ء	تعمیر پلیاں	91273.00	نوٹیفائیڈ ایریا
13۔	1991-92ء تا 1993-94ء	------	----------	--------------

مارکیٹ کمیٹی سمندری کے ترقیاتی منصوبوں اور پختہ کردہ سڑکوں کی تعداد

146۔ **رانا محمد فاروق سعید خان:** کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

مالی سال 1984-85ء سے 1993-94ء کے عرصے کے دوران مارکیٹ کمیٹی سمندری نے مارکیٹ سے کھیتوں تک کن کن ذرائع سے کتنی کتنی لمبی سڑکیں و دیگر ترقیاتی منصوبے کس کس مقام پر کتنی کتنی لاگت سے مکمل کیے۔ تفصیل منصوبہ سڑک وار اور سال وار بتائی جائے؟

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ):

تفصیل منصوبہ جات جو مارکیٹ کمیٹی سمندری نے سال 1984-85ء سے سال 1993-94ء تک مکمل کیے ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گندم کی نئی اقسام

225۔ **جناب عبدالرشید بھٹی**، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ کے شعبہ گندم کے ڈائریکٹر محمد حسین اس

آسامی پر گزشتہ آٹھ سال سے زائد عرصے سے تعینات چلے آرہے ہیں۔

(ب) مذکرہ افسر نے بطور ماہر گندم اپنی تعیناتی سے لے کر اب تک گندم کی کتنی نئی اقسام دریافت کی ہیں۔ ان اقسام کے نام کیا ہیں اور ان اقسام کو تجارتی بنیادوں پر کاشت کے لیے کن تاریخوں میں کس مجاز اتھارٹی نے منظور کیا۔

(ج) افسر مذکورہ کی جانب سے دریافت کردہ اقسام پنجاب بھر میں گندم کے کاشت کے رقبہ کے تناسب سے کتنے فی صد رقبہ پر کتنے عرصہ سے کاشت ہوتی رہی ہیں۔ ان کی فی ایکڑ پیداوار اور پنجاب کے زیر کاشت گندم کے کل رقبہ کے تناسب کی تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ ڈائرکٹر گندم ڈاکٹر محمد حسین اس اسامی پر نومبر 1985ء یعنی گزشتہ آٹھ سال سے زائد عرصے سے تعینات ہیں۔ تحقیقاتی کام میں ایک آفیسر جتنا زیادہ عرصہ ایک عہدے پر ریسرچ کا کام کرتا ہے اتنے ہی وہ بہتر نتائج حاصل کرتا ہے جو کہ قوم کے عین مفاد میں ہے۔

(ب) آفیسر مذکورہ نے اپنی تعیناتی سے لے کر اب تک گندم کی مندرجہ ذیل اقسام دریافت کی ہیں۔

ایجاد کردہ قسم گندم کا نام	مجاز اتھارٹی کا نام	تاریخ منظوری
1۔ چکوال 86	پنجاب سیڈ کونسل لاہور	24-4-88
	زرعی ریسرچ کونسل اسلام آباد	17-9-87
2۔ انقلاب 91	پنجاب سیڈ کونسل لاہور	9-10-91
	زرعی ریسرچ کونسل اسلام آباد	26-4-93
3۔ پاسبان 90	پنجاب سیڈ کونسل لاہور	9-10-91
	زرعی ریسرچ کونسل اسلام آباد	27-5-91
4۔ رہتاس 90	پنجاب سیڈ کونسل لاہور	9-10-91
	زرعی ریسرچ کونسل اسلام آباد	27-5-91

اس کے علاوہ گندم کی نئی اقسام پرواز 94 اور وطن، بہت جلد منظوری کے لیے پیش کرنے والے ہیں۔ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ ایک فصل پر ایک قسم دریافت کرنے میں آٹھ سے بارہ سال لگ جاتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہوتا ہے کہ اتنے لمبے عرصے کی جدو جہد کے بعد بھی کوئی قسم ایجاد نہ کی جا سکے۔

(ج) گندم کی مختلف اقسام کے زیر کاشت رقبہ کا فی صد تناسب حسب ذیل رہا۔

قسم گندم	تناسب فیصد دوران سال 94-1993ء
1۔ پنجاب 85	7.9 فیصد
2۔ پاسبان 90	1.0 فیصد
3۔ انقلاب 91	3.4 فیصد
4۔ پاک 81	64.4 فیصد
5۔ روہتاس 90	0.2 فیصد
6۔ چکوال 86	0.1 فیصد
7۔ دیگر اقسام	23.0 فیصد

یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ گزشتہ دو سالوں میں نئی اقسام رہتاس۔ پاسبان اور انقلاب کی پیداوار پاک 81 سے بہتر رہی۔

زرعی تحقیقاتی بورڈ کے مرکزی دفتر کی منتقلی

286۔ راجہ ریاض احمد، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب زرعی تحقیقاتی بورڈ کے پی سی 1 کے صفحہ نمبر 11 میں یہ واضح طور پر کہا گیا تھا کہ بورڈ کا ہیڈ کوارٹر جو کہ فیصل آباد میں واقع ہے کہ اس کا Status Que will be maintained رکھا جائے گا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ واضح فیصلہ کے باوجود مذکورہ بورڈ کا مرکزی دفتر لاہور منتقل کر دیا گیا۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کن وجوہ کی بناء پر مذکورہ بورڈ کا مرکزی

دفتر لاہور منتقل کیا گیا اور کیا حکومت اس کا مرکزی دفتر دوبارہ فیصل آباد تبدیل کرنے کا جائزہ لے گی اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ):

(الف) ہاں یہ درست ہے لیکن ساتھ ہی پی سی 1 کے صفحہ نمبر 32 پر وضاحت سے درج ہے کہ متذکرہ بورڈ کے صدر مقام کا فیصلہ بعد میں کیا جائے گا۔ اور یہ بھی درج ہے کہ وائس چانسلر کی حیثیت کا تعین بھی بعد میں ہوگا۔ چنانچہ پنجاب زرعی تحقیقاتی بورڈ کی پہلی میٹنگ میں جو کہ مورخہ 31-3-92 کو ہوئی ہیڈ کوارٹر سے متعلقہ معاملہ پر تفصیلی غور کیا گیا اور متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ بورڈ کا ہیڈ کوارٹر لاہور میں ہوگا اسی فیصلہ کے تحت مورخہ 23-8-92 کو باقاعدہ ہیڈ کوارٹر کی تبدیلی کے احکامات جاری ہوئے۔

(ب) درست نہ ہے جیسا کہ جز (الف) کے جواب میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

(ج) جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے۔ ہیڈ کوارٹر لاہور منتقل کرنے کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

1۔ یہ کہ عالمی بنک جس کے مالی تعاون سے بورڈ کی تشکیل نو عمل میں آئی اس کے ساتھ معاہدہ کے تحت بورڈ کا صدر دفتر لاہور میں رکھنا قرار پایا۔

2۔ یہ کہ بورڈ کے ممبران کی اکثریت یعنی پندرہ میں سے گیارہ اور متعلقہ محکمہ جات لاہور میں واقع ہیں۔

3۔ یہ کہ بورڈ کے سیکرٹریٹ کا تعلق حکومت کی پالیسیوں سے ہے اس لیے حکومتی دفاتر سے رابطہ کے لیے لاہور میں صدر دفتر ہونا ضروری ہے۔

4۔ یہ کہ فیصل آباد میں دو یا تین تحقیقاتی ادارے ہیں باقی تمام ادارے صوبے بھر میں پھیلے ہوئے ہیں اس لحاظ سے بھی بورڈ کا صدر مقام فیصل آباد میں رکھنا موزوں نہ ہے۔ پنجاب زرعی تحقیقاتی بورڈ کے صدر مقام کو دوبارہ فیصل آباد منتقل کرنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہ ہے۔

خالی اسامیوں کی تفصیلات

287۔ راجہ ریاض احمد، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب زرعی تحقیقاتی بورڈ میں کل کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں اور ان اسامیوں کے نام کیا ہیں ان کی بھرتی کے لیے تعلیمی معیار کیا ہے اور یہ کتنے عرصے سے خالی ہیں۔

(ب) حکومت ان خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لیے کیا کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ)،

(الف) پنجاب زرعی تحقیقاتی بورڈ میں کل 142 منظور شدہ آسامیاں ہیں جن میں سے 66 پہلے سے منظور شدہ (Non- Development) میں ہیں اور باقی 76 اے۔آر۔پی۔ II سکیم کے تحت ڈویلپمنٹ پروگرام میں منظور کی گئی ہیں ان اسامیوں کے نام بالحاظ عہدہ بھرتی کے لیے تعلیمی معیار اور حالیہ پوزیشن (Annexure-1) شیڈول میں ہیں۔

(ب) ان آسامیوں کو باقاعدہ طور پر پُر کرنے کے لیے قوانین بنا کر حکومت کو بھیجے گئے ہیں جن کی منظوری کا تاحال انتظار ہے منظوری کے بعد قواعد کے مطابق خالی اسامیوں کو پُر کیا جائے گا۔

ڈائرکٹر کی تعیناتی

431۔سید تابش الوری، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابق ڈائرکٹر کی وفات کے بعد ڈائرکٹر (زراعت و تحقیق) ریجنل ایگریکلچرل ریسرچ انسٹیٹیوٹ بہاولپور کی اسامی مورخہ 27 نومبر 1992ء سے خالی ہے اور کیا محض Look After کے لیے اس اسامی پر مسٹر حبیب احمد راجپوت ایگریکلچر کیمسٹ کام کر رہے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ایک سال تک اس اہم تحقیقی ادارے میں باقاعدہ ڈائرکٹر مقرر نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں۔ نیز حکومت اب وہاں کب تک باقاعدہ ڈائرکٹر کی تعیناتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ)،

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ سابق ڈائرکٹر کی وفات مورخہ 27-11-92 کے بعد سے ڈائرکٹر(زراعت و

تحقیق) ریجنل ایگریکلچرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بہاولپور کی اسامی خالی ہے تاہم ادارے کے انتظامی معاملات چلانے کے لیے 92-12-19 ہی کو مسٹر حبیب احمد راجپوت ایگریکلچرل کیمسٹ کو ڈائرکٹر کی اسامی کا اضافی چارج دے دیا گیا تھا۔ بعد میں مورخہ 94-3-1 کو اس ادارے کا اضافی چارج مسٹر حبیب احمد راجپوت کی جگہ گریڈ 19 کے ایک افسر چودھری عبدالغفار ڈائرکٹر ایگریکلچر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ رحیم یار خان کو دے دیا گیا ہے۔

(ب) اس اسامی پر باقاعدہ ڈائرکٹر کی تاحال تعیناتی نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ شعبہ زراعت و تحقیق میں اس اسامی سمیت کل 7 ڈائرکٹرز کی خالی باقاعدہ اسامیوں کو بذریعہ ترقی پرکرنے کا مشترکہ کیس بعض افسران کی کچھ سالانہ خفیہ رپورٹوں کی عدم دستیابی کی بناء پر تا حال مکمل نہیں ہو سکا۔ تاہم چند ہفتوں میں کیس مکمل کرکے سلیکشن بورڈ میں غور اور منظوری کے لیے بھیج دیا جائے گا۔

جناب ایس اے حمید : پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر : جی ایس اے حمید صاحب! ان کے بعد جناب تابش الوری ' پھر وصی ظفر صاحب۔

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر ، پچھلی دفعہ میں نے اس ایوان میں ایک بات کہی تھی کہ اس حکومت کے دن گنے جا چکے ہیں اور آپ کے بھی دن گنے جا چکے ہیں ۔ اور آپ نے اس بات کا بڑا برا منایا تھا۔ بلکہ اس ہاؤس میں اس طرف تو لوگوں نے بہت ہی برا منایا تھا ۔ آج جناب سپیکر! میں ایک اور بات کہتا ہوں اور وہ بات یہ ہے کہ حکومت نزع کی حالت میں ہے اور آپ سورت یسین پڑھ رہے ہیں۔ وہ اس لئے جناب سپیکر! کہ جب یہاں کوئی معزز رکن کھڑا ہوتا ہے تو کہتا ہے یہ مقدس ایوان۔ آپ بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں معزز ممبران ۔ ہم سب ایک دوسرے کو معزز مقدس محترم اور پتا نہیں کیا کچھ کہتے ہیں ۔ لیکن اس محترم کرسی پر جس پر آپ تشریف فرما ہیں ' اگر اس کرسی سے کوئی الفاظ نکلیں تو وہ قانون کا درجہ رکھتے ہیں ۔ آپ نے دو انسپکٹروں کو یہاں پرمعطل کرنے کا حکم صادر فرمایا ۔ پھر وزیر محترم نے نوٹیفکیشن پڑھ دیا ۔ ہم نے اعتبار کرلیا۔ میں نے اپنے الفاظ واپس لے لیے ۔ لیکن باہر وہی دوست یعنی انسپکٹر صاحبان فردوس خاں اور شعیب ڈیوٹی پر موجود تھے ۔ کہا یہ گیا کہ ڈیوٹی پر موجود نہیں ہیں ۔ پھر جب ہم تھانے پہنچے تو فردوس خاں وہاں موجود تھا ۔ پھر اگلے روز ہدایت اللہ شیخ اور دوسرے دوستوں کو اور انعام اللہ نیازی کو لے کر دوبارہ وردی میں ہائی کورٹ سے لے کر وہ جیل

میں پہنچے ۔ جناب سپیکر ۔ آپ کے اس معزز اور ہمارے معزز رہنے میں کیا کسر رہ گئی ہے ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک منٹ رکیں۔ تحاریک استحقاق نمبر ۲، ۴ اور ۵ آپ کی ہے۔ وہ اس کے بعد آئیں گی۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی۔میں ایک پیغام دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ بات نہیں سمجھتے ۔ بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ اسمبلی کی jurisdiction میں بطور privilege motion آ چکا ہے ۔ وہ زیر بحث آیاہے اس لئے پوائنٹ آف آرڈر کی ضرورت نہیں ۔ میں بھی سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے ۔

جناب ایس اے حمید ،جناب سپیکر! میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں اور اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، لاء منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں؟

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! اگر تھوڑا سا ضمیر موجود ہو تو جناب دیکھیں کہ وہاں گیلانی صاحب نے سپیکر بن کر دکھایا.....

جناب ڈپٹی سپیکر ، بات سنیں۔ یہ تمام باتیں تحریک استحقاق میں آئیں گی ۔ آپ بات نہیں سن رہے۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! میں صرف یہ کہتا ہوں کہ آپ بھی سپیکر بنیں ، صرف ایک دفعہ۔ جناب سپیکر ! وہاں گیلانی صاحب نے سپیکر بن کر دکھایا ہے ۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ آپ بھی سپیکر بنیں۔ بس صرف میری یہی درخواست ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ دیکھیں کہ آپ نے یہ ایک غیر ضروری بات کر دی جبکہ آپ کو پتا ہے کہ اس پر تحاریک استحقاق موجود ہیں۔ اس پر باقاعدہ فیصلہ ہو گا۔ اب میں ان کو وہیں چھوڑ دوں اور آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی فیصلہ کروں۔ آپ بھی کم از کم دیکھیں نا۔ اور یہ ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر ہوتا کیسے ہے؟

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے۔ ...

جناب ڈپٹی سپیکر ، ایک منٹ آپ میری بھی بات سن لیں۔ ایس اے حمید صاحب ، میری بات سنیں ۔ پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے کہ جس دن ہم meet کریں اور at the moment اس وقت جو

matter اسمبلی کے زیر بحث ہو یا اسمبلی meet کر رہی ہے آپ اسی روز کریں۔ کل سے اسمبلی جاری ہے اور آج سوالات کا ایک گھنٹہ بھی ختم ہو گیا ہے۔ اب اس بات کو آپ پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے raiseنہیں کر سکتے ورنہ تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار دینے کی ضرورت ہی نہ ہوتی۔ اسی طرح ہر فاضل رکن اب کھڑا ہو کر پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے کوئی نکتہ بیان کرے ۔ اس لیے I rule it out یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے تو چونکہ اب نماز کا وقت ہو گیا ہے اس لیے آدھ گھنٹے کے لیے میں ہاؤس کو adjourn کرتا ہوں۔ اس کے بعد ہم ملیں گے۔ سب سے پہلے میں قرار داد کو لوں گا۔

(ہاؤس کی کارروائی نماز مغرب کے لیے آدھ گھنٹے کے لیے ملتوی ہوئی)

(ایوان کی کارروائی ۶ بجکر ۲۵ منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر نماز مغرب کے بعد دوبارہ شروع ہوئی)

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے!

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! ہمارے دو Call Attention Notices ہیں جو پچھلی دفعہ بھی نہیں آئے۔ تو آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب اس کا جواب دیں گے؟

قرار داد

جناب سپیکر، وزیر اعلیٰ صاحب اس کا جواب دیں گے ۔ پہلے یہ قرارداد کا مسئلہ موہل صاحب نے رکھا ہوا ہے اسے لے لیتے ہیں ۔ اس کے بعد Call Attention Notice لے لیں گے ۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی وصی ظفر صاحب ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! انتہائی شکریہ۔ جناب اس وقت ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہمارے دوستوں نے سیاہ پٹیاں باندھی ہوئی ہیں۔ تو اس حوالے سے میں کہتا ہوں کہ اگر یہ اپنے سابقہ اعمال دیکھیں تو وہ اتنے سیاہ ہیں کہ یہ پٹیاں نظر ہی نہ آئیں ۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں ۔ It is ruled out ۔ جناب لاءمنسٹر! یہ طے پایا تھا کہ ایک مشترکہ قرارداد

ہاؤس میں لائی جائے گی۔ اس پر اتفاق رائے ہوگیا ہے۔ اس کا مشترکہ ڈرافٹ آپ نے تیار کر لیا ہے؟

وزیر قانون، جی۔ جناب سپیکر! اس قرارداد کا مشترکہ ڈرافٹ تیار ہو چکا ہے۔ اس کی کاپی میں آپ کو بھیج دیتا ہوں۔ جناب سپیکر! بے شک اس ایوان کی یہ روایات رہی ہیں کہ ---------

جناب سپیکر، پہلے تو میں اس کے بارے میں ہاؤس سے فیصلہ لوں گا کہ قرارداد جس کا مشترکہ متن تیار ہوگیا ہے اور میرے پاس اس کی کاپی آگئی ہے اور اس پر بہت سے دوستوں کے دونوں سائیڈوں پر دستخط ہیں تو کیا ہاؤس مجھے اس قرارداد کو ہاؤس میں لینے کے لئے رول 202 کو معطل کرنے کی اجازت دیتا ہے؟

آوازیں، اجازت ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! رول 202 کے تحت قاعدہ ۹۲ معطل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، کیا ہاؤس رول 202 کے تحت قاعدہ 92 کو معطل کرنے کی اجازت دیتا ہے؟

آوازیں، اجازت ہے۔

جناب سپیکر، جی۔ تو اس قرارداد کو کون پیش کرے گا؟

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب والا! میں چونکہ محرک ہوں اس لئے میں پیش کروں گا۔

جناب سپیکر، اجازت ہے۔ آپ پیش کریں۔

جناب وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بے شک روایات کے مطابق متفقہ قرارداد لاء منسٹر پیش کرتا ہے لیکن چونکہ صاحبزادہ فضل کریم صاحب نے یہ قرارداد آج ایوان میں پیش کرنا چاہی تھی اور اتنے روز سے ایوان کے اندر گرما گرمی کا ماحول ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر صاحبزادہ صاحب اس قرارداد کو پیش کریں تو یہ ایوان کے اندر روایات کو مزید بہتر بنانے کے لئے اور خصوصاً آج کا ماحول بہتر رکھنے کے لیے زیادہ اچھی بات ہوگی۔ لہذا صاحبزادہ صاحب پیش کریں۔

جناب سپیکر، میں صاحبزادہ فضل کریم صاحب کو کہتا ہوں کہ وہ متفقہ قرارداد پیش کریں۔

مالا کنڈ اور باجوڑ ایجنسی میں تحریک نفاذ شریعت کے دوران ہونے والی خون ریزی پر اظہار تشویش

صاحبزادہ محمد فضل کریم ۔ جناب سپیکر! میں امید کرتا ہوں کہ جو قرارداد ہم نے ہاؤس میں put کی تھی اور ارباب اقتدار نے بھی اس کی ضرورت کو محسوس کرلیا اور اللہ کے فضل وکرم سے یہ بات آگے بڑھ رہی ہے۔۔۔۔۔۔جناب والا! میں یہ متفقہ طور پر قرارداد پیش کرتا ہوں۔

> "کہ یہ ایوان مالا کنڈ اور باجوڑ ایجنسی میں تحریک نفاذ شریعت کے دوران ہونے والی خون ریزی پر انتہائی تشویش اور دکھ کااظہار کرتاہے اور وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ مذکورہ علاقہ میں امن عامہ کی بحالی ' خون ریزی روکنے اور نفاذ شریعت کے لئے عملی اقدامات کیے جائیں۔
>
> اس قرار داد کے محرکین میں صاحبزادہ محمد فضل کریم ' پیر سید عارف حسین شاہ۔ عبدالواجد ہمایوں صاحب ' سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ صاحب ' چودھری پرویز الٰہی صاحب' چودھری محمدفاروق صاحب ' چودھری اصغر علی گجر صاحب ' چودھری اختر علی گھمن صاحب اور محمد شاہنواز چیمہ صاحب شامل ہیں"۔

جناب سپیکر: ایک متفقہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ۔۔۔۔

> یہ ایوان مالا کنڈ اور باجوڑ ایجنسی میں تحریک نفاذ شریعت کے دوران ہونے والی خون ریزی پر انتہائی تشویش اور دکھ کا اظہار کرتا ہے اور وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ مذکورہ علاقہ میں امن عامہ کی بحالی 'خون ریزی روکنے اور نفاذ شریعت کے لیے عملی اقدامات کئے جائیں۔
>
> کیا ہاؤس۔۔۔۔۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! یہ قرار داد پیش کی گئی ہے۔ اب آپ اس پر اظہار خیال کی دعوت دیں۔ تاکہ دونوں طرف سے جو منتخب کردہ اراکین ہیں وہ اس پر بحث کر سکیں۔

جناب سپیکر ۔ کوئی اس کو oppose کرتا ہے؟ اگر متفقہ ہے ۔۔۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! اس پر خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی گجر صاحب ۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! یہ واقعی ٹھیک ہے کہ جو اب تک قرار داد آ گئی یہ متفقہ تھی۔ اس میں یہ بات بھی طے پائی تھی کہ آپ دو ساتھیوں کو بولنے کا موقع دیں گے۔ تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ایک موور کو اور ایک دوسرے ساتھی کو بولنے کا موقع دیں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! اس میں مطالبہ کا لفظ ڈال لیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ چونکہ یہ متفقہ قرار داد پیش ہوئی ہے اور اس سلسلے میں میرے چیمبر میں بھی دوست احباب بیٹھے اس پر بات کرتے رہے ہیں اور میرے سامنے یہ بات طے ہوئی تھی کہ دو دوست اس طرف سے اور دو دوست دوسری طرف سے اس پر پانچ پانچ منٹ بات کریں گے۔ تو میں سب سے پہلے محرک جناب صاحبزادہ فضل کریم صاحب کو پانچ منٹ کے لیے موقع دیتا ہوں کہ وہ اس پر بات کریں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! فاضل محرک نے بھی اور ان کے ساتھیوں نے بھی اور دوسرے محرکین نے بھی جو تمام اس قرار داد کے محرکین ہیں انھوں نے نیک نیتی کے ساتھ ایک اچھے ماحول کے لیے یہ قرار داد پیش کی ہے۔ آپ نے سوال put کیا ہے۔ اس پر ووٹنگ ہو جانی چاہیے تاکہ کہیں یہ قرار داد جو محرک نے پیش کی تھی یہ disputed نہ ہو جائے۔

جناب سپیکر: کیا جب ہاؤس اس کو منظور کرے گا تو اس کے بعد بولنے کا موقع دیا جائے گا؟

سید ظفر علی شاہ: جناب لاء منسٹر بحث پہلے ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ انھیں بات کرنے دیں۔

وزیر قانون: یہی میں عرض کرنے لگا ہوں کہ رولز کے تحت جو قرار داد متفقہ ہو اس پر بھی بحث نہیں ہوتی۔ جس سے کوئی dis-agree نہ کرے اس پر بھی بحث نہیں ہوتی۔ وہ رولز کے تحت پاس ہو جاتی ہے اور اگر اس وقت ہم رولز سے ہٹ کر بحث کرنا چاہتے ہیں تو مناسب ہو گا کہ قرار داد کو متنازعہ بنانے کی بجائے، قرار داد کے متن کو متنازعہ بنانے کی بجائے، میں چاہتا ہوں کہ اس ایوان کے اندر ماحول جو ہے وہ افہام و تفہیم کی صورت میں چلے۔ اس لیے محرک کی اور محرکین کی یہ متفقہ قرار داد پاس ہو جانی چاہیے اور اس ایشو کے حوالے سے جس کسی نے اپنا نقطہ نظر بیان کرنا ہے وہ الگ آپ اس ایشو کے حوالے سے بیشک اجازت دے دیں۔ رولز کے تحت یہ بات تابع نہیں ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر، جی وصی ظفر صاحب!

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! آپ قرار داد کا جو question ہے وہ ہاؤس کے آگے put کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر، جی۔ ہاں، میں put کر چکا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، ہاؤس کو اب وہ منظوری یا نا منظوری کے بعد جناب بحث کی اجازت دیں یا نہ دیں۔ جناب question put کر چکے ہیں۔جناب کہہ چکے ہیں کہ یہ قرار داد ہاؤس کے سامنے پیش ہوئی۔ اس کے بعد جناب بیشک دوبارہ rules suspened کر کے بحث کی اجازت دے دیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! مجھے بہت افسوس ہے کہ جناب لاء منسٹر نے قاعدے کا حوالہ دیے بغیر، کسی قانون کا حوالہ دیے بغیر اپنی رائے کو قانون بنا دیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ بتائیے۔

سید تابش الوری، میں آپ کو رول نمبر 96 کی طرف لے جانا چاہتا ہوں جس میں قرار داد کو پیش کرنے کا طریقہ بھی موجود ہے اور اس میں کہا گیا ہے کہ "قرار داد پیش کرے گا اور اس صورت میں وہ رکن جس کے نام پر کوئی قرار داد فہرست کارروائی میں درج ہو جب اسے پکارا جائے تو اس صورت میں یا تو وہ قرار داد پیش کرے گا اور اپنی تقریر کا آغاز قرار داد کا متن پڑھ کر کرے گا جیسا کہ فہرست کارروائی میں درج ہو گا۔" تو جناب والا! یہ یعنی ایک simple سا procedure ہے۔ تو جب کوئی قرار داد پیش کی جاتی ہے اور آپ اس کو admit کرتے ہیں، اجازت دیتے ہیں۔ اس پر بحث کا آغاز ہوتا ہے۔ پھر ایوان کے سامنے وہ منظوری یا نا منظوری کے لیے پیش کر دی جاتی ہے۔ یہی طریقہ کار ہے۔

وزیر اطلاعات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ بتائیے۔

وزیر اطلاعات، جناب والا! جب رولز اور قاعدے کی بات ہو رہی ہے تو میں اس امر کی طرف توجہ دلاؤں گا کہ اس قرار داد کا question ہاؤس میں put ہو چکا ہے اور جب ہاؤس میں ایک question

put ہو چکا ہو تو پھر اس پر ہاؤس سے رائے لینا ضروری ہو جاتا ہے۔ یہ mandatory ہے۔ تو چونکہ آپ ہاؤس میں یہ question put فرما چکے ہیں۔ اب اس پر رائے ہونا ضروری ہے۔ یہ ساری کارروائی جیسا کہ میرے فاضل دوست جا رہے ہیں اگر آپ کے question put ہونے سے پہلے کرتے تو پھر یہ بات debateable تھی لیکن جب آپ نے question put کر دیا تو پھر اب اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں رہ جاتی کہ ہاؤس سے رائے لی جائے۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔

سید ظفر علی شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر ---

جناب سپیکر ، جی شاہ صاحب آپ اس کے علاوہ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! میں آپ کا وقت ضائع کیے بغیر اسی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، جی فرمائیے۔

سید ظفر علی شاہ ، resolution دونوں اطراف کے ممبران سے move ہوا ہے۔ اس کے علاوہ پورے ہاؤس کا یہ اپنا ایک privilege بھی ہے۔ آپ نے resolution کو motion کی شکل میں put کر دیا۔ اب ممبران کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کے حق میں 248 کے 248 ممبران تقریر کریں یا اس کے خلاف بات کریں لیکن بغیر اس کے یہ جس طرح لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے اور یہ ہر بار یہاں پر ہوتا ہے یہ تانگہ آگے اور گھوڑا پیچھے کر دیتے ہیں۔ اس پر آپ چاہے چار آدمیوں کو اجازت دیں یا چھ کو دیں وہ آپ کی مرضی ہے۔ محرک پیش کرنے کے بعد اس پر بیس منٹ تک تقریر کر سکتا ہے۔ اس کو یہ بھی رولز نے اجازت دی ہے کہ وہ بیس منٹ تک اپنے مؤقف پر بول سکتا ہے اور اگر اس کے مخالف کوئی منسٹر بولنا چاہے تو اس کو بھی اتنا ٹائم دیا جا سکتا ہے۔ اس لیے پہلے آپ ان کا مؤقف سن لیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر ، میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں آپ کی مدد چاہتا ہوں کہ جب ہاؤس میں میری طرف سے بھی یہ سوال put کر دیا گیا کہ یہ قرارداد ہے۔ اب اس کے بعد آپ بحث کرنا چاہتے ہیں۔ ایک تو یہ بات ہے کہ کیا میرے قرارداد کو پڑھ دینے کے بعد بحث ہو سکتی ہے؟

سید ظفر علی شاہ ، جی کیوں نہیں جناب ۔

جناب سپیکر ، اچھا۔ ایک منٹ۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب ہاؤس کے دونوں اطراف نے یہ طے کر لیا

کہ دو دو آدمی بولیں گے اور پانچ پانچ منٹ بولیں گے تو اگر سارے دوستوں کا اتفاق ہو۔ قرار داد منظور ہو جائے اور اس کے بعد پانچ پانچ منٹ بول لیں تو اس پر آپ کو کوئی اعتراض ہے؟

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! اب میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں لاء کی یا رولز کی spirit ہے۔ دیکھیں نا ریزولیوشن پر محرک کو کیوں بیس منٹ دیے گئے ہیں؟ ریزولیوشن پر تو لاء یہ کہتا ہے کہ اس میں minimize summary بیان کی جاتی ہے۔ بیس منٹ کی تقریر جو ہے، بیس منٹ کی تقریر کم از کم دس صفحے بنتے ہیں۔ اسی لیے رولز نے اجازت دی ہے کہ وہ اس میں اپنا مافی الضمیر، اس میں اپنی back ground جو ہے جو کہ ریزولیوشن میں نہیں لا سکتا اس کو وہ زیادہ سے زیادہ طریقے سے پیش کر سکے اور کچھ دوسرے حضرات، ہر مقرر کا اپنا اپنا زاویہ ہے۔ کوئی اسلام کی شریعت کی بات کرے گا۔ کوئی گورنمنٹ کے لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے، کوئی کسی اور حوالے سے بات کرے گا۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب، اس بات کو نظر انداز نہ کیجیے کہ یہ اب ایک شخص کی قرار داد نہیں ہے۔ اس پر کم از کم دس آدمیوں کے دستخط ہیں۔

سید ظفر علی شاہ : آپ آٹھ آدمیوں کو اجازت دے دیں۔ چار ادھر سے اور چار ادھر سے۔

جناب سپیکر : نہیں، نہیں۔ وہ طے ہو گیا ہے کہ دو دو بولیں گے۔

سید ظفر علی شاہ : تو ٹھیک ہے۔ بسم اللہ آپ ان کو بیس منٹ کی اجازت دیں۔

وزیر اطلاعات : جناب سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر آپ کی خدمت میں یہ پیش کیا تھا کہ جب question put ہو جائے۔ آپ نے قرار داد ہاؤس میں put کر دی اور جیسے میرے فاضل دوست نے اس بات کو کہا ہے کہ question put ہو چکا ہے تو اب اس پر آپ رولنگ دیں۔

جناب سپیکر : میں رولنگ دینے لگا ہوں۔ میری رولنگ یہ ہے --- آپ میری رولنگ سن لیجئے---- میری رولنگ یہ ہے کہ ڈیبیٹ کا حق اسی وقت تک ہے جب ابھی اس کی منظوری نہیں ہوئی منظوری کے بعد تو وہ ایک غیرضروری بات ہے اسلئے ابھی سوال اس حد تک put ہوا ہے کہ میں نے قرارداد پڑھی ہے ابھی میں نے لوگوں سے یہ نہیں پوچھا کہ آپ اس کے لئے ہاں کہتے ہیں یا نہ کہتے ہیں اسلئے میں اجازت دیتا ہوں کہ اس سے پہلے صاحبزادہ صاحب اپنی بات کہیں۔ صاحبزادہ صاحب ضروری نہیں کہ آپ طویل بات کریں آپ مختصر بات کریں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! آج جو قرارداد میں نے اس ہاؤس میں پیش کی اس قرارداد کی غرض و غایت اور اس قرارداد کو پیش کرنے کی مجھے کیوں ضرورت محسوس ہوئی ۔ میں نے قرآن مجید و فرقان حمید کی آیات مقدسہ کی تلاوت کی ہے جس میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے کہ میرے نزدیک سب سے پسندیدہ سب سے اعلیٰ سب سے افضل اور سب سے بہترین دین صرف اور صرف دین اسلام ہے ثابت ہوا کہ ادیان عالم میں سیدنا عیسیٰ علیہ الاسلام سے لے کر آنحضرت نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے بھی ادیان اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو عطا فرمائے وہ برحق تھے سب سے اعلیٰ اور سب سے بہترین دین دین اسلام ہے۔ جناب والا! میں بلا تمہید یہ عرض کروں گا کہ آج دنیا پر بالعموم اور پاکستان میں بالخصوص جو پاکستان کے حصول کے مقاصد تھے ان کو یکسر نظر انداز کر کے ایک ایسے نظام کو اسلام کے مقابلے میں مترادف کرایا جا رہا ہے کہ جس کے متعلق عامتہ الناس تک یہ باور کرا دیا جائے کہ نعوذ باللہ ثمہ نعوذ باللہ اسلام صرف ضروریات دین کا نام نہیں اسلام میں صرف حدود و تعزیرات ہیں اسلام کے اندر جلد اور سستا انصاف نہیں ہے اسلام کے اندر اسلامی جمہوری روایات کا تصور نہیں ہے اسلام داخلی اور خارجی پالیسیوں کا حل پیش نہیں کرتا میں دعویٰ سے کہتا ہوں اور میں اس ہاؤس میں کہتا ہوں میں بحیثیت مسلمان کہتا ہوں کہ آج دنیا نے یہ تسلیم کر لیا کہ اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنے والا دین اور وہ قرآن اور وہ حدیث کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری آج وہ برحق ہے اور مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ قیامت تک وہ برحق رہے گی ۔

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ قیام پاکستان سے قبل ہندو مسلم معاشرے پر ظلم و ستم کرتے تھے ۔ ہندو مسلمانوں کی بہو بیٹیوں کی عزت و عظمت تعظیم و تکریم سے کھیلنا اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے لیکن قیام پاکستان کے حصول کے وقت برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کا ایک ہی نعرہ تھا لا الہٰ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہم ایک ایسی سلطنت حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ جس سلطنت کے اندر صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا نفاذ ہو اس کے دین کی باتیں ہوں مسلمان اپنے معاملات دین کے مطابق ہی طے کریں اور پھر اللہ نے مسلم لیگ کے صدقہ میں قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ ہی کی قیادت میں دنیا کی تاریخ میں پہلی اسلامی ریاست کا تصور جو علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھا تھا اور قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے اس وقت اس کو پیش کیا تھا

علمائے دین و ملت کے تعاون سے ایک ایسی سلطنت معرض وجود میں آ گئی کہ جو اسلامی ریاست تھی۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ دین ہمارا کامل ہے اکمل ہے مکمل ہے افضل ہے بہتر ہے تو اسی دین کی آبیاری کی پاکستان میں ضرورت تھی جناب والا! 1973ء کا آئین جسے متفقہ آئین کہا جاتا ہے اس آئین کی دھجیاں بکھیری گئیں اس آئین پر عمل نہیں ہو سکا ہم کیسی جمہوریت کی بات کرتے ہیں ہم کس اسلام کی بات کرتے ہیں ہم کس رواداری کی بات کرتے ہیں ہم کس سیاسی نظام کی بات کرتے ہیں وہ سیاسی نظام جو محمد مصطفٰے کے دین کے مقابلے میں ہو ہم اس کو reject کرتے ہیں ہم اس کو accept کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ آئین کے آرٹیکل نمبر 2 میں اسلام پاکستان کا مملکتی مذہب ہو گا یعنی کہ پاکستان کا سرکاری مذہب صرف اور صرف اسلام ہے آئین کے آرٹیکل نمبر 2۔اے میں موجود ہے کہ جمہوریت حریت مساوات رواداری عدل اور انصاف کے اصولوں کو اسلام کی تشریح کے مطابق پورے طور پر ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔ نمبر 2۔ مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے گا کہ انفرادی اجتماعی تناظر میں اپنی زندگیاں اسلام کے مسلمہ اصولوں کے مطابق جن کی تشریح اور تحریر قرآن اور حدیث میں کی ہے اس کے مطابق بسر کر سکیں آئین کے آرٹیکل 227 میں موجود ہے کہ تمام موجودہ قوانین کو قرآن پاک اور سنت مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم س سے منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا اور ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو یعنی کہ قرآن و سنت سے متصادم قوانین کے بنانے کی از روئے آئین کسی شخص کو کسی اتھارٹی کو کسی سربراہ کو کسی حکومت کو قطعاً کوئی اجازت نہیں ہے۔ آئین کے آرٹیکل نمبر 31 میں طریق کار واضح ہے کہ اسلامی طریقہ زندگی اور ایسے اقدامات بروئے کار لائے جائیں جن کے ذریعے اسلامیان پاکستان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیاں اسلامی اصولوں اور اسلام کے بنیادی تصور کے مطابق ڈھال سکیں اور ایسی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں کہ مسلمان قرآن و سنت کے مطابق زندگی کے مفہوم کو سمجھ سکیں اسی طرح جناب سپیکر نفاذ شریعت ایکٹ 1991ء کی دفعہ 3 میں یہ چیز موجود ہے کہ شریعت کے احکام جو قرآن و سنت میں بیان کئے گئے ہیں یہ پاکستان کے supreme laws ہوں گے۔ جناب سپیکر! یہ وہ آئینی حوالہ جات ہیں جو 1973ء کے آئین میں مملکت خداداد پاکستان کے قوانین نظم ونسق رواداری جمہوریت اور بنیادی حقوق کے تصورات خود محمد مصطفٰے احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ اور مدینہ میں دیئے تھے ان کے مطابق عمل ہو گا لیکن جناب سپیکر سرحد میں-----

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارا دل واللہ العزیز خون کے آنسو روتا ہے کہ ایک ایسی مملکت جو اسلام کے نام پر حاصل کی گئی لاکھوں مسلمانوں نے کلمۂ طیب پڑھ کر اپنی جانوں کے نذرانے اس لیے پیش کئے تھے کہ اسلام کا اصول ہو گا کروڑوں مسلمان ہجرت کر کے یہاں چلے آئے میری لاکھوں ماؤں بہنوں کی عزت و عصمت تعظیم و تکریم سے بے غیرت ہندو اور سکھوں نے کھیل کھیلا تھا لیکن ہم بھول گئے اور ہم ایسے ماحول میں چلے گئے کہ اگر سرحد کے اندر نفاذ شریعت کی بات ہوتی ہے تو وزیر اعلیٰ سرحد شیر پاؤ یہ بات کہتے ہیں------

جناب سپیکر، نہیں۔ یہ بات نہیں ۔ آپ اپنی حدود میں رہیے ۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم ، جناب سپیکر! میں آئین کے آرٹیکل کی بات کر رہا ہوں ------

جناب سپیکر ، آپ ذاتیات پر نہ آئیں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم ، حضور والا! میری عرض سنیے ------

جناب سپیکر، پھر یہ قرارداد متفقہ نہیں رہے گی ۔ آپ ذاتیات پر مت آئیے۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم ، حضور والا! آپ پہلے میری عرض سن لیں وہ بیشک اپنی تقریر فرمائیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن جناب سپیکر! جہاں پر آئین کی دفعات نے مجھے یہ حق دیا ہے۔ مجھے بتائیں کہ میں کس فورم پر جا کر ان شہداء کے خون کی بات کر سکوں۔ جنھوں نے قرآن کی بالا دستی کے لیے محمد مجتبیٰ صلعم کی بالا دستی کے لیے مسلمانوں کی اسمبلی میں بات نہیں کر سکتا تو کس اسمبلی میں بات کر سکتا ہوں۔ جناب سپیکر! آپ مجھے اجازت فرمائیں۔

جناب سپیکر ، کیا آپ بغیر اجازت کے بات کر رہے ہیں؟ آپ اجازت سے بول رہے ہیں لیکن ذاتیات پر نہیں آئیں گے۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب والا! میں ذاتیات پر نہیں آ رہا۔ میں حقائق پہ آ رہا ہوں۔ ابھی تو میں نے ابتدائیہ مفہوم باندھا ہے۔

جناب سپیکر : آپ کو 5 منٹ ملے لیکن 15 منٹ ہو گئے ہیں۔ آپ موضوع پر آئیے۔ اپنے وعدے پر قائم رہیے۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم: جناب والا! میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ دین کے نام پر ملک میں قتل و غارت کے بازار گرم ہیں۔ جناب والا! قرآن کہتا ہے "لا اکراہ بالدین" دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں۔ جب دین کے نام پر دین کے متوالے کلاشنکوفیں لے کر ایک دوسرے کا ناحق خون بہائیں گے تو دنیا میں اسلام بدنام ہو گا' پاکستان بدنام ہو گا' آپ بدنام ہوں گے اور جمہوریت بدنام ہو گی اسلامی روایات کا تمسخر اڑایا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں کہ جس جماعت سے میرا تعلق ہے جمعیت علمائے پاکستان سے' ہماری جماعت کا شروع سے یہ منشور رہا ہے کہ نظام مصطفٰے کا نفاذ اور مقام مصطفٰے کا تحفظ۔ اب آؤ دین مصطفوی کیا کہتا ہے' سرکار مدینہ کے اصول کیا ہیں' سرکار مدینہ کے ضوابط کیا ہیں۔ آج ایک فریق بات کرتا ہے اور دوسرا فریق بات سننے سے پہلے اس کی بات کو مسترد کر دیتا ہے۔ میرے کالی کملی والے آقا سرور سینہ مدینہ پاک کی گلیوں سے جا رہے تھے۔ بخاری کی حدیث ہے کہ سرکار مدینہ تشریف لے جا رہے تھے تو حضور سیدنا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا فداک ابی و امی (میرے ماں باپ آپ پر قربان) فرمایا یا رسول اللہ جلدی کیجئے۔ قدم بڑھایئے' قدم بڑھایئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر کس لیے؟ عرض کیا یا رسول اللہ یہ یہودی آپ کو گالیاں بکتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پیچھے چل رہے ہوں۔ سرکار مدینہ نے جلدی جلدی قدم اٹھائے۔ جب اس کے پاس سے گزر ہوا تو میرے کالی کملی والے آقا نے جب اس کی طرف دیکھا تو وہ سرکار سے عمر میں بڑا تھا۔ (من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا) جس چھوٹے نے اپنے سے عمر میں بڑے کا احترام نہیں کیا جس عمر کے بڑے نے چھوٹے پر شفقت نہیں کی وہ ہم میں سے نہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جب سرکار مدینہ تشریف لے گئے۔ فرمایا' اے میرے پیارے صحابیو! تم ایسے شخص کے متعلق آگے چلنے کے لیے کہہ رہے ہو جو عمر میں مجھ سے بڑا ہے۔ اسی وقت وہ سرکار مدینہ کے نور مجسم کے چہرے کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ (اس مرحلہ پر نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے رسالت بلند کیے گئے) جناب والا! جب ہمارا یہ ایمان ہے تو کیا میں حکومت

سے پوچھ سکتا ہوں کہ جن تنظیموں ' جن سیاسی لیڈروں اور جن مذہبی رہنماؤں کو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے باہر سے امداد ملتی ہے وہ اسلام کی سرزمین کو تختہ مشق بنائے ہوئے ہیں۔جناب سپیکر! ولا رتبو ولایابسآ الا فی کتاب مبین۔ نہ خشکی اور نہ تری بلکہ دنیا کے خشکی اور تری کے علوم اس کتاب میں رکھ دیے گئے ہیں۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں۔ آپ کہتے ہیں وزیر اعلیٰ سرحد کے متعلق بات نہ کریں کہ وزیر اعلیٰ سرحد نے قرآن کا نام لینے والوں پر جو گولیاں برسائیں کیا وہ شرعی طور پر مجرم ہیں یا نہیں؟

[*****]

جناب سپیکر : میں اس جملے کو حذف کرتا ہوں ۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے اراکین نے شور و غوغا کیا)

صاحبزادہ محمد فضل کریم : جناب والا! میری آپ سے دردمندانہ اپیل ہے کہ خدا را ! سیاسی مصلحتوں کو چھوڑ دینے کی ضرورت ہے۔ ملک کی بقا اور تحفظ کی بات ہے ۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ کل جن مسلمانوں نے لا الہ الا اللہ کے نام پر قربانیاں دی تھیں آج وہی مسلمان کراچی کے اندر کشت و خون بہا رہا ہے ۔ اور حکومت خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہے ۔

جناب سپیکر : اس کا اس قرارداد سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ اب آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے ۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم : میں جناب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایک آخری بات کرنی چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! آپ سنیں یا نہ سنیں ' یہ میرے بھائی سنیں یا نہ سنیں ۔ یہ وہ حقیقتیں ہیں جو عیاں ہیں۔ آج کا مورخ کل کا مورخ اور آنے والا مورخ یہ لکھے گا کہ پاکستان جو کہ اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اس مملکت کو سوچی سمجھی سازش کے تحت تباہ و برباد کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر! یہ ملک اسی صورت میں رہ سکتا ہے جس صورت میں نظام مصطفیٰ کو عملی طور پر نافذ نہیں کیا جاتا۔ شکریہ ! میں جناب کا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر : اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے پیش رو نے بڑی تفصیل سے اپنے جذبات کو ایوان میں پیش کیا ہے ۔ میں بھی چند معروضات آپ کی وساطت سے

***(بحکم جناب سپیکر حذف کیا گیا)

ایوان میں پیش کروں گا۔ مالا کنڈ میں پیش آنے والے تکلیف دہ واقعات ---------------

سید تابش الوری ، یہ کن کی طرف سے بول رہے ہیں۔ آپ ہم سے پوچھیں کہ دوسرے کون صاحب بات کریں گے۔ وہ آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے ساتھ نہیں بیٹھے ہوئے ۔

جناب سپیکر ، یہ قرارداد کے محرکین میں سے ہیں۔ اور اندر یہ بات طے ہوئی تھی کہ دو حضرات بات کریں گے ۔

چودھری اصغر علی گجر ، پہلے مجھے تو بات کرلینے دی جائے اس کے بعد یہ فیصلہ کر لینا۔ مجھے تو بولنے دیں۔

سید تابش الوری ، وہ بیشک بولیں لیکن ہمارا حق محفوظ ہے ۔

چودھری اصغر علی گجر ، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مالا کنڈ میں پیش آنے والے واقعات کوئی ایک دن یا ایک رات کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ پاکستان کے بننے کے بعد 47 سالہ تاریک رات پر محیط ہے ۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنایا گیا تھا لیکن پاکستان بننے کے بعد آج تک جتنے بھی حکمران پاکستان میں آئے ہیں کسی نے دل سے اسلام کے غلبے کی کوشش نہیں کی۔ اسلام چاہتے والے ' اسلام کا غلبہ لانے والے اپنے دل میں کڑھتے رہے اورتڑپتے رہے کسی نے ان کی بات نہ سنی۔ ہر حکمران نے اپنی من مانی قوم پر مسلط کر دی ۔ کوئی آمر بن کے آیا اور کوئی ڈکٹیٹر بن کے آیا اور کوئی جمہوریت کے نام پر آیا۔ ہر آنے والے نے اسلام کو زک پہنچائی اور اسلام کو نقصان پہنچایا اور وہ لوگ جو اس بات کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ وقت کب آئے گا جب وہ کام کیا جائے گا جس کے نام پر اس ملک کو حاصل کیا گیا ہے ۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اس ملک میں معاشی طور پر ترقی تو ہوئی ' لوگ سائیکلوں سے کاروں پر بیٹھنے لگ گئے ' کاروں سے جہازوں میں بیٹھنے لگ گئے لیکن یہ قوم اخلاقی طور پر تباہ ہوتی جا رہی ہے ۔ ٹیلی ویژن کے ذریعے سے ' ریڈیو کے ذریعے سے اس قوم کے اخلاقیات کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ جب انہوں نے اس چیز کو بھانپا تو پھر مجبور ہوکر اہل مالا کنڈ کی پہاڑیوں سے ایک شخص نے اذان حق دی اور چاہیے تو یہ تھا کہ پوری قوم اس کی آواز کے پیچھے لبیک کہتی ۔ اس لیے کہ پوری قوم نے اس عہد کے ساتھ اس پاکستان کو حاصل کیا تھا کہ اس میں اللہ کی حاکمیت ہو گی ' اس میں دین کا غلبہ ہو گا ' اس میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو جاری کیا جائے گا ۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ان کی حوصلہ افزائی ہوتی لیکن افسوس کہ ان کی حوصلہ افزائی نہ ہوئی ۔ اس ملک کے اندر کسی بھی حکمران نے آج تک اسلام کے چاہنے والوں کی ' اسلام کے ماننے والوں کی ' اسلام کا غلبہ

پانے والوں کی کبھی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ اور جب ایک مقصد ' ایک منزل کی طرف چلنے والے گروہ کا دائرہ تنگ کر دیا جاتا ہے تو پھر وہ مجبوراً اپنے ضمیر سے تنگ ہو کر اپنی آواز کو اپنی طاقت کے ساتھ پیش کرتا ہے اور مالا کنڈ کا واقعہ جو پاکستان کے اندر پیش ہوا وہ اس کا پیش خیمہ ہے کہ اگر کسی بھی حکومت نے اس ملک کے اندر اسلام کے غلبے کو روکنے کی کوشش کی تو یہ تحریک مالا کنڈ کی پہاڑیوں سے نکل کر کراچی سے لے کر خیبر تک اسی انداز سے اٹھے گی اور میں یہ کہتا ہوں کہ اس سے پہلے کہ یہ وقت آئے ہم سب کو چاہیے وہ پیپلز پارٹی کے لوگ ہوں ' چاہے وہ مسلم لیگ کے لوگ ہوں ' چاہے کوئی بھی حکمران ہو کان کھول کر یہ بات سن لینی چاہیے کہ اگر حق کے غلبے کو روکنے کی کوشش کی گئی تو یہ چیز بڑھے گی۔ قوت کے ساتھ بڑھے گی ' طاقت کے ساتھ بڑھے گی۔ اس سے پہلے کہ وہ طوفان آئے ' وہ تحریک آئے ہم سب کو مل کر اللہ کی حاکمیت کے لیے کوشش کرنی چاہیے اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ دنیا میں کوئی شخص چاہے وہ چاند پر کمند ڈال لے ' سورج تک پہنچ جائے ' مریخ تک چلا جائے اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنی نفسیات پر قابو نہیں پا سکتا۔ وہ دنیا میں جتنا مرضی ہر چیز پر قابو پا لے۔ جس شخص نے ' جس قوم نے اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پا لیا وہ اس دنیا کی سب سے ترقی یافتہ قوم ہے۔ میں آپ سب سے گزارش کروں گا کہ آؤ اس سانحے کو دیکھ کر اللہ کی حاکمیت کے غلبے کا وعدہ کریں اور آنے والے وقت میں ہم اللہ کی حاکمیت کے لیے کوشاں ہو جائیں۔ اسی امید پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر ، بڑی مہربانی۔ جناب غلام عباس!

جناب غلام عباس ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کی بہت نوازش بہت مہربانی۔ ابھی فاضل مقررین نے بہت خوبصورت انداز میں اسلام کے حوالے سے حقیقی ترجمانی کرنے کی کوشش کیہے۔ میں مالا کنڈ اور باجوڑ ایجنسی میں ہونے والے خوفناک واقعے کی طرف ان کی توجہ مبذول کرانے پر شکریہ ادا کرتا ہوں مگر جناب سپیکر! آج اگر ہم اپنی آنکھیں بند کر کے صرف پسند اور ناپسند ' ذاتی انا ' ذاتی حوالے کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف یہ فیصلہ کریں کہ یہ واقعہ چونکہ پیپلز پارٹی کی حکومت میں ہوا ہے اسی لیے قابل مذمت ہے اور ہم اس کے پس منظر میں نہ جائیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے موجودہ حالات ' تاریخی حالات ' political situation اور آنے والی نسلوں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی

ہو گی۔ جناب والا! برصغیر کے اندر آج کے جو حالات ہیں' جو صورت حال پیدا ہو چکی ہے یہ آج کی بات نہیں ہے یہ بات آج سے 20 سال پہلے سے شروع ہے ۔ جناب والا ! بلکہ چودہ سال پہلے جب افغان مہاجرین کو یہاں لایا گیا تو اس وقت ہم لوگوں نے یہ مطالبہ کیا کہ غیر ملکی جنگ جو ہے اس کو پاکستان کی حدود کے اندر داخل نہ ہونے دیا جائے تو اس وقت اس جنگ کو اسلام کے نام پر برقرار رکھا گیا۔۔۔

بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، بادشاہ آفریدی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ایک ایسی قرار داد پر بحث کر رہے ہیں جسے ایوان نے متفقہ طور پر پاس کرنا ہے ۔ نہ تو یہ پیپلز پارٹی کا مسئلہ ہے ' نہ یہ مسلم لیگ کا مسئلہ ہے ۔ غلام عباس صاحب افغانستان کی جنگ کا حوالہ دے رہے ہیں ۔ پوری مسلم امہ تسلیم کر چکی ہے کہ یہ پاکستان کے دفاع کی جنگ تھی ۔ اور ہر جنگ کے اچھے اور برے اثرات ہوتے ہیں ۔ انہیں اس آڑ میں اپنی وہ بھڑاس نہیں نکالنی چاہیے ۔ یہ بات کو غلط رنگ دے رہے ہیں ۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں ۔ انہیں موقع دیجیے ۔ غلام عباس صاحب آپ بھی کوشش کیجیے کہ اپنی گفتگو کو اس قرار داد کے قریب قریب رکھیں ۔

جناب غلام عباس ، جناب سپیکر! میں اپنی گفتگو کو اسی قرار دادا کی طرف لا رہا ہوں۔ میں کہیں اور نہیں جانا چاہتا۔ جناب والا! اس وقت جب ہمارا یہ مطالبہ تھا کہ افغان مہاجرین کو پاکستان میں مت آنے دیا جائے اور پاکستان کو غیر ملکی اڈا نہ بننے دیا جائے تو جناب والا! اس وقت اس بات کا مطالبہ کرنے والوں کے اوپر اسلام کے نام پر کوڑے مارے جاتے تھے۔ 73 ۔ ہزار سیاسی کارکنوں کی پیٹھوں پر اسلام کے نام پر کوڑے برسائے گئے ۔ آج 1973ء کے آئین کی تعریف کی گئی ہے ۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ حزب اختلاف کے ایوانوں سے آج شہید ذوالفقار علی بھٹو کی تعریف کی گئی ہے۔ آج یہ کہا گیا ہے کہ 1973ء کا آئین ایک اسلامی آئین تھا اور 1973ء کے آئین کے اوپر ہمیں عمل کرنا چاہیے۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں مولانا صاحب کو کہ انہوں نے حقیقت بیان کی۔ انہوں نے سچ کہا۔ مگر جناب والا ! 1973ء کے آئین کو قتل کرنے والے 1973ء کے آئین کو bull-doze کرنے والے بھی ندامت کریں۔ ان کے اوپر بھی ملامت کریں ' ان کی بھی مذمت کریں۔ وہ کون لوگ تھے جو 1973ء کا آئین بنانے والے کو تختہ دار پر لے گئے؟ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے 1973ء کے آئین کو پیدا

کرنے والے' اسلامی سربراہی کانفرنس کرنے والے' پوری دنیا کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے والے' ایک پلیٹ فارم پر لانے والے کو تختہ دار پر لے گئے ؛ ان کو کون جیلوں میں لے کر گیا! ان کے اوپر بھی ملامت کریں----

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، سردار ذوالفقار کھوسہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! ہماری طرف سے اس قرار داد کے محرک ایک اس شخص کا نام لے رہے تھے جو کہ اس واقعے کے ساتھ directly concerned ہیں لیکن آپ نے ان کو روک دیا۔ ابھی غلام عباس صاحب جن حالات کا ذکر کر رہے ہیں ان کا اس قرارداد کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اسے آپ خاموشی سے سنتے جا رہے ہیں انہیں تو آپ ایسی باتیں کرنے سے نہیں روک رہے ۔ برائے مہربانی ان باتوں کو کارروائی سے حذف کیا جائے ۔

جناب سپیکر، کھوسہ صاحب غلام عباس صاحب تو 1973ء کے آئین کی بات کر رہے ہیں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! انہوں نے آئین کے ساتھ کیا کیا لگا دیا ہے۔ آئین کی بات تو ختم ہو گئی تھی۔ یہ اب آئین کے ساتھ کیا کیا لگا رہے ہیں انہیں آپ کیوں نہیں روک رہے یہاں پھانسی کا ذکر ہو رہا ہے۔ پھانسی تو وہ شخص اپنے جرم کی وجہ سے چڑھا ہے۔

جناب سپیکر، کھوسہ صاحب! میں انہیں تاکید کر رہا ہوں کہ مہربانی سے اس قرارداد کے قریب رہیں۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر! اگر انہوں نے اس طرح بات لے کر جانی ہے تو اس شخص کی بھی بات کی جائے جنہوں نے ہمارے ملک کے دو ٹکڑے کیے اور پیچھے چلیں ' ملک کو توڑنے والوں کی بات کریں۔ جنہوں نے ملک کے دو حصے کیے ہیں ان کی بات کی جائے ۔ ادھر تم ادھر ہم کا نعرہ لگا کر ملک کو توڑنے والوں کا نام بھی لیجئے-----

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ چودھری صاحب' کھوسہ صاحب انہوں نے آپ کی بات تحمل سے سنی ہے آپ بھی ان کی بات تحمل سے سنیں۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ سرحد کا ذکر جس کی وجہ سے یہ واقعہ ہوا آپ نے

کارروائی سے حذف کروا دیا ہے لہذا غلام عباس صاحب کے یہ الفاظ بھی کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

جناب سپیکر ، چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ کھوسہ صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر! آپ نے ہمارے ممبر کو تو بات کرنے کا موقع نہیں دیا۔

جناب سپیکر ، کھوسہ صاحب! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں انہوں نے تو 20 منٹ بات کی ہے۔ وہ 20 منٹ تک بولے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! جس پوائنٹ پر وہ آ رہے تھے اس پر آپ نے بات نہیں کرنے دی۔ جو dirrctly concerned بات تھی اسے کرنے سے تو آپ نے ہمارے ممبر کو روک دیا۔ وہ لاتعلق باتیں کرتے جا رہے ہیں انھیں آپ نہیں روکتے ۔

جناب سپیکر ، لاتعلق باتیں نہ کیجئے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر ، وصی ظفر پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، [*****]

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں

(اس مرحلے پر حزب اختلاف کے تمام اراکین نے کھڑے ہو کر احتجاج کیا)

چودھری محمد وصی ظفر ، [*****]

(قطع کلامیاں)

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ، اب یہ ہاؤس نہیں چلے گا ہم دیکھیں گے کہ یہ ہاؤس کیسے چلاتے ہیں یہ تو صبح شام شراب کے نشے میں مست رہتا ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب عبید اللہ شیخ ، انھیں شرم آنی چاہیے انہوں نے ملک کے دو ٹکڑے کر دیے تھے ــــــ

(قطع کلامیاں)

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیئے گئے)

سید تابش الوری ، آپ کیا کہلوانا چاہتے ہیں؟ آپ یہی کہلوانا چاہتے ہیں کہ آپ خود اس ہاؤس کا ماحول خراب کرانا چاہتے ہیں۔ جب وہ بولتے ہیں تو آپ انھیں روکتے نہیں۔

جناب سپیکر ، I call the House to order. میں وصی ظفر صاحب کی تمام گفتگو کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، یہ خدا کی قسم کھا کر کہیں ------

(قطع کلامیاں)

سید تابش الوری ، وہ بتائیں کہ ملک کو کون لوٹ رہا ہے۔ ہم بتائیں گے کہ آپ قاتلوں کو شہید بنا رہے ہیں۔ ہم بتائیں گے کہ آپ نے آئین کی دھجیاں بکھیری ہیں۔ آپ بحث کریں ہم تیار ہیں۔ آپ دو دن سات دن ایک مہینہ بحث کیجیے ہم تیار ہیں۔

جناب سپیکر ، جی۔ کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، [*****]

جناب سپیکر ، میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! اگر وہ بات کریں گے تو ہم بھی کریں گے۔

جناب سپیکر ، یہ غلط بات ہے میں یہ الفاظ بھی کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جب وہ بات کرتے ہیں تو آپ خاموش رہتے ہیں جب ہم بات کرتے ہیں تو آپ اسے حذف کر دیتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

وزیر بلدیات (سید ناظم حسین شاہ) ، جناب والا! یہ کس شخص کی بات کر رہے ہیں۔ یہ اس وقت کہاں بیٹھے تھے۔ ان کو بات کرتے ہوئے کچھ جھجک محسوس کرنی چاہیے انھیں اپنا سابقہ ریکارڈ بھی دیکھنا چاہیے۔

(قطع کلامیاں)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر! میں نکتہ ذاتی وضاحت پہ ہوں ۔ تو پھر یہ بھی سن لیں۔

(اس مرحلے پر جناب انعام اللہ خان نیازی اور سردار سکندر حیات خان کے درمیان تلخ کلامی ہوئی)

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیے گئے)

جناب سپیکر : نیازی صاحب! آپ اپنے آپ کو قابو میں رکھیے۔

چودھری پرویز الٰہی : جناب والا! آپ ان کو نہیں کہتے ۔ وہ قابو میں کیوں نہیں رہتے ۔ ان کو شرم آنی چاہیے آپ کہتے ہیں کہ نیازی صاحب قابو میں رہیں ------

(قطع کلامیاں)

(اس مرحلے پر بھی جناب انعام اللہ خان نیازی اور سردار سکندر حیات خان کے درمیان مسلسل تلخ کلامی ہوتی رہی)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! میں نکتہ ذاتی وضاحت پر ہوں اور یہ میرا حق بنتا ہے۔

جناب سپیکر : جی ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : یہاں سے ایک فاضل وزیر صاحب نے میرے پیپلز پارٹی کے ساتھ اس مختصر دور کا ذکر کیا ہے---

جناب سپیکر : I call the House to order نیازی صاحب! سردار صاحب مہربانی کریں۔ جی کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : یہاں سے ایک وزیر صاحب نے میرے پیپلز پارٹی کے ساتھ اس مختصر دور کا ذکر کیا۔ ساتھ ساتھ یہ بھول گئے ہیں کہ میں اس طرف سے استعفیٰ دے کر اسمبلی چھوڑ کر گھر چلا گیا تھا کیا وہ بھول گئے ہیں؟

جناب سپیکر : تشریف رکھیں ۔

وزیر بلدیات (سید ناظم حسین شاہ) : جناب سپیکر! آپ بھی موجود تھے اور یہ ریکارڈ پر موجود ہے کہ انھوں نے استعفیٰ کب دیا تھا ۔ یہ وہ لوگ ہیں جیسے سورج مکھی کا پھول سورج کی کرنوں کے ساتھ رخ بدلتا ہے یہ اقتدار کے پہیے کے ساتھ گھومنے والے ہیں انھوں نے اس وقت چھوڑا تھا جب اس شخص نے اس ملک کو متفقہ آئین دیا تھا۔ 1947ء سے لے کر 1973ء تک کوئی آئین نہیں تھا اور ذوالفقار علی بھٹو کی وجہ سے اس ملک کو ایک متفقہ آئین ملا ۔ جب اس شخص پر برا وقت آیا تو انھوں نے اس کے خلاف سازش کی یہ اس وقت چھوڑ کر گئے تھے ۔ 1970ء سے پہلے یہ قطعاً چھوڑ کر نہیں گئے تھے۔ آپ بھی موجود تھے آپ ہی اس چیز کی گواہی دے دیں۔

(قطع کلامیاں)

چودھری پرویز الٰہی : جناب والا! سب سے پہلے تو آپ نے ہی چھوڑا تھا۔

جناب عبید اللہ شیخ : یہ ہم پر الزام لگا رہے ہیں -------

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں

سردار ذولفقار علی خان کھوسہ : جناب سپیکر! میں نکتہ ذاتی وضاحت پر ہوں۔

وزیر بلدیات (سید ناظم حسین شاہ) : جناب والا! لوکل باڈیز میں صرف اکتوبر کے ایک مہینے میں 8 کروڑ 19 لاکھ روپے فاضل آمدنی ہوئی ہے اور یہ ریکارڈ پر ہے۔ یہ اس چیز کی غمازی کرتی ہے کہ سابقہ دور میں یہ لوکل باڈیز کو لوٹ کر کھاتے رہے ہیں ۔ اس لیے اب ایک ایک مہینے کی 8 کروڑ روپیہ فاضل آمدنی ہو رہی ہے۔

چودھری پرویز الٰہی : جناب والا! ان کے اپنے لوگ کہتے ہیں کہ یہ کھا گئے ہیں۔

جناب سپیکر : جی کھوسہ صاحب۔

سردار ذولفقار علی خان کھوسہ : جناب سپیکر! میں پھر ان کی یاد تازہ کرتا ہوں کہ میں 70 میں یا 75, 74 سے پہلے پیپلز پارٹی میں تھا ہی نہیں۔ یہ کس بھول میں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ میں نے 9 اپریل 1977ء کو اسمبلی کا حلف اٹھایا اور 14 اپریل کو اسمبلی سے استعفیٰ دے دیا ۔ شاید ان کی عقل میں یہ بات اترتی نہیں ہے۔ یہ کسی اور کام میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کو ابھی تک میری بات سمجھ نہیں آئی۔

(قطع کلامیاں)

جناب انعام اللہ خان نیازی : یہ ملک کو لوٹ کر کھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر : I call the House to order. جناب لاء منسٹر صاحب۔

وزیر بلدیات (سید ناظم حسین شاہ) : انھوں نے ملک کو لوٹ کر کھایا ہے اسی لیے عوام نے ان کو دھتکار دیا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

جناب انعام اللہ خان نیازی : یہ محکمہ بلدیات کو لوٹ کر کھا رہے ہیں ۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ جی لاء منسٹر صاحب ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! آپ کی مہربانی -----

جناب سپیکر ، میں آپ کو داد دینا چاہتا ہوں لگتا ہے کہ آپ تو کافی ولی اللہ ہوتے جا رہے ہیں۔ آپ کو اندازہ تھا کہ یہ جو اتنی مشترکہ اور متفقہ قرار داد ہے پتا نہیں بالآخر یہ بھی ہاؤس میں پاس ہو سکے گی یا نہیں۔ آپ چاہتے تھے کہ اس کو پہلے پاس کر لیا جائے۔ لیکن سب دوستوں نے وعدہ کیا کہ اسلام کی بات ہے اس پر بات ہونی چاہیے۔ لیکن ایک دوسرے کو بات نہیں کرنے دی جا رہی۔ جی لاء منسٹر صاحب فرمایئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔ اس ایوان میں اکثریت مسلمانوں کی بیٹھی ہے۔ بے شک یہ قرار داد ایک حساس اور نازک موضوع پر ہے لیکن ہماری زندگیوں کا نصب العین اسی قرار داد کے حوالے سے اسلامی نظام میں پوشیدہ ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور ان کے نقش قدم کے حوالے سے ہے ۔ ہم لوگ ان کی خاک پا کے برابر بھی نہیں ہیں۔ آج اس ایوان کے اندر اللہ کے قانون کے لیے حضور اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی شریعت ملک کے اندر عملی طور پر اس کے نفاذ کے لیے اور ملک کے اندر مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی زندگیوں کے خاتمے کو روکنے کے اقدامات کرنے کے لیے ایوان میں قرارداد پیش کی گئی ہے ۔ اس وقت ایک دفعہ پھر جن خدشات کا میں نے پہلے اظہار کیا تھا اس حوالے سے قرار داد کے اوپر محض تقاریر کرنے کے شوق میں ہم شخصی اور ذاتی گفتگو کو اہمیت دے کر اس لہجے اور اس رویے کے ساتھ اس طرف بڑھ رہے ہیں جس کے نتیجے میں یہ قرارداد پاس ہونے کے بعد بھی اس کی وہ اہمیت نہیں رہے گی ۔ اگر آج ہم ایک دوسرے کی قدر نہیں کرتے اس قرار داد کے حوالے سے ہم جذبات کا احترام نہیں کر سکتے اور ایک دوسرے کو ہدف تنقید بنائیں گے تو پھر محض اس قرار داد کو پاس کرنے کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو گا ۔ میں آپ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ جو الفاظ جہاں کہیں سے بھی اس قرار داد کے متن کے حوالے سے ہٹ کر کہے گئے ہیں انہیں حذف کر دیا جائے اور اس قرارداد کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے محرکین نے جن جذبات کے ساتھ اس قرار داد کو پاس کیا ہے آیئے ہم اس بات پر اتفاق کر لیں کہ یہ قرارداد متفقہ تھی اس پر سوال put ہو اور اسے پاس کر دیا جائے ۔ جس نے اس قرارداد کے متعلق کوئی بات کہنی ہے وہ اس کے بعد کہتا رہے جس نے حکومت کے خلاف بات کرنی ہے وہ حکومت کے خلاف بات کرے جس نے کسی کی قیادت کے خلاف بات کرنی

ہے وہ اس کے خلاف بات کرے جس نے کسی رکن اسمبلی کی سیاسی زندگی کے متعلق بات کرنی ہے' وہ بھی اس کے خلاف بات کرے لیکن خدا کے لیے یہ قرارداد جو اللہ کے نظام کے لیے ہے اس کے لیے سوال put کیجئے۔ یہ وقت اس بات کا ہے اور میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے اس قرارداد کی اہمیت کے پیش نظر اسے ہاؤس میں put کیا جائے اور قرارداد کو پاس کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مجھے وزیر قانون کی اس جذباتی گفتگو سے اختلاف ہے ۔ آپ نے میرے پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ دی اور ہماری طرف سے کوئی پہل نہیں ہوئی اگر صاحبزادہ فضل کریم صاحب نے وزیر اعلیٰ سرحد کا نام لیا آپ نے منع کیا تو دوبارہ انہوں نے نام ہی نہیں لیا ۔ بلکہ کسی شخصیت کا نام نہیں لیا اور دوسری طرف سے اس آئین کا ذکر کیا جا رہا تھا جس آئین کو معطل کرکے ملک میں ایمرجنسی لگی رہی اور اب یہ ہم پر اعتراض کر رہے ہیں کہ ہم نے ان پر کوئی تنقید کی ہے تنقید تو ان کی طرف سے شروع ہوئی ہے ۔ میرا جناب پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہم نہیں چاہتے کہ جو کارروائی یہاں ہوئی ہے اسے حذف کیا جائے ۔ جو مجھ پر تنقید کی گئی اور جو میرا جواب آیا ہے وہ ریکارڈ کا حصہ ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر : میں تمام کارروائی کو حذف نہیں کر رہا میں ان باتوں کو حذف کر رہا ہوں جو اس قرارداد سے غیر متعلقہ ہیں------

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! اس میں کوئی غیر متعلقہ بات نہیں ہوئی-----

جناب سپیکر : جناب خانزادہ صاحب!۔

جناب تاج محمد خانزادہ ، جناب والا! ایک نوجوان مجاہد اسلام نے ایک تحریک پیش کی جس پر ہاؤس نے متفقہ طور پر اپنی ہمدردی show کی اور ان مسلمانوں کے لیے جو وہاں پر مرے یا شہید ہوئے اور یہ اس ہاؤس کی greatness ہے کہ اس واقعہ پر سب کو افسوس ہے Irrespective of any affiliation جس نے بھی وہاں پر کوئی زیادتی کی ہے اس پر بھی افسوس ہے اور جو واقعات وہاں پر ہوئے ہیں اس پر بھی ہمیں بہت زیادہ افسوس ہے ۔ اور جب ایک چیز متفقہ طور پر پاس ہوئی تو میرے خیال میں یہ اس ہاؤس کا credit ہے۔ اب اس ریزولیوشن کو ذاتیات پر لانا اور اس کی اہمیت کو کم کرنا میرے خیال میں خلاف قانون بھی ہے اور خلاف اخلاق بھی ہے ۔(نعرہ ہائے تحسین) اس ریزولیوشن کو ، میں کسی کی تعریف کے لیے یا کسی کی سپورٹ کے لیے یہ بات نہیں کر رہا ہوں۔

جناب والا! میری یہ تجویز ہے کہ آپ اس معاملے کو طول مت دیں کیونکہ یہ متفقہ ریزولیوشن ہے جیسے اس کا متن ہے اس کے مطابق اس کو متفقہ طور پر پاس کرکے اس بحث کو ختم کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر : میں ایوان کے سامنے یہ سوال پیش کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! مجھے تو بات کرنے کا موقع ہی نہیں ملا؟

جناب سپیکر : آپ بیٹھیے۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! اگر یہ بات ہے تو میں واک آوٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : کریں آپ واک آوٹ۔ میں تقریر کرنے کا موقع نہیں دے رہا آپ واک آوٹ کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا مجھے کیوں روکا گیا یہ میری تقریر میں مداخلت کرتے ہیں وہ بھی بولنے لگے اور یہ بھی بولنے لگے ۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر : وہ بھی اقبال خاکوانی کو بلوانا چاہتے ہیں ان کو بھی میں اجازت نہیں دے رہا اور آپ کو بھی اجازت نہیں دے رہا۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! آپ ان سے دب جاتے ہیں اور ان کو اجازت دے دیتے ہیں میں بھی بات ضرور کروں گا۔

جناب سپیکر : نہیں میں اقبال خاکوانی اور آپ دونوں کو اجازت نہیں دے رہا۔ غلام عباس صاحب۔

جناب غلام عباس : جناب سپیکر! میں نے کسی بھی معزز شخصیت کا نام نہیں لیا میں نے 1973ء کے آئین کے خالق کی بات کی اور 1973ء کا آئین جس کی تعریف حزب اختلاف کی طرف سے بھی ہوئی ہے ۔ میں نے کسی کو condemn نہیں کیا نہ جانے 1973ء کے آئین کو توڑنے والے اور ان کی اولادیں جو ہیں اس سے اتنی خوفزدہ کیوں ہو جاتی ہیں۔ اگر ایک چیز سچ ہے تو پھر سچ کو برداشت کرنا چاہیے۔ جناب سپیکر! اب میں قرارداد کی طرف آتا ہوں میری یہ گزارش ہے کہ یہ جو باجوڑ کا مسئلہ ہے اور مالاکنڈ کا مسئلہ ہے یہ پاکستان کو توڑنے کی ایک سازش ہے۔۔۔۔۔۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں پھر احتجاج کروں گا یہ پھر اس آئین کی طرف جا رہے ہیں جسے خود اس وقت کے حاکم نے معطل کرکے ایمرجنسی نافذ کی اور خود

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بن گئے۔ یہ کیوں اس قسم کی باتیں لا رہے ہیں؟

جناب سپیکر : یہ آپ نے کیا بحث شروع کر دی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! وہ خود بحث کرتے ہیں تو ہم اس کا جواب دیتے ہیں۔

جناب سپیکر : یہ بحث غیر متعلقہ ہے۔ غلام عباس صاحب آپ بھی آگے بڑھیے پلیز ------

جناب غلام عباس : جناب سپیکر! میں تو آئین کی بات کر رہا ہوں میں آئین توڑنے کی بات نہیں کر رہا-------

جناب سپیکر : آپ تحریک پر بات کریں۔

جناب غلام عباس : جناب والا! میں تو مولانا صاحب کی تعریف کر رہا ہوں کہ انہوں نے بہت اچھی بات کی ہے۔

سید ظفر علی شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے دونوں طرف کے اراکین کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ ریزولیوشن متفقہ طور پر پیش ہو گیا ہے۔ یہ ایک پولیٹیکل ادارہ ہے اور اس میں پولیٹیکل باتیں ہوتی ہیں اس میں کوئی تکلیف یا رنجش کی بات نہیں ہے۔ سردار صاحب نے صرف یہ پوائنٹ آوٹ کیا تھا کہ شیر پاؤ صاحب بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ تو پولیٹیکل لیڈر ہیں بلکہ جتنے بھی پولیٹیکل لیڈر ہیں میاں نواز شریف صاحب ہوں بے نظیر بھٹو صاحبہ ہوں ذوالفقار علی بھٹو صاحب ہوں سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب ہوں They are public property. ان کے متعلق بات نہیں کریں گے تو ہم کس پر بات کریں گے۔ جناب والا! اس لیے ہم فراخدلی سے بات کرتے ہیں 1973ء کے آئین پر بات کریں کسی فارمولے پر بات کریں لیکن ہسٹری کو distort مت کریں اگر کریں گے تو ہمیں حق ہو گا کہ ہم ان کو rebut کر سکیں۔ یہاں میرے ایک فاضل دوست وزیر قانون نے یہ کہا ہے کہ ریزولیوشن پہلے پاس ہو۔ جناب والا! اگر اس ہاؤس میں ہم پولیٹیکل بات نہیں کریں گے اس ایوان میں آئین کی بات نہیں ہو گی اس ایوان میں قانون کی بات نہیں کی جائے گی تو پھر کہاں کی جائے گی؟ موچی دروازے میں تو اور بات کی جاتی ہے ....

جناب سپیکر : شاہ صاحب! آپ میری بات سن لیں ....

سید ظفر علی شاہ ،جناب والا! مجھے بات تو ختم کرنے دیں۔

جناب سپیکر ،آپ میری بات سن لیں اور میری بات آپ کو سننی پڑے گی۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ یہاں پر سب باتیں ہو سکتی ہیں لیکن جو بات متعلقہ ہو زیر بحث ہو اس پر بات ہونی چاہیے ورنہ ساری دنیا کا ادب لٹریچر اور ہسٹری موجود ہے آپ ہر چیز لے آئیے۔

سید ظفر علی شاہ، بالکل ٹھیک ہے۔ ابھی تو باتیں اور بھی آئیں گی ۔ میں صرف یہ بات عرض کر رہا تھا کہ ہسٹری کو distort نہ دیں جناب غلام عباس صاحب۔

جناب سپیکر، ہسٹری کوئی مقدس چیز نہیں ہے۔ ہسٹری ہر دور میں' ہر قوم نے 'ہر بادشاہ نے اپنے مطلب کے مطابق لکھوائی ہے۔ ہسٹری سے زیادہ اختلافی بات دنیا میں ہے ہی کوئی نہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! یہ اختلافی باتیں ہیں۔ یہ تو پھر ساری باتیں بڑی لمبی ہو جائیں گی۔آپ کو بھی حق ہے کہ آپ یہاں ہمیں rebut کریں۔ میں تو صرف اتنا عرض کر رہا تھا۔ 1973ء کے آئین کے حوالے سے بات ہو رہی تھی۔ 1973ء کے آئین کی بات ہوگی اور اس کے نفاذ کی بات ہوگی ۔ اگر اس کا کریڈٹ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو صاحب کو جائے گا تو پھر اس وقت کی اپوزیشن کو خان عبدالولی خان کو بھی جائے گا۔ مولانا مفتی محمود کو بھی جائے گا' عبدالغفور خان کو بھی جائے گا ' مولانا نورانی کو بھی جائے گا۔ اس وقت کی حزب اختلاف نے جس نے unanimously sign کیا تھا ۔ اس لیے یہ کریڈٹ کسی ایک شخص کو نہیں جاتا۔ اس لیے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ بات سنی جائے۔ اور پھر 1973ء کا قانون جس کا یہ حوالہ دے رہے تھے ۔ ابھی اسلامی بات بھی کر رہے تھے inspite of the fact کہ میرے پولیٹیکل diffrences تھے اس پریذیڈنٹ سے اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ضیاء الحق صاحب سے ۔ باوجود یہ کہ وہ ایک مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر تھا۔ اس کو بھی جاتا ہے کہ آرٹیکل 2 کی insertion کا کریڈٹ صرف ضیاء الحق کو جاتا ہے اور کسی کو نہیں جاتا۔ اس نے یہ داخل کیا تھا۔ اس لیے یہ باتیں ہونے دیں۔ تاکہ پبلک کو پتا چلے کہ کس نے کیا کیا ہوا ہے۔ یہ میری بات تھی جناب۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

بادشاہ میر خان آفریدی ، جناب والا! میں ذرا وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل دوست نے اپنی تقریر میں کہا۔

جناب سپیکر، وضاحت کیسی۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں ریکارڈ کی درستگی کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیے۔ آپ کا کوئی معاملہ زیر بحث نہیں ہے۔ جناب غلام عباس۔ آپ اپنی تقریر میں کوئی بات add کرنا چاہتے ہیں۔

جناب غلام عباس، جی جناب۔

جناب سپیکر، آپ کو دو منٹ دیے جاتے ہیں۔ دو منٹ میں اپنی تقریر کو وائنڈ اپ کیجئے۔

جناب غلام عباس، جناب والا! میں محترم ظفر علی شاہ صاحب کا بہت شکر گزار ہوں۔ کہ انہوں نے بہت اچھی بات کی اور نشاندہی کی اس بات کی طرف کہ 1973ء کا آئین جو ہے اس کے اوپر اس وقت کی اپوزیشن نے consensus کیا تھا۔ اور تمام اس وقت کے اکابرین اور سیاست دانوں نے دستخط کیے تھے اور آئین متفقہ طور پر منظور ہوا تھا۔ جناب والا! یہ کریڈٹ بھی پھر شہید ذوالفقار علی بھٹو کو جاتا ہے۔ کہ جس نے اپنی کمال فراست ، سیاست اور ذہانت سے تمام سیاسی جماعتوں کو ساتھ ملا کے اس نے ایک ایسا متفقہ آئین دیا۔ جناب والا! آج بھی ہم آج کی اپوزیشن سے وہی توقعات کرتے ہیں کہ آج کی اپوزیشن بھی کشمیر کے قومی مسئلے کے اوپر consensus کرے اور آج کی اپوزیشن بھی آج کی حکومت کے ساتھ اسی طرح سے چلے جس طرح اس وقت کی اپوزیشن ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ چلی تھی۔ جناب والا! آج باجوڑ ایجنسی کی بات ہوئی، آج مالا کنڈ ایجنسی کی بات ہوئی تو جناب میں یہ کہوں گا کہ یہ پاکستان کو توڑنے کی سازش ہو رہی ہے۔ اور یہ وہ جنگ جو افغانستان کے اندر لڑی جارہی ہے ۔ افغانستان کے اندر جنگ جو کہ ربانی کی ہے، حکمت یار کی ہے اور دوستم کی ہے۔ وہ جنگ پاکستان کے اندر داخل ہو رہی ہے اور اس جنگ میں جو کہ باجوڑ میں لڑائی ہوئی وہ افغان مہاجرین نے لڑی ہے۔ اور اس کے اندر جو اسلحہ استعمال ہوا ہے وہ اسلحہ استعمال ہوا ہے جو ان کے آقاؤں نے اوجڑی کیمپ سے چوری کیا تھا۔ یہ اوجڑی کیمپ سے لے کے آئے اور آج اوجڑی کیمپ کا اسلحہ باجوڑ میں استعمال ہو رہا ہے۔ پاکستان کو توڑنے کی سازش ہورہی ہے۔ جناب والا! یہ پاکستان کو توڑنا چاہتے ہیں۔ حکمت یار اور ولی خان اکٹھے ہیں، وہ پختونستان بنانا چاہتے ہیں، ولی خان اور نواز شریف اکٹھے ہیں وہ پاکستان کو توڑنا چاہتے ہیں۔ یہ پاکستان کو توڑنے کی بات کر رہے ہیں ہم پاکستان کو جوڑنے کی بات کر رہے ہیں۔ جناب والا! یہ مسئلہ قومی اہمیت کا مسئلہ ہے ، یہ مذہبی مسئلہ نہیں ہے ۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ مارتر گئیں وہ

توپیں ان کے پاس نہیں تھیں وہ تو افغان مہاجرین کے پاس تھیں' وہ افغان مہاجرین کی مارٹر گنیں تھیں جو کہ وہاں پر استعمال کی گئی ہیں۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی۔(قطع کلامیاں---) کتنی دیر لیں گے آپ' پھر اقبال خاکوانی صاحب کو بھی موقع ملے گا۔ چلئے آپ بولیے۔ جناب وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! سب سے افسوس ناک بات یہ ہے کہ ادھر discriminatary سلوک ہوتا ہے۔ آپ اپوزیشن بنچوں سے دب چکے ہیں۔ اور ہمیں بار بار ان کا جواب دینے کا موقع بھی نہیں دیتے ہیں۔ میں دوسرا مقرر ہوں میرا حق ہے۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ادھر اس وقت جتنے لوگ بیٹھے ہیں۔

بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا!

جناب سپیکر: میں نے وصی صاحب کو اجازت دی ہے اس کے بعد خاکوانی صاحب کو بھی اجازت دوں گا اور (اس مرحلہ پر بادشاہ میر خان آفریدی اپوزیشن بنچز سے واک آؤٹ کرکے لابی میں چلے گئے) کریں آپ واک آؤٹ کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: ہاؤس میں موجود اکثر بھائیوں کو یہ علم ہی نہیں ہے کہ یہ واقعہ کیسے رونما ہوا۔ اور کیسے پیش آیا۔ اس کا ایک چھوٹا سا پس منظر ہے جو پچھلے دو تین چار سال پر محیط ہے۔ جناب والا! باجوڑ' مالا کنڈ ایجنسی کے لوگوں نے عدالت میں ایک پٹیشن داخل کی۔

جناب ارشد عمران سلہری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی بسم اللہ فرمایے آپ کبھی کبھی بولتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب رکن اپوزیشن بادشاہ میرخان آفریدی نے واک آؤٹ کیا ہے۔ تو لاء منسٹر انہیں لینے کے لیے گئے ہیں۔(قطع کلامیاں----)

جناب سپیکر: دیکھئے کتنی ضروری بات کر رہے ہیں ذرا توجہ دیجئے۔ جی فرمایے۔

(اور اس مرحلہ پر اپوزیشن کے رکن اسمبلی بادشاہ میر خان آفریدی جناب لاء منسٹر کے ساتھ اپنا واک آؤٹ ختم کرکے ہاؤس میں داخل ہوئے) (نعرہ ہائے تحسین----)

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! ابھی اس سے پہلے ہمارے معزز وزیر ناظم علی شاہ نے

کارپوریشن کے حوالے سے بات کی ہے۔

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بن رہا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ آپ نے فلور دیا ہے آپ میری بات تو سن لیں کہ وزیر موصوف نے یہ کہا ہے کہ میرے لوکل گورنمنٹ کے وزیر بننے کے بعد بلدیاتی اداروں میں اتنا اضافہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر، دیکھیے وہ بات گزر گئی۔ اب وصی ظفر صاحب بات کر رہے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میں تو ریکارڈ کی درستگی کے لیے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ میں اس کو رول آؤٹ کرتا ہوں۔ جی وصی ظفر۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! سابقہ دور میں ' جناب میاں نواز شریف صاحب کے دور میں وہاں کے لوگوں نے عدالت عالیہ میں ایک پٹیشن داخل کی کہ یہاں جن قوانین سے ہم govern ہو رہے ہیں وہ قوانین آئین کے منافی ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، وہ تقریر کر رہے ہیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، یہ میرا حق ہے۔

جناب سپیکر، میں ابھی آپ کو یہ حق نہیں دے رہا۔ آپ تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

میری اجازت سے پیش کرتے ہیں۔ کچھ دیر بعد کر لیں۔ میری اجازت سے پیش ہو سکتا ہے۔

سردار حسن اختر موکل، آپ اس کو رول آؤٹ کر دیں' پوائنٹ آف آرڈر سن تو لیں۔ آپ ایسی بات کر رہے ہیں جو ماضی میں کبھی نہیں ہوئی۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر کو روک نہیں سکتے۔ اس سٹیج پر ایسی بے قاعدگی زیب نہیں دیتی۔

جناب سپیکر، یوں لگتا ہے کہ آپ دعوے تو کر رہے ہیں نفاذ شریعت کی ہمدردی اور پیار کے۔ لیکن آپ کو دلچسپی زیادہ نہیں ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، ترتیب کے لحاظ سے باری ہماری ہے' وصی ظفر کی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ خدا کے لیے پہلے ہی اسلام کا کافی مذاق بن چکا ہے۔ مزید نہ بنائیے۔

خواجہ ریاض محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پہلے ان کا پوائنٹ آف آرڈر لے لیتے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود: میں شعر پڑھنا چاہتا ہوں جو آپ کہہ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد دونوں طرف سے جو مشترکہ طور پر پیش کی گئی ہے۔ یہ دلی طور پر ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ لیکن کسی شاعر نے کہا ہے:

تفریق نے جادو یہ جگایا ہے بلا کا
خطرے میں ہے اے یار چمن مہر و وفا کا
توحید ہے درویش کا اک شہر نگینہ
ہو فاقہ کشی نام جہاں صبر و رضا کا
کچھ سرد سی آہیں ہیں کچھ ڈوبتے آنسو
ساغر یہ صلہ تجھ کو ملا سوز نوا کا

جناب سپیکر: ماشاء اللہ۔ جی، کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: آپ کے چیمبر میں وزیر قانون کے درمیان، صاحبزادہ فضل کریم صاحب کے درمیان اور باقی دونوں طرف سے جو وفود تھے ان کے درمیان یہ طے ہوا تھا کہ دو سپیکر حزب اختلاف کی طرف سے اور دو وہاں سے۔ ہمیں چودھری اصغر علی صاحب کے بولنے پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن وہ ہمارے بنچوں سے نہیں ہیں۔ وہ جماعت اسلامی سے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ اگر وہ تحریک میں محرک ہیں پھر بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن ہمارے بنچوں سے نہیں ہیں۔ اب باری ہمارے بنچوں کی ہے۔

جناب سپیکر: میری بات سنیے۔ اگر وہ آپ سے نہیں ہیں تو ان میں سے بھی نہیں ہیں۔ دو تقریریں ہوئی ہیں۔

(قطع کلامیاں)

میری بات سنیے۔ پلیز مجھے فیصلہ کرنا آتا ہے۔ میں فیصلہ کرتا ہوں۔ میری بات سنیے۔ آپ نے

صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ آپ بتائیے کہ کیا یہ طے نہیں ہوا تھا کہ آپ بولیں گے اور گجر صاحب بولیں گے؟ بتائیے۔ آپ دیانت داری سے بتائیں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم ، میں عرض کرتا ہوں۔ جس وقت یہ بات طے ہوئی تھی میں اس سے قبل وہاں سے چلا آیا۔ تو ہماری جماعت کے پیر سید عارف حسین شاہ صاحب' اور دوسرے (قطع کلامیاں) میری بات سن لیں۔ کہنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر ، سن لیجئے' پلیز۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم ، آپ تحمل اور تدبر سے بات سنیے گا۔ میرا تعلق سیاست اور مذہب سے بھی ہے۔ اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو میں یہاں بھی اور باہر بھی ہر لحاظ سے تیار ہوں۔ یہ باتیں ایسے نہیں چلیں گی۔ آپ کیا سمجھتے ہیں؟ آپ نے اس ہاؤس کو تماشا بنا رکھا ہے۔ آپ ملک کو تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ آپ پھر یہ بات کہہ رہے ہیں کہ یہ بات نہ کریں۔ حضور والا ! میری بات سن لیں۔ آپ کے علم میں ہے۔ صرف یہ بات نہیں تھی۔ لعنت اللہ علی الکذبین ۔ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ میری موجودگی میں یہ بات ہوئی تھی کہ تقریریں ہوں گی۔ آپ اس منصب پر تشریف فرما ہیں جو انصاف کا تقاضا بھی ہے اور آپ منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین بھی ہیں۔ آپ کے سامنے پاکستان کے سیاسی جغرافیائی حالات بھی ہیں۔ میری جماعت کے پیر عارف حسین شاہ صاحب اور ہمارے ایک بزرگ آپ کے پاس تشریف لے گئے تھے۔ میں یہاں پہ موجود تھا۔ ان بزرگوں نے ہمیں آ کر فرمایا کہ چار تقریریں ہوں گی۔ دو ادھر سے ہوں گی' دو تقریریں ادھر سے ہوں گی۔ جناب والا ! میں نے جب تقریر شروع کی' حالانکہ میں باتیں اور بھی کرنا چاہتا تھا۔ کسی کی دلآزاری ہوتی یا نہ ہوتی۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہ تھی۔ لیکن جب آپ نے بحیثیت سپیکر مجھے یہ حکم فرمایا کہ آپ یہ بات نہ کریں۔ ہاؤس کا تقدس بھی خراب ہوتا ہے اور ایمانی' روحانی' اور ملک کے ساتھ منسلکہ قرارداد کے سلسلے میں بھی ماحول کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ میں نے اس کے بعد اس حکومت کے' اس آمر اور ڈکٹیٹر وزیر اعلیٰ سرحد کا پھر نام نہیں لیا تھا۔

جناب سپیکر ، غلط بات کر رہے ہیں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم ، جناب والا ! اسی طرح میں التماس کرتا ہوں۔ آپ سے' بالخصوص آپ سے کہ جناب ! محرک ہم ہیں۔انھوں نے اس تحریک میں اگر ساتھ دیا ہے' تائید کی ہے تو ہم ان کے اسی لیے شکر گزار ہیں کہ انھوں نے خالصتاً اسلامی نقطۂ نظر کی تائید و حمایت اس لیے کی ہے کہ وہ یہ سمجھتے

ہیں کہ اگر ہم نے تائید نہ کی تو خدا کے ہاں بھی مجرم ہوں گے اور عوام کے سامنے بھی ہم مجرم ہوں گے۔ لہٰذا میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اگر ان کا کوئی ایک مقرر بولنا چاہتا ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن ایک مقرر ہماری طرف سے بھی ہو گا۔ آپ کے اخلاق کریمانہ سے یہ توقع کرتا ہوں کہ آپ اس پر فیصلہ صادر فرمائیں گے۔

جناب سپیکر: میرا فیصلہ یہ ہے کہ وصی ظفر صاحب بولیں گے۔ اس کے بعد میں دو منٹ اقبال خاکوانی صاحب کو بھی دوں گا اور اس کے بعد ہاؤس کے سامنے ہم put کر دیں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: بولنے والوں کو نامزد ہم کریں گے جناب۔

جناب سپیکر: مجھے تو یہی کہا گیا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: نہیں۔ اقبال خان خاکوانی کا نام نہیں دیا گیا۔ یہ پرولج ہمیں دیجئے گا جناب۔

جناب سپیکر: بتا دیجئے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: سید ظفر علی شاہ صاحب یا عارف حسین شاہ صاحب۔

جناب سپیکر: نہیں' ایک بات بتا دیں۔ عارف شاہ صاحب کو موقع دیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: سید ظفر علی شاہ صاحب۔

جناب سپیکر: عارف حسین شاہ صاحب کو موقع دیجئے۔ انھوں نے اس میں بڑی محنت کی ہے۔ چلیے' ظفر علی شاہ صاحب۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟ کہیے جو کچھ کہنا ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ طے یہ ہوا تھا کہ دو دو مقرر دونوں طرف سے بولیں گے۔ ابھی پوزیشن یہ ہے کہ اپوزیشن ابھی تک یہ طے نہیں کر سکی کہ کیسے بولنا ہے۔

جناب سپیکر: طے کر لیا ہے انھوں نے۔

وزیر تعلیم: بجائے اس کے کہ یہ جھگڑتے رہیں کہ تقریر کس نے کرنی ہے صبح اخبار میں نام کس کا چھپنا ہے' قرعہ اندازی کر لی جائے تو یہ جھگڑا ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ .It is no point of order چلیے' وصی ظفر صاحب۔ میں خاص طور پہ تمام ہاؤس سے گزارش کرتا ہوں کہ دیکھیے وقت ختم ہونے لگا ہے۔ اور آپ پر یہ الزام آئے گا کہ آپ نے

وقت ضائع کر دیا اور آج سارا دن اس قرارداد پہ بحث ہوئی اور نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔ مہربانی سے اب آپ اپنے پوائنٹس آف آرڈر کو اپنے پاس سنبھال کر رکھیے۔ کل کا دن بھی انشاء اللہ چڑھے گا۔ آپ میری بات سنیے' میری بات سنیے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں میں بات کر رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں دونوں فریقین سے کہتا ہوں ارباب اختیار سے بھی اور اپوزیشن والوں سے بھی' مہربانی سے ان دونوں دوستوں کی مختصر بات سن لیجیے۔ (قطع کلامیاں) اب آپ بالکل اس بات کا ذکر نہ کیجیے۔ آپ کے لیڈر نے آپ کے خلاف فیصلہ کیا ہے۔ جی وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! ایک پٹیشن مالاکنڈ باجوڑ ایجنسی کی طرف سے داخل ہوئی کہ ادھر جو قوانین ہیں وہ آئین سے متصادم ہیں۔ وہ held ہو گیا کہ یہ قوانین واقعی آئین سے متصادم ہیں اور سابقہ وزیر اعظم میاں نواز شریف صاحب نے اس کی سپریم کورٹ میں اپیل داخل کی۔ اس اپیل کو بھی خارج کرتے ہوئے یہی لکھ دیا گیا کہ یہ قوانین آئین سے متصادم ہیں۔ اس کے بعد وہاں کی ڈیمانڈ آئی کہ نئے قوانین شریعت کے مطابق بنائے جائیں۔ ان کے دور سے ایک خلا چلا آتا تھا اور وہ حکومت سی آر پی سی نافذ کرنا چاہتی تھی۔ لیکن وہ شرعی قوانین نافذ کرنا چاہتے تھے۔ وہ جو خلا رہ گیا اور ادھر افغانوں کو اس میں موقع ملا اور اس طرح کرکے یہ چیز نکلی۔ ورنہ ادھر شریعت نافذ کرنے کا اعلان تو اس وقت ہو بھی چکا ہے۔ یہ سب کے علم میں ہے۔ جناب والا! جہاں تک نفاذ شریعت کا تعلق ہے ہم اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جس نے اس ملک کی تاریخ میں پہلی دفعہ 1973ء سے یہ پابندی لگا دی کہ دس سال کے اندر اس ملک میں اسلام نافذ کیاجائے گا۔ لیکن دس سال ختم ہونے سے قبل ہی اسلام نافذ کرنے کی سزا میں ہی بے شمار قوتوں نے مل جل کر اس شخص کو ہی پھانسی لگا دیا جس نے ایک اسلامک ورلڈ علیحدہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ جناب والا! نوے دن کا وعدہ کرکے سولہ سال حکومت کرنے والوں نے اسلام کا نام لے لے کر ادھر جو فرقہ واریت پیدا کی' ادھر جو مذہبی تنظیمیں بنوائیں۔ ادھر جو چیزیں ذبح کروائیں تو جناب ادھر فرق ہے۔ ہم علماء حق کی تعظیم کرتے ہیں اور علماء سو کے خلاف ہیں اور ان سے نفرت کرتے ہیں۔ جناب والا! میاں محمد صاحب بھی غلط نہیں کہہ گئے تھے۔ وہ فرماتے ہیں۔

ملاں تے مشالچی دوویں اکو چت
لوکاں ونڈن چاننیاں رہن ہنیرے وچ

جناب والا! یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں ۔ اس میں علماء حق اور علماء سو میں فرق ہے۔ ادھر اس چیز کو آج اسلام کے ساتھ کاروبار چلانے والے آگے لے کر چل پڑے ہیں۔ جنھوں نے اسلام کو بیچا ہے۔ جن کا روزگار اسلام ہے۔ لیکن جن کا حقیقی معنوں میں اوڑھنا بچھونا اسلام ہے ان کو پیچھے چھوڑ چکے ہیں۔ ہم ادھر ضرور نفاذ اسلام چاہتے ہیں ۔ شریعت کا نفاذ چاہتے ہیں لیکن 72 فرقوں کا نہیں۔ وہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک نے دیا ہوا ہے اس اسلام کی بات کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین) نہیں ، تو علامہ اقبال علیہ رحمت نے بھی فرمایا۔۔۔۔ مومن کی اذاں اور ہے ملاں کی اذاں اور۔ جناب والا! مومن والا اسلام چاہیے ۔ ادھر اگر اس ملک کی تاریخ کو بغور دیکھا جائے اور مخالفت برائے مخالفت نہ کی جائے۔ تو جس شخص کو تختہ دار پر لٹکایا گیا وہ دراصل اسلام کے ساتھ مخلص تھا ۔ اس کو اسی چیز کی سزا ملی کہ وہ اسلام کیوں لانا چاہتا ہے۔ وہ جو تھرڈ ورلڈ ہے اسے اسلامک ورلڈ کیوں بنانا چاہتا ہے اس نے Islamic Summit کیوں کرائی۔ اس نے ایٹم بم بنانے کی کوشش کیوں کی ۔ اس نے اس ملک کو ترقی کی جانب لے جانے کی کوشش کیوں کی ۔ اس نے ایک اسلامک بلاک بنانے کی کوشش کیوں کی ۔ اس کو پھانسی لگایا گیا تاکہ اسلام کا نفاذ ادھر نہ ہو سکے ۔ تو اس چیز کو defeat کرنے کے لیے ایک pseudo اور پروردہ حکمران لایا گیا ۔ جس نے اسلام کا نام لے لے کر اسلام کو لوگوں کی نظروں میں ذلیل کیا۔ اور خدا نے اس سے وہ بدلہ لیا کہ اس کی کوئی چیز بھی نظر نہ آئی ۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔ نعوذ باللہ کوئی مسلمان کلمہ گو اسلام کو ذلیل کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ لہٰذا یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد وصی ظفر: اس نے سولہ سال ایسے کیا۔اور خدا تعالیٰ نے دنیا میں ہی اس کو دکھا دیا کہ ہزاروں من تیل میں جلو تمہارے داغ بھی نظر نہ آئیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جناب ظفر علی شاہ صاحب۔ نہایت مختصر فرمایئے۔

سید ظفر علی شاہ: اَعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم۔ بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔ جناب سپیکر! معزز ممبران اسمبلی۔ آج اس قرارداد کے حوالے سے جوکہ متفقہ طور پر اس معزز ایوان میں پیش کی گئی ہے اور اس قرارداد کا جو متن ہے اور جو اس قرارداد کو پیش کرنے کی وجہ ہے وہ حال ہی میں پچھلے ہفتے میں مالاکنڈ اور باجوڑ کے علاقے میں ہماری افواج کے ہاتھوں بعض شہریوں کا لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ maintain

کرنے کے سلسلے میں بعض مسلمانوں کا شہید ہو جانا جن کی تعداد 500 سے لے کر ایک ہزار تک بتائی جاتی ہے۔ جناب سپیکر! مالا کنڈ کی بات جب کی جائے گی تو میں آپ سے پہلے معذرت مانگ لوں گا۔

جناب سپیکر، نہیں۔ ذاتیات بحث میں نہیں آئیں گی۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا۔ میں نے کسی کا نام لیا ہے؟

جناب سپیکر، مجھے پتا ہے آپ کیا کہنے والے تھے۔

سید ظفر علی شاہ، آپ جانیں میں کیا کہنے والا تھا؟

جناب سپیکر، چونکہ آپ نے اس سے پہلے اسی ذاتیات کے حوالے سے بات کی تھی۔ کہ تاریخ میں یہ تمام لوگ ہیں، ان کا ذکر آئے گا۔ ذکر نہیں آئے گا۔؟

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! with due respect 90 فیصد اس ایوان کی صورت حال کو خراب کرنے کی ذمہ داری آپ پر ہوتی ہے۔

جناب سپیکر، بہت اچھی بات کی ہے۔ میں اپنی ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔ میں نے ہاؤس کو چلانا ہے۔ میں ہاؤس کو قانون، دستور اور قواعد کے مطابق چلانے کا پابند ہوں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں دستور کے مطابق بات کر رہا ہوں۔ خدارا اس ایوان کو بہتر طور پر چلانے کے لیے آپ بھی مدد کریں۔ آپ presumption کر لیتے ہیں کہ ہر آدمی جو یہاں سے یا وہاں سے اٹھتا ہے تو آپ کو پہلے پتا ہے تو یہ اجلاس بلانے کی آپ کو کیا ضرورت تھی۔ اگر آپ کو سب باتوں کا پتا تھا کہ ہم نے کیا کہنا ہے تو آپ کو اجلاس نہیں بلانا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر، جی کچھ پتا بھی ہوتا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! ہمارا ملک چار صوبوں پر بنا ہے چار اکائیوں پر فیڈریشن مبنی ہے۔ یہ اتنی چھوٹی بات نہیں جس کو ہم درگزر کر دیں۔ جس سے ہم بھیڑ کی طرح آنکھیں بند کر لیں۔ یہ صرف مالا کنڈ کی بات نہیں۔ یہ مالا کنڈ کی بات بھی ہے۔ یہ کراچی کی بات بھی ہے۔ یہ پنجاب کی بات بھی ہے اور یہ بلوچستان کی بات بھی ہے۔

جناب سپیکر، آپ قرارداد کے دائرے میں رہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں قرارداد کے دائرے میں رہتے ہوئے بات کر رہا ہوں۔ جناب والا!

کیا مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی وفاقی حکومت سے ، اپنی صوبائی حکومتوں سے یہ نہیں پوچھ سکتا کہ کراچی میں دو درجن پاکستانی روز شہید ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر، اس کا قرارداد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! میں بولوں گا ۔اگر اس طرح آپ نے روکنے کی کوشش کی تو پھر ہاؤس لاؤڈ ازم کا شکار ہو جائے گا۔ آپ کیا بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر، اس بات کا قرارداد سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

سید ظفر علی شاہ،جناب سپیکر! میری فیڈریشن کو خطرہ ہے ۔ اور آپ بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں میں بات کر رہا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! میری فیڈریشن کو خطرہ ہے ۔ پاکستان کے خلاف ہماری وفاقی حکومت کشمیر کے مسئلے پر گھٹنے ٹیک چکی ہے۔

جناب سپیکر ، اس پر آپ الگ قرار داد لایئے۔

سردار غلام عباس ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی غلام عباس صاحب فرمایئے۔

سردار غلام عباس ، جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہ رہا تھا کہ مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی تھی کہ اتفاق سے کوئی ایسا مسئلہ کہ جس پر ہم متفقہ طور پرکوئی قرارداد پیش کر سکتے ہیں۔ میرے محترم اور معزز بھائی جناب قبلہ شاہ صاحب جن سے میرا بہت پرانا رشتہ ہے ۔مجھے ان کی زبان سے اس قسم کی گفتگو سن کر یقیناً حیرانگی ہوئی ہے کہ اس قسم کے پرانے پارلیمینٹیرین کی زبان سے اتنی تند و تیز گفتگو سپیکر کے سامنے کرنا مناسب نہیں۔ اسلام کے حوالے سے صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ۔

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

جناب والا! اصول کی بات یہ ہے کہ ہمارے وزیر قانون نے بڑی خوبصورت بات کی ہے۔ اصولی طور پر ہم چاہتے یہ ہیں کہ۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

جناب والا! ٹھیک ہے ہمیں کافر کہیں۔ ہمیں برا کہیں۔ ہمارے لیڈر کو برا کہیں لیکن قادیانیوں کا مسئلہ تو ہم نے ہی حل کیا تھا۔

جناب سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر لمبا ہوتا جا رہا ہے۔ بس کیجئے۔ دیکھیے ظفر علی شاہ صاحب' ایک تو میں احتیاطاً ہاؤس کا پانچ منٹ وقت بڑھاتا ہوں لیکن خدا کے لیے آپ اس قرار داد کے دائرے میں رہیں۔ دوسرا آپ جو اور باتیں کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے الگ نئی قرار دادیں لے آئیں۔ جی فرمایئے۔

سید ظفر علی شاہ: میں آپ سے پھر معافی چاہتا ہوں اگر میرے منہ سے کوئی گرمی کا لفظ نکل جاتا ہے تو خدارا وہ صرف اس لیے نکلتا ہے کہ آپ بیجا رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ جب میں یہ بات کر رہا ہوں کہ میری فیڈریشن کو خطرہ ہے۔ یہ فیڈریشن کے خلاف سازش ہے جو مالا کنڈ میں' کراچی میں یا پنجاب میں ہوتی ہے تو اس حوالے سے میں بات نہ کروں؟

جناب سپیکر، آپ مالا کنڈ اور باجوڑ کے حوالے سے قرار داد پر بات کریں۔ کراچی اور دوسری باتوں کو زیر بحث نہ لائیں۔ ان کے لیے الگ قرار دادیں لائیں۔

سید ظفر علی شاہ، کیوں؟ وہاں پر بدمعاشوں کو کھلی چھٹی دے دوں اور حکومت کی نااہلی پر میں بات نہ کروں۔ آپ کیا بات کرتے ہیں؟

جناب سپیکر، نہیں' میری بات سنیے۔

سید ظفر علی شاہ، کیا؛ سپیکر صاحب خدارا ---

جناب سپیکر، نہیں' غلط بات ہے۔

سید ظفر علی شاہ، چلیں' میں مالا کنڈ پر بات کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی

سید ظفر علی شاہ، چلو' آپ وفاقی حکومت کی کارکردگیوں پر اور صوبائی حکومتوں کی کارکردگیوں پر کب تک پردہ ڈالیں گے؟

جناب سپیکر، کوئی پردہ نہیں ڈال رہا۔

سید ظفر علی شاہ : اگر آپ اسمبلیوں کے اندر بحث نہیں کرنے دیتے تو یہ بحثیں باہر ہوں گی۔ آپ روک نہیں سکتے۔

جناب سپیکر : آپ اس قرار داد کے حوالے سے بات کریں۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! میں مالا کنڈ کی طرف آ رہا ہوں۔ آپ ذرا غور کریں۔

جناب سپیکر : فرمایئے۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! یہ مالا کنڈ کا مسئلہ جو پچھلے چار پانچ دن سے ہے۔ یہ پچھلے چار پانچ دن سے نہیں ہے۔ آپ کا ریکارڈ درست کرنے کے لیے' یہاں سرحد حکومت کا ریکارڈ منگوا لیں یا اپنی اسمبلی کی لائبریری سے آج سے دو ڈھائی ماہ پہلے کی وہ اخبارات اٹھا لیں۔ اس سے پہلے بھی نفاذ شریعت کے سلسلے میں وہاں کے ان معصوم لوگوں جو ہم شہریوں کی طرح نہیں ہیں' جو آنکھیں بند کر کے اللہ اور اللہ کے رسول اور شریعت کے نظام کو دل کی گہرائیوں سے چاہتے ہیں۔ انھوں نے آج سے دو سوا دو ماہ پہلے بھی مطالبہ کیا تھا۔ آج سے دو سوا دو ماہ پہلے بھی انھوں نے منگورہ کو جانے والی سڑک کو بلاک کیا تھا۔ انھوں نے مالا کنڈ میں پچھلے دو ماہ میں بھی دو چار سرکاری اہلکاروں کو یرغمال بنایا تھا۔

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ پھر اس وقت کیا ہوا؟ اس وقت پھر اپنے اس متبرک ساتھی دوست بھائی کا نام لینا پڑتا ہے۔ وہ political figure ہے' وہ وزیر اعلیٰ ہے۔ اس کی لاء اینڈ آرڈر کو maintain کرنے کی ذمہ داری ہے۔ اس میرے دوست نے وہاں پر جا کر اعلان کیا۔

جناب سپیکر : جی' یہ بات نہیں ہو سکتی۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! یہ اس کی کڑی ہے۔

جناب سپیکر : صوبہ سرحد کا لاء اینڈ آرڈر یہاں اس طرح زیر بحث نہیں آ سکتا۔

سید ظفر علی شاہ : تو پھر میں کیا کروں؟ میں کیا کروں؟

جناب سپیکر : آپ اس پر بتایئے کہ آپ وہاں اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کی اس پر رائے ہے۔

سید ظفر علی شاہ : جناب! میں تو پورے پاکستان میں' آپ کے محلے میں' آپ کے گھر میں اور وزیر اعظم کے گھر میں بھی' اسلام کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ بات تو سنیں۔ میں مالا کنڈ کی بات کر رہا

ہوں۔ (قطع کلامیاں) یہ آپ کو مالا کنڈ کا مسئلہ کنڈے کی طرح کیوں چبھتا ہے؟

وزیر اوقاف: پوائنٹ آف آرڈر ---

جناب سپیکر: جی شاہنواز چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر اوقاف: جناب سپیکر! اسلام دی گل مولانا صاحب نے بڑی اعلیٰ ' بڑی نیک نیتی 'بڑی دلی طور تے کیتی اے کیونکہ جس بندے نوں خدا تے خدا دے رسول دا خوف ہوندا اے اوہ ہمیشہ حق گل کہن دی کوشش کردا اے۔ ایس واسطے اوہناں نے اج تحریک پیش کیتی اور اللہ دی کرم نوازی نال تمام ہاؤس نے اوہنوں متفقہ پاس کر لیا لیکن میں اوہناں نوں کہندا آں کجھ میرے دوست ایسے نے جہڑے گھروں کہہ کے آئے ہوئے نیں دو تے دو تن - اوہناں نہیں منناں تے میں کہیا سی کہ اسلام توں تے میں منے آں۔

جناب سپیکر: پانچ منٹ اور وقت بڑھایا جاتا ہے۔ جی

وزیر اوقاف: اسلام دی گل تے اسیں دونویں بھرا کرنے آں۔ تے من لہوں ایہناں دیاں وی شرطاں جہڑے ہاؤس دے وچ بیٹھے ہوئے نیں۔ ایہوی بول لین - چنانچہ اسلام دی اج گل ہوئی اے - اللہ دا شکر ادا کرنا چاہی دا اے کہ متفقہ طور تے اساں ایہنوں منظور کیتا تے خوشی خوشی گھر جائیے چھڈیے ایس گل نوں۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں۔ بیٹھیں۔ ظفر صاحب آپ ایک منٹ میں wind up کیجئے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! جب میں بات کرتا ہوں تو مجھے وہ سنتے نہیں۔ جب میرے بھائی محترم چیمہ صاحب بات کرتے ہیں تو مجھے وہ ٹی وی پر انکل سر گم کا لگا ہوا ڈرامہ یاد آ جاتا ہے " چھوٹا پانڈا چھوٹی کراکری"۔ وہ ان کے اوپر سے بات گزر جاتی ہے۔ جو میں بات کر رہا ہوں وہ ان کے اوپر سے گزر جاتی ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! میں مالا کنڈ کے حوالے سے بات کر رہا تھا کہ وہاں کے چیف ایگزیکٹو افسر نے ان معصوم لوگوں کے سامنے یہ وعدہ کیا کہ مالا کنڈ میں دو مہینے کے بعد شریعت کا نفاذ ہو جائے گا۔

[*****]

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیے گئے)

جناب سپیکر : میں یہ حذف کرتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! اس کے ڈنڈے بہت دور ملتے ہیں۔ اس کے ڈنڈے اس کیمپ سے ملتے ہیں جو کیمپ کشمیر کی قرار داد کو اقوام متحدہ میں پیش نہ کر سکا۔ یہ سب باتیں inter-linked ہیں۔

جناب سپیکر : شکریہ شکریہ۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! ان باتوں پر پانی اس طرح نہیں پھیرا جا سکتا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کے والد محترم کو گرفتار کر کے divertion نہیں کی جا سکتی۔ ہم اس پر بھی احتجاج کریں گے۔ کشمیر پر بھی کریں گے اور مالا کنڈ پر بھی کریں گے۔

جناب سپیکر : بہت اچھا۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید ظفر علی شاہ : جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ بات تو بہت کرنی تھی لیکن آپ کو ہماری باتیں اچھی نہیں لگتیں۔

جناب سپیکر : بس بڑی مہربانی۔ یہ متفقہ قرار داد پیش کی جا رہی ہے کہ :

"یہ ایوان مالا کنڈ اور باجوڑ ایجنسی میں تحریک نفاذ شریعت کے دوران ہونے والی خون ریزی پر انتہائی تشویش اور دکھ کا اظہار کرتا ہے اور وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ مذکورہ علاقہ میں امن عامہ کی بحالی، خون ریزی روکنے اور نفاذ شریعت کے لیے عملی اقدامات کئے جائیں"۔

(قرار داد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر : جناب چیف منسٹر صاحب! کال اٹینشن نوٹس کے سلسلے میں تمام دن تقریباً اپنے چیمبر میں موجود رہے ہیں۔ کال اٹینشن نوٹس کے لیے وقت نہیں رہا۔ اب بدھ کو کال اٹینشن نوٹس آئے گا۔

مجلس خصوصی کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

جناب سپیکر : کچھ رپورٹیں پیش ہونے والی ہیں۔ جی فرمائیے۔

جناب محمود اختر گھمن : جناب سپیکر! میں مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، ٹیکسلا مصدرہ 1994ء (مسودہ قانون نمبر 7 بابت 1994ء) اور مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، ٹیکسلا مصدرہ 1994ء (مسودہ قانون نمبر 9 بابت 1994ء) کے بارے میں مجلس

خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ پیش کر دی گئی۔

چودھری صداقت علی، جناب سپیکر! میں مسودہ قانون لازمی پرائمری تعلیم پنجاب مصدرہ 1994ء (مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1994ء) کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ پیش کر دی گئی۔

میاں محمد افضل حیات، جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق نمبر 5 پیش کردہ سید اکبر علی شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ پیش کر دی گئی۔

میاں محمد افضل حیات، جناب سپیکر! میں مجلس خصوصی برائے استحقاقات کی خصوصی رپورٹ بابت استحقاقات ایکٹ 1972ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ پیش کر دی گئی۔

مجلس قائمہ برائے امداد باہمی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

شیخ خلیل احمد، جناب سپیکر! میں مسودہ قانون (ترمیم) (تنسیخ) ناپسندیدہ کوآپریٹو سوسائٹیز مصدرہ 1994ء (مسودہ قانون نمبر 11 بابت 1994ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امداد باہمی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ پیش کر دی گئی۔ ہاؤس کل شام 3:00 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(ہاؤس کی کارروائی مورخہ 15-11-1994 تین بجے شام تک کے لیے ملتوی ہوئی)

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل'15- نومبر 1994ء

(سہ شنبہ' 10- جمادی الثانی' 1415ھ)

جلد: 13 - شمارہ: 3

(بشمول شمارہ جات 1 تا 9)

مندرجات

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	1
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)	2
نشان زدہ سوالات اور جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	35
غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب	55
اراکین اسمبلی کی رخصت	55
مسئلہ استحقاق:	
اسمبلی کی حدود سے رکن اسمبلی کی گرفتاری	63
اسمبلی کی حدود سے رکن اسمبلی کی گرفتاری	64
اسمبلی کی حدود سے رکن اسمبلی کی گرفتاری	65

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیرھواں اجلاس)

منگل' 15۔ نومبر 1994ء

(سہ شنبہ 10۔ جمادی الثانی' 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام 3 بج کر 35 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر' میاں منظور احمد موہل کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ
اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ
فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍ فَاِنَّ
رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾

سورۃ النحل آیات 45 تا 47

کیا جو لوگ بری بری چالیں چلتے ہیں اس بات سے بے خوف ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے یا (ایسی طرف سے) ان پر عذاب آ جائے جہاں سے ان کو خبر ہی نہ ہو۔ یا ان کو چلتے پھرتے پکڑ لے وہ (اللہ تعالیٰ کو) عاجز نہیں کر سکتے۔ یا جب ان کو عذاب کا ڈر پیدا ہو گیا ہو تو ان کو پکڑ لے بے شک تمہارا پروردگار بہت شفقت کرنے والا (اور) مہربان ہے۔

وما علینا الاالبلاغ۝

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر لوکل گورنمنٹ ! وزیر قانون صاحب ! کیا پوزیشن ہے۔ آج لوکل گورنمنٹ کا وقفہ سوالات ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر ! پارلیمانی سیکرٹری لوکل گورنمنٹ موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، موجود ہیں؟

وزیر قانون، جی جناب۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ ! وقفہ سوالات شروع ہوتا۔

راجہ ریاض احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔جی راجہ ریاض احمد صاحب !

راجہ ریاض احمد ، جناب سپیکر ! میں یہ گزارش کروں گا کہ رول 202 کو معطل کر کے مجھے ایک ضروری قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وقفہ سوالات بڑا اہم ہوتا ہے ۔ اس کے بعد آپ کی باری آئے گی تو آپ بات کریں۔ جی چودھری اصغر علی گجر صاحب۔ (معزز رکن موجود نہ تھے) اور جناب مناظر علی رانجھا سوال نمبر 280 (معزز رکن نے چودھری اصغر علی گجر کے ایماء پر دریافت کیا)

ٹاؤن کمیٹی کی طرف سے ناجائز محصول کی وصولی

*280۔ **چودھری اصغر علی گجر**، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ٹاؤن کمیٹی بصیرپور ضلع اوکاڑہ کی محصول چونگیوں کا ٹھیکے دار کون ہے اور اسے کس تاریخ سے ٹھیکہ دیا گیا ہے۔

(ب) مذکورہ ٹاؤن کمیٹی کی محصول چونگیوں کے شیڈول میں کون کون سی اشیاء شامل ہیں اور ان پر محصول کی شرح کیا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ٹھیکے دار عوام سے بعض ایسی اشیاء پر محصول وصول کرتے ہیں جن پر محصول لاگو نہیں ہوتا یا جن کا ذکر شیڈول میں نہیں ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جو اشیاء کمیٹی کی حدود سے باہر لے جانا ہوتی ہیں ان پر محصول لاگو نہیں ہے بلکہ صرف راہ داری لی جانی چاہیے ۔ لیکن ٹاؤن کمیٹی اور ٹھیکے دار کے آدمی لوگوں کو محصول ادا کرنے پر مجبور کرتے ہیں خواہ کسی کے پاس بے بی واک ہی کیوں نہ ہو۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت ایسے احکامات صادر کرنے کو تیار ہے کہ ہر محصول چونگی کے باہر شیڈول نصب کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈوگر)

(الف) ٹاون کمیٹی بصیر پور ضلع اوکاڑہ کی محصول چونگیوں کا ٹھیکہ گزشتہ مالی سال ۹۴-۱۹۹۳ء میں ایک مقامی فرم ڈاکٹر علی اکبر اینڈ کمپنی کو دیا گیا تھا۔ یہ ٹھیکہ یکم جولائی ۱۹۹۳ء کو شروع ہو کر ۳۰ جون 1994ء کو ختم ہوا۔ رواں مالی سال ۹۵- 1994ء کا ٹھیکہ محصول چونگی نیلام نہیں ہوا محصول چونگی کی وصولی محکمانہ طور پر کی جا رہی ہے ۔

(ب) محصول چونگیوں کا شیڈول مختلف اشیائے ضرورت و خوردنی پر مشتمل ہے۔ شیڈول کی کل 280 آئٹمز ہیں۔ آخری آئٹم نمبر ۲۸۰ میں وضاحت کی گئی ہے کہ ماسوائے منشیات و دیگر ایسی اشیاء جن کا شیڈول میں کہیں ذکر نہ ہو اور وہ محصول سے مستثنیٰ نہ ہوں ان پر محصول چونگی پچاس روپے فی کوئنٹل وصول کی جائے گی۔ (کاپی شیڈول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

(ج) کسی بھی ایسی شے کا جو محصول چونگی سے مستثنیٰ ہو یا حکومت نے ایسی کسی چیز کو محصول چونگی سے مستثنیٰ کیا ہو محصول چونگی وصول نہیں کی جاتی۔ جن اشیاء کا شیڈول میں ذکر نہ ہو اور وہ اشیاء شیڈول کی کسی دوسری آئٹم سے ملتی جلتی ہوں اس آئٹم کے مطابق محصول چونگی وصول کی جاتی ہے شیڈول ہذا کی آخری آئٹم نمبر ۲۸۰ کے مطابق ۵۰ روپے فی کوئنٹل وصول کی جاتی ہے۔

(د) صرف ایسی اشیاء جو مرمت کے لیے یا کسی اور مقصد کے لیے کمیٹی کی حدود سے باہر لے جائی جائیں اور مدت مقررہ کے اندر واپس لائی جائیں ان پر کسی قسم کا محصول عائد نہیں کیا جاتا۔ میعاد گزرنے کے بعد کوئی بھی ایسی چیز جن کے بارے میں مرمت پاس جاری کیا ہوا ہو ۔ ان کو قواعد کے مطابق محصول چونگی ادا کرنی پڑتی ہے۔

(ہ) محصول چونگی کے شیڈول کو گزٹ نوٹیفکیشن میں شائع کیا جاتاہے اور یہ شیڈول محصول چونگیوں کی تمام پوسٹوں پر موجود ہوتا ہے۔ کسی ابہام کی صورت میں متعلقہ پارٹی ٹھیکیدار چونگی یا سٹاف محصول چونگی سے استفسار کرکے لاگو شدہ نرخ جات معلوم کر سکتی ہے۔ کسی بھی شکایت کی صورت میں ایڈمنسٹریٹر بلدیہ یا کسی ذمہ دار افسر سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔ اگر پھر بھی کوئی شکایت باقی ہو تو محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی سے اس کے انسداد کے لیے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال نمبر 355 عبدالرشید بھٹی صاحب۔

ضلع کونسل لاہور میں ملازمین کی بھرتی کی تفصیل

*355۔ **جناب عبدالرشید بھٹی:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع کونسل لاہور میں مالی سال ۸۰-۱۹۷۹ء سے ۹۴-۱۹۹۳ء کے دوران کل کتنے ملازم کن عہدہ جات پر کن تاریخوں میں کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے تعینات کئے گئے ان کے مکمل نام پتہ جات ولدیت اور تعلیمی معیار سمیت تمام تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران ادارہ ہذا میں سے جن ملازمین کو ملازمت سے برخاست کیا گیا ان کے مکمل نام پتہ جات ولدیت کی تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈوگر):

(الف) مالی سال ۸۰-۱۹۷۹ء سے لے کر سال ۹۴-۱۹۹۳ء تک ضلع کونسل لاہور میں مختلف شعبہ جات میں تعینات کئے گئے ملازمین کی مکمل تفصیلات تتمہ "الف" (ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے) اس عرصے کے دوران کل ۹۸۵ افراد بھرتی کئے گئے تھے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) برخاست شدہ ملازمین کی مکمل تفصیلات تتمہ "ب" (ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)۔ اس عرصے میں 183 ملازمین کو نوکری سے برخاست کیا گیا۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟ کوئی ضمنی سوال نہیں۔ اگلا سوال جناب عبدالرشید بھٹی صاحب!

جناب عبدالرشید بھٹی، سوال نمبر 370۔

کھیلوں کے سامان کی خرید کی تفصیل

*370۔جناب عبدالرشید بھٹی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.

(الف) ضلع کونسل لاہور نے مالی سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران کن تاریخوں میں کتنی مالیت کا کھیلوں کا سامان کن فرموں / اداروں سے خریدا۔

(ب) متذ کرہ عرصے کے دوران کھیلوں کا سامان خریدنے کے لیے کن کن اخبارات میں ٹینڈر طلب کئے گئے اور ان کے نام اور اشتہارات کی نقل ایوان کی میز پر رکھی جائے جن فرموں نے کھیلوں کے سامان کی فراہمی کی پیش کشیں دیں ان کے مکمل نام و پتہ جات بھی ایوان میں پیش کیے جائیں؛

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈوگر)،

(الف) مالی سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ضلع کونسل نے کھیلوں کا کوئی سامان نہیں خریدا۔

(ب) جزو "الف" میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ لہٰذا ٹینڈر و اشتہارات جاری کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان، ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دیا ہے کہ " مالی سال 1983-84ء کے دوران ضلع کونسل نے کھیلوں کا کوئی سامان نہیں خریدا۔ " کیا کھیلوں کی مد میں کوئی رقم دی ہی نہیں گئی؛

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ضلع کونسل کا اے ڈی پی بنتا ہے جس میں مکمل تفصیلات ہوتی ہیں۔ تو اگر اے ڈی پی کو ملاحظہ کیا جائے تو میرے خیال میں کھیلوں کے سامان کے لیے کوئی نہ کوئی رقم ضرور مختص کی گئی ہو گی لیکن ڈیمانڈ پر کھیلوں کا سامان خریدا جانا تھا۔ اگر اس لیے کوئی ضلع کونسل کو ڈیمانڈ نہیں دی گئی تو نہیں خریدا گیا ہو گا۔ ضرورت نہیں ہو گی۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان، ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! ضمنی سوال انھوں نے فرمایا ہے کہ اے ڈی پی میں کوئی سپورٹس کے بارے میں رقم رکھی گئی ہوتی ہے۔ جواب یہ دیا گیا ہے کہ " ٹینڈر کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی سامان نہیں خریدا گیا۔ " لیکن کھیلوں کی مد میں جو رقم رکھی گئی ہوتی

ہے وہ سامان خریدنے کے لیے ہی ہوتی ہے۔ اگر سامان نہیں خریدا گیا اور رقم خرچ ہو چکی ہے تو وہ کس ضمن میں خرچ ہوئی ہے؟ اور کس جگہ کے لیے اس کے چیک جاری کئے گئے ہیں؟ یہ تو انھوں نے بتا دیا کہ سامان نہیں خریدا گیا لیکن مد میں سپورٹس کے لیے رقم ہے۔ وہ کہاں خرچ ہو گئی؟

جناب ڈپٹی سپیکر : ان کا سوال یہ ہے کہ جو رقم کھیلوں کے لیے رکھی گئی تھی اگر وہ سامان نہیں خریدا گیا تو وہ رقم اور کون سی مد میں استعمال ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب سپیکر ! ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل کے پاس اختیارات ہوتے ہیں کہ اگر کسی مد میں رکھی گئی رقم اس مقصد کے لیے تصرف میں نہ لائی جائے تو ایڈمنسٹریٹر یا منتخب ایوان جو بھی مالی کمیٹی بنے وہ اس میں ترمیم کر کے کسی دوسرے مقصد کے لیے وہ رقم استعمال کر سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ہاں - ان کا یہی ہے کہ اس وقت وہ اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ 84-1983ء میں اس مد میں جو رقم خرچ ہوئی ہے وہ اس کا جواب دے سکیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یا تو مجھے علیحدہ آ کر مل لیں۔ میں بتا دوں گا یا پھر آپ اس بارے میں علیحدہ سوال دیں۔ تو میرے خیال میں انھوں نے ٹھیک بات کی ہے۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان : جناب سپیکر ! آپ فرماتے ہیں تو ٹھیک ہے' ورنہ اس میں میرا ایک ضمنی سوال اور تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں' 84-1983ء کی بات ہے۔ جی راجہ ریاض صاحب۔

راجہ ریاض احمد : جناب سپیکر ! میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس سال میں کتنی رقم رکھی گئی ہے۔ کیا یہ بتانا پسند کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب سپیکر ! میں پہلے ہی گزارش کر چکا ہوں کہ کوئی بھی مالی ادارہ ہو اس کا بجٹ ہوتا ہے۔ پھر بجٹ کے لیے منصوبہ بندی کی جاتی ہے جسے ہم اسے ڈی پی کہتے ہیں۔ تو اسے ڈی پی ایک طباعت شدہ دستاویز ہوتی ہے - اس میں مکمل تفصیلات ہوتی ہیں۔ اگر محرک' میرے محترم بھائی وقت دیں تو مکمل تفصیلات ایوان کے اندر یا آپ کے چیمبر میں انھیں بتا کر مطمئن کیا جا سکتا ہے۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان : جناب سپیکر ! میں ایک آخری ضمنی سوال اس فلور پر کوئی وضاحت

لینے کے لیے کرنا چاہتا ہوں' اگر آپ اجازت فرمائیں تو۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان ، میری گزارش یہ ہے' جیسا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ مد میں مختص کی گئی رقم کھیلوں کے سامان کی خرید پر تو خرچ نہیں ہوئی اگرکسی اور مد میں غیر قانونی طور پر ' رولز کے خلاف استعمال کی گئی ہو تو اس کو استعمال کرنے کی اجازت دینے والے شخص کے خلاف کیا یہ کارروائی کرنا پسند فرمائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! اگر رولز سے ہٹ کر کوئی ایسا کام کیا گیا ہے تو معزز رکن کی نشان دہی پر اس مسئلے پر محکمانہ انکوائری کی جا سکتی ہے اور ذمہ دار اہل کار یا افسر کے خلاف تادیبی کارروائی کی جا سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اگر کوئی نشاندہی کریں تو کارروائی کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی، اگر وہ کوئی ایسا ثبوت پیش کریں تو محکمہ اس کے لیے محکمانہ انکوائری کرنے کے لیے تیار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔

راجہ ریاض احمد ، جناب سپیکر ! میں نے یہ گزارش کی تھی کہ اتنا بتا دیا جائے کہ اس سال میں کتنے پیسے رکھے گئے ؛ کتنی رقم رکھی گئی۔ مجھے اس طرح لگ رہا ہے کہ انھوں نے اس سوال کے لیے کوئی تیاری نہیں کی اور ان کو یہ بھی نہیں پتا کہ اس سال میں کتنی رقم رکھی گئی ہے؟ تو میری گزارش ہے کہ یہ بتائیں رقم کتنی رکھی گئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ سوال تو آپ کے سامنے تھا کہ ضلع کونسل لاہور نے مالی سال ۸۴-۱۹۸۳ء میں کن تاریخوں میں کتنی مالیت کا کھیلوں کا سامان کن فرموں سے خریدا؟ وہ تو آپ نے کہا کہ نہیں ہے۔ اب وہ پوچھتے ہیں کہ 1983-84ء میں سپورٹس کے لیے کوئی رقم رکھی گئی تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر ! میں تو گزارش کر چکا ہوں کہ اگر اس نکتے پر یہ کوئی علیحدہ سوال پیش کر دیں' یا اس کی مکمل تفصیل ضلع کونسل لاہور سے یا محکمے سے لے کر میں انھیں بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ ان کا ضمنی سوال بڑا صحیح ہے کیونکہ انھوں نے پوچھا ہے تو آپ نے کہا ہے سامان نہیں خریدا۔ انھوں نے پوچھا ہے کہ اس کے لیے کتنی رقم رکھی گئی تھی تو آپ کہتے ہیں کہ علیحدہ سوال دے دیں ۔ تو وہ ان کی بات ہے کہ تیاری نہیں کی۔ آپ نے محکمے سے پوچھنا تھا کہ کتنی رقم رکھی گئی تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر ! اس کے تفصیلاً جواب کے لیے وقت دیا جائے۔ آئندہ اجلاس میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے۔ میرے خیال میں یہ پارلیمانی سیکرٹری ہیں اور پہلی دفعہ ہیں ۔ وقت دے دیں۔

راجہ ریاض احمد : جناب سپیکر! پینڈ نگ کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں ۔ ٹھیک ہے۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر : جناب سپیکر ! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب پہلی دفعہ تنخواہ نہیں لیتے یا ٹی اے، ڈی اے نہیں لیتے' اس لیے ان کو معاف کیا جا رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : وہ سب کچھ لیتے ہیں ۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر : ان کو تیار ہو کر آنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ ایسی کوئی بات نہیں۔ انھوں نے admit کر لیا ہے کہ انھیں علم نہیں۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر : ایک سال گزر چکا ہے۔ کب تک معافی دی جاتی رہے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ عباس کھوکھر صاحب۔ اگلا سوال میاں معراج دین صاحب۔

میاں معراج دین، سوال نمبر 566۔

لاہور کارپوریشن کی چونگیوں کی نیلامی

*566۔ **میاں معراج دین**، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا 94-1993ء کے لیے لاہور کارپوریشن کی چونگیوں کی نیلامی کرائی گئی تھی۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔ اگر کرائی گئی ہے تو ان چونگیوں کا ٹھیکہ کس فرم کو دیا گیا ہے۔

(ب) متذکرہ چونگیوں کا جس فرم کو ٹھیکہ دیا گیا اس نے زرضمانت کے طور پر کتنی رقم جمع کرائی

ہے۔ اگر نہیں کرائی تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بادشاہ میر خان آفریدی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! انھوں نے فرمایا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی تیاری نہیں ہے تو کیا وزیر صاحب کوئی چونگی چیک کرنے گئے ہوئے ہیں؟ آج اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے ۔ انھیں یہاں آنا چاہیے تھا یا بچہ صاحب سے ڈر گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، وہ تو اب provision ہے کہ اگر منسٹر صاحب نہ ہوں تو پارلیمانی سیکرٹری جوابات دے سکتے ہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب! دیکھیں ناں۔ چار پانچ دن وہ حاضر ہوتے رہے ہیں۔ آج ان کے محکمے کے سوالات تھے اور آج ہی وہ نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اب اس میں ایسی بات نہیں۔ ایک provision موجود ہے۔ اگر provisio نہ ہو تو آپ کہہ سکتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں اپنے دوست کی تسلی کرا دوں گا۔ یہ کوئی ضمنی سوال کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ آپ ان کے سوال کا جواب دیں ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(سردار محمد حسین ڈوگر):

(الف) لاہور میونسپل کارپوریشن کے حقوق برائے وصولی محصول چونگی سال 94-1993ء کی نیلامی مورخہ 29-4-93، 15-5-93، 6-6-93 اور 17-6-93 کو اخبارات میں باقاعدہ اشتہارات دینے کے بعد کرائی گئی تھی۔ لیکن ان تواریخ پر کسی بھی ٹھیکے دار نے بولی نہیں دی۔ بعد ازاں بلدیاتی اداروں کی تحلیل کے بعد مورخہ 9-9-93 اور 16-9-93 کو نیلامی کی گئی۔ دوسری تاریخ پر 9 ماہ اور 10 دن کے لیے مبلغ 38 کروڑ روپے بولی پیش کی گئی جو اوسطاً 4.07 کروڑ روپے ماہانہ بنتی ہے۔ رولز کے تحت مذاکرات کے ذریعے میسرز حیات اللہ اینڈ کمپنی کو آٹھ ماہ یعنی 1-11-93 سے 30-6-94 تک مبلغ 34942019.00 روپے کا ٹھیکہ دیا گیا ہے جو اوسطاً

36ء 4 کروڑ روپے ماہانہ بنتا ہے۔

(ب) میسرز حیات اللہ اینڈ کمپنی نے ٹھیکہ کی رقم 00ء 349420191 روپے کا دو فی صد مبلغ 00ء 698403 روپے بطور زر ضمانت جمع کروایا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے دریافت کروں گا کہ اس سے پہلے سال چونگی کا ٹھیکہ کتنی رقم پر دیا گیا تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سے جو پہلا سال تھا۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا آپ نے ضمنی سوال سنا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی: نہیں جناب والا! میں نے نہیں سنا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: تو آپ ضمنی سوال کے لیے تیار رہا کریں ناں۔ کھوسہ صاحب کا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سال سے پہلے یہ ٹھیکہ کتنے میں نیلام ہوا تھا اس سال سے قبل جو سال تھا یعنی یہ آپ نے ٹھیکہ 94-93 کا دیا تو ان کا مطلب ہے کہ 93-92 کا جو ٹھیکہ تھا وہ کتنے میں ہوا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! سال 93-1992ء میں یہ ٹھیکہ جزوی طور پر دیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کتنے ماہ کا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! اس کی تفصیل اس وقت میرے پاس نہیں ہے۔ اگر آپ ارشاد فرمائیں تو یہ تفصیل ابھی پیش کر دیتے ہیں۔ اس کے لیے آپ تھوڑا سا وقت دے دیں۔ یا پھر اس کے لیے فاضل ممبر علیحدہ سوال دے دیں، ہم ان کو مطمئن کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مطلب یہ ہے کہ جب تیاری کے وقت ۹۳-۹۲ کا سوال تھا تو آپ نے وہ تمام شیٹ رکھنی لینی تھی کہ پچھلے سال کتنا تھا یہ متوقع سوالات ہوتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ ویسے ایک علیحدہ سوال بنتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ یہ علیحدہ نہیں بنتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اگر آپ وقت دیں کیونکہ جو

ریکارڈ پر بات ہے وہ کیسے چھپائی جا سکتی ہے؟

چودھری شوکت داؤد۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب تو بے چارے ویسے ہی بہت معصوم لگتے ہیں۔ ان کو تو آپ کو ڈنڈ بیٹھکیں لگوانی چاہئیں۔ ویسے یہ بے چارے کیا کریں گے؟ جہاں گورنر اور وزیر اعلیٰ صاحب کو اسلام آباد سے بولیاں نہ آئیں تو وہ نہیں چل سکتے' یہ بے چارے اسمبلی میں کیا کر سکتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ جی کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی وہ نہیں آیا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: تو اب آپ اس پر کیا جواب دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ میں نے کہا ہے کہ ان کو جواب دینا چاہیے۔

چودھری پرویز الہیٰ: جناب سپیکر! جب بادشاہ صاحب نے اٹھ کر کہا کہ جواب آپ صحیح دیا کریں یا پھر وزیر صاحب کو یہاں لائیں تو اس پر محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا کہ فکر نہ کریں' میں آپ کی تسلی کروا دوں گا۔ تو جناب والا! انہوں نے کون سی تسلی کروائی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں ابھی تسلی کرانے کے لیے تیار ہوں۔ میں سوال کا جواب دینے کے لیے ابھی تیار ہوں اور جناب مجھے اجازت فرمائیں۔

جناب والا! چونگیات کی وصولی آمدن کا ٹھیکہ گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق دیا جاتا ہے اور یہ ایک مسلسل عمل ہے۔

چودھری شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ وقفہ سوالات بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے آپ بھی بارہا اس پر اپنی رولنگ دے چکے ہیں۔ یہ ہاؤس کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے اگر وہ جواب نہیں دے سکتے تو ٹھیک ہے۔ ویسے تو جناب والا! یہ نااہلی ثابت ہوتی ہے کہ ایسے لوگوں کو صرف سیاسی رشوت کے طور پر پارلیمانی سیکرٹری بنایا گیا ہے جو اس کے اہل نہیں ہیں اگر وہ صحیح جواب نہیں دے سکتے تو وزیر صاحب خود آئیں۔ ان کو اسے سنجیدگی سے لینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اب جواب دے رہے ہیں۔ جی' آپ اس کا جواب دیجیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! اللہ کا شکر ہے کہ آج میرے بھائیوں کو اس بات کا احساس ہوا ہے کہ وقفہ سوالات بڑا اہم ہوتا ہے ۔ تو جناب سپیکر! میں اپنے معزز بھائیوں کی تسلی کرانے کے لیے ساری تفصیل بیان کرتا ہوں ۔

جناب والا! چونگیات کی وصولی آمدن کا ٹھیکہ گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق دیا جاتا ہے ۔ اور یہ ایک مسلسل عمل ہے۔ جہاں تک دو سالوں یعنی ۹۲-۱۹۹۱ اور ۹۳ - ۱۹۹۲ کے ٹھیکہ جات کا تعلق ہے---

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا!------

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا سوال صرف یہی ہے کہ کتنی رقم تھی ۔

سردار ذوالفقار خان کھوسہ: نہیں ۔ جناب والا! میں اور پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر یہ کر رہا ہوں کہ جو تحریری جواب ہے وہ تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب پڑھ سکتے ہیں ۔ مگر سیکرٹری صاحبان کی طرف سے جو پرچی بھیجی گئی ہے اسے یہاں پر پڑھنے کی اجازت نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: وہ اس بارے میں زبانی بیان دے سکتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اسے اپنے طور پر پڑھ کر اس کا جواب دیں ۔ پھر ان کی بات بڑی مختصر ہے کہ کتنی رقم تھی That is all ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! ۹۳-۱۹۹۲ میں لاہور میونسپل کارپوریشن کی چونگیات کا ٹھیکہ 50.50 کروڑ میسرز احمد جان انٹرپرائزز کو دیا گیا تھا-----

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا یہ سارے سال کا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی: جی جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر: تو وہ بھی میرے خیال میں ایک ماہ کا تقریباً چار کروڑ آنے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی: جی جناب ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جہاں ہر چیز کے ٹیکس میں، ٹول ٹیکس میں اضافہ کیا جا رہا ہے ہر سال گاڑیاں بڑھتی جا رہی ہیں شہر میں آمد و رفت کا سلسلہ بڑھتا جا رہا ہے تو جناب والا! ان کے بتائے ہوئے اعداد و شمار میں تقریباً پونے سولہ کروڑ کا فرق ہے اس کی

کیا وجوہات ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے شاید غور سے نہیں پڑھا وہ کوئی آٹھ ماہ کا ہے۔ یہ بارہ ماہ کا بتا رہے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! پھر میں اپنا ضمنی سوال تبدیل کر لیتا ہوں ۔ جناب والا! انہوں نے یہاں ایک ماہ کی اوسط بھی بتائی ہے ---

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ 4.36 کروڑ ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، تو جناب والا! پچھلے سال کی اوسط اس کے حساب سے کتنی تھی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں ۔ تو وہ میرے خیال میں آپ پچاس کو بارہ پر تقسیم کر لیں اور یہ تقریباً 4 1 آئے گا ۔ یہ پچاس کروڑ سال کا ہے۔ اس حساب سے ایک ماہ کی کتنی آتی ہے ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، یہ جناب والا! بارہ پر تقسیم کر لیں تو یہ نکل آئے گی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کر دیں ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! میرے پاس ابھی calculator نہیں ہے۔ ویسے کوئی تقریباً سوا چار کروڑ کے قریب بنتی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کھوسہ صاحب! ہم پرانے دور کے پڑھے ہوئے ہیں یہ calculator کے بغیر نہیں کر سکتے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، یہ جناب والا! بجائے بڑھنے کے کم ہوئی ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر، کچھ کچھ تھوڑی سی بڑھی ہے کیونکہ آپ دیکھیں ناں' پچاس کروڑ کو آپ بارہ پر تقسیم کریں' 12x4=48 اور اس طرح سے یہ کوئی 4.1 آئے گی ۔ ایسے لگتا ہے کہ یہ کچھ تھوڑی سی بڑھی ہے۔ میرے خیال میں اب ہم آگے چلیں ۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرمانا پسند فرمائیں گے کہ میسرز حیات اللہ اینڈ کمپنی جس کو یہ ٹھیکہ مل گیا کیا اس کے علاوہ کسی اور دو فرموں کا نام لینا پسند فرمائیں گے جنہوں نے اس ٹھیکے میں participate کیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! اس کے لیے ویسے تازہ سوال

بنتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انہوں نے آپ سے نام پوچھا ہے کہ دو اور کونسی کمپنیاں تھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں نے یہ جواب پڑھ کر سنایا ہے میرے خیال میں میرے معزز بھائی نے وہ جواب سنا نہیں۔ نیلامی کے لیے اشتہار اخبار میں دو تاریخوں پر دیا گیا تھا اور کوئی بھی پارٹی نیلامی کے لیے شامل نہیں ہوئی لہذا بعد میں یہ ٹھیکہ negotiations پر میسرز حیات اللہ اینڈ کمپنی کو دیا گیا اور جناب سپیکر! رولز اس کی اجازت دیتے ہیں۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہی تھا کہ اس جواب سے ساری ملی بھگت نظر آئی کہ اگر اس کی نیلامی ہوئی ہے تو اس کی بولی ہوئی ہو گی اور اس بولی میں فرموں نے participate کیا ہو گا۔ جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ اس فرم کے علاوہ جس کو یہ ٹھیکہ دیا گیا ہے کسی اور فرم کا نام بتا دیں جس نے اس نیلامی میں participate کیا ہو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! participation اس وقت ہوتی ہے جب open auction ہوتی ہے۔ وہاں پر ہم اخبارات میں اشتہار دیتے ہیں اور پارٹیاں آتی ہیں اور نیلامی ہوتی ہے۔ جب یہ negotiation ہوتی ہے اس میں بھی پارٹیاں آتی ہیں اور رولز اجازت دیتے ہیں اور negotiate کر کے ---

چودھری محمد اقبال، میں جناب والا کی توجہ اس جواب کی طرف دلاؤں گا اور یہ جواب جناب والا پڑھ لیں اور آپ صفحہ نمبر ۴ خود ملاحظہ فرمائیں ۔ اس پر لکھا ہوا ہے کہ بلدیاتی اداروں کی تحلیل کے بعد مورخہ 9-9-93 اور 16-9-93 کو نیلامی کی گئی یہاں پر نیلامی کا لفظ ہے ۔ جناب والا نیلامی میں تو فرمیں باقاعدہ participate کرتی ہیں۔ میں نے صرف ان کا نام پوچھا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ذرا وضاحت سے اس بارے میں بتا دیجیے کہ کیا وجہ ہے کہ پہلے اس کی نیلامی ہوئی اور جب میسرز حیات اللہ اینڈ کمپنی کو یہ ٹھیکہ دیا گیا---

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! ویسے تو میرے معزز بھائی کا یہ استحقاق ہے کہ وہ ضمنی سوالات پوچھ سکتے ہیں لیکن اگر یہ اس کے بعد مجھ سے وقت پوچھ لیں کہ نیلامی کتنے بجے ہوئی تھی اور ہال میں کتنے لوگ موجود تھے تو میں ان ساری تفصیلات کے لیے بھی پابند

ہوں کہ میں ان کا جواب دوں تو جناب سپیکر! جواب میں واضح طور پر لکھا گیا ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میرے بھائی پارٹی کا نام پوچھنے پر کیوں زیادہ اصرار کر رہے ہیں شاید اس پارٹی کے ساتھ ان کا کوئی خاص تعلق ہو۔۔۔۔۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! اگر میرا یہ سوال relevant نہیں ہے تو میں اس کے بعد سوال نہیں کرتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! اس ضمنی سوال کا جواب میں اسی سیشن میں دے دوں گا۔

سید تابش الوری، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف ان اسباب کی وضاحت کر سکیں گے کہ جن کی بنیاد پر مسلسل اشتہارات دینے کے باوجود لاہور جیسے شہر میں لاہور میونسپل کارپوریشن کی چونگی کے لیے کوئی بولی دینے کے لیے نہیں آیا۔ اور پھر ایک آدمی ہی کو اس کی تنہا بولی پر یہ چونگی الاٹ کر دی گئی ۔ یہ بڑا سنجیدہ معاملہ ہے ۔ اس کی انہیں وضاحت کرنی چاہیے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا سوال یہ ہے کہ اشتہار دینے کے باوجود وہ کیا وجوہات ہیں کہ کسی اور نے ٹھیکہ کے لیے بولی دی ہی نہیں ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! الوری صاحب ' ماشاء اللہ بڑے منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین ہیں۔ اور انہوں نے بڑا خوبصورت جواب مجھ سے مانگا ہے ۔ جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے کہ بلدیات کے ٹھیکوں کے بارے میں معزز ایوان کے اندر بڑی لمبی چوڑی بحث ہو چکی ہے اور جو سابقہ دور میں ان ٹھیکوں کے ذریعے سیاسی نوازشات کے طور پر لوگوں کو نوازا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا محمد اقبال خاں صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا محمد اقبال خان، میں آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ پر جو سوالات ہو رہے ہیں آپ نے جواب تو اس بات کا دینا ہے ۔ آپ پچھلے دور کی لمبی تقریر شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میرا ایک ضمنی سوال بھی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس طرح ضمنی سوال نہیں ہو سکتا ۔ ان کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے ۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ضمنی سوال پہ آپ بڑا مختصر جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! میں اپنے بھائی کو مطمئن کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری وصی ظفر صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ کھڑے ہوئے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! آپ کو ان کا سوال irrelevant قرار دینا چاہیے تھا۔ بات واضح ہے کہ نیلامی کی گئی ۔ نیلامی میں کوئی نہیں آیا۔ پھر نیلامی کی گئی اور بولی دی گئی جو کم تھی ۔ پھر اس کی negotiation کی گئی ۔ جناب والا! کو ان کا سوال ہی kill کرنا چاہیے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انہوں نے وجوہات کے بارے میں پوچھا ہے ۔ آپ تشریف رکھیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب مختصر جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! کے علم میں ہے کہ پنجاب اسمبلی میں نیلامیوں کا مسئلہ زیر بحث آیا تھا اور ضلع کونسل کے ٹھیکہ جات کے بارے میں عدالت عالیہ میں جو حکم امتناعی چل رہا تھا وہ بھی زیر بحث آیا۔ سابقہ دور میں۔۔۔ جب میں سابقہ دور کا نام لوں گا تو پھر میرے بھائی اعتراض کریں گے ۔ جناب والا! پچھلے سالوں میں جس طرح ٹھیکیداروں کو رولز سے ہٹ کر مراعات دی گئیں۔ اتنی بڑی انوسٹمنٹ صرف خاص پارٹیاں کرسکتی ہیں۔ کروڑوں کی انوسٹمنٹ عام آدمی نہیں کر سکتا ۔ جناب والا! صوبے میں چند ایسے گروہ establish ہو گئے تھے جنہوں نے بلدیات کے تمام ٹھیکوں پر قبضہ کیا ہوا تھا۔ بلکہ دو یا تین ایسی پارٹیاں تھیں جن میں سے کوئی کراچی کے نام پہ، کوئی سرحد کے نام پہ ٹھیکے لیتے تھے ۔ اصل میں وہ گروہ ٹھیکے لیتے تھے۔ ہم نے اس مسئلے پر ان پارٹیوں کی حوصلہ شکنی کی ہے ۔ انہیں ناجائز مراعات دینے سے انکار کیا ہے ۔ اور عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے کہ اتنی بڑی investment کر سکے ۔ اس لیے وہ پارٹیاں ہمیں بلیک میل کرنا چاہتی تھیں۔ ہم ان کی بلیک میلنگ میں نہیں آئے اور ہم نے بلدیاتی ادارے کے مفاد میں آمدنی میں اضافہ کر کے دکھایا۔ سابقہ سالوں کی نسبت ہم نے negotiation کے ذریعے زائد منافع لے کے دیا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں ۔ انہوں نے جو یہ فرمایا کہ 2 فیصد رقم جمع کرائی گئی۔ وہ انہوں نے 69 لاکھ کی بجائے 69 کروڑ پڑھا۔ اس کی تصحیح کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، واقعی میں نے بھی سنا تھا کہ انہوں نے 69 لاکھ کی بجائے 69 کروڑ پڑھا تھا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ بولی کی رقم کب جمع کروائی گئی؟ اس کی آخری تاریخ 30-6-94 تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! ان کا سوال سنیں۔ آپ باتیں نہ کیا کریں۔ ان کے سوال کو مجھے نہیں دہرانا چاہیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! میں نے ان کا سوال سن لیا ہے۔ کھوسہ صاحب نے فرمایا ہے کہ میں نے 69 لاکھ کی بجائے 69 کروڑ پڑھا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ میں نے تصحیح کر دی ہے۔ فگرز پڑھنے میں ایسے ہو جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں حساب میں ذرا کمزور ہوں۔ میں نے حساب کتاب کے لیے منشی رکھا ہوا ہے۔ اسلامیات میری بہت اچھی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ نیلامی کی یہ رقم کس تاریخ کو جمع کرائی گئی تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! اس کے لیے ایک خاص وقت دیا جاتا ہے۔ اور رولز میں واضح طور پر وقت متعین ہے کہ اگر کوئی بولی دہندہ یا negotiation کے ذریعے کسی کو ٹھیکہ دیا جاتا ہے۔ تو وہ ایک ماہ کے اندر اندر 2 فیصد کے حساب سے رقم جمع کرا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ اسی سال کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ میرے خیال میں آپ کو یہیں یہ ڈیوٹی سر انجام دینا پڑ رہی ہے۔ آپ نے کل اس پہ کوئی تیاری نہیں کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! میں تو پوری تیاری سے آیا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال ہیں آپ کو یہیں یہ ذمہ داری دے دی گئی۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب سپیکر! میں وثوق سے کہتا ہوں کہ اجلاس شروع ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے تک وزیر بلدیات یہاں موجود تھے۔ جان بوجھ کے انہوں نے وقفہ سوالات کو avoid کیا ہے۔ اور ان کو قربانی کا بکرا بنایا ہے۔ یہ میرے معصوم دوست ہیں ان پر رحم کیجیے۔ آج کے وقفہ

سوالات کو ملتوی کر دیجیے۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ جتنے بھی سوالات کے جوابات آ رہے ہیں ان میں بہت ہی ابہام پایا جا رہا ہے ۔ اور ہر سوال کے بارے میں یہ فرمایا جا رہا ہے کہ سوال کا تازہ نوٹس دے دیں۔ اور جتنی بھی کار کردگی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے پیش کی ہے وہ رانا آفتاب صاحب نے کروائی ہے اور وہ بھی غلط سلط کروا گئے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ایک تو یہ بتایا جائے کہ کیا وجہ ہے کہ وزیر صاحب یہاں نہیں آئے؟ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس سوال کو مہربانی کر کے ملتوی کر دیں، کیونکہ اس کا جواب بالکل واضح نہیں۔ کھوسہ صاحب نے فرمایا تھا کہ کونسی تاریخ کو یہ پیسہ جمع ہوا لیکن اس کا کوئی جواب نہیں آیا، حالانکہ یہ بہت ہی متعلقہ سوال ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں اس سوال کو موخر کر دیں؟ تو اس سوال کو موخر کیا جاتا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، یہ پانچ چھ وزراء کی ٹیم کافی نہیں ہے ۔ وہ بھی ساتھ بٹھالیں۔ شاید وہ جواب دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، اگر کھوسہ صاحب ابھی جواب چاہتے ہیں۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ شکریہ ۔ میں نے اس کو موخر کر دیا ہے ۔ ملک نواب شیر وسیر صاحب ۔

چودھری محمد وصی ظفر، ان کے ایماء پر سوال نمبر 608 ۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ سب تشریف رکھیں ۔ میں پہلے تابش الوری صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر سنوں گا۔ دیکھیں کل ظفر علی شاہ صاحب نے ایک بات کی تھی کہ کسی بھی ممبر کو بات کرنے سے پہلے indication دینا ہوتی ہے ۔ ظفر علی شاہ صاحب بھی indication دے کر کھڑے ہوتے ہیں، تابش الوری صاحب بھی indication دے کر کھڑے ہوتے ہیں، جب کہ آپ لوگ بغیر اجازت کھڑے ہو کر اپنی بات شروع کر دیتے ہیں ۔ مہربانی کر کے یہ رویہ اختیار نہ کیجیے، کیونکہ اس طرح رولز کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور پورے ایوان کے لیے یہ پریشانی کا باعث بنتا ہے ۔ جی، تابش الوری صاحب! آپ فرمائیے۔

سید تابش الوری، جناب والا ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر بلدیات و دیہی ترقی ، ناظم حسین شاہ

صاحب نے آپ کو بتایا ہے کہ وہ آج کیوں، کس مجبوری کی وجہ سے یہاں تشریف نہیں رکھتے؛ پارلیمانی سیکرٹری کو جواب دینے کا حق حاصل ہے لیکن ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ایسے اہم دن جبکہ دو گھنٹے پہلے وزیر صاحب یہاں موجود تھے۔ کیا ان کی آج کی غیر حاضری آپ کے ریکارڈ پر ہے ؛ انہوں نے کوئی درخواست دی ہے ؛

جناب ڈپٹی سپیکر۔ تشریف رکھیں - آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہے۔ اگر وہ یہاں تھے تو ان کو لازماً ہاؤس میں آنا چاہیے تھا - میں اس کا نوٹس لیتا ہوں - دریافت کروں گا، ہوسکتا ہے کہ جناب سپیکر حنیف رامے صاحب کو انہوں نے وجہ بتائی ہو - میرے علم میں یہ بات نہیں ہے۔

معذرت چاہتا ہوں۔ میں ایک سوال بھول گیا تھا، سیکرٹری اسمبلی نے میری توجہ اس طرف دلائی ہے۔ یہ سوال بھی میاں معراج الدین صاحب کا ہے - میں غیر شعوری طور پر اگلے سوال پر چلا گیا ہوں۔ تو میں میاں معراج الدین صاحب کو وقت دیتا ہوں۔ اگر وہ حاضر ہیں یا ان کے ایماء پر کوئی ممبر سوال کرنا چاہتے ہوں تو کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ۔ ان کے ایماء پر سوال نمبر 567۔

غیر سرکاری طور پر ایڈمنسٹریٹر کی تعیناتی

*567۔ **میاں معراج الدین،** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) آیا یہ درست ہے کہ بلدیہ عظمیٰ لاہور کو آٹھ زونوں میں تقسیم کرکے ہر زون میں ایک غیر منتخب شخص کو غیرسرکاری طور پر ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیا گیا ہے جو بلدیہ کی عمارتوں میں اپنے اپنے دفتر سنبھالے بیٹھے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا ایک غیرمنتخب شخص کو وارڈ ہائے بلدیہ عظمیٰ کے اخراجات کا ذمہ دار بنا دینا آئین اور قانون کی خلاف ورزی نہیں۔ اگر ایسا ہے تو غیر آئینی اور غیر قانونی اقدامات کرنے کی وجوہ کیا ہیں؛ تفصیلاً بتایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(سردار محمد حسین ڈوگر)۔

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) کیوں کہ جز (الف) بالا درست نہ ہے، لہذا جز (ب) کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ـ

جناب ڈپٹی سپیکر، خاکوانی صاحب شاید کوئی بات کرنا چاہتے ہیں -

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر ! میاں معراج دین صاحب سے میری آج بات ہوئی تھی - انہوں نے فرمایا تھا کہ میرے پاس اپنے سوال نمبر 567 کے بارے میں کافی معلومات اور شواہد موجود ہیں' اس لیے براہ مہربانی وہ کہتے تھے کہ اس سوال کو pending کر دیں -

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش الوری صاحب! آپ اس مسئلے میں assist کریں - ظفر علی شاہ صاحب بھی اس کو ذرا غور سے سنیں - ایک فاضل رکن کا سوال لسٹ پر موجود ہے - میں اس کو پکار چکا ہوں - دوسرے فاضل رکن کہتے ہیں کہ جن کا سوال ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ آج حاضر نہیں ہو سکتے' لہذا اس کو pending کر دیں کیونکہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے - چنانچہ جب یہ سوال take up ہو تو میں ایوان میں خود موجود ہونا چاہتا ہوں - اس بارے میں تابش الوری صاحب! آپ رائے دیں - یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ کھوسہ صاحب نے اس سوال کے بارے میں " ان کے ایماء پر " کہہ دیا ہے - اس کے بعد خاکوانی صاحب نے یہ نکتہ اٹھایا ہے -

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا ! میں نے " ان کے ایماء پر " صرف اس لیے کہا ہے چونکہ میاں معراج دین صاحب کے گھٹنے کا آپریشن ہوا ہے - مجھے یہی اطلاع تھی کہ ان کے گھٹنے کا آپریشن ہے۔ میری ان سے ملاقات نہیں ہوئی - اگر خاکوانی صاحب کو وہ ملے ہیں اور انہوں نے اس سوال کو pend کرنے کی آپ کو درخواست بھجوائی ہے تو اس پر آپ غور فرمائیں -

جناب ڈپٹی سپیکر، کھوسہ صاحب! میں یہی پوچھ رہا ہوں -

راجہ ریاض احمد، جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر -

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک منٹ آپ تشریف رکھیں - مجھے ذرا تسلی کر لینے دیں - میں جلدی نہیں کر رہا - یہ ایک نیا point ہے - اس بارے میں آپ کی رائے بھی سنی جائے گی - جی تابش الوری صاحب -

سید تابش الوری، جناب سپیکر ! اس سلسلے میں دو باتیں ہیں - اگر ان کا نام نہ بولا جائے اور ان کی طرف سے یہ درخواست کر دی جائے تو بھی یہ سپیکر کی صوابدید ہے اور اگر یہ سوال پکار لیا جائے اس کے بعد بھی سپیکر کی صوابدید ہے - جیسا کہ آپ نے اس سے پہلے جواب تسلی بخش نہ ہونے کی وجہ سے سوال کو ملتوی کر دیا - تو اگر سوال کنندہ یہ چاہے کہ میں اسے elaborate کرنے کے لیے ضمنی

سوال کروں گا تو آپ اسے ملتوی کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ظفر علی شاہ صاحب ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں اس بارے میں بالکل clear ہوں کہ اگر سوال کرنے والا معزز رکن موجود نہ ہو اور اس کی جگہ کوئی اور معزز رکن یہ کہے کہ اس کو pending کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی قباحت نہیں۔ آپ خود اندازہ لگائیں گے کہ یہ سوال جو ہیں ان کا process ایسا ہے کہ ایک ایک سوال چھ چھ مہینے 'سات سات مہینے ' آٹھ آٹھ مہینے کے بعد آتا ہے ۔ یعنی کوئی ایسا سوال نہیں کہ آج put کریں اور کل آ جائے ۔ نارمل حالات میں ایسا کبھی نہیں ہوتا کیونکہ یہ process ایسا ہے ۔ ضمنی سوال کرنے کا حق ویسے تو پورے ہاؤس کا ہوتا ہے لیکن اصل میں جو سوال کنندہ ہے جتنا کچھ اس کے اپنے mind میں ہوتا ہے ' اس سوال کی ہسٹری جو اس کے اپنے mind میں ہوتی ہے اس کی کمی کوئی اور پوری نہیں کر سکتا ۔ اس لیے اگر اس سوال کو pending کر دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ پہلے یہ سوال آٹھ نو مہینے کے بعد آیا ہے اگر اس کو اگلے اجلاس تک یا اس وقت تک جب تک وہ معزز رکن صحت یاب نہیں ہو جاتا pending کر دیا جائے تو اس میں کوئی ایسی irregularity نہیں ہے جس کو آپ یہ کہیں کہ وہ cure نہیں ہو سکتی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ ۔ جی ظہیر الدین خان صاحب ۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، جناب سپیکر ! جیسا کہ ظفر علی شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ وقفہ سوالات اس ایوان کا نہایت اہم وقت ہے ۔ رول 52 کی اس میں provision ہے کہ اگر اتنا اہم سوال ہے تو کوئی بھی دوسرا ممبر اس پر آپ کو لکھ کر دے سکتا ہے ۔ comming Sunday کو اس پر بحث ہو جائے گی اور اس میں تمام معاملات آ جائیں گے ۔ اس کو pending اس طریقے سے کیا جا سکتا ہے ۔ رول 52 آپ ملاحظہ فرما لیجیے گا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رول 52 کا مجھے علم ہے لیکن یہ وہ بات نہیں ہے جو رول 52 میں ہے ۔ یہ اور بات ہے ۔ جی راجا ریاض صاحب! پہلے آپ بات کر لیں ۔ آپ کے بعد محمود گھمن صاحب اور پھر وصی ظفر صاحب بات کریں گے ۔ میں اس پر آپ کی قانونی رائے لے رہا ہوں ۔

راجا ریاض احمد، جناب سپیکر ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ " ان کے ایماء پر " ڈپٹی اپوزیشن لیڈر نے کہا ہے۔ اور اگر انہوں نے یہ بات کہی ہے تو اس کے بعد ان کے جو باقی ساتھی ہیں انہیں چاہیے کہ وہ

ان پر اعتماد کریں اور انہوں نے جو " ان کے ایماء پر " کہا ہے اس پر قائم رہیں - ان کی خاطر یہ قربانی دیں اور اس سوال کا جواب دینے دیں -

چودھری محمود اختر گھمن، جناب سپیکر ! ہر سوال کا فیصلہ facts پر ہوتا ہے - اس میں جب ان کا نام پکارا گیا تو جناب کھوسہ صاحب نے ان کے ایماء پر سوال کا نمبر پڑھا - اس کے مطابق ہماری طرف سے پارلیمانی سیکرٹری نے جواب دینا شروع کیا - تو جناب والا ! جو میرے دوست رول 52 کو refer کرتے ہیں وہ اس ضمن میں نہیں آتا - وہ ہے کہ، "matter of sufficient public importance" تو اس میں کوئی ایسی provision نہیں- جس میں یہ اختیار دیا گیا ہو کہ سوال کو defer کیا جا سکے - اس سوال کو defer کر سکتے ہیں جس میں کوئی مزید تشریح آنے کی ضرورت ہو لیکن اس میں ایسی کوئی بات نہیں-

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! اس میں ہم نے یہ تصور نہیں کرنا کہ یہ سوال اپوزیشن کی طرف سے آیا ہے - اس میں آپ نے ایک اپنی قانونی رائے دینی ہے -

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا ! اس میں قانونی رائے یہ ہے کہ رولز کے تحت اس میں سپیکر صاحب جو چاہیں کر سکتے ہیں - اگر آپ اس کو مناسب سمجھتے ہیں کہ یہ fair ہے تو آپ رولز کو معطل کر کے بھی جو چاہیں کر سکتے ہیں - ویسے otherwise routine میں سوال pending نہیں ہو سکتا - صرف جناب کے پاس صوابدید ہے -

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر ! میں اس سوال کا جواب دینے کے لیے مکمل طور پر تیار ہوں- لیکن اگر آپ اسے pending کرنا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں-

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کی صوابدید بھی ہے اور رول 203 میں یہ کہا گیا ہے کہ :-

> 203 - اسمبلی اور اس کی مجالس کی کارروائی کے سلسلے میں کوئی ایسا مسئلہ پیدا ہو جائے جس کے متعلق قواعد ہذا میں کوئی واضح اہتمام موجود نہ ہو تو اس کا فیصلہ سپیکر کرے گا اور اس کا فیصلہ حتمی ہو گا -

تو اس سلسلے میں یہ قاعدہ بھی آپ کو مدد دیتا ہے -

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی غا کوانی صاحب! آپ فرمائیے۔

حافظ محمد اقبال خان خا کوانی، جناب سپیکر، میں ایک مرتبہ پھر وضاحت کر دوں' کوئی ابہام نہ رہ گیا ہو۔ آپ اس سوال کو skip کر چکے تھے اور ملک نواب شیر وسیر صاحب کے سوال پر پہنچ چکے تھے لیکن آپ کو جتایا گیا تو آپ دوبارہ اس سوال پر آئے اور routine کے لحاظ سے جناب کھوسہ صاحب نے فرمایا کہ "on his behalf" اب میں آپ کی خدمت میں گزارش کر رہا ہوں کہ آج میں نے ٹیلی فون پر میاں معراج دین صاحب کی خیریت دریافت کی تو انھوں نے فرمایا کہ اس کو کوئی عام سوال نہ سمجھا جائے۔ جناب والا! آپ اس کو پڑھ لیں کہ سوال کیا ہے؟ میں اپنے پارلیمانی سیکرٹری صاحب پر قربان جاؤں جنھوں نے کہا کہ میں اس سوال کے جواب کے لیے بڑا تیار ہو کر آیا ہوں۔ جس کا جواب ہے درست نہ ہے۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ غا کوانی صاحب آپ تشریف رکھیں

حافظ محمد اقبال خان خا کوانی، جناب والا! عرض یہ ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ ان آٹھ زونوں میں جو غیر منتخب شخص ہیں ان کے ناموں کی لسٹ میرے پاس ہے اور مہربانی فرما کر میری موجودگی میں سوال کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ' میں سمجھ گیا۔ جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! اگر میرے فاضل اراکین کا اصرار ہے کہ اس سوال کو pending کیا جائے تو میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن میں مکمل طور پر جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ تو میں اپنی رولنگ دینا چاہتا ہوں۔ یہ واقعی ایک نیا نکتہ تھا جس کے لیے میں نے فاضل اراکین سے بھی رائے لی ہے۔ وصی ظفر صاحب اور تابش الوری صاحب کا نکتہ بھی ٹھیک ہے کہ سپیکر کے پاس residuary powers ہیں کہ جب کوئی بات clear cut نہ ہو تو اس میں وہ فیصلہ کر سکتے ہیں۔ لیکن میں غا کوانی صاحب کی خدمت میں ایک گزارش کروں گا کہ میں آگے بھی چلا گیا تھا پھر میں نے تصحیح بھی کی لیکن آپ کو یہ پوائنٹ پہلے raise کرنا چاہیے تھا تاکہ اتنی صورت حال پیدا ہی نہ ہوتی۔ کھوسہ صاحب نے جب کہا' آپ اس سے بھی پہلے کہہ دیتے تو پھر میں یہ سوال دیکھتا۔ لہذا میں یہ سوال pending کرتا ہوں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، میں اپنی غلطی تسلیم کرتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ ۔جی ملک نواب شیر وسیر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر ، سوال نمبر 608 (معزز رکن نے ملک نواب شیر وسیر کے ایماء پر دریافت کیا)

میونسپل کمیٹی جڑانوالہ میں ملازمین کی بھرتی

*608۔ ملک نواب شیر وسیر ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،۔

(الف) 29 جولائی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تا میونسپل کمیٹی جڑانوالہ میں کتنے ملازمین بھرتی ہوئے اور ان کی بھرتی کا طریقہ کار کیا تھا؟

(ب) کیا کم تعلیم والے کو اعلیٰ تعلیم یافتہ پر ترجیح دی گئی۔ اگر ہاں تو کیوں اور آیا ملازمین کی بھرتی میں میرٹ کو ملحوظ رکھا گیا؟ اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی(سردار محمد حسین ڈوگر)،

(الف) 29 جولائی 1993 سے لے کر 15 اکتوبر 1993 تک کا دور نگران حکومت کا دور تھا اور اس دور میں بلدیہ جڑانوالہ میں 69 ملازمین کو مختلف شعبہ جات میں بھرتی کیا گیا ۔ جملہ ملازمین کو حکومت کے قواعد و ضوابط کے مطابق تعینات کیا گیا ۔ اس کا باقاعدہ اشتہار دیا گیا ۔ تمام تقرریاں سلیکشن بورڈ کی وساطت / سفارش پر قابلیت اور گورنمنٹ کی میرٹ پالیسی کی بنیاد پر کی گئیں۔

(ب) تمام تقرریاں اہلیت کی بنیاد پر کی گئی ہیں کسی بھی کم تعلیم یافتہ کو اعلیٰ تعلیم یافتہ امیدوار پر ترجیح نہ دی گئی ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ قواعد و ضوابط کے مطابق تقرریاں ہوئی ہیں ۔ کیا میں آپ کی وساطت سے پوچھ سکتا ہوں کہ سروس میں بھرتی کرنے کا criteria کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، یعنی میرٹ پالیسی کیا ہے؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں پوچھ رہا ہوں کہ criteria کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! جواب میں واضح طور پر وضاحت

کی گئی ہے کہ ریکروٹمنٹ کمیٹیاں اور سلیکشن بورڈ بنائے گئے تھے ۔ اور مختلف شعبہ جات میں مختلف جگہوں پر جو بھرتیاں کی گئی تھیں ان کی اہلیت مقرر کی گئی تھی ۔ اور یہ تقرریاں خالصتاً میرٹ پر ہوئی ہیں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میرے خیال میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سمجھ نہیں سکے ۔ میں نے قواعد و ضوابط نہیں، criteria پوچھا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ criteria جا سکتے ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! criteria میں عمر ہوتی ہے، تعلیم ہوتی ہے ' ڈومیسائل ہوتا ہے اور اس کی بنیاد پر میرٹ بنتا ہے ۔ انٹرویو ہوتا ہے اور بعض جگہوں پر تحریری امتحان بھی ہوتا ہے ۔ ان بنیادوں پر criteria بنا کر میرٹ کی بنیاد بنائی جاتی ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر ' میرا ضمنی سوال ہے ۔ چونکہ تعداد زیادہ نہیں ہے صرف 69 ہے' کیا یہ ان 69 امیدواروں کی لسٹ مہیا کر سکتے ہیں جو منتخب کیے گئے اور جن کی درخواستیں آئی ہیں تاکہ ہم ان کے جواب کی تصدیق کر سکیں کہ تعلیمی معیار کس کا پیش نظر رکھا گیا کس کا نہیں ۔ کیا یہ 69 افراد کی لسٹ مہیا کر سکیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا سوال یہ ہے کہ جو 69 افراد select کیے گئے ہیں اور جو نہیں کیے گئے کیا آپ کو ان کا پتا ہے کہ ان کا کیا معیار ہے۔ کیا وہ اس معیار پر آتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب سپیکر! یہ ایک نیا سوال ہے۔ لیکن اگر کھوسہ صاحب چاہتے ہیں تو پوری تفصیل ایوان میں پیش کر دی جائے گی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں تو تقرریوں کے بارے میں پوچھ رہا ہوں ۔ یہ تو آپ خود فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ کیا یہ نیا سوال بنتا ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں یہ نیا سوال تو نہیں بنتا ۔ آپ اسی اجلاس میں اس سوال کی تفصیل رکھ دیں ۔ کیونکہ یہ معیار بھی دیکھنا چاہتے ہیں جو 69 افراد بھرتی کیے ہیں اور جو نہیں کیے گئے وہ بھی دیکھنا چاہتے ہیں ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! میں اسی اجلاس میں ساری تفصیلات ایوان میں رکھ دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ جی عمران مسعود صاحب! آپ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

میاں عمران مسعود ، شکریہ جناب سپیکر! اگر اس کو ضمنی سوال میں سے لیں یا پوائنٹ آف آرڈر سمجھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی۔

میاں عمران مسعود ، بات یہ ہے کہ میں کھوسہ صاحب کے سوال کو تھوڑا سا elaborate کرتا ہوں۔ انھوں نے 29 جولائی سے لے کر 15 اکتوبر تک جتنی تعیناتیاں کی ہیں۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ تمام تقرریاں سلیکشن بورڈ کی وساطت / سفارش پر قابلیت اور گورنمنٹ کی میرٹ پالیسی کی بنیاد پر کی گئیں۔ ان سے میرا یہ سوال ہے کہ کون سے بنیادی پے سکیل کی کتنی اسامیاں تھیں۔ گریڈ ایک سے لے کر پندرہ گریڈ تک کتنی اسامیاں تھیں۔ اگر چپڑاسی کی اسامی ہے تو اس کا کیا میرٹ ہے اور گریڈ پندرہ کی اسامی ہے تو اس کا کیا میرٹ ہے؟ براہ کرم اس بارے میں وہ فرما دیں کہ کون سے بنیادی پے سکیل کی کتنی کتنی اسامیاں ہیں؟ 69 کا نگر بڑا چھوٹا سا ہے کوئی اتنی لمبی چوڑی فائل نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس میں گریڈ وغیرہ کی بھی وضاحت کر کے پورے سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، ٹھیک ہے جناب والا!

میاں عمران مسعود ، جناب سپیکر! میرا سوال پورا نہیں ہوا۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ نہیں بتا سکتے۔ میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ پورے سوال کا جواب اسی اجلاس میں ایوان کی میز پر رکھیں۔

میاں عمران مسعود ، جناب سپیکر! آپ ہمیشہ مہربانی فرماتے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ تھوڑا سا ــــ

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! ہر حکومت کی ریکروٹمنٹ کی ایک پالیسی ہوتی ہے ــــ

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ تشریف رکھیں میں نے آپ کا جواب دے دیا ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، یہاں معیار کا ذکر ہو رہا تھا انھوں نے کہا ہے کہ سلیکشن بورڈ تھا ---

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز ۔ I call the House to order .

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، یہاں معیار کا ذکر ہو رہا تھا تو میں ان سے یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر بلدیات کے لیے کیا معیار ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ جی عثمان ابراہیم صاحب۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ مذکورہ عرصہ میں بلدیہ جڑانوالہ میں 69 ملازمین کو مختلف شعبہ جات میں بھرتی کیا گیا تھا۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ کتنے شعبہ جات ہیں اور ہر شعبے میں کتنے کتنے ملازمین بھرتی کیے گئے ہیں ؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو وہی سوال ہے۔ اس کا جواب ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! میں اس کا جواب دیتا ہوں ۔

جناب والا! 29 جولائی 1993 تا 15 اکتوبر 1993ء بلدیہ جڑانوالہ میں 69 افراد کی تعیناتی ہوئی جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تفصیل سن لیجیے

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، 1۔ پی ٹی اساتذہ زنانہ 8 ' 2۔ پی ٹی سی اساتذہ مردانہ 7 ' 3۔ ایس وی ٹیچر زنانہ 2 ' 4۔ ایس ایس ٹی زنانہ' مردانہ 2 ' 5۔ ریکارڈ کیپر' ایجوکیشن کلرک 2 ' 6۔ فائر مین 1 ' 7۔ بیلدار 1 ' 8۔ امدادی ڈرائیور 1 ' 9۔ چوکیدار 3 ' 10۔ نائب قاصد چونگیات و سکول 3 ' 11۔ خاکروب ہائے 29 ' 12۔ ماشکی 2 ' 13۔ سینٹری جمعدار 1 ' 14۔ بلاوی 3 ' 15۔ ہیلپر 1 ' 16۔ چونگی محرران 2 ' 17۔ انسپکٹر 1 جناب والا! یہ تفصیل ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ عمران مسعود صاحب! بیٹھیں۔ اصل میں یہ وہی دور ہے' 29 جولائی 1993 سے لے کر 15 اکتوبر 1993 تک جس میں نہ اس سائیڈ کا عمل تھا نہ اس سائیڈ کا دخل تھا۔ یہ نگران حکومت کا زمانہ تھا ۔ یہ سب کچھ اس وقت ہوا ہے تو میرے خیال میں اس میں سے نکلے گا تو کچھ نہیں ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! آپ کی اجازت سے عرض

کروں گا کہ اگر اس دور میں بھرتی کیے گئے ملازمین کے سلسلے میں میرے معزز دوست کوئی بے قاعدگی ثابت کریں تو حکومت اور محکمہ بلدیات اس پر انکوائری کرے گی اور جو لوگ میرٹ سے ہٹ کر رکھے گئے ہیں۔ حکومت ان کو فارغ کرنے کے لیے تیار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے شکریہ۔ جی چودھری سلیم اقبال صاحب۔

ملک سلیم اقبال۔ جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرمائیں گے کہ سلیکشن بورڈ میں کتنے ممبر ہوتے ہیں اور ان کے عہدے کیا تھے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا! اس سلسلے میں ریکروٹمنٹ پالیسی ہوتی ہے اور میں اس سلسلے میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں کہ نگران حکومت نے اپنے دور میں اپنی ایک ریکروٹمنٹ پالیسی بنائی تھی اور اسی پر پورے صوبے میں عمل درآمد ہوا اور یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ جناب والا! اپنے دوستوں کی اطلاع کے لیے ریکروٹمنٹ پالیسی اور مکمل تفصیلات اسی اجلاس میں ایوان کی میز پر رکھ دوں گا۔

میاں عمران مسعود۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے ایک تو آپ نے خود ہی اس قسم کی رولنگ فرما دی کہ ۲۹ جولائی ۱۹۹۳ء سے لے کر ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۳ء تک چونکہ عبوری دور تھا لہذا اس میں دونوں طرف بیٹھے ہوئے حضرات میں سے کسی کا قصور نہیں تھا۔ میں آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو عبوری دور تھا یہ کس کا قصور تھا؟ اور یہ عبوری دور کہاں سے involve ہو گیا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ بیٹھیں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا یہ ایک لمبی کہانی ہے نواب شیر وسیر صاحب۔

ملک نواب شیر وسیر۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرے سوال کا جواب تقریباً ایک سال کے بعد آ گیا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب میرے سوال کے جواب میں فرما رہے تھے کہ ہمارے علم میں ہے کہ نگران حکومت میں جو بھرتی ہوئی ہے اس میں بے قاعدگی ہوئی ہے اعلیٰ تعلیم یافتہ امیدواروں کو نظر انداز کر کے کم تعلیم یافتہ لوگوں کو بھرتی کیا گیا اور پیسے کے ذریعے بھرتی کیا گیا۔ اس وجہ سے نگران حکومت کے دور میں جو بھرتی ہوئی وہ میرٹ پر نہیں ہوئی۔ اس لیے ہماری پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے گزارش ہے اور جیسا کہ انہوں نے خود بھی فرمایا ہے کہ بے ضابطگیاں ہوئی ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اپنے محکمے سے پہلے یہ بھی پوچھیں کہ ان اسامیوں پر کل کتنی درخواستیں آئی تھیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ شاید موجود نہیں تھے' میں اس پر اپنی رولنگ دے چکا ہوں کہ وہ اس ایوان میں اس سوال کی تمام تفصیل اسی اجلاس میں رکھیں گے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اگر کوئی خلاف ضابطہ بات ہوئی ہے اور آپ ان کو نشان دہی بھی کروا دیں گے تو وہ فرما رہے ہیں کہ ہم انکوائری کرکے اس پر ایکشن لیں گے ۔

ملک نواب شیر وسیر ، جناب سپیکر! میرے پاس ایسے نام موجود ہیں۔ جو ایم اے لڑکے تھے ان کو بھرتی نہیں کیا گیا اور جو میٹرک پاس تھے ان کو پیسے لے کر رکھ لیا گیا ہے ۔ اس حوالے سے میری گزارش یہ ہے کہ اس سلسلے میں وہاں پر ایک کمیٹی بنائی جائے جو ان سب باتوں کی تحقیق کرے اور جن لوگوں کی حق تلفی ہوئی ہے موجودہ حکومت ان کو ان کا حق دلائے ۔ جیسا کہ انہوں نے خود بھی فرمایا ہے اور میں ان کے چیلنج کو قبول کرتا ہوں ۔ یہ وہاں پر انکوائری کمیٹی تشکیل دیں ہم تمام ثبوت فراہم کریں گے اور اگر میرے ثبوت درست ہوں تو وہ تمام بھرتیاں ختم کرکے نئے سرے سے تقرریاں کی جائیں ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب والا! جیسا کہ میرے بھائی نواب شیر وسیر صاحب نے فرمایا ہے میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میں تو پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ اگر معزز بھائی کسی بے قاعدگی کی نشان دہی کریں گے تو وہ اس بے قاعدگی کو تحریری طور پر حکومت کے نوٹس میں لے آئیں اس پر محکمہ انکوائری کرے گا اور جو بھرتیاں گورنمنٹ کی پالیسی سے ہٹ کر یا میرٹ سے ہٹ کر کی گئی ہیں ان کو منسوخ کیا جا سکتا ہے ۔

ملک نواب شیر وسیر ،جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر میں اور کیا درخواست دے سکتا ہوں کہ میں نے اسمبلی میں اپنا سوال پیش کیا ہے اور میں یہ سب کچھ بطور ممبر صوبائی اسمبلی بتا رہا ہوں اور میں یہ بھی کہہ رہا ہوں کہ میرے پاس تحریری ثبوت ہیں ۔ ویسے بھی یہ نگران حکومت کے دور کی بات ہے ہماری حکومت کو تو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔ اور یہ وہاں پر کمیٹی بنا کر ہمیں موقع فراہم کریں کہ اس پر فیصلہ ہو کہ یہ کام غلط ہوا ہے یا صحیح ہوا ہے۔ اور میں ان کو اس سے زیادہ کیا درخواست دوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! معزز رکن میرے سوال کا follow up کر رہے ہیں ۔ جب پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہاؤس کے فلور پر فہرست پیش کریں گے تو اس میں تمام درخواستیں اور

سلیکٹ ہونے والوں کے نام اور ان کی قابلیت درج ہونی چاہیے۔ پھر سوال کنندہ ملک نواب شیر وسیر کے پاس بھی یہ موقع ہو گا' اس وقت یہ اپنی طرف سے ثبوت مہیا کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کی بات درست ہے ۔ یہ مسئلہ اب رول ۵۲ کے زمرے میں آتا ہے' کیونکہ یہ بہت اہم سوال ہے' کیونکہ اس کا تعلق نہ صرف لوکل باڈیز سے ہے بلکہ اس میں باقی محکمے بھی شامل ہیں اور اس پیریڈ کی کافی شکایات ملی ہیں ۔ اب ہاؤس کی رائے بھی یہی ہے' اس لیے میں نواب شیر وسیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ رول ۵۲ کے تحت اس کا نوٹس دیں۔ اس کے تابع ہم اسی اجلاس میں اس پر بحث کریں گے ۔ اگلا سوال ملک نواب شیر وسیر۔

ملک نواب شیر وسیر، سوال نمبر 609

شکستہ سڑکوں کی تعمیر و مرمت

*609۔ **ملک نواب شیر وسیر**، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا حدود میونسپل کمیٹی جڑانوالہ کی شکستہ سڑکوں کی تعمیر و مرمت کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس پر کتنا عرصہ لگے گا اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈوگر)،

(الف) میونسپل کمیٹی جڑانوالہ کی حدود میں کوئی نئی سڑک کی تعمیر زیر غور نہ ہے۔البتہ ایک سڑک مسجد بازار جڑانوالہ کی مرمت پر میونسپل کمیٹی تین لاکھ روپے امسال ۹۴-۱۹۹۳ء میں خرچ کر رہی ہے۔

(ب) میونسپل کمیٹی جڑانوالہ کی حدود میں سڑکات کی مرمت کے لئے آئندہ مالی سال ۹۵- 1994ء کے بجٹ میں مبلغ ۲۰ لاکھ روپے مخصوص کئے جائیں گے جن کی تفصیل لف ہے۔ تتمہ "الف" مزید برآں زیر مرمت سڑک مسجد بازار جڑانوالہ کی مرمت ماہ مئی 1994ء کے اختتام تک مکمل کر لی جائے گی۔

تتمہ "الف"

تفصیل سڑکات

نمبر شمار	نام سڑکات	Estimate
1۔	سڑک سٹیڈیم روڈ جڑانوالہ	100,000 روپے
2۔	سڑک بقایا حصہ فیصل آباد روڈ	12,00,000 روپے
3۔	سڑک سول ہسپتال روڈ	100000 روپے
4۔	سڑک اسلام پورہ تا موڑ 240 گ ب روڈ	100000 روپے
5۔	سڑک حسن محلہ روڈ	100000 روپے
6۔	سڑک گیلانی محلہ روڈ	100000 روپے
7۔	سڑک ریل بازار' مارکیٹ بازار	100000 روپے
8۔	سڑک مدنی پارک چک 127 گ ب	100000 روپے
9۔	سڑک محلہ محمد بی بی کالونی روڈ	100000 روپے
	میزان	2000000 روپے

ملک نواب شیر وسیر : جناب والا! میرے شہر کی بد قسمتی ہے کہ وہاں کی میونسپل کمیٹی کی سابقہ ادوار میں کارکردگی اچھی نہیں رہی ۔ میرا اس سلسلے میں ضمنی سوال یہ ہے کہ وہاں پر سڑکوں کی حالت بہت خراب ہے کیا بلدیہ کی یہ ذمہ داری نہیں بنتی جو شہریوں سے ٹیکس لیتی ہے کہ وہ ان سڑکوں کی تعمیر و مرمت کروائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا آپ کا محکمہ شہریوں سے ٹیکس لیتا ہے اور ٹیکس لینے کے بعد یہ ذمہ داری قبول کرتا ہے کہ ان سڑکوں کو درست کیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! محکمہ بلدیات کی یہ ذمہ داری ہے کہ اگر عوام سے ہم ٹیکس وصول کرتے ہیں تو ان کو روزمرہ کی سہولیات بھی فراہم کریں ۔ جیسا کہ سڑکیں ہیں' سیوریج سسٹم ہے اور دوسرے انتظامات جو محکمہ بلدیات کے زمرے میں آتے ہیں ان کی محکمہ پوری طرح سے ذمہ داری بھی لیتا ہے لیکن جناب سپیکر! محدود وسائل کے پیش نظر کوئی بھی میونسپل کارپوریشن یا میونسپل کمیٹی اپنے سالانہ بجٹ میں ترجیحات مقرر کرتی ہے اور جہاں پر کوئی انتہائی اہمیت کا حامل کام ہو' یعنی اگر کوئی سڑک زیادہ خراب ہو اسے پہلے درست کیا جاتا ہے یا

عوامی مفاد کے تحت کوئی ضروری کام ہو اسے پہلے شروع کیا جاتا ہے اور جیسے جیسے مالی وسائل اجازت دیتے ہیں تو پھر وہ ادارہ عوام کی سہولت کے لیے وہ دشواریاں دور کرتا رہتا ہے۔ جناب سپیکر! جناب بھی عوام کے منتخب نمائندے ہیں آپ کو بھی پتا ہے کہ سابقہ دور میں جتنے بلدیاتی ادارے تھے انہیں دیوالیہ ہونے کی حد تک پہنچا دیا گیا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

ملک نواب شیر وسیر: جناب والا! انہوں نے ہمیں اس ہاؤس کے فلور پر کہا ہے اور یہ ایک لسٹ اپنے جواب میں دی ہے کہ ان سڑکوں پر کام ہو رہا ہے۔ میں اس ہاؤس کے فلور پر کہتا ہوں کہ یہ غلط بتایا گیا ہے۔ ان میں سے کسی سڑک کے اوپر بھی بجٹ میں پیسہ نہیں رکھا گیا۔ یہ اپنا میونسپل کمیٹی جڑانوالہ کا بجٹ منگوائیں۔ اگر ان میں سے کسی ایک پر بھی کام ہونے کے لیے کوئی calculation کی گئی ہو تو پھر میں مجرم ہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے خاص طور پر کہہ دیا ہے کہ اس پر کوئی کام نہیں ہو رہا۔ اب آپ کیا کہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میں نے جواب پڑھ کر سنایا ہے۔ میں جز (ب) دوبارہ پڑھ کے سناتا ہوں۔

میونسپل کمیٹی جڑانوالہ کی حدود میں سڑکات کی مرمت کے لیے آئندہ مالی سال 95-1994ء کے بجٹ میں مبلغ 20 لاکھ روپے مختص کیے جائیں گے۔ جن کی تفصیل لف ہے۔

یہ ہم نے اسے ڈی پی تیار کیا ہے۔ ان سڑکات کے لیے ہم وہ رقم allocate کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہ بتائیں کہ 95-1994ء سال شروع ہے اور پانچواں مہینہ جا رہا ہے۔ کیا آپ نے وہ پرووژن رکھ دی ہے یا ابھی رکھنی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! ہم نے جو لسٹ فراہم کی ہے یہ تو اسے ڈی پی میں چھپ چکا ہے اور ان سڑکات کے لیے آگے ہم نے رقم بھی مخصوص کر دی ہے۔ لیکن اس میں ٹینڈرنگ ہوتی ہے اور ٹھیکیداروں کو ورک آرڈر دیے جاتے ہیں۔ پھر بعد میں وہ کام ہوتے ہیں۔ یہ پروسیجر ہے۔ جناب والا! آپ کو بھی پتا ہے کہ اس پروسیجر میں دو تین ماہ لگ جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی شکریہ۔ نواب صاحب! وہ کہتے ہیں کہ بجٹ میں رقم آگئی ہے۔ لیکن آگے پروسیجرل matter ابھی ہو رہے ہیں۔

ملک نواب شیر وسیر، جناب والا! میں اس حلقے کا ایم پی اے ہوں۔ میں نے بجٹ پڑھا ہے۔ ان کو تو جواب آیا ہے۔ میں نے تو بجٹ پڑھا ہے۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ ان میں سے کسی ایک پر بھی بجٹ میں پیسہ نہیں رکھا گیا۔ اگر پارلیمانی سیکرٹری مجھے یہ یقین دہانی کرواتے ہیں کہ ان پر یہ پیسہ 20 لاکھ روپیہ لگے گا۔ اور یہ جس دن لگ جائے گا تو میں فلور پر ان کا شکریہ ادا کروں گا۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میں وہاں کا ایم پی اے ہوں۔ میں نے بجٹ دیکھا ہے اس میں کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی، میرے بھائی نے فرمایا ہے کہ جواب میں یہ جو سڑکات کی تفصیل فراہم کی گئی ہے' ان پہ ابھی تک کام نہیں ہو رہا۔ اور ان کو شک ہے کہ شاید ان منصوبہ جات پہ کام نہیں ہو گا۔ میں ان کی تسلی کروانا چاہتا ہوں کہ ان منصوبہ جات پہ کام ہو گا اور یہ منصوبہ جات مکمل ہوں گے اور اگر انہیں یہ شک ہے کہ یہ جو تفصیل ہے یہ اے ڈی پی سے یا آئندہ منصوبہ بندی سے ہٹ کے پیش کی گئی ہے یا اس کا ریکارڈ میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ تو اس مسئلے پہ انکوائری کرکے متعلقہ افسر یا متعلقہ اہل کار کو غلط جواب فراہم کرنے کے سلسلے میں اس کے خلاف کارروائی کی جاسکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ کھوسہ صاحب۔۔۔۔ میرے خیال میں بڑی تسلی ہو گئی ہو گی۔

ملک نواب شیر وسیر، میرے شہر کا میونسپل کمیٹی کا بجٹ ۲ کروڑ ۴۹ لاکھ روپے کا ہے۔ اور ۲ کروڑ ۳۸ لاکھ روپے تنخواہوں اور باقی دفاتر کے اخراجات میں جا رہے ہیں۔۱۱ لاکھ روپے ٹیلی فون کے بل میں جا رہے ہیں۔ اس کمیٹی کی بجلی چار دنوں سے کاٹ دی گئی ہے۔ ۸۰ لاکھ روپے کی وہ واپڈا کی مقروض ہے۔ جناب والا! یہ کیسے رسک لے رہے ہیں کہ ۲۰ لاکھ روپے سڑکوں پہ لگے گا؟ وہاں تو بجلی کاٹی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں۔ جی کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! معزز رکن اسمبلی اور ایم پی اے حلقہ نے یہ سوالات کیے

ہیں۔ میں ایک ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو سڑک یہاں mention کی گئی ہے' مسجد بازار جڑانوالہ' جس میں تین لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا ہے مرمت کے لیے' اس کی لمبائی اور چوڑائی کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کونسے نمبر پہ ہے؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: یہ جزو (الف) پہ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا ! یہ جو سڑکات ہیں' جیسے نمبر ا پہ لکھا ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں' نہیں یہ پہلے والا سوال کر رہے ہیں کہ ایک سڑک مسجد بازار جڑانوالہ کی مرمت پر میونسپل کمیٹی تین لاکھ روپے امسال ۹۴-۱۹۹۳ء خرچ کر رہی ہے۔ یہ پوچھتے ہیں کہ اس کی لمبائی وغیرہ کتنی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا ! اس میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ٹاؤن کمیٹی ہو' یا میونسپل کارپوریشن ہو یا ضلع کونسل ہو' جب بھی منصوبہ بندی کی جاتی ہے تو اس منصوبے کا نام لکھا جاتا ہے ۔ اور نام ایسے ہوتا ہے کہ فلاں گلی سے لے کر فلاں کے گھر تک' فلاں جگہ سے لے کر فلاں جگہ تک ۔ جناب والا ! اس میں مرمت کا ذکر ہے تو جہاں جہاں پہ مرمت درکار ہو گی' اس تین لاکھ میں وہ مرمت کر دی جائے گی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! میرا بڑا specific سوال ہے۔ ابھی تو وقفہ سوالات چل رہا ہے' آپ بس اس کی اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ان کو پتا نہیں ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی: باقی سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

راولپنڈی کے بلدیاتی ادارہ کا سپیشل آڈٹ

*612۔ راجہ اشفاق سرور، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال ۱۹۹۰ء سے آج تک ضلع راولپنڈی کے کس کس بلدیاتی ادارہ کا سپیشل آڈٹ کیا گیا اس سپیشل آڈٹ کے افراد کے نام کیا تھے ۔ ہر بلدیاتی ادارے میں پائی جانے والی بے ضابطگیوں کی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے۔

(ب) جن اداروں کے خلاف بے ضابطگی کی سپیشل آڈٹ پارٹی نے نشان دہی کی تھی' اس ادارہ کے سربراہ کے خلاف کیا کارروائی کی گئی۔ اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈوگر)،

(الف) (i) سال ۱۹۹۰ء سے اب تک جن بلدیاتی اداروں کا سپیشل آڈٹ ہوا میونسپل کارپوریشن راولپنڈی۔

(ii) نام ارکان ٹیم جس نے سپیشل آڈٹ کیا۔ ٹیم برائے سال ۹۲-۱۹۸۷ء جناب گلزار احمد صاحب ریذیڈنٹ اسسٹنٹ ڈائریکٹر (آڈٹ) آڈٹ کرنے کی تاریخ (۹۳-۱۲-۲۷ سے ۹۳-۲-۳ تک)۔

ٹیم برائے سال ۹۳-۱۹۹۲ء ۔ جناب امتیاز خان صاحب ریذیڈنٹ اسسٹنٹ ڈائریکٹر (آڈٹ) آڈٹ کرنے کی تاریخ ۔ ۹۳-۱۰-۳ سے ۹۳-۱۱-۲ تک۔

(iii) بلدیہ راولپنڈی میں پائی جانے والی بے ضابطگیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ب) (i) بے قاعدگیوں کی بناء پر ادارہ کے سربراہ کے خلاف کارروائی کی تفصیل۔
سپیشل آڈٹ رپورٹ کا تجزیہ کیا جا چکا ہے' بے قاعدگیوں کے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی حکومت کے زیر غور ہے ۔

(ii) اب تک کارروائی نہ ہونے کی وجہ۔

رپورٹ کی مکمل چھان بین کے بعد سفارشات حکومت کو پیش کر دی گئی ہیں۔
علاوہ ازیں عرصہ ۹۲-۱۹۸۷ء کی سپیشل آڈٹ رپورٹ حال ہی میں موصول ہوئی ہے
جس کی چھان بین کی جا رہی ہے

بے قاعدگیوں کی تفصیل

۱۔ سال ۹۳-۱۹۹۲ء میں میونسپل کارپوریشن راولپنڈی نے میونسپل کمپلیکس کا منصوبہ مبلغ ۹ کروڑ روپے کی رقم سے ڈیزائن کروایا۔ تاہم منصوبے کا تخمینہ ترمیم کے بعد مبلغ ۲۱٫۳۸ کروڑ روپے تک گیا۔ پرتعیش تصریحات کے باعث اس منصوبے پر ۲۵۳۰۹۹۴۰۷۰۰ روپے کا خرچہ آنا پایا گیا۔ جیسا کہ میسرز راٹھور انٹرپرائز کی کوٹیشن سے ظاہر ہے۔ یہ سب ٹھیکے دار اور ڈیزائنر کو ناجائز فائدہ پہنچانے کے لیے کیا گیا۔ حالانکہ عمومی سامان سے بھی کمپلیکس کی تعمیر ممکن تھی۔

۲۔ میسرز راٹھور انٹر پرائزکومبلغ ۲٫۳۰ کروڑ روپے کام شروع کرنے کے لیے بطور پیشگی ادا کئے گئے۔ اگرچہ یہ ادائیگی حکومت کی منظوری سے کی گئی۔ لیکن منظوری میں قواعد میں نرمی نہیں کی گئی۔ جو کہ ایک بے قاعدگی ہے۔ اور پھر ٹھیکے دار سے ۱۰ فی صد سود بھی وصول نہ کیا گیا جس سے کارپوریشن کو ۱۹۲۲۳۰۰۰۰ روپے کا نقصان ہوا۔

۳۔ میونسپل کارپوریشن راولپنڈی میں ہسپتال کی تعمیر میں بعض نان شیڈولڈ آف ٹارسٹیل تخمینہ کی ترمیم کے وقت شامل کیےجس کے لیے کوئی جواز نہ تھا۔ اصل تخمینہ میں مائلڈ سٹیل آف ڈیفائڈ کی گنجائش رکھی گئی تھی۔ جوکہ صرف مقابلے سے بچنے کے لیے اور اپنے پسندیدہ ٹھیکے دار کو فائدہ پہنچانے کے لیے کیا گیا تھا۔ اس سے بلدیہ کو مبلغ ۲۱۰۷۹۲۰۰۰۰ روپے کا نقصان ہوا۔

۴۔ سال ۹۲-۱۹۹۱ء میں سید پور روڈ ہیلی واٹر ورکس کے قریب دکانات کی تعمیر کا تخمینہ ۳۴۲۰۰۰۰۰۰ روپے منظور ہوا۔ جو کہ بعد میں ۹۲۵۰۰۰۰۰۰ روپے تک ترمیم ہوا۔ اس میں ٹھیکے دار کو ناجائز فائدہ پہنچایا گیا۔ اس سے بلدیہ کو ۲۸۳۰۰۰۰۰۰ کا نقصان ہوا۔

۵۔ ایک اور شاپنگ سنٹر جو کہ واٹر ورکس کے قریب تعمیر ہونا تھا کا تخمینہ مبلغ ۱۴۹۰۰۰۰۰۰ روپے منظور ہوا۔ جو کہ بعد میں ۳۰۱۰۰۰۰۰۰ روپے پر ختم ہوا۔اس سے بلدیہ کو مبلغ ۱۵۲۰۰۰۰۰۰ روپے

کا نقصان ہوا۔

۶۔ سال ۹۳-۱۹۹۲ء میں سڑکات کی بحالی میں بہت سی بے ضابطگیاں کی گئیں اور قواعد کے خلاف بڑے پیمانے پر متبادل آئٹمیں تعمیر کے دوران شامل کی گئیں یہ سب صحیح مقابلے سے بچنے کے لیے کیا گیا اور بے شمار زائد ادائیگیاں قواعد و ضوابط کے خلاف کی گئی۔ پر تکلف تصریحات شامل کرکے بہت ہی زیادہ نرخ ٹھیکے دار کو دیے گئے۔

۷۔ سٹریٹ لائٹ کے سامان کی خرید اور تنصیب کے لیے مارکیٹ نرخوں کے مطابق تخمینہ جات تیار کیے گئے جب کہ تخمینہ جات میں شامل بعض آئٹمز شیڈولز آف ریٹ کے مطابق بھی شامل کیے جا سکتے تھے۔ قواعد و ضوابط سے انحراف اور زیادہ نرخ دینا عمداً ہے۔ بجلی کا سامان مثلاً مرکری بلب وغیرہ فلپس کمپنی سے براہ راست خریدے جا سکتے تھا اور اس طرح بلدیہ کو خسارے سے بچایا جا سکتا تھا۔

۸۔ سال ۹۳-۱۹۹۲ء میں مبلغ-۲۲۰۴۲۰۳ روپے کی رقم ٹھیکے دار میسرز فدا حسین حافظ سے قابل وصول تھی۔ جس کے لیے کوئی مثبت کوشش کی جاتی پائی نہیں جاتی۔ علاوہ ازیں مبلغ-۱۶۱۶۴۲۷ روپے ٹھیکے دار سے بطور انکم ٹیکس سروس چارجز اور ملازمین کی تنخواہ اور کنڈہ جات کا کرایہ بھی قابل وصول ہے۔ جس کے لیے بھی کوئی کوشش کی جاتی پائی نہیں جاتی۔

۹۔ سال ۹۳-۱۹۹۲ء میں منتقلی جائیداد ٹیکس کی مد میں ٹھیکے دار سے مبلغ-۲۹۲۷۷۴ روپے قابل وصول ہیں جس بارے میں کوئی پیش رفت نظر نہیں آتی۔

۱۰۔ سال ۹۱-۱۹۸۹ء میں بلدیہ کا ملکیتی کمیونٹی سنٹر کرایہ پر دیا گیا۔ جس میں قواعد و ضوابط کے خلاف بلدیہ کے میئر اور کونسلروں کے لئے خصوصی رعایت کی شرائط ٹھیکہ رکھی گئیں۔

۱۱۔ مورخہ ۳۰-۶-۹۳ تک بلدیہ پر مبلغ ۲۹۵۴۳۱۷۱ روپے کی مالی ذمہ داری کا بوجھ ڈالا گیا جو کہ بلدیہ کے ارباب اختیار کی نااہلی اور لاپرواہی کا نتیجہ ہے۔

۱۲۔ مورخہ ۳۰-۶-۹۳ تک بلدیہ نے مبلغ-۵۴۶۹۴۷۷.۹۰ روپے بطور عارضی پیشگی ادا کئے۔ لیکن ان کا حساب نہ لیا گیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یا تو رقم خوردبرد کر دی گئی یا پھر گم ہو گئی۔

۱۳۔ مورخہ ۳۰-۶-۹۳ تک مبلغ-۲۸۲۹۵۲۶۵.۸۰ روپے کی رقوم میئر صاحبان کی خصوصی گزارش اور ذمہ داری پر ادا کی گئی۔ جن کی منظوری تاحال نہیں لی گئی اور یہ رقوم بلا منظوری چلی آ رہی ہیں جو کہ بلدیہ کے ارباب اختیار کی بے رخی اور نااہلی اور غفلت پر دلالت کرتی ہیں۔

۴۔ مورخہ ۳۰-۶-۹۳ تک مبلغ ۳۲۰۹۵۰۴۱ روپے کی رقم مختلف آمدنی کی مدات سے بطور واجبات قابل وصول تھیں جس کی وصولی کے لئے کوئی مثبت اقدامات کئے جانے پائے نہیں جاتے۔
جس سے بلدیہ کے ارباب اختیار کی نااہلی اور غفلت کا اندازہ ہوتا ہے۔

حافظ آباد میں تفریحی پارک کا قیام

*644۔ سید محمد عارف حسین بخاری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع حافظ آباد کے شہریوں کے لیے کوئی تفریحی پارک موجود نہیں ہے۔
(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ سہولت کب تک مہیا کر دی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈوگر)،

(الف) جی ہاں میونسپل کمیٹی حافظ آباد کی حدود میں کوئی تفریحی پارک نہیں ہے۔
(ب) حافظ آباد میں ایک تفریحی پارک قائم کرنے کی تجویز حکومت کو موصول ہوئی تھی جس کی کل لاگت ۶۰ لاکھ روپے تھی۔ اس مقصد کے لیے حکومت نے جون ۱۹۹۰ء میں ۵ لاکھ روپے کی رقم اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ گوجرانوالہ کو جاری کی تھی۔ باقی رقم محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے ابھی جاری نہیں کی۔ اس کی رائے تھی کہ منصوبہ میونسپل فنڈ سے مکمل کیا جائے جب کہ میونسپل کمیٹی حافظ آباد نے اپنی مالی مشکلات کے پیش نظر معذرت ظاہر کی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس منصوبے کی تکمیل کے لیے ضروری فنڈ مہیا کرے۔

سڑک کے بقایا حصے کی تعمیر

*691۔ حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ نئی آبادی وارث پورہ، حمید پورہ، فتح گڑھ۔ مغلپورہ لاہور تا گلشن پارک سڑک جو تقریباً ڈیڑھ کلو میٹر طویل ہے، کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے۔ جس کی وجہ سے مکینوں کو آمدورفت میں سخت دشواری پیش آتی ہے۔
(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سابق حکومت نے اس سڑک کی تعمیر کے بارے میں ایوان میں متعدد بار یقین دلایا تھا مگر ابھی تک کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔

(ج) اگر جز (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس ڈیڑھ کلو میٹر سڑک کے ٹکڑے کو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈوگر)،

(الف) درست ہے۔ اس سڑک کی حالت واسا کی طرف سے سڑک کے عین درمیان میں روڈ کٹ لگانے کی وجہ سے خراب ہوئی۔ واسا کی طرف سے کام مکمل ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری ہو گیا ہے اور کارپوریشن نے سڑک کی تعمیر کا کام شروع کر دیا ہے۔

(ب) موجودہ حکومت اس بات کی تصدیق کرنے سے قاصر ہے کیونکہ سرکاری ریکارڈ اس بات کی نشان دہی نہیں کرتا کہ سابق حکومت نے اس سڑک کی تعمیر کے بارے میں ایوان میں متعدد بار یقین دلایا تھا۔ بہرحال مذکورہ سڑک کی بحالی کا کام شروع ہو چکا ہے جو کہ عنقریب مکمل ہو جائے گا۔

(ج) جز (الف) اور (ب) کے جواب کی روشنی میں مزید جواب درکار نہ ہے۔

برآمدی ٹیکس کا نفاذ

*694۔ حاجی مقصود احمد بٹ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب میں برآمدگی ٹیکس نافذ العمل ہے جب کہ ملک کے دیگر صوبے اس سے مستثنیٰ ہیں۔

(ب) اگر جز و (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دیگر صوبوں کی طرح پنجاب کو بھی برآمدگی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈوگر)،

(الف) یہ درست نہ ہے۔ دوسرے صوبے بھی برآمدی ٹیکس وصول کر رہے ہیں۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ دوسرے صوبے بھی برآمدی ٹیکس وصول کر رہے ہیں۔ لہذا جز (الف) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔ اس ٹیکس کی آمدنی سے ضلع کونسلیں دیہی علاقوں کی ترقی و فلاح و بہبود پر کثیر رقوم خرچ کر رہی ہیں ضلع کونسلوں کی آمدن کا بڑا

حصہ برآمدگی ٹیکس پر مشتمل ہے ضلع کونسلوں کی کارکردگی کا انحصار اسی ٹیکس کی وصولی پر ہے اگر یہ ٹیکس ختم کردیا جائے تو ضلع کونسل جیسے اہم ادارے کا وجود برقرار رکھنا تقریباً ناممکن ہوگا۔ لہذا ان وجوہات کی بناء پر برآمدگی ٹیکس کو ختم کرنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں۔

یونین کونسل کوٹ بھائی خان کے لیے رقم کی تخصیص

*839 ۔حاجی احمد خان ہرل، کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یونین کونسل کوٹ بھائی خان تحصیل شاہ پور سرگودھا کے لیے سال 1985ء سے 1993ء تک سال وار کتنی رقم مختص کی گئی۔

(ب) یونین کونسل کوٹ بھائی خان کے علاقے کے لیے مختص کردہ فنڈز اور مذکورہ بالا عرصہ کے دوران کئے جانے والے کام کی تفصیلات بیان کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈوگر)۔

(الف) حکومت کی طرف سے یونین کونسل کوٹ بھائی خان کے لیے مذکورہ عرصے کے دوران مندرجہ ذیل گرانٹس جاری کی گئیں۔

نمبر شمار	مالی سال	جاری کردہ گورنمنٹ گرانٹ
۱۔	۸۵-۱۹۸۴ء	۶۵۰۰۰ روپے
۲۔	۸۶-۱۹۸۵ء	۱۳۲۶۰ روپے
۳۔	۸۷-۱۹۸۶ء	۵۹۹۶۰ روپے
۴۔	۸۸-۱۹۸۷ء	۸۳۲۶۰ روپے
۵۔	۸۹-۱۹۸۸ء	۵۰۰۰۰ روپے
۶۔	۹۰-۱۹۸۹ء	۲۲۹۰۴ روپے
۷۔	۹۱-۱۹۹۰ء	۱۰۳۲۹۰ روپے
۸۔	۹۲-۱۹۹۱ء	
۹۔	۹۳-۱۹۹۲ء	۲۵۰۰۰ روپے

(ب) مذکورہ بالا مختص شدہ گرانٹوں کے مجاز جن ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کی گئی ان کی

تفصیلات تتمہ "الف" پر ملاحظہ فرمائیں جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں جس سے پتا چلتا ہے کہ تمام جاری شدہ گورنمنٹ گرانٹوں کو خرچ کیا جا چکا ہے۔ البتہ ۹۳-۱۹۹۲ء میں جاری شدہ مبلغ -/25000 روپے کی ترقیاتی گرانٹ کو ابھی تک خرچ نہیں کیا گیا۔ حکومت نے اس گرانٹ کے فوری استعمال کے لیے یونین کونسل کوٹ بھائی خان کو ضروری ہدایات جاری کر دی ہیں۔

یونین کونسل علی پور سیداں کے لیے رقم کی تخصیص

*840۔ حاجی احمد خان ہرل، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یونین کونسل علی پور سیداں ڈاکخانہ بھیرہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے لیے 1985ء سے 1993ء تک سال وار کتنی رقم مختص کی گئی۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ یونین کونسل کے دیہہ زین پور کے لیے مختص کردہ تمام فنڈز خرچ ہو چکے ہیں اگر ایسا ہے تو مذکورہ عرصے کے دوران سال وار خرچ کی جانے والی رقم کی علیحدہ علیحدہ تفصیلات بیان کی جائیں اور اگر مذکورہ دیہہ کے لیے مختص کردہ فنڈز سے استفادہ نہیں کیا گیا تو حکومت کی طرف سے اس کے ذمہ دار افراد کے خلاف کی گئی کارروائی کی یا سفارش کردہ کارروائی کی تفصیلات بیان کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی(سردار محمد حسین ڈوگر)۔

(الف) یونین کونسل علی پور سیداں ضلع سرگودھا کے لیے مذکورہ عرصے کے دوران مندرجہ ذیل گورنمنٹ گرانٹس جاری کی گئی تھیں۔

نمبر شمار	مالی سال	جاری کردہ گرانٹ
۱۔	۸۵-۱۹۸۴ء	۸۱۷۰۸،۰۰ روپے
۲۔	۸۶-۱۹۸۵ء	۹۷۴۶۰،۰۰ روپے
۳۔	۸۷-۱۹۸۶ء	۶۲۱۶۰،۰۰ روپے
۴۔	۸۸-۱۹۸۷ء	۳۱۹۸۶۰۰ روپے
۵۔	۸۹-۱۹۸۸ء	۲۰۰۰۰،۰۰ روپے
۶۔	۹۰-۱۹۸۹ء	۳۵۵۶۳،۰۰ روپے

۷۔ ۱۹۹۰-۹۱ء ۹۹۸۵۰۰۰ روپے

۸۔ ۱۹۹۱-۹۲ء --------

۹۔ ۱۹۹۲-۹۳ء ۲۵۰۰۰۰۰ روپے

(ب) مذکورہ عرصے کے دوران جاری شدہ گرانٹوں کے لحاظ جن ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کی گئی ان کی تفصیلات تتمہ "الف" میں موجود ہیں جو کہ ایوان کی میز پر پیش کر دیا گیا ہے ۔ موضع زین پور کے لیے گورنمنٹ گرانٹ کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

۱۔ ۱۹۸۵-۸۶ء تعمیر ایک کمرہ پرائمری گرلز سکول زین پور ۱۰۰۰۰۰۰ روپے

۲۔ ۱۹۸۹-۹۰ء تعمیر جنازگاہ موضع زین پور

۱۵۶۴۳۸۰۰ روپے

میزان ۲۵۶۴۳۸۰۰ روپے

ان ہر دو منصوبہ جات کے لیے گاؤں کے لوگوں کی طرف سے دی جانے والی مالی امداد کو بھی خرچ کیا گیا اور یہ دونوں منصوبہ جات ہر لحاظ سے مکمل ہیں۔

چونکہ گورنمنٹ گرانٹ کو مکمل طور پر ترقیاتی منصوبہ جات پر خرچ کیا گیا ہے لہذا حکومت کسی بھی تادیبی کارروائی کا ارادہ نہیں رکھتی۔

ضلع کونسل منڈی بہاؤالدین کو حصے کی عطائیگی

*881 - چودھری احمد یار گوندل، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ منڈی بہاؤالدین کو یکم جولائی ۱۹۹۳ء سے ضلع کا درجہ دیا گیا ہے جو کہ پہلے ضلع گجرات کا حصہ تھا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ضلع کونسل گجرات سے جتنا حصہ منڈی بہاؤالدین ضلع کونسل کو ملنا چاہیے تھا وہ مل گیا ہے ۔ اگر مل گیا ہے تو کتنا حصہ اور کیا کیا ملا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈو گر).

(الف) درست ہے مگر بورڈ آف ریونیو کا نوٹیفکیشن مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۹۲ء کو جاری ہوا جس کی رو سے منڈی بہاوالدین کو ضلع کا درجہ مورخہ یکم جولائی ۱۹۹۳ء سے دیا گیا۔

(ب) ضلع کونسل گجرات اور منڈی بہاؤالدین کے درمیان سٹاف ، گاڑیاں، بلڈنگ سامان کرسیاں فرنیچر وغیرہ سب تقسیم ہو چکا ہے۔ جنرل فنڈ کے ۳۶۱۱۶۷۰۰۲۰ روپے اور پنشن فنڈ کے ۱۲۱۹۸۸۲۰۱۲ روپے ضلع کونسل گجرات نے ضلع کونسل منڈی بہاؤالدین کو ابھی ادا کرنے ہیں علاوہ ازیں تمام assets اور liabilities آپس میں تقسیم کر لی گئی ہیں۔

سلیکشن گریڈ کی عطائیگی

*970۔ ملک محمد اسحاق بچہ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔
کیا یہ درست ہے کہ حکومت نےسرکاری محکمہ جات کے کلرکوں کو سلیکشن گریڈ دینا منظور کیا ہے جس کی روشنی میں محکمہ لوکل گورنمنٹ نے اکاؤنٹس کلرکوں اور نائب قاصدوں کو بھی سلیکشن گریڈ دے دیے ہیں مگر یونین کونسلوں کے سیکرٹریوں کو تاحال سلیکشن گریڈ نہیں دیا گیا۔ اگر ہاں تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور کیا محکمہ بلدیات ان کو سلیکشن گریڈ دینے کا ارادہ رکھتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈو گر).

درست ہے کہ حکومت نے سرکاری محکمہ جات کے کلرکوں کو سلیکشن گریڈ کی سہولت دی ہے جس کی روشنی میں محکمہ ہذا کے جونیئر کلرکوں ،اکاؤنٹس کلرکوں اور نائب قاصدوں کو سلیکشن گریڈ دے دیا گیا ہے، البتہ یونین کونسلوں کے سیکرٹریوں کے لیے ابھی تک سلیکشن گریڈ کی منظوری نہیں ہوئی۔ تاہم محکمہ ہذا نے اس معاملے کو حکومتی سطح پر اٹھا رکھا ہے اور محکمہ خزانہ اس مسئلے کو تمام صوبائی سیکرٹریوں کی رابطہ کمیٹی میں پیش کر کے فیصلہ کرے گا۔

(بحوالہ سمری برائے وزیر اعلیٰ مورخہ ۹۲۔۹۔۲۳ جس کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

ضلع ساہیوال میں سڑکوں کی تعمیر

*980۔ میاں شیخ محمد چوہان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) "تعمیر وطن پرو گرام" کے تحت ضلع ساہیوال میں یکم جنوری ۱۹۹۳ء تا ۳۱ دسمبر ۱۹۹۳ء کے عرصے کے دوران کتنے دیہاتوں میں پکی سڑکیں بنائی گئیں۔ ان دیہاتوں کی تعداد اور ناموں سے آگاہ کیا جائے۔

(ب) ان دیہاتوں کی تعداد اور ناموں سے آگاہ کیا جائے جہاں تعمیر کا کام مکمل کیا گیا۔

(ج) ان دیہاتوں کی تعداد اور ناموں سے آگاہ کیا جائے جہاں اب تک تعمیر کا کام مکمل نہیں کیا گیا اور یہ کام کتنے عرصے میں مکمل کیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈوگر)،

(الف) ضلع ساہیوال میں یکم جنوری ۱۹۹۳ء تا ۳۱ دسمبر ۱۹۹۳ء کے عرصے میں "تعمیر وطن پروگرام" کے تحت ۲۲ دیہات میں پختہ سڑکیں بنائی گئیں جن کی تفصیل لف ہے۔ (پرچم الف)

(ب) ضلع ساہیوال میں یکم جنوری ۱۹۹۳ء تا ۳۱ دسمبر ۱۹۹۳ء کے عرصے میں "تعمیر وطن پروگرام" کے تحت ۱۲ دیہات میں پختہ سڑکیں مکمل کی گئیں جن کی تفصیل لف ہے۔ (پرچم ب)

(ج) ضلع ساہیوال میں یکم جنوری ۱۹۹۳ء تا ۳۱ دسمبر ۱۹۹۳ء کے عرصے میں "تعمیر وطن پروگرام" کے تحت ۱۰ دیہات میں تعمیر کا کام مکمل نہیں کیا جا سکا کیونکہ ۳۰ جون ۱۹۹۳ کو فنڈز lapse ہو گئے تھے۔ فنڈز کے دوبارہ اجراء پر بقایا کام مکمل کر دیا جائے گا۔ تفصیل لف ہے۔ (پرچم ج)

نوٹ :۔پرچم۔ الف، ب اور ج ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے۔

پیپلز پرو گرام کے تحت سکیموں کی تفصیلات

*987۔ جناب محمود حیات خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اگست ۱۹۹۰ء میں وفاقی حکومت کی جانب سے پیپلز پرو گرام ختم ہونے کی بناء پر محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی میں کونسی سکیمیں برائے execution منتقل کی گئیں اور ان پر کس طرح عمل درآمد کیا گیا۔ ایسی سکیموں کے نام قیام، لاگت اور تاریخ تکمیل کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی جائیں۔

(ب) متذکرہ پرو گرام کے تحت بذانے جو سکیمیں ناقابل عمل قرار دے کر ادھوری چھوڑیں

ان کی تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈو گر)۔

(الف) محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے ذریعہ کوئی سکیم (execute) ہونے کے لیے مختص نہ ہوئی ۔ اس سلسلے میں وضاحت ہے کہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی نے پیپلز پرو گرام کے سلسلے میں صرف مطلوبہ معلومات ہی فراہم کیں اور محکمے کا عملی کردار بسلسلہ تکمیل ہائے سکیم بالکل نہ رہا ہے کیونکہ وفاقی حکومت نے ڈپٹی کمشنر صاحبان کو ضلعی ایڈمنسٹریٹر مقرر کر رکھا ہے۔

(ب) جیسا کہ اوپر جزو (الف) میں بیان کیا گیا ہے محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی نے اس پرو گرام میں عملی طور پر کوئی حصہ نہ لیا ہے اور نہ ہی کوئی رقم ازخود خرچ کی ہے' لہٰذا اس سلسلے میں نہ تو کسی سکیم کو ناقابل عمل قرار دیا گیا اور نہ ہی کسی سکیم پر عملدرآمد ہوا ہے

ماسٹر پلان تیار نہ کرنے کی وجوہات

*989 ۔ **جناب محمود حیات خان،** وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میونسپل قوانین کے مطابق بلدیاتی ادارے کی ذمہ داری میں یہ شامل ہے کہ وہ اپنے علاقے کی تعمیرو ترقی کے لیے ماسٹر پلان تیار کرے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کی جانب سے ماسٹر پلان تیار نہ کرنے کی بناء پر تادیبی کارروائی کرے گی۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں اور کیا فیصل آباد کا ماسٹر پلان تیار کرانے کے سلسلے میں ضروری احکامات جاری کئے جائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی(سردار محمد حسین ڈو گر)۔

(الف) جی ہاں درست ہے۔

(ب) اگرچہ بلدیہ فیصل آباد نے ماسٹر پلان خود تیار نہ کیا ہے تاہم صوبائی حکومت نے بذریعہ نوٹیفکیشن ایس ااا / ۱۵-۵۴ / ۷۴ مورخہ ۲۵' فروری ۱۹۷۸ء ماسٹر پلان جو ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے تیار کیا تھا اسے بلدیہ فیصل آباد پر لاگو کیا گیا اور یوں ماسٹر پلان تیار کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی گئی ۔ بحالات بالا تادیبی کارروائی کا سوال پیدا نہ ہوتا ہے ۔

چونکہ ماسٹر پلان پہلے ہی سے لاگو کر دیا گیا اس لیے باقی ضمن کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔
اب کمشنر صاحب فیصل آباد ڈویژن نے فنی آفیسران کے صلاح مشورہ سے فیصل آباد شہر کے لیے وزیر اعظم پاکستان کی منظوری سے ماسٹر پلان تیار کر دیا ہے جس پر عمل در آمد شروع ہو چکا ہے۔

سروس رولز میں تفاوت کی وجوہ

*1027- پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تھانے کی سطح کے افسر پراجیکٹ مینجر اور ضلع کی سطح کے افسر اسسٹنٹ ڈائرکٹر کے سروس رولز میں کیا نمایاں فرق ہے اور دونوں کے سکیل کیا ہیں؟

(ب) محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کے ۲۵۹ افسران پراجیکٹ مینجرز و اسسٹنٹ ڈائرکٹرز کے لیے محکمانہ ترقی کا کتنا کوٹہ مقرر ہے۔ اگر کوئی کوٹہ مقرر ہے تو اب تک کن کن افسران میں سے کتنے افسران کو محکمہ کے قیام ۱۹۷۹ء سے اب تک ترقی دی گئی ہے اور ترقی پانے کے بعد ان میں سے کتنے افسران کو ڈویژن کی سطح پر ڈائرکٹر تعینات کیا گیا ہے؟

(ج) کیا ڈویژن کی سطح پر لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کے افسران کو ہی تعینات کیا جاتا ہے یا دوسرے محکموں کے افسران کو بھی؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈوگر)۔

(الف) تھانے کی سطح کے افسر پراجیکٹ مینجرز اور ضلع کی سطح کے افسر اسسٹنٹ ڈائرکٹرز میں تعیناتی کے لحاظ سے کوئی فرق نہ ہے۔ البتہ مزید ترقی کے لیے سروس رولز میں فرق موجود ہے کہ ڈائرکٹر کے عہدے کے لیے ۵ سال تجربے کے حامل اسسٹنٹ ڈائرکٹر ترقی کے اہل ہیں۔ تاہم دونوں ایک ہی سکیل نمبر ۱۷ کے افسران ہیں۔

(ب) محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے سروس رولز مجریہ ۱۹۸۱ء کے تحت ڈائرکٹرز بی ایس ۔۱۸ کی کل اسامیوں کا ۶۰ فی صد اسسٹنٹ ڈائرکٹرز کی ترقی کے لیے مختص ہے جو کہ ۹۔اسامیاں بنتی ہیں۔ اسسٹنٹ ڈائرکٹروں میں سے ۱۹۷۹ء سے لے کر اب تک ۱۰ افسروں کو گریڈ ۱۸ میں ترقی دی گئی ہے۔ ان میں سے ایک افسر ڈویژن کی سطح پر تعینات ہے۔

(ج) ڈویژن کی سطح پر صرف لوکل گورنمنٹ کے افسران کو ہی تعینات نہیں کیا جاتا بلکہ دیگر محکمہ جات کے افسران بھی بذریعہ SGA&I ڈیپارٹمنٹ تعینات ہوتے ہیں۔

تحصیل کی سطح کے عہدے کو قائم کرنے کے اقدامات

*1028۔ پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا پنجاب میں سرکاری محکموں کے تحصیل کی سطح پر عہدے قائم ہیں۔

(ب) کیا محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کا کوئی عہدہ تحصیل کی سطح پر رکھا گیا ہے اگر جواب نفی میں ہے تو حکومت محکمہ ہذا کے تحصیل کے عہدے کو قائم کرنے کے لیے اقدامات کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈوگر):

(الف) یہ درست ہے کہ بعض سرکاری محکموں کے تحصیل کی سطح پر دفاتر موجود ہیں۔ اور عملہ تعینات ہے۔

(ب) محکمہ دیہی ترقی میں تحصیل کی سطح پر کوئی عہدیدار مختص یا تعینات نہ کیا گیا ہے نہ ہی ایسی کوئی تجویز محکمہ ہذا کے زیر غور ہے' البتہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ڈائریکٹوریٹ جنرل دیہی ترقی میں ہر مرکز اتھانہ کی سطح پر گریڈ ۱۷ کا ایک آفیسر جو پراجیکٹ مینجر کہلاتا ہے' تعینات ہے۔ ان افسران کی مقامی سطح پر موجودگی کے سبب یہ محسوس کیا گیا ہے کہ تحصیل کی سطح پر ایک اضافی عہدہ تخلیق کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

محمد اشرف سابقہ چیف آفیسر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کی دوبارہ تعیناتی

*1041۔ رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ بلدیات کی جانب سے میونسپل کارپوریشن کے حساب کتاب بابت مالی سال ۹۲-۱۹۹۱ء سے رواں مالی سال کے دوران سابق چیف آفیسر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد محمد اشرف کو کئی ایک مالی بے ضابطگیاں کرتا ہوا پایا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ اہل کار کے خلاف اختیارات کے ناجائز استعمال اور مالی بے ضابطگیوں کی بناء پر انٹی کرپشن پولیس فیصل آباد میں بھی مقدمہ درج ہوا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب متذکرہ اہل کار کو مندرجہ بالا وجوہ کی بناء پر نہ تو باقاعدہ چارج شیٹ بطابق ضابطہ دی گئی ہے اور نہ ہی قواعد کی رو سے اسے معطل کیا گیا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب متذکرہ اہل کار کو دوبارہ میونسپل کارپوریشن فیصل آباد میں ہی تعینات کیا جا رہا ہے۔ اگر ہاں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟ نیز متذکرہ اہل کار کے تعلیمی معیار، تاریخ ملازمت سے لے کر اب تک تقرریوں کے مکمل کوائف و تعلیمی اسناد کی نقل ایوان کی میز پر رکھی جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈوگر)،

(الف) درست ہے۔

(ب) محکمہ انسداد رشوت ستانی کو بذریعہ چٹھی نمبری ایس او۔ ۵ (ایل۔ جی) ۴-۴۴-۹۲ / ۹۴ مورخہ ۹۴-۴-۱۰ ضروری کارروائی کے لیے تحریر کیا جا چکا ہے۔

(ج) محکمہ انسداد رشوت ستانی کی طرف سے باقاعدہ اطلاع بابت اندراج پرچہ موصول ہونے پر مزید محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(د) یہ درست ہے کہ مسمی مذکورہ کو بطور چیف کارپوریشن آفیسر بلدیہ اعلیٰ فیصل آباد میں از ۹۴-۳-۲۲ بروئے احکامات وزیر اعلیٰ پنجاب تعینات کیا گیا ہے۔ اس آفیسر کی تعلیمی قابلیت ایم اے ہے۔ نقول اسناد ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ کوائف تعیناتی حسب ذیل ہیں؛

۱۔ بطور چیف کارپوریشن آفیسر بلدیہ اعلیٰ فیصل آباد از ۸۸-۱۰-۲۲ تا ۹۲-۸-۱۹

۲۔ رکن معائنہ ٹیم ضلع ٹیکس پنجاب لاہور۔از ۹۳-۸-۱۷ تا ۹۴-۳-۲

۳۔ چیف کارپوریشن آفیسر بلدیہ اعلیٰ فیصل آباد از ۹۴-۳-۳ تا حال

فنڈز کے خرچ کی تفصیلات

*1047۔ پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر مقامی حکومت دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یونین کونسل جراحی تحصیل میاں چنوں ضلع خانیوال کے لیے ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۳ تک سال وار کتنی رقم مختص کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ یونین کونسل کے چک ۸/۱۶ بی آر کے لیے مختص کردہ تمام فنڈز

خرچ ہو چکے ہیں ۔ اگر ہاں تو مذکورہ عرصے کے دوران سال وار خرچ کی جانے والی رقم کی علیحدہ علیحدہ تفصلات بیان کی جائیں اور اگر مذکورہ چک کے لیے مختص کردہ فنڈز سے استفادہ نہیں کیا گیا تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور آیا حکومت ذمہ دار افراد کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ تفصیلاً بتایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ذو گر):

(الف) یونین کونسل جراحی تحصیل میاں چنوں ضلع خانیوال میں ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۳ء تک جو رقم مختص کی گئی ۔ اس کی تفصیل لف ہذا ہے۔(پرچم الف)

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ یونین کونسل کے چک ۱۶-۸ بی۔ آر کے لیے مختص کردہ تمام فنڈز خرچ ہو چکے ہیں۔ مذکورہ عرصے میں خرچ کی جانے والی گرانٹ کی تفصیل سال وار لف ہذا ہے۔ (پرچم ب)

پرچم الف

S.NO	YEAR	FUNDS ALLOCATED
1	1986-87	Rs.1,81,225/-
2	1987-88	Rs.7,67,597/-
3	1990-91	Rs,1,22,715/-
4.	1992-93	Rs,42,600/-

پرچم ب

S.NO.	YEAR	Nature Of Grant	Name of Scheme	Allocation expenditure
1.	1987-88	MPA Grant	Const.Soling road Chak 16/8BR	66,000/-	66,000/-
2.	1987-88	Senator Grant.	-Do-	50,000/-	50,000/-
3	1990-91	Special Grant (One Lac)	Const. of Thera Chowk Installation of Handpump and Water	12,000/-	12,000/-

Tank Girls High School,

16/8-BR.

یونین کونسل جراحی کے لیے مختص کردہ فنڈز کی تفصیل

*1048- پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یونین کونسل جراحی تحصیل میاں چنوں کے لیے ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۲ء تک سال وار کتنی رقم مختص کی گئی۔

(ب) یونین کونسل جراحی کے علاقے کے لیے مختص کردہ فنڈز اور مذکورہ بالا عرصہ کے دوران کئے جانے والے کام کی تفصیلات بیان کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈوگر)،

(الف) یونین کونسل جراحی تحصیل میاں چنوں ضلع خانیوال میں ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۳ء تک جو رقم خرچ کی گئی اس کی تفصیل لف ہذا ہے۔ (پرچم الف)

(ب) مذکورہ یونین کونسل کا مختص کردہ فنڈ جن منصوبہ جات پرخرچ ہوا' اس کی تفصیل لف ہذا ہے۔(پرچم ب)

پرچم الف

S.NO	YEAR	FUNDS ALLOCATED
1.	1986-87	RS.1,81,225/-
2.	1987-88	RS.7,67,597/-
3.	1990-91	RS.1,22,715/-
4.	1992-93	RS.42,600/-

(پرچہ ب کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

ضلع کونسل مظفر گڑھ کا آڈٹ

*11004- ملک عبدالرحمان کھر، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال ۹۱-۱۹۹۰ء و ۹۲-۱۹۹۱ء اور ۹۳-۱۹۹۲ء میں ضلع کونسل مظفر گڑھ کا کتنی دفعہ آڈٹ ہوا اور یہ آڈٹ کن کن افسران نے کیا اور اس آڈٹ کے دوران مذکورہ ضلع کونسل میں کتنی بے ضابطگی پائی گئی۔ اس بے ضابطگی کا ذمہ دار کس کس فرد کو ٹھہرایا گیا اور ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی۔ اگر کی گئی تو اس کی تفصیل کیا ہے۔ اگر نہیں کی گئی تو کب تک کارروائی کی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈوگر):

سال ۹۱-۱۹۹۰ء، ۹۲-۱۹۹۱ء اور ۹۳-۱۹۹۲ء میں ضلع کونسل مظفر گڑھ کا کوئی سپیشل آڈٹ نہ ہوا ہے تاہم ڈائریکٹر (جنرل) انسپکشن کی مندرجہ ذیل ٹیم نے اس عرصہ کی انسپکشن کی ہے۔

۱۔ شفیق احمد ڈائرکٹر (ایڈمن) انسپکشن

۲۔ اطہر محبوب ملک ایکسن انسپکشن

۳۔ فرید الدین خان سینئر اکاؤنٹس آفیسر انسپکشن

ضلع کونسل مظفر گڑھ میں پائی گئی بے ضابطگیاں اور ان بے ضابطگیوں کے ذمہ دار افراد اور ان کے خلاف کارروائی کا جدول، جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے، کے مطابق متعلقہ authorities کو کارروائی کرنے کے لیے لکھ دیا گیا ہے اور وہ اس ضمن میں کارروائی کر رہے ہیں۔

مسلم اوقاف کے رقبہ کے مکینوں کو مالکانہ حقوق کی عطائیگی

*1138۔ جناب ہارون اختر خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) مسلم اوقاف کے رقبہ پر واقع جن کچی آبادیوں سے ایل ڈی اے نے زمین کی ڈویلپمنٹ کے چارجز وصول کر لیے ہیں انہیں مالکانہ حقوق کی اسناد کیوں نہیں دی جا رہیں۔

(ب) لاہور چھاؤنی میں واقع کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دینے کی ذمہ داری کس ادارے پر ہے اس ادارے نے اب تک مالکانہ حقوق دینے کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں۔

(ج) ۱۹۴۷ء سے قائم چلی آنے والی جن کچی آبادیوں کو ان کی درخواست کے باوجود رجسٹر نہیں کیا گیا ان کے مکینوں کو متبادل جگہ کی فراہمی کے لیے کیا انتظامات کیے گئے ہیں۔

(د) لاہور شہر کی کچی آبادیوں کی زمین محکمہ ایل ڈی اے لاہور کے نام ابھی تک منتقل کیوں نہیں ہوئی۔جو زمین منتقل ہو چکی ہے کیا اس کے انتظامات مکمل ہو چکے ہیں ۔

(ہ) مالکانہ حقوق کے لیے رجسٹری کی بجائے محض سند ملکیت کیوں دی جا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈوگر)۔

(الف) پنجاب میں مسلم اوقاف کے رقبہ پر کل ۲۱ کچی آبادیاں قائم ہیں جبکہ ایل ڈی اے کی حدود میں مسلم اوقاف کے رقبہ پر ۱۸ کچی آبادیاں ہیں ان ۱۸ کچی آبادیوں کے ۴۲۲ مکینوں سے ایل ڈی اے نے ۲۰۴۱۳۶ روپے بطور قیمت زمین و ۹۰۲۲۹۵ روپے بطور ترقیاتی اخراجات وصول کیے ہیں ۔ عدالت عظمیٰ پاکستان کی رولنگ کے مطابق اوقاف املاک کو مستقل بنیادوں پر منتقل نہ کیا جا سکتا تھا۔اس لیے محکمہ قانون و پارلیمانی امور کی سفارشات پر جناب وزیر اعلیٰ نے مورخہ ۱۹۹۱-۱۰-۰۲ کو حکم صادر فرمایا کہ مسلم اوقاف کے رقبہ پر کچی آبادیوں کے مکینوں کو ۹۹ سالہ پٹہ حقوق منتقل کیے جائیں۔(نقل حکم منسلکہ " الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) جس کے بعد لاہور ترقیاتی ادارہ نے مزید وصولی بند کر دی ۔ محکمہ اوقاف متبادل رقبہ بورڈ آف ریونیو پنجاب سے طلب کر رہا ہے ۔ متبادل اراضی کا کیس مابین محکمہ اوقاف و بورڈ آف ریونیو زیر غور ہے ۔ جو نہی فیصلہ ہو گیا تو محکمہ اوقاف کے رقبے پر کچی آبادیوں کے مکینوں کو ۹۹ سالہ پٹے کے حقوق مل جائیں گے ۔

(ب) لاہور چھاؤنی کنٹونمنٹ بورڈ کی حدود میں کل ۱۱ کچی آبادیاں ہیں۔ جن میں سے ۸ کچی آبادیاں محکمہ دفاع کی زمین پر ہیں ۔جب کہ ۳ نجی ملکیتی رقبے پر ہیں ۔ حکومت کی پالیسی کے مطابق حقوق ملکیت دینے کا کام بھی اسی ادارے یعنی کنٹونمنٹ بورڈ کے ذمے ہے ۔ ۸ آبادیاں جو محکمہ دفاع کی زمین پر ہیں۔ ان کے رقبہ جات منتقل کرانے کے لیے این او سی وزارت دفاع سے حاصل کرنے کے لیے تحریر کیا جا رہا ہے ۔ لیکن تاحال این او سی موصول نہیں ہوئے۔ جب این او سی موصول ہوں گے تو پھر ان کچی آبادیوں کو حقوق ملکیت دینے کا کام شروع ہو سکے گا۔ جب کہ ۳ کچی آبادیاں نجی ملکیتی رقبہ پر واقع ہیں۔ اور اس کے بارے میں جناب وزیر اعلیٰ حکم صادر فرما چکے ہیں کہ قابضین اصل مالکان سے خود مذاکرات کر کے حقوق ملکیت حاصل کر سکتے ہیں۔ حکم کی کاپی منسلکہ "ب" ہے ۔ جو کہ ایوان

کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ۱۹۴۷ء سے قائم چلی آنے والی کچی آبادیاں اکثر منظور شدہ فہرست، جو ۱۰۸۲ آبادیوں پر مشتمل ہے میں شامل ہیں۔ تاہم اگر کوئی ایسی کچی آبادیاں جو سال ۱۹۴۷ء سے قائم ہیں اور فہرست میں درج نہیں ہیں تو ان کے نام فراہم کیے جائیں، تاکہ ان کے بارے میں کارروائی ہو سکے۔

(د) لاہور شہر کی اب تک ۷۲ کچی آبادیاں لاہور ترقیاتی ادارہ کے نام منتقل ہو چکی ہیں۔ جن میں سے ۵۵ سرکاری رقبہ پر قائم ہیں۔ جب کہ ۱۷ لاہور ترقیاتی ادارے کی اپنی زمین پر قائم ہیں۔ جہاں تک ان ۵۵ کچی آبادیوں کی زمین کی منتقلی اور انتقالات کا تعلق ہے تو اس بارے میں عرض یہ ہے کہ لاہور ترقیاتی ادارہ ان ۵۵ کچی آبادیوں کے رقبہ جات کی قیمت محکمہ جات متعلقہ کے نام تاحال داخل نہیں کر سکا۔ جب تک یہ رقم داخل نہ ہو گی۔ اس وقت تک انتقالات بحق لاہور ترقیاتی ادارہ منظور نہیں ہو سکیں گے۔ منتقل شدہ کچی آبادیوں کے ۸۸۳۱ مکینوں کو اب تک لاہور ترقیاتی ادارہ نے حقوق ملکیت دیے ہیں اور ان کے نام رجسٹریاں بھی ہو چکی ہیں۔

(ہ) مالکانہ حقوق کی بجائے سندات ملکیت اس لیے دی جاتی ہیں تاکہ کچی آبادی کے مکینان کا استحقاق رقبہ زیر قبضہ پر قائم ہو جائے ۔ مالکانہ حقوق کا عمل کچھ طویل ہے جس میں بعض رکاوٹیں بھی ہیں۔اس لیے مکینان کچی آبادی کے استحقاق کو قائم اور بحال رکھنے کے لیے یہ سندات استحقاق ملکیت تقسیم کی جاتی ہیں ۔ (رکاوٹوں کی تفصیل منسلکہ "ج" بطور اضافی مواد) جونہی ترقیاتی ادارہ یا لوکل کونسل منتقل شدہ کچی آبادی کے رقبے کی قیمت محکمہ متعلقہ کو ادا کر دیتے ہیں اور انتقال بحق بلدیاتی ادارہ منظور ہو جاتا ہے تو حقوق ملکیت کی رجسٹریاں قابضین کچی آبادی کے نام باضابطہ دے دی جاتی ہیں پنجاب میں اب تک ۴۳۲۹۰ مکینان کو حقوق ملکیت کی رجسٹریاں دی جا چکی ہیں۔

منڈی بہاؤالدین کی بلدیہ کی حدود

*1148۔ چودھری محمد اسلم، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
کیا منڈی بہاؤالدین کی بلدیہ کی حدود میں اضافے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

اگر ہاں تو اس تجویز پر کب تک عمل درآمد کیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈوگر):

بلدیہ منڈی بہاؤالدین کی حدود میں توسیع کا مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے جس پر کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن کارروائی کر رہے ہیں۔ مزید برآں واضح رہے کہ اس سلسلے میں رٹ پٹیشن نمبر ۹۴/۱۷۳۴۴ لاہور ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ جس پر عدالت عالیہ لاہور نے یہ حکم صادر فرمایا ہے کہ بلدیہ مذکور کی حدود میں توسیع کے سلسلے میں جو بھی حکم محکمہ جاری کرے گا وہ عدالت عالیہ کے حتمی فیصلے کے تابع ہوگا۔

کمشنر گوجرانوالہ کو حکومت نے یہ ہدایت جاری کردی ہے کہ ضابطے کی کارروائی مکمل کرکے پنجاب لوکل کونسل الیکشن اتھارٹی کی طرف سے ۲۷ جولائی 1994ء کو منعقد ہونے والے بلدیاتی انتخابات کے سلسلے میں حلقہ بندی کی کارروائی شروع ہونے سے پہلے پہلے بلدیہ کی حدود میں توسیع کا معاملہ نمٹایا جائے۔

ضلع کونسل راولپنڈی میں بھرتی

*1222- جناب محمد بشارت راجا، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل راولپنڈی نے ۱۸ ستمبر ۱۹۹۳ء سے ۲۵ مئی 1994ء تک کتنے افراد کو کس کس پوسٹ پر ملازم رکھا۔ ہر پوسٹ کے لیے کتنے افراد نے درخواستیں دیں کتنے افراد کو انٹرویو کے لیے بلایا گیا اور کس کس فرد کو ملازم رکھا گیا ہے تفصیل الگ الگ بیان کی جائے۔

(ب) ملازم رکھنے کی میرٹ پالیسی کیا تھی اور اس میں تقرری کے لیے کون کون سے افراد پر مشتمل کمیٹی نے انٹرویو کیا۔

(ج) کیا مذکورہ اسامیوں کے لیے کسی اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا اگر اشتہار نہیں دیا گیا تو ایسا نہ کرنے کی کیا وجوہات تھیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈوگر):

(الف) اس عرصہ کے دوران ضلع کونسل راولپنڈی میں کوئی بھرتی نہ کی گئی البتہ ایکسپورٹ ٹیکس کی

وصولی کے لیے روزانہ اجرت پر ۴۵۔ افراد کو رکھا گیا ہے۔

(ب) چونکہ کوئی بھی بھرتی نہ کی گئی اس لیے کوئی کمیٹی بھی نہ بنائی گئی۔

(ج) درج بالا جز ہائے کے مطابق کوئی بھرتی نہ کی گئی اس لیے اشتہار بھی نہیں دیا گیا۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

کمیونٹی سنٹر کی تعمیر

609 ۔ سید محمد عارف حسین بخاری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع برج دارہ ضلع حافظ آباد میں ضلع کونسل نے خطیر رقم خرچ کر کے کمیونٹی سنٹر تعمیر کیا ہے جبکہ اس گاؤں کی کل آبادی چند سو افراد پر مشتمل ہے۔ اگر ہاں تو اس چھوٹے سے گاؤں میں اتنی بڑی عمارت تعمیر کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ عمارت ایک ایم این اے' کے ڈیرے سے متصل تعمیر کی گئی ہے اگر ہاں تو کیا عمارت کی تعمیر سے پہلے متعلقہ محکمہ کے نام زمین منتقل کی گئی تھی۔ نیز اس عمارت کی تعمیر پر کل کتنے اخراجات آئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار محمد حسین ڈوگر)۔

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ موضع برج دارہ ۱۱۷۸ افراد پر مشتمل ہے۔ اس چھوٹے سے موضع میں اتنی بڑی عمارت کی تعمیر کا کوئی جواز نہیں تھا۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے۔ دو کنال اور دس مرلہ زمین بذریعہ انتقال نمبر ۱۱۸ اور خسرہ نمبر بی ۱۹/۲، مورخہ ۹۱-۱۰-۲۸ کو ضلع کونسل گوجرانوالہ کے نام منتقل ہو چکی ہے جو کہ اب ضلع کونسل حافظ آباد کے انتظام و انصرام میں ہے۔ اس عمارت پر کل اخراجات مبلغ ۲۲۸۸۶۰۰ روپے ہوئے ہیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ' اب پہلے درخواستیں پڑھ لی جائیں تا کہ یہ منظور ہو جائیں۔

سید مختار حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سید مختار حسین شاہ، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے:۔

میں مورخہ 29 تا 31 اکتوبر 1994ء کو بوجہ بیماری اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ براہ مہربانی ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میجر ریٹائرڈ سمیع اللہ شیخ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میجر ریٹائرڈ سمیع اللہ شیخ، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ۔

میں ضروری کام سے بیرون ملک جا رہا ہوں اور موجودہ اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکوں گا۔ لہذا موجودہ اجلاس کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سردار نذر محمد خان جتوئی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار نذر محمد خان جتوئی، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ۔

میں بوجہ بیماری سروسز ہسپتال میں داخل ہوں موجودہ اجلاس کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

پیر شجاعت حسین قریشی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست پیر شجاعت حسنین قریشی، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ۔

I could not attend the session of the Assembly on 31st Oct, 1994. Kindly grant me leave.

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں شہباز شریف

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میاں شہباز شریف، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔ میاں عثمان ابراہیم صاحب نے ان کا پیغام پہنچایا ہے کہ۔

I have been informed by Mian Shehbaz Sharif M.P.A and Leader of the Opposition that due to pain in back bone, he is at London for medical treatement, he may therefore, be granted leave for the whole session commencing from 13-11-94.

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

حاجی غلام صابر انصاری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست حاجی غلام صابر انصاری، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ۔

میں سعودی عرب گیا ہوا تھا جس کی وجہ سے 22۔ ستمبر تا 3۔ اکتوبر اور 29۔ اکتوبر تا یکم نومبر 1994ء کو اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ مہربانی فرما کر

رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سیٹھ محمد اسلم

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سیٹھ محمد اسلم، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے کہ:

I am required to proceed to Singapur in connection with my business and would not be able to attend the Assembly session from 14 to 17 Nov. 1994. I may kindly be granted leave till I return to country.

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب شفقت عباس ربیرہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب شفقت عباس ربیرہ، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ۔

میری طبیعت خراب ہے اور ڈاکٹر نے مکمل آرام کے لیے کہا ہے۔ لہذا مکمل اجلاس کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد افضل ساہی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد افضل ساہی، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں بوجہ علالت موجودہ اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ موجودہ اجلاس کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش گئی اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد بشارت راجا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد بشارت راجا، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

میں بوجہ نجی مصروفیات مورخہ 13 نومبر سے شروع ہونے والے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہوں، لہذا موجودہ اجلاس کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں معراج دین

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میاں معراج دین، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے کہ،

میری بائیں ٹانگ کے گھٹنے میں سخت تکلیف ہے۔ مجھے ڈاکٹر کے مشورے سے آپریشن کروانا پڑا ہے۔ لہذا مجھے 13 تا 15 نومبر 1994ء کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر محمد شفیق چودھری، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ۔

میں یکم نومبر 1994ء کو ایک ضروری کام کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔

لہذا مذکورہ یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب خالد اقبال رندھاوا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب خالد اقبال رندھاوا، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ۔

I was unable to attend the Assembly session held on 31st Oct and 1st Nov. 1994 as I was busy at home. I request for the leave for the said period.

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں عمران مسعود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں عمران مسعود ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں عمران مسعود، شکریہ۔ جناب والا! آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی اجازت دی ۔ جناب والا! میرا انتہائی اہم پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ لیکن سیکرٹری اسمبلی صاحب نے leave

applications پڑھنی شروع کر دیں۔ ابھی وقفہ سوالات پر پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے آج یہاں پر جو کار کردگی پیش کی ہے۔ میرا تو دل تھا کہ آج یہ سارے ہی سوالات جو اتنے اہم ہیں ۔ یہ پنجاب کا جو محکمہ ہے اس پر بے شمار سوالات تھے اگر ہمیں ان کے جوابات مل جاتے لیکن آپ نے مہربانی فرمائی اور کہا کہ باقی سوالات کو ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے۔ جناب والا! میری درخواست ہے کہ بجائے سوالات کے اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو ہی ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے۔ تو اس سے بہتر جواب میسر ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ بیٹھیں۔ ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! کل بھی جب آپ تشریف فرما تھے، میں نے ــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اسی تحریک استحقاق پہ آ رہا ہوں۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میں ایک بڑی اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرا کال اٹینشن نوٹس تھا۔ اور آپ نے کہا تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب آتے ہیں جاتے ہیں ہمیشہ دیر سے جاتے ہیں۔ پرسوں وہ رائے ونڈ تشریف لے گئے تھے۔ وہاں پہ جب دعا ختم ہو گئی تو وزیر اعلیٰ صاحب پہنچے اور وہ اس تقریب میں فیض یافتہ نہ ہو سکے۔

****

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس کو حذف کرتا ہوں۔ دیکھیں، ایس اے حمید صاحب! آج ہاؤس کتنا اچھا چل رہا ہے۔ ٹھیک ٹھاک ہے۔ ایسی باتیں نہ کیجیے۔

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 1 چودھری پرویز الٰہی صاحب کی طرف سے ہے۔ عبدالواحد ہمایوں صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب عبدالواحد ہمایوں: جناب والا! میں کل گوجرانوالہ میں ایڈمنسٹریشن کی بدانتظامی کی وجہ سے پیش آنے والے ہنگامے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں جس میں ایک کنسٹیبل ہلاک ہو گیا،

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

پولیس کی ایک بڑی گاڑی کو جلا دیا گیا۔ میونسپل کارپوریشن کے دو بلڈوزر اس میں ضائع ہو گئے اور۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انعام اللہ نیازی صاحب! ذرا تشریف رکھیں۔ وہ ایک بڑے اہم پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب عبدالواجد ہمایوں، جناب سپیکر! یہ صورت حال اس وجہ سے پیش آئی کہ ایک ڈیڑھ بجے جب سکول میں بچوں کی چھٹی کا وقت تھا تو تجاوزات ختم کرنے کے لیے کارپوریشن کا عملہ ایک سکول کے پاس بڑی دکانوں پر گیا جو کہ دکانیں کارپوریشن نے بنا رکھی تھیں۔ بہرحال، لوگوں نے کہا کہ اگر آپ نے اس کو گرانا ہی ہے تو سکول کی چھٹی ہو جائے، بچے فارغ ہو جائیں۔ وہاں تانگوں اور گاڑیوں کا رش تھا۔ تو اس کے بعد آپ اپنی کارروائی کریں۔ لیکن انھوں نے جلد بازی کا مظاہرہ کیا۔ ان کے ساتھ نہ تو میونسپل مجسٹریٹ تھا۔ نہ ان کے ساتھ ایسا کوئی انتظامی افسر تھا جو معاملات کو سلجھاتا۔ ہوا یہ کہ جب انھوں نے اس دیوار کو گرایا تو اس کے ساتھ سات بجلی کے پول گر گئے۔ جس سے ایک پول تانگے کے اوپر گرا۔ سات بچے زخمی ہوئے اور ایک گھوڑا مر گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری بات سن لیں۔ اس کو اس انداز میں نہ لائیں۔ اس کو پوائنٹ آف آرڈر کی شکل میں نہ لائیں۔ تابش الوری صاحب! یہ واقعہ جو بڑا اہم بتا رہے ہیں میں نے گزارش کی ہے کہ اس کو پوائنٹ آف آرڈر کی شکل میں یہاں نہ لائیں، بلکہ اور طریقے سے ہاؤس میں پیش کریں۔ ہم اس پر پوری توجہ دیں گے۔

جناب عبدالواجد ہمایوں، جناب، یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں سمجھ گیا۔ اسی لیے میں نے آپ کو کہا ہے۔ تابش صاحب سے آپ کنسلٹ کر لیجیے گا۔

جناب عبدالواجد ہمایوں، تو مختصراً بات میں یہ کرنا چاہتا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ وہ سمجھ گئے ہیں۔ جی، چودھری پرویز الٰہی صاحب، تحریک استحقاق نمبر 1 انعام اللہ صاحب اور ڈاہا صاحب! ذرا توجہ سے سنیے۔ قائد حزب اختلاف ایک تحریک استحقاق ہاؤس میں پیش کر رہے ہیں۔ ذرا آپ کی توجہ درکار ہے۔ جی۔

اسمبلی کی حدود سے رکن اسمبلی کی گرفتاری

چودھری پرویز الہیٰ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ یکم نومبر 1994ء کو اسمبلی کا اجلاس ملتوی ہونے کے بعد اسمبلی بلڈنگ کے باہر میری کار میں' میں انعام اللہ خان نیازی ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب کے ساتھ جانے لگا تو اچانک آٹھ دس سفید کپڑوں میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے ذاتی ملازم جنہیں میں سامنے آنے پر پہچان سکتا ہوں نے میری ذاتی کار پر دھاوا بول دیا۔ میرے ڈرائیور کو زد و کوب کیا گیا اور پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے انعام اللہ خان نیازی ایم پی اے کو زبردستی گھسیٹتے ہوئے اٹھا لیا۔ کار کے دروازوں کو نقصان پہنچایا اور انعام اللہ خان نیازی جو کہ وزیر اعلیٰ کا سیاسی مخالف ہے اور جسے دو روز قبل ایوان کے اندر دوران اجلاس وزیر اعلیٰ پنجاب نے دھمکی دی تھی اور اسے کہا کہ "INAMULLAH! YOU BEHAVE" جس وقت انعام اللہ خان نیازی کو اغوا کیا اس وقت ان سفید ملبوسات والے ملزمان کو پولیس کا بھرپور تحفظ بھی حاصل تھا۔ یہ اندیشہ پیدا ہو گیا کہ کہیں انعام اللہ خان نیازی کی جان کو نقصان نہ پہنچایا جائے اور ان پر تشدد نہ کیا جائے۔ یہ تمام واقعہ متعدد اراکین اسمبلی جن میں سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب' جناب ایس اے حمید صاحب' چودھری تنویر خان صاحب' صاحب زادہ فضل کریم صاحب' میاں عثمان ابراہیم صاحب' جناب محمد اقبال خان خاکوانی صاحب' چودھری لیاقت علی صاحب بھی شامل تھے۔ ان کے سامنے ہوا اور اس کے علاوہ تقریباً اسی طرح کی ایک تحریک استحقاق جو ہمارے 72 ارکان اسمبلی کی طرف سے ہے' جو کہ وہ بھی اس وقت وہاں پہ موجودہ تھے۔ ان کے سامنے ہوا۔ اور اس کے علاوہ قومی پریس کے متعدد اراکین اور فوٹو گرافر بھی موجود تھے۔ علاوہ ازیں بہت سے معزز شہری بھی موجود تھے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو اور اس کے ساتھیوں نے جان بوجھ کر میری گاڑی سے رکن اسمبلی کو اغوا کرنے کی مجرمانہ حرکت کی ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اس سلسلے میں ۱' ۲' ۸' ۱۲' ۱۹' پانچ اسی نفس مضمون کی تحاریک استحقاق ہیں۔ تو اس پر آپ اپنا شارٹ سٹیٹمنٹ دیں گے یا اس کے بعد ـــــ

سید تابش الوری: جو 72 ارکان کی طرف سے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اسی موضوع پر ہے؟

سید تابش الوری: جی ہاں' وہ اسی موضوع پر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ۱۶ نمبر ہے۔ میں نے نمبر بتا دیے ہیں' ایک' تین' آٹھ' چودہ اور سولہ۔ یہ پانچوں اسی نوعیت کی ہیں۔ وہ ساتھ ہی لے لیتے ہیں۔ جی' تحریک استحقاق نمبر ۳ پڑھ دیجیے۔ عثمان ابراہیم صاحب۔

جناب عثمان ابراہیم: شکریہ جناب سپیکر!

سید ظفر علی شاہ: میری تحریک استحقاق نمبر ۲ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ایک نوعیت کی ہیں۔ اس کے بعد پھر نمبر ۲ لے لیں گے۔ اس کے بعد خودبخود ۲ نمبر ہی آنے گی۔

اسمبلی کی حدود سے رکن اسمبلی کی گرفتاری

جناب عثمان ابراہیم: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نیشن" لاہور کی اشاعت مورخہ 2 نومبر 1994ء میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ انعام اللہ خان نیازی رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کو اسمبلی اجلاس کے برخاست ہونے کے بعد جو کسی مقدمے میں ملوث نہیں تھے صرف وزیر اعلیٰ پنجاب کے احکامات کے تحت اسمبلی کے احاطے سے اغوا کیا گیا تھا۔ اغوا کے وقت انعام اللہ خان نیازی کو اغوا کنندگان نے تھپڑ مارے' پیٹا اور ویگن میں پھینک دیا۔ اسی سلسلے میں روزنامہ "نوائے وقت" کی اشاعت مورخہ 4 نومبر 1994ء میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ انعام اللہ خان نیازی کو وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم کے تحت رہا کیا جا رہا ہے۔ ایک رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کے احاطے میں اغوا' اس کے ساتھ تشدد اور بدسلوکی اور بعد ازاں حبس بے جا میں رکھنے اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے قانون کی دھجیاں اڑانے سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی انعام اللہ خان نیازی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! جہاں تک میری سمجھ میں آرہا ہے تحریک استحقاق میرے بارے میں دی ہوئی ہے۔۔ ٹھیک ہے جناب جیسے چودھری صاحب فرماتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ ۔ مہربانی ۔ نمبر ۸ جناب عباس کھوکھر صاحب کی ہے ۔ وہ نہیں ہیں ۔ چودھری پرویز الہیٰ صاحب کی نمبر ۱۲ ہے جو کہ پیش ہو چکی ہے ۔ اب نمبر ۱۴ آئے گی۔

اسمبلی کی حدود سے رکن اسمبلی کی گرفتاری

سید تابش الوری، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ یکم نومبر 1994ء کو اسمبلی کے گزشتہ اجلاس کے خاتمے کے فوراً بعد اسمبلی کے احاطے سے درجنوں اراکین اسمبلی کی موجودگی میں انعام اللہ خان نیازی ایم پی اے کو بغیر وردی افراد وارنٹ یا سرکاری حکم دکھائے بغیر پولیس وین میں ڈال کر نامعلوم مقام پر لے گئے ۔ فاضل رکن موصوف قائد حزب اختلاف چودھری پرویز الہیٰ کی ذاتی کار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انہیں سخت اہانت آمیز انداز میں بے دردی سے سرعام گھسیٹ کر کار سے نکالا گیا اورمنتخب نمائندوں اور صحافیوں کی موجودگی میں دہشت گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جبراً اغوا کرلیا گیا اور بعد میں مختلف مقدمات میں ان کی گرفتاری دکھا دی گئی ۔ اس غیر قانونی ،غیر اخلاقی ،غیر جمہوری اور غیر انسانی اقدام پر حزب اختلاف ہی نے بھرپور احتجاج نہیں کیا بلکہ خود گورنر اور وزیر اعلیٰ پنجاب بھی اس ناشائستہ اور گھناؤنی حرکت کی بظاہر مذمت پر مجبور ہوگئے ۔ پارلیمانی تاریخ کے اس شرمناک ، انسانیت سوز اور خلاف آئین و قانون واقعے سے اس ایوان کا انفرادی اوراجتماعی استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ جس پر فوری بحث نا گزیر ہو گئی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب نماز کے وقفہ کے لیے ہاؤس کو پچیس منٹ کےلئے adjourn کیا جاتا ہے ۔ ہم ان شاء اللہ ساڑھے پانچ بجے meet کریں گے ۔

(اس مرحلے پرایوان کی کارروائی برائے نماز مغرب پچیس منٹ کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(جناب سپیکر محمد حنیف رامے وقفہ نماز مغرب کے بعد ۵۔۳۷ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، تحاریک استحقاق ایک ہی مضمون کی ہیں۔ تحاریک استحقاق نمبر ۱،۲،۸،۱۲،۱۴ پڑھی جا چکی

ہیں۔ چودھری پرویز الہیٰ صاحب نے تحریک استحقاق نمبر ایک پیش کی ہے۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک استحقاق پر شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں تو دے دیں۔

چودھری پرویز الہیٰ : جناب سپیکر ' میں آپ کا شکر گزار ہوں ۔ اور اس بات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جناب سے پہلے جو ڈپٹی سپیکر صاحب تشریف فرما تھے انہوں نے مکمل اور اچھی طرح بریف کیا ہے۔ یہ جو انعام اللہ نیازی صاحب والا واقعہ اسمبلی کے کمپاؤنڈ میں ہوا ۔ میں اس سلسلے میں یہ کہوں گا کہ پنجاب کی پارلیمانی تاریخ میں اس سے پہلے ایسا واقعہ کبھی نہیں ہوا ۔ جناب سپیکر! آپ یہاں تشریف فرما ہیں۔ آپ کا پارلیمانی تجربہ بھی بہت ہے ۔ اور آپ نے نشیب و فراز بھی بہت دیکھے ہیں۔ لیکن اس دور میں بھی جبکہ سول مارشل لاء یہاں پر موجود تھا اور جس کے خلاف جناب نے بھی آواز بلند کی تھی اور حق کی بات کہنے پر جناب کو قلعے میں بند رکھا گیا ۔ اس وقت بھی اسمبلی کے معزز اراکین کو گرفتار کیا جاتا رہا لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اسمبلی کے اندر ' اسمبلی کے احاطے میں کسی معزز ممبر کو اس طرح گھسیٹتے ہوئے گرفتار کیا گیا ہو ۔ اور پھر وہ میری گاڑی میں بیٹھے تھے وہاں سے انہیں زبردستی نکال کرگرفتار کیا گیا ۔ ہمارے تقریباً 72 کے قریب ممبران اسمبلی بھی وہاں موجود تھے ان کے سامنے یہ واقع ہوا ۔ پریس وہاں موجود تھا' فوٹو گرافر وہاں موجود تھے ۔ دوسرے دن انہوں نے اس واقعے کو کوریج بھی دی ۔ جناب سپیکر ' میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ جرات ان میں کیسے پیدا ہوئی؛ آپ کے اس ایوان پر ان غنڈوں کو ہاتھ ڈالنے کی کیسے جرأت پیدا ہوئی ؟ اس لیے پیدا ہوئی کہ جو اس ہاؤس کا custodian ہے ' جو اس ہاؤس کا سپیکر ہے وہ کمزور پڑ گیا ' اس میں طاقت نہ رہی۔ جناب والا ! جب یہ معزز ہاؤس اور اس کا custodian صحیح انصاف نہ کرے تو یہ واقعہ جو ایک دفعہ ہوا ہے پھر ہو گا ' آئندہ بھی ہو گا اور ہوتا رہے گا ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! قائم مقام قائد حزب اختلاف کی تقریر کے دوران مداخلت میں مناسب نہیں سمجھتا ۔ لیکن انہوں نے ایک فقرہ بولا ہے کہ اس ہاؤس کا custodian کمزور ہے ۔میں سمجھتا ہوں کہ سپیکر کے conduct کو اس حوالے سے ' اس انداز میں ' ان ریمار کس کے ساتھ ایوان میں discuss نہیں کیا جانا چاہیے ۔ یہ بھی ہاؤس کی روایات ہیں ۔ اسی طرح فاضل دوست نے جو یہ کہا ہے کہ اس ہاؤس کے سپیکر انصاف نہیں کرتے تو جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ الفاظ مناسب نہیں ہیں ۔ یہ الفاظ محترم قائم مقام قائد حزب اختلاف کو نہیں کہنے چاہییں ۔ آپ کی ذات کا ہم احترام

کریں گے تو اس ایوان کا بھی احترام رہے گا۔

جناب سپیکر، آپ کا شکریہ۔ جناب وصی ظفر صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری بھی یہی گزارش ہے کہ ان ریمارکس کو حذف کیا جائے' کیوں کہ پہلے سے ہی کہہ دینا کہ وہ انصاف نہیں کرتے' انتہائی زیادتی ہے' انتہائی نامناسب اور روایات کے خلاف ہے اور رولز کے بھی خلاف ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے جو نکتہ اٹھایا ہے وہ درست ہے لیکن چونکہ یہ میری ذات سے متعلق ہے' اس لیے میں اسے حذف نہیں کر رہا۔ جی' چودھری پرویز الہیٰ صاحب! آپ فرمائیے۔

چودھری پرویز الہیٰ، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اگر آپ اجازت دیں تو میں یہاں پر جناب وزیر قانون صاحب کے علم میں تھوڑا سا اضافہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جہاں تک سپیکر صاحب کی ذات کا تعلق ہے میں شاید آپ سے زیادہ ان کی عزت کرتا ہوں۔ اور اس وقت سے کرتا آرہا ہوں جب آپ ابھی طالب علم تھے' آپ ابھی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ اس کے بعد آپ این پی پی میں چلے گئے اور سپیکر صاحب اس وقت ہماری جماعت مسلم لیگ میں تھے۔ اس کے بعد پھر آپ مسلم لیگ میں آگئے لیکن اب آپ کسی اور پارٹی میں چلے گئے ہیں۔ یہ ایک علیحدہ کہانی ہے لیکن جناب سپیکر کا احترام' ان کی فیملی کا احترام میں بالکل ان کو اپنے گھر کا فرد سمجھتے ہوئے اسی طرح احترام دیتا ہوں۔ میں ذاتی طور پر ان کا اور ان کے کردار کا احترام آپ سے زیادہ کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جہاں تک ہاؤس کی بات ہے' جہاں تک اس ادارے کی عزت کا سوال ہے تو جناب والا! یہ کمزوری ایک حقیقت ہے۔ اس لیے کہ اس کرسی پر بیٹھ کر جناب سپیکر نے ایک حکم جاری کیا کہ میں فلاں فلاں انسپکٹر کو ابھی معطل کرتا ہوں۔ انہوں نے معطل کیا لیکن وہ انسپکٹر معطل نہیں ہوا بلکہ اسی انسپکٹر نے انعام اللہ نیازی صاحب کے ساتھ تشدد کیا اور پھر اسی انسپکٹر نے انعام اللہ نیازی صاحب کو دوسرے دن ہائی کورٹ میں باوردی پیش کیا۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کی طرف سے شیم شیم کے نعرے لگائے گئے)

اس بارے میں وزیر قانون صاحب اور ہوم منسٹر صاحب دونوں نے ہاؤس میں کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ جناب سپیکر نے جو حکم دیا ہے وہ ہم نے مان لیا ہے اور متعلقہ انسپکٹر کو معطل کر دیا گیا ہے۔ تو

جناب سپیکر! انہوں نے آپ کی عزت نہیں کی یا ہم نے نہیں کی؟ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ہاؤس کی، جناب سپیکر! آپ کی اور آپ کے اس عہدے کی عزت نہیں کی۔ جناب والا! بات ہوتی ہے عمل کی۔ صرف کہنے سے عزت نہیں ہو جاتی۔ عمل بتائیں کہ ان کا عمل کیا ہے؟ آج بھی وہ انسپکٹر باوردی ڈیوٹی دے رہا ہے۔ یہ ہے جناب ان کا احترام؛ اس کرسی کا احترام۔

جناب سپیکر! میں آپ کے احترام، اس کرسی کے تقدس، وقار، آپ کی اتھارٹی اور اس ہاؤس کی عزت جس کے آپ custodian ہیں، کی بات کر رہا تھا۔ اسی اسمبلی کا جب پہلا اجلاس ہوا تو میں نے ایک تحریک استحقاق کے ذریعے ذکر کیا تھا کہ میرے گھر کے سامنے فائرنگ ہوئی ہے، جلوس نکالا گیا، اس جلوس میں ایک وفاقی وزیر صاحب موجود تھے لیکن میری وہ تحریک استحقاق آپ نے منظور نہیں فرمائی۔ میں نے سوچا کئی مصلحتیں ہوتی ہیں، نیا نیا کام ہے لہذا اس پر زیادہ زور نہیں دینا چاہیے۔ بہرحال آپ کے وقار اور عزت کی وجہ سے میں خاموش رہا لیکن اس سے ان کے حوصلے بلند ہوئے۔ پھر جب دوسری دفعہ میرے گھر کے اندر فائرنگ کی گئی، ہمارا آدمی وہاں پر گولی لگنے سے شہید ہوا لیکن پرچہ بھی ہمارے آدمیوں پر ہی ہوا یعنی میرے کزن اور گھر کے دس ملازمین پر درج ہوا۔ اور ان کا مقدمہ بھی اب دہشت گردی کی عدالت میں بھیجا گیا ہے۔ اس کے بعد ہمارے حزب اختلاف کے اس ہاؤس کے جتنے بھی ممبرز ہیں ان کے گھروں میں پولیس نے اس طرح کارروائی کی کہ ان کے گھروں میں گھس کر بیڈ رومز تک پہنچتے رہے، بچوں کو تنگ کیا جاتا رہا لیکن آپ نے ہماری جتنی بھی تحاریک استحقاقات تھی ان سب کو ایک ہی قلم کے ساتھ reject کر دیا۔ تو جناب والا! پولیس کے حوصلے کیوں نہ بلند ہوں، کیوں نہ پولیس والے جو چاہیں، جو دل میں آئے وہ کرتے رہیں۔ اور یہ کھلی چھٹی کہاں تک پہنچی؛ ہمارے سابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف صاحب کے ساتھ، جو کہ قائد حزب اختلاف ہیں اور میاں شہباز شریف صاحب کے والد کے ساتھ جس طرح انہوں نے سلوک کیا میں بیان کر چکا ہوں۔ یعنی پولیس کی یہی جرات بڑھتی رہی اور انہوں اس ایوان کے معزز رکن پر اس اسمبلی کے احاطے میں ہاتھ ڈالا۔ جناب سپیکر! یہ کتنے دکھ کی بات ہے، کتنے افسوس کی بات ہے۔ ہمارے ممبران اور ہاؤس ہر روز پولیس کی کوتاہیوں، لاقانونیت کو پکڑنے کے لیے مختلف تحاریک التوائے کار اور تحاریک استحقاقات اس ایوان میں لاتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہہ رہا ہوں کہ بجائے کوئی نوٹس لینے کے آپ نے ایک دن ہاؤس بھی ان کے حوالے کر دیا۔ ان تمام گیلریوں پر پولیس کا قبضہ تھا اور یہاں پر کمانڈوز موجود تھے۔ جناب والا!

اب آپ خود ہی فیصلہ کیجیے کہ جب پولیس کے حوصلے اتنے بلند ہوں' میں ابھی آپ کے سامنے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ کل صبح پولیس چھ گاڑیاں لے کر آٹھ بجے سے لے کر گیارہ بجے تک لاہور میں میرے گھر کے دونوں گیٹوں پر موجود رہی۔ میرا گیٹ بلاک کیے رکھا۔ میں نے جا کر ان سے کہا کہ کیا ہے؟ اگر ہمیں گرفتار کرنا ہے تو کر لو۔ کوئی فرق نہیں پڑتا ہم خود گرفتاری دینے کو تیار ہیں اور آج اس وقت جب میں پہنچے گیا ہوں تو مجھے گھر سے فون آیا ہے کہ ابھی اس وقت بھی پولیس میرے گھر کے سارے گیٹوں پر کھڑی ہے۔ اگر انھوں نے گرفتار کرنا ہے تو کرلیں۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اور اپنے ساتھیوں کی اجازت سے یہ کہنے والا ہوں کہ ہماری پارٹی' اس ہاؤس کی largest single majority party میاں نواز شریف صاحب کی پارٹی ہے۔ آپ کی وساطت سے ہم تمام اپنی گرفتاری دینے کے لیے تیار ہیں' آپ ہمیں گرفتار کرائیں۔ (اس مرحلے پر حزب اختلاف کے تمام معزز ممبران نے کھڑے ہو کے قائد حزب اختلاف کی بات کی تائید کی)۔ یہ باری باری ہمارے گھروں میں کیا پولیس بھیجتے ہیں؛ ابھی بھی میرے گھر کے سامنے پولیس کھڑی ہے ۔ ہمیں گرفتار کریں ہمیں گرفتاری کی کوئی پرواہ نہیں تو جناب سپیکر! یہ ہے میری شارٹ سٹیٹمنٹ۔۔۔

جناب سپیکر : جو کافی طویل ہو گئی ہے ۔

چودھری پرویز الہیٰ ، جناب والا ! آپ ہی طویل کرتے چلے آرہے ہیں ۔

جناب سپیکر ، میں ڈھیل دیتا ہوں تو طویل ہو جاتی ہے۔

چودھری پرویز الہیٰ : جناب والا! بہر حال آپ سے میری یہی گزارش ہے کہ اس ہاؤس کی خاطر جس کے آپ کسٹوڈین ہیں۔ آپ اپنے اختیارات اتھارٹی اور انصاف کو سامنے رکھتے ہوئے اس کرسی کی خاطر براہ مہربانی انصاف' انصاف اور صرف انصاف کیجیے بہت شکریہ ۔

جناب سپیکر ، مہربانی۔

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی' وصی ظفر صاحب! فرمایئے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میں نے پہلے مناسب نہیں سمجھا کہ میں interrupt کروں۔ جناب والا! دو نمبر قائد حزب اختلاف نے دو نمبر باتیں کی ہیں۔ ان کو حذف کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر : نہیں، نہیں، اس طرح نہیں - آپ تشریف رکھیں۔

(اس مرحلے پر حزب اختلاف کے تمام معزز اراکین نے کھڑے ہو کر احتجاج کیا)

جناب سپیکر : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں (قطع کلامیاں) میں نے اسے rule out کیا ہے - (قطع کلامیاں) آپ موقع تو دیں۔

سید تابش الوری : پھر یہاں پر سب کو جعلی وزیر کہا جانے گا جعلی وزیر اعلیٰ کہا جائے گا۔ کیا آپ پسند کریں گے؟ اس وقت تو آپ دانش وری فرماتے ہیں لیکن آپ آج یہ کہہ رہے ہیں تو آپ انہیں کہیں کہ وہ معافی مانگیں اور اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب سپیکر : آپ موقع دیں۔ آپ تشریف رکھیں ۔میں نے اسی لیے rule out کیا ہے - میں وصی ظفر صاحب سے کہتا ہوں کہ از راہ کرم دل آزار باتیں نہ کیجے مہربانی سے ہاؤس کو چلنے دیجیے اور دل آزار باتوں سے گریز کیجیے ۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب سپیکر!---

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر : وصی ظفر صاحب! آپ تشریف رکھیے ۔جی کھوسہ صاحب! آپ فرمایے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ Chair سے بار ہا ان کو تنبیہ ہو چکی ہے کہ اس قسم کے ریمارکس پاس نہ کیا کریں ۔ اور یہ ریمارکس پاس کرنے کے بعد کرسی پر بیٹھ کر ہنستے ہیں۔ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور ہم پر امن طریقے سے ہاؤس کو چلا رہے ہیں۔ اگر اس طرح سے بار بار کیا گیا اور قائد حزب اختلاف کے بارے میں ایسے ریمار کس پاس کیے گئے تو پھر یہ ہاؤس نہ کل چلے گا اور نہ ہی آئندہ چلے گا ۔ آپ براہ مہربانی اس کا سختی سے نوٹس لیجیے اور ان کو اپنے ریمار کس واپس لینے چاہییں ۔

جناب سپیکر : میں سختی سے نوٹس لے رہا ہوں، آپ مجھے موقع دیجیے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! ان کو ریمارکس واپس لینے پڑیں گے صرف حذف کرنا مناسب نہیں ہے یہ اپنے الفاظ واپس لیں، ورنہ ہم وزیر اعظم کے بارے میں بھی بات کر سکتے ہیں صدر

کے بارے میں بھی بات کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں آپ بھی نہیں کریں گے وہ بھی نہیں کریں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! تو پھر یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب سپیکر، انھیں کارروائی میں سے حذف کر دیتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! یہ کافی نہیں ہے۔

جناب سپیکر، میں نے انھیں تنبیہ کی ہے آئندہ نہیں کریں گے۔

سید تابش الوری، جناب والا! پھر ہم بھی یہ لفظ کہیں گے اور آپ حذف کر دیں۔ آپ انھیں کہیں کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔۔۔

جناب سپیکر، میں انھیں کہہ رہا ہوں۔ میں نے انھیں کہا ہے کہ وہ آئندہ ایسا نہ کریں۔

چودھری اختر رسول، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ جناب والا! ابھی پورے پنجاب میں جس انداز سے گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے اور جس انداز سے جمہوریت کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں اور جس انداز سے میاں شریف صاحب کی گرفتاری کی گئی ہے۔ مجھے شک ہے کہ اگر قائد اعظم زندہ ہوتے تو انھیں بھی پاکستان بنانے کے جرم میں یہ حکومت گرفتار کر لیتی۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ میں جناب قائد حزب اختلاف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک ہی مطلب کی بہت سی petitions ہیں۔ آپ کا دن ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو بے شک اس پر ایک آدھ اور شارٹ سٹیٹمنٹ کر لیں۔ اگر ایک ہی مطلب کی ہیں تو پھر اس پر آپ زیادہ وقت نہ لگائیں۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب والا! کم از کم ہمارے سات آٹھ ساتھی اس پر مختصر بولنا چاہتے ہیں۔ انعام اللہ نیازی صاحب کو زیادہ وقت دیجیے اور کم از کم ہمارے سات آٹھ ساتھی بولیں گے۔

جناب سپیکر، وہ تو محرک نہیں ہیں۔

چودھری پرویز الہیٰ، محرک نہیں ہیں، لیکن۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں، پھر کیسے وقت دے سکتا ہوں اور دوست بول لیں۔

چودھری پرویز الہیٰ، ہاں، sorry نیازی صاحب محرک ہیں

جناب سپیکر، میں دیکھ لیتا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جس پر بیتی ہو وہ محرک ہی ہوتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

چودھری پرویز الہیٰ، جناب والا! تحریک استحقاق نمبر 16 ہمارے 72 ساتھیوں کی طرف سے ہے۔

جناب سپیکر، جی نیازی صاحب کا نام ہے بجا ہے۔ تو آپ کتنے دوستوں کو وقت دینا چاہتے ہیں؟

چودھری پرویز الہیٰ، میں ابھی آپ کو آٹھ نام دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، انعام اللہ نیازی صاحب سے شروع کر لیں۔

چودھری پرویز الہیٰ، جی آپ انعام اللہ نیازی صاحب سے شروع کر لیں۔

جناب تاج محمد خانزادہ، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، جی تاج خانزادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب سپیکر! میں اس ہاؤس کو دو چیزیں بتانا چاہتا ہوں۔ ایک اس ہاؤس کی طاقت اور دوسرا جو مروت پہلے ایم پی ایز کے ساتھ کی گئی اور میں اس میں آپ کو مسٹر بھٹو کی مثال بھی دوں گا۔ آپ سن لیں اور کان کھول کر سن لیں اور پھر اس کا آج کے دنوں کے ساتھ مقابلہ کریں۔ پھر میں یہ فیصلہ آپ پر چھوڑ دوں گا۔ جناب والا! مسٹر ڈھکو کے کیس میں ایک ASI نے بد تمیزی کی اور یہاں پر اسمبلی میں although جو I.G تھا وہ اس وقت فیصل آباد میں تھا لیکن اس کے عوض میں I.G سردار خان کو یہاں سے by order وائرلیس ہٹا دیا گیا۔ آج ہماری یہ بد قسمتی ہے کہ ایک انسپکٹر جس کے بارے میں پورے ہاؤس میں---

جناب سپیکر، I call the House to order۔ مجھے قائد حزب اختلاف نے ایک فہرست دی ہے جو short statement کے بارے میں ہے، اور short کا مطلب ہوتا ہے چھوٹا۔ دو منٹ صرف۔ اب سید تابش الوری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ریکارڈ نکال کے دیکھ لیں۔ میں نے آج تک پہل نہیں کی۔ آج بھی قائد حزب اختلاف نے جناب کی ذات پہ حملے کیے۔ میں نے جواب دیا ہے۔ لیکن کبھی حملہ نہیں

کیا۔ میں دو نمبر سپیکر ہوں میرا حق ہے۔

جناب سپیکر، آپ بہت اچھا بولتے ہیں تشریف رکھیں۔ آپ کیوں اتنے حساس ہوگئے ہیں۔ میری تجویز سنیں۔ آپ ان کی باتوں پر اتنا دھیان نہ دیا کریں تو شاید وہ بھی کم بولا کریں گے۔ سید تابش الوری۔

سید تابش الوری، جناب والا! ہاؤس کو in order کر لیجیے تاکہ میں کوئی بات کرسکوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، I call the House to order جی تابش صاحب۔

سید تابش الوری، آج ہم جس تحریک استحقاق پر مختصر بیان دے رہے ہیں وہ پارلیمانی تاریخ کے ایک بد ترین واقعے سے متعلق ہے۔ اور یہ بھی غالباً پہلی تحریک استحقاق ہے جو ۲۰ اراکین اسمبلی کی طرف سے دی گئی ہے۔ جناب والا! یہ ایسا انسانیت سوز اور غیر اخلاقی اقدام تھا۔ جس سے پوری پارلیمانی تاریخ کا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ اور ہم یہ کہنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ یہ ایوان جس کو آپ بھی اور ہم سب بھی بار بار مقدس کہتے ہیں ۔ اس ایوان کی تقدیس اس ایوان کا احترام اس ایوان کی عزت مسلسل مجروح کی جارہی ہے۔

میاں عمران مسعود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، تابش صاحب! آپ کے پیچھے سے پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! میں تابش الوری صاحب سے معذرت خواہ ہوں۔ ازراہ کرم اگر آپ حزب اقتدار کے ممبر کو منع کریں کہ یہ یہاں آکر ہمارے بزرگ ممبر کو threat کر رہے ہیں۔ اور وہ انہیں کہہ رہے ہیں کہ آپ نے کیوں اس بحث میں حصہ لیا۔ اب آپ ملاحظہ فرمائیں' یہ آپ کے سامنے بات کر رہے ہیں۔ جناب والا! یہ رویہ برداشت نہیں کیا جائے گا۔ جناب والا! ان کو واپس ان کی سیٹ پہ کیا جائے۔ یہ کس قسم کا رویہ ہے ۔ یہ اپنی سیٹ پہ جا کر بات کریں۔ جناب والا! یہ اس قسم کی دھمکی' اس قسم کا رویہ دیکھیں یہ آپ کے اور میرے درمیان کس طریقے سے حائل ہو رہے ہیں۔ جناب والا! ان کو آپ کچھ سمجھائیں۔

سردار سکندر حیات، ذاتی نکتہ وضاحت پہ یہ میرا حق ہے۔ میں نہ تو دھمکی دینے گیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر، تو پھر کیا کرنے گئے تھے؟

سردار سکندر حیات، میں تو ان کو کہنے گیا تھا کہ جناب ایوب خان اور کالاباغ کے خلاف اگر بات کر رہا

تھا تو آپ سے میں ذاتی نہیں ہو رہا تھا۔ جب آپ پرسنل ہوئے ہیں تو پھر میں نے بات کردی۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

سردار سکندر حیات: میں نے ان سے نہ تو معافی مانگی ہے نہ دھمکی دی ہے۔ میں نے تو سچ بتایا ہے۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: جی تاج خانزادہ صاحب۔

جناب تاج محمد خانزادہ: وہ مجھ سے معافی مانگنے نہیں آیا یہ بالکل غلط بات ہے۔ وہ تو میرا بچہ ہے، میرا بھتیجا ہے۔ وہ کالاباغ اور ایوب کے خلاف ہے۔ وہ تو یہ گلہ کرنے آیا تھا کہ جب آپ کالا باغ اور ایوب کے خلاف بات کرتے ہیں تو مجھے درد ہوتا ہے کیونکہ میں فاطمہ جناح کا follower تھا۔ میں نے ان کو بولا اگر ایوب پھر پیدا ہوا تو میں پھر ایوب کو ووٹ دوں گا۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ لیکن میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا تھا جو آپ مجھے کرنے نہیں دیتے۔ میں بھٹو کے خلاف تھا۔ لیکن میں بھٹو کی عظمت اور law fulness کی ایک چھوٹی سی جھلک دکھانا چاہتا ہوں۔ (قطع کلامیاں، شور) نہیں، نہیں، میں بات کروں گا اور مجھے بات کرنے دیں۔ نہیں، یہ آپ کے خلاف نہیں ہے۔

MR SPEAKER: I call the House to order

جناب تاج محمد خانزادہ: دیکھیں جی شیطان کے پاس بھی اچھے اچھے وصف ہوتے ہیں۔ یہ کہ بھٹو میں کوئی خاصیت نہیں تھی یہ غلط ہے۔ مجھے آپ بات کیوں نہیں کرنے دیتے؟ میں نہ ان کا غلام ہوں اور نہ میں ان کا، میں تو بس خدا کا غلام ہوں۔ آپ مجھے بات کرنے دیں۔ جب بھٹو وزیر اعظم بنا۔ تو اس نے کہا کہ وہ کونسا ڈی سی ہے جس نے مجھے قید کیا تھا۔ اس کی فائل منگواؤ۔ تو جب بندیال کی فائل گئی۔ تو اس نے کہا کہ،

Is he competent to become the Chief Secretary of the Punjab. He said no sir, he has not got enough service

تو اس نے کہا کہ

As soon as he becomes competent make him the Chief Secretary of the Punjab.

Now, I will give you an example that credit goes to Mr Bandial for the

treatment which he meted out to Mr Bhutto and Mr Bhutto as a civilised man paid him the credit for that . So I am only telling my friends behave, that please behave in a manner that tomorrow when these poeople are sitting on the Treasury Benches they can be able to say that such and such a friend of us behaved like a gentleman.

Let us treat him like a gentleman, but if you treat and put the MPAs like criminals and dacotts in common custody with those undesirable people what can you expect from them tomorrow Sir let us listen to the people, for God's sake listen to them and Mr Speaker when I mentioned the name of Mr Bhutto every body thought that I have been brought by some body. I cannot be brought by somebody not even by the great father or not by any great personality. I will never go against my concious whether it is you Mr Speaker or they, my conscious is my own and I am only answerable to God Almighty. Thank you.

MR SPEAKER: Thank you Khanzada Sahib

جناب سپیکر: شکریہ۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں۔ میں بات کر رہا ہوں۔ میں قائد حزب اختلاف کو ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اکثر ان کی طرف سے یہ دعوت نامہ اور کبھی کبھی دھمکی آمیز اطلاع آتی رہتی ہے کہ وہ میرے خلاف تحریک عدم اعتماد لانا چاہتے ہیں۔ تو میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس سپیکر کے لیے بہت اچھا امیدوار ہے تاج محمد خانزادہ۔ آپ انھیں اپنا امیدوار بنالیے۔

میاں عمران مسعود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

MIAN IMRAN MASOOD: Sir I am on a point of order We have just received this letter from the Secretary Provincial Assembly of the Punjab.

.....(Interruption)... ....

Sir, there is a man in the hiding taking photographs of the members of the House. Why he is trying to humiliate the members of this honourable House? Mr Speaker Sir, when we are getting this letter, photographers are not allowed to attend the session of the Assembly then why is this cameraman trying to humiliate us? Who allowed him to enter the House. Which authority allowed this camerawala to come and take the pictures of the House

جناب سپیکر، یہ اسمبلی کا ریکارڈ ہے۔

میاں عمران مسعود، ایک طرف تو آپ فوٹو گرافرز کو منع کرتے ہیں کہ آپ اندر مت آئیں۔ تو ان کا کیا قصور ہے؟ آپ انہیں اندر آنے دیں۔ یہ تصاویر کیوں بنائی جا رہی ہیں؟ آپ نے یہ ہماری تصاویر کہاں پہنچانی ہیں۔ یہ چوری چوری چپکے سے پیچھے سے ساری فلمیں بنا رہا ہے۔ اس کو اس دن بھی منع کیا تھا اور آج بھی منع کر رہے ہیں۔ آپ اس کو روکیں ۔ آپ کے اس لیٹر کی پھر کیا وقعت رہ گئی ہے۔ پریس کے فوٹو گرافر ہمارے بھائی ہیں' ان کا حق ہے۔ اور یہ ہمیشہ پیچھے سے تصویریں بناتا ہے۔ ساتھ اس کے پولیس والے بندے کھڑے ہوتے ہیں سفید کپڑوں میں۔ آپ اس کا سختی سے نوٹس لیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں نوٹس لے رہا ہوں۔ میری بات سنیے۔ جس طرح آپ کی ساری باتیں یہاں درج ہو رہی ہیں' یہاں اخباروں کے لیے درج ہو رہی ہیں۔ اسی طرح اسمبلی کا اپنا عملہ اس بات کو ریکارڈ کرتا ہے۔ تمام دنیا میں اسمبلیوں کے اندر تمام کارروائی اسمبلی کا اپنا سٹاف ٹیلی وائز کرتا ہے۔ اس کا ریکارڈ بنتا ہے۔ یہ ہم کسی کو دیتے نہیں لیکن یہ اسمبلی کی اپنی archives میں' اس کی اپنی لائبریری میں محفوظ رہتا ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، اسمبلی کے ریکارڈ پر جو چیز آتی ہے' ہماری درخواست پر جو حصہ ہمیں مطلوب ہوتا ہے وہ ہمیں مل جاتا ہے۔ کیا آپ اس بات کی گارنٹی دیتے ہیں کہ یہ جو وڈیو کیسٹ بنائی جاتی ہے ' ہماری درخواست پر اس کا حصہ ہمیں مل جائے گا؟ ہماری یہ اطلاع ہے کہ یہ جو وڈیو فلم بنتی ہے رات کو سی ایم ہاؤس میں چلتی ہے ---

جناب سپیکر، نہیں' آپ کی اطلاع غلط ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، ہماری اطلاع درست ہے جناب۔ اگر سی ایم کے جاسوس ہیں تو ہمارے جاسوس بھی وہاں کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ کی اطلاع غلط ہے۔ جی، فرمایئے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ باہر کی پارلیمنٹس میں بھی یہ روایت ہے، کیمرہ اور یہ ریکارڈ وغیرہ۔ اس ہاؤس کی یہ روایت نہیں تھی۔ یہ وڈیوز حال ہی میں انٹروڈیوس ہوئے ہیں۔ اور اس سال ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ وڈیو کیمرہ اندر آنے کی اجازت آپ نے دی ہے یا آپ کے ڈپٹی سپیکر صاحب نے دی ہے، ہمیں علم نہیں ہے۔ لیکن مسلسل یہ اپوزیشن بنچوں کی طرف چل رہا ہوتا ہے۔ کبھی یہ ٹریژری بنچوں کی طرف نہیں چلا۔ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ سکرین منگوا لیں، ٹیلی ویژن منگوا لیں، ابھی دیکھ لیں۔

جناب سپیکر، میں دیکھ لوں گا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ نہ دیکھیں، ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور یہ یک طرفہ کرتا ہے۔ اور صرف ہنگامہ آرائی کے وقت یہ آتا ہے۔ اس طرف پھر بھی نہیں جاتے گا۔ لہٰذا ہماری استدعا ہے کہ اس کو باہر پھینکا جائے۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس کو فوری بلائیں اور کیسٹ آپ ابھی اپنے حوالے لیں اور خود دیکھیں اور ساتھ ہمیں اور ہمارے ساتھیوں کو بھی دکھائیں اور اسی پر واضح ہو جائے گا کہ یہ صرف ہمارے لیے بنائی گئی ہے۔ اس کو بلائیں ابھی۔ ابھی اس سے لیں۔ وہ اب بھاگ کیوں گیا ہے؟

جناب سپیکر، بلاتے ہیں، بلاتے ہیں۔ اس کی کیا روایت رہی ہے؟ سیکرٹری صاحب! یہ کب سے شروع ہوا ہے؟

رانا محمد اقبال، جناب سپیکر! ہاؤس کو یہ بتایا جائے کہ اس کیمرہ مین کو آپ نے اجازت دی ہے یا سیکرٹری صاحب نے اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر، جی، میں بتاتا ہوں۔ جی، فرمایئے۔

میاں فضل حق، میں اس مسئلے میں تھوڑی سی وضاحت چاہوں گا کہ پچھلی دفعہ ایک suspense

ہمیں نظر آیا کہ جناب سپیکر نے امریکہ سے ایک اڈوائزر بلایا جو کہ اسمبلی کی کارروائی کو چلانے میں آپ کو مدد دے گا۔ تو میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا یہ فوٹو گرافر' یہ وڈیو کیمرہ چلانے والا بھی اسی کا حصہ ہے؟ اور آپ یہ دیکھیے' جیسے ہمارے لیڈر نے بھی کہا اور دوسرے اصحاب نے بھی کہا ہے کہ یہ چیز جو اس وقت ہو رہی ہے' بخدا میں آپ کو کہتا ہوں کہ اگر پچاس منٹ یا آدھا گھنٹہ وہ اس ہاؤس میں ہوتا ہے تو پینتالیس منٹ ہماری طرف کیمرے کا رخ ہوتا ہے اور پانچ منٹ اُدھر ہوتا ہے۔ کیا مقصد ہے اس چیز کا؟ آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ کیا دکھانا چاہتے ہیں؟

And that is why four days ago in the last session I said, Mr. Speaker, our attitude is based. I was not wrong. Your attitude is based

جناب سپیکر: یہ خوبصورت فقرہ پھر کہیے۔

میاں فضل حق، مجھے کہنے کی ضرورت نہیں' آپ خود جانتے ہیں مسٹر سپیکر۔ With due apology I have to say that, because, you are the custodian of the House. آپ کی یہ ڈیوٹی ہے کہ آپ یہ دیکھیں کہ جتنے ممبر یہاں موجود ہیں ' ادھر یا اُدھر' ان سب کے خیالات و احساسات کو آپ تحفظ دیں۔ بجائے اس کے کہ ہم ذرا سی بات کرتے ہیں' آپ اس کو حذف کروا دیتے ہیں اُدھر سے اتنی لمبی لمبی تقریریں ہوتی ہیں تو آپ ان کو کہتے ہیں کہ آپ تقریر کریں۔ آپ اس پر بات کرنے دیں۔جناب والا! کل یہاں ہاؤس کے اندر جو کچھ ہوا وہ آپ کے سامنے ہے۔ اس میں مزید کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ بات یہ ہے کہ یہ کیمرہ مین میرے یہاں سپیکر بننے سے پہلے کے ملازم ہیں۔ یہ یہاں یہی کام کرتے ہیں۔ (مداخلت) میں اس کو دیکھ لیتا ہوں۔ میں نے آپ سے کہا ہے کہ میں اس کو چیک کر لیتا ہوں کہ یہ کب شروع ہوا ہے؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میں سن باسٹھ سے اس ایوان کا ممبر چلا آرہا ہوں۔ یہ پہلے یہاں کبھی نہیں آیا۔

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! اس لیٹر کی کیا justification ہے؟ صرف یہ بتا دیں۔

رانا محمد اقبال، کیمرہ مین کا اپوائنٹمنٹ لیٹر' کون سی تاریخ کو یہ appoint ہوا' کون سی تاریخ کو یہ کیمرہ خریدا گیا؟

جناب سپیکر: اس کے بارے میں ہم ہاؤس میں رپورٹ پیش کر دیں گے۔جی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر ! میں آپ سے پوچھوں گا۔ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ آپ اس ہاؤس کے عملے کی appointing اور final اتھارٹی ہیں۔ آپ نے خود ابھی ہم سب کی موجودگی میں سیکرٹری سے پوچھا کہ یہ کب آئے ہیں؟

جناب سپیکر: میں نے سیکرٹری صاحب سے پوچھا۔۔۔ آپ میری بات سن لیجیے ناں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: آپ کو اس کا نام بھی نہیں آتا۔

جناب سپیکر: مجھے آتا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: ابھی پوچھا ہے آپ نے۔

جناب سپیکر: نہیں' نہیں۔ نام نہیں پوچھا۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ ان کی کب appointment ہوئی تھی اور یہ کیمرہ کب خریدا گیا تھا۔ ان کی appointment بھی وٹو صاحب کے وقت ہوئی' یہ کیمرہ بھی اس وقت کا خریدا گیا ہے' نام اس کا شہزاد ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب کیمرہ ان کے پرائیویٹ استعمال کے لیے خریدا گیا ہوگا' اسمبلی میں استعمال نہیں ہوا۔ میں آپ کو گواہی دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیے' اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: یہ ان کے پرائیویٹ فنکشنز کے لیے خریدا گیا ہوگا' وہاں استعمال ہوتا ہوگا۔

جناب سپیکر: میری بات سنیے۔ اگر یہ کیمرہ ان کا پرائیویٹ ہوتا تو ان کے ساتھ چلا جاتا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: اسمبلی کے خرچے پر خریدا گیا۔ لیکن ان کے پرائیویٹ استعمال میں رہا ہوگا۔ میں حقیقت بتا رہا ہوں یہاں استعمال نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اسمبلی کے خرچے پہ خریدا گیا ہے تو اسمبلی ہی میں استعمال کے لیے خریدا گیا ہوگا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: یہاں نہیں استعمال ہوا۔ ہمارے کافی ساتھی یہاں پرانے بیٹھے ہوئے ہیں جو پچھلے tenure میں بھی ایم پی اے تھے۔ ان سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر۔ جی، فرمایئے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، یہ نئے ہیں۔ یہ پہلے نہیں تھے۔ یہ اب آئے ہیں۔ یہاں پر اکرام ربانی بیٹھے ہیں۔ لاء منسٹر بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر۔ نہیں، انھیں میں نے فلور دیا ہے۔ نواب شیر وسیر۔

ملک نواب شیر وسیر، جناب سپیکر! میں تو بڑا حیران ہوں کہ سیاست دان کی تو بہت بڑی کمزوری ہے کہ اس کا فوٹو اخبار میں آئے اور ان کی فلمیں بنیں۔ اور ہمارے یہاں پر اپوزیشن کے ساتھی فوٹو بنوانے کے لیے بڑی بڑی حرکات بھی کرتے رہتے ہیں اور فوٹو گرافر آتے ہیں اور تصویریں لیتے ہیں۔ اگر ہمارے بھائیوں کی تصویر مفت میں بن رہی ہے تو اس میں کیا حرج ہے؟ اگر وہ اچھی بات کریں گے تو تصویر بھی اچھی آئے گی اور اگر انھیں اعتراض ہے تو وہ ایسا کام نہ کریں جو تصویر میں برا لگے۔ ہماری بھی تصویر بنائی جائے، کوئی حرج نہیں۔

جناب سپیکر، رانجھا صاحب۔

میاں مناظر علی رانجھا، اس روایت کا آغاز ۸۵ سے ہوا ہے۔ اور ہر سیشن میں اسمبلی کا عملہ اسمبلی کے ریکارڈ کے لیے سپیکر کی اجازت سے فوٹوگرافی کرتا رہتا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ یہاں جو وڈیو فلم بنائی جاتی ہے یہ سپیکر کی اجازت سے ہر اجلاس میں بنتی رہی ہے۔ یہ سلسلہ ۱۹۸۵ء سے چلا آ رہا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں اور نہ ہی کوئی نئی روایت ڈالی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر، کچھ لوگ پہلے سے کھڑے ہیں، میں ان کی بات سن لوں۔

چودھری خادم حسین، جناب سپیکر! محترم ذوالفقار علی کھوسہ صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ پہلے نہیں تھی۔ میں بھی ۸۵ سے آ رہا ہوں وہ بھی ۸۵ سے ہیں۔

جناب سپیکر، ماشاء اللہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میں سن باسٹھ سے چلا آ رہا ہوں۔

چودھری خادم حسین، میں ۶۲ کی بات نہیں کرتا۔ میں اس دن کی بات کر رہا ہوں جس دن آپ اور میں دونوں اسمبلی میں آئے تھے اور آج تک ہیں۔ باسٹھ میں آپ ہوں گے۔ وہ آپ کی اجارہ داری تھی۔ یہاں ۸۵ کے کتنے آدمی ہیں۔ یہاں دس پندرہ بیس ہوں گے۔ اصل بات میں کرتا ہوں۔ جناب ذوالفقار

علی کھوسہ صاحب کو پورا پتا ہے کہ یہ وڈیو کیمرہ ۱۹۸۵ء سے چلا آرہا ہے'۸۵ سے فلمیں بنا رہا ہے۔ آج انھیں کیوں یہ بات بری لگی ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ان کو یہ بات بری لگتی ہے کہ ہمارے کردار کو قوم دیکھے (مداخلت) بات سنیں۔ کھوسہ صاحب! ذرا دلیری رکھیں۔ حق بات سننے کی جرأت بھی پیدا کریں۔ اگر آپ سن 62 سے ہیں تو یہی آپ نے ۶۲ سے سیکھا ہے؟ جناب والا! میں یہ عرض کرنے والا ہوں کہ اگر اپوزیشن کے میرے معزز بھائیوں کو یہ فلم اس لیے بری لگ رہی ہے کہ قوم ہماری حرکات اور کردار کو دیکھے گی تو میرا خیال ہے کہ کردار' یہ عادات اور یہ حرکات اسمبلی میں ہونی ہی نہیں چاہییں۔ اگر یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ بری ہیں تو اسی لیے یہ کہتے ہیں کہ قوم کو پتا نہ لگ جائے۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہاں پر پورا ئی وی سیٹ ہونا چاہیے۔ تاکہ حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں کی کارروائی قوم دیکھے۔ یہ تو کہتے ہیں کہ ۱۹۶۲ء سے لیکن میں کہتا ہوں کہ خدا کی قسم مجھے اسمبلی کا ممبر کہلانے سے شرم آتی ہے۔ جو کردار انہوں نے ادا کر رکھا ہے (قطع کلامیاں) آپ جواب دیں یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ کھوسہ صاحب! آپ ۱۹۶۲ء سے آرہے ہیں۔ کیا ۱۹۶۲ء سے آپ نے یہی سیکھا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ آپ ۱۹۶۲ء سے پارلیمینٹیرین ہیں ہی نہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ، آپ کو بھی موقع ملے گا۔ ابھی تو انھوں نے بات ہی مکمل نہیں کی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

چودھری خادم حسین، جناب سپیکر! معزز ممبر حوصلہ رکھیں۔ وہ سردار بھی ہیں' ۱۹۶۲ء سے بھی آ رہے ہیں' قد کاٹھ بھی مجھ سے بڑا ہے لیکن حوصلہ مجھ جیسا رکھیں۔ یہ چھوٹی سے حوصلے نہ رکھیں۔ جب انہوں نے بطور وزیر خزانہ بجٹ پیش کیا تھا' ریکارڈ منگوا کر دیکھ لیں کہ ان کی بھی فلم بنی ہوئی ہے۔ اور اسی کیمرے کی بنی ہوئی ہے۔ آج ان کو یہ کیمرہ ہوّا دکھائی دے رہا ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی کافی ہو گیا ہے۔ جناب صداقت علی صاحب '

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! میں point of personal explanation پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، جی فرمایے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ پہلے تو یہ میرے اور اپنے حوصلے کا تقابل کر لیں۔ میں حوصلے سے وہیں کھڑا ہوں جہاں یہ بھی ہوا کرتے تھے ۔ یہ بے حوصلہ ہو کر وہاں نوکری مانگنے چلے گئے ہیں ۔ میں یہیں کھڑا ہوا جہاں میرے ساتھی بیٹھے ہیں ۔ یہ بات کررہے ہیں ریکارڈ کی ۔ یہ بات کررہے ہیں سیاستدان کی کہ سیاستدان کو چاہیے کہ وہ پبلک کے سامنے آئے ۔ آپ نے خود اپنے الفاظ میں کہا ہے کہ یہ اسمبلی کا ریکارڈ ہے ۔ یہ عوام کے لیے فلم نہیں بنتی ۔ عوام کے لیے وہ بیٹھے ہیں ۔ ان کے کیمرے آپ نے اندر بند کر دیے ہیں ۔ ہم دعوت دیتے ہیں کہ وہ کیمرے یہاں لائیے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا کردار قوم کے سامنے جائے ۔ یہ صرف اور صرف اسمبلی کا ریکارڈ ہے ۔ آپ کی زبانی ۔ ان کی زبانی میں تسلیم نہیں کرتا ۔ یہ تو وفاداریاں بدلنے والے ہیں 'زبان بدلنے میں تو ان کو چٹکی لگے گی ۔

جناب سپیکر : آپ اپنی ذات پر بات کریں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب سپیکر! بحیثیت فنانس منسٹر یعنی ہر فنانس منسٹر کی تقریر live ٹیلی کاسٹ کی جاتی ہے اور ٹیلی وژن ڈیپارٹمنٹ ہوتا ہے ۔ اسمبلی کا ریکارڈ نہیں ہوتا ۔ یہ ان کی بھول ہے ۔ اور اس کی بھی کاپی مجھے نہیں ملی ۔ وہ live ٹیلی کاسٹ ہوئی اور ٹیلی وژن سیٹ کاپی کی گئی ۔ ٹیلی وژن کا ریکارڈ ان کے پاس رہتا ہے نہ کہ اس اسمبلی کے پاس ۔ پتا نہیں یہ کس اسمبلی کے ممبر ہیں ۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں ۔ explanation ہو گیا ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! یہ ایسی بات نہیں ہے کہ ایک آدمی کو یوں ہی اجازت دے دیں اور وہ میرے خلاف بولتے جائیں ۔

جناب سپیکر : نہیں' نہیں ۔ کوئی آپ کے خلاف نہیں بولا ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ (قطع کلامیاں)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! یہ حوصلے کی بات کرتے تو ذرا حوصلے کے ساتھ اپوزیشن میں بیٹھتے ۔ نوکری مانگنے وہاں نہ چلے جاتے ۔

جناب سپیکر : جی شاہنواز چیمہ صاحب!

وزیر اوقاف (چودھری شاہنواز چیمہ) : جناب سپیکر! کھوسہ صاحب نے بالکل صحیح بات کہی ہے ۔ میں

بھی ۱۹۸۸ء میں ممبر تھا۔ آج تک کسی نے کوئی ویڈیو فلم نہیں بنائی۔ لیکن ویڈیو کیمرہ ۱۹۸۸ء ' ۱۹۹۰ء میں خریدا گیا۔ لیکن ویڈیو اس وقت تک خاموش رہا ہے جب تک ہماری عادات اچھی تھیں۔ جب اس نے دیکھا کہ ہماری عادات خراب ہو گئی ہیں تو وہ خودبخود آ گیا اور کسی نے نہیں لگایا۔

جناب سپیکر۔ تابش الوری صاحب۔

سردار حسن اختر موکل ۔ جناب والا! ایک عرض کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ۔ آپ بھی اپنا وقت خرچ کریجیے۔ جی فرمایے۔

سردار حسن اختر موکل ۔ جناب سپیکر! مجھے افسوس اس بات کا ہے اور آپ کی وساطت سے میں عرض کروں گا کہ میرے ایک بڑے ہی معزز بھائی جو اس کرسی پر دو دفعہ بیٹھے ہیں' انہوں نے بھی یہاں پر فرما دیا کہ یہ روایت ۱۹۸۵ء سے چلی آ رہی ہے۔ روایت کا آپ کو بھی علم ہوگا۔ سیکرٹری صاحب نے بھی آپ کو بتایا ہوگا۔ یہ ویڈیو کیمرہ پہلی دفعہ آیا ہے اوراس سے پہلے یہ روایت نہیں رہی۔ سوائے اس کے کہ جب بجٹ پیش ہوتا تھا تو live دکھانے کے لیے یہ آتا تھا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے میرے بڑے معزز وزیر صاحب جن کو یہ عادت ہوتی ہے کہ ضرور اٹھیں۔ ابھی وہ بات کرتے ہوئے سچ بول گئے۔ وہ کہہ بھی گئے کہ پتا نہیں یہ ۱۹۹۰ء میں خریدا ہے یا ۱۹۹۳ء میں خریدا ہے۔ ان کو بھی پتا نہیں ہے۔جہاں تک اس بات کا تعلق ہے ہم تو یہ کلیم کرتے ہیں۔ آپ نے بھی فرمایا۔ میں نےبھی تقریباً دنیا کی ہر پارلیمینٹ کا اجلاس attend کر کے دیکھا ہے۔ وہاں پر live دکھاتے ہیں۔ آپ بھی دکھائیں۔ قوم فیصلہ کر لیا کرے گی کہ اس طرف سے جو باتیں ہوتی ہیں وہ سچائی پر ہیں یا اس طرف سے جو باتیں ہوتی ہیں وہ حق پر ہیں۔ ہم تو یہ دعوت دیتے ہیں۔ اگر یہ قوم کو دکھانے کےلئے ہوتی تو جناب والا! پھر کل نیشنل اسمبلی کی بات بھی پبلک کو دکھانے کے لیے کیمرے پر ضرور live دکھائی جاتی۔ جناب والا! ہم آپ سے یہ التجا کرتے ہیں اور میں یہاں پر ایک tribute پیش کرتا ہوں اس وقت کے سپیکر کو جنہوں نے یہ بات شروع کی تھی کہ یہ پنجاب اسمبلی کا اجلاس ریڈیو کے چینل پر آنا چاہیے یا ٹی وی کے چینل پر آنا چاہیے مجھے علم نہیں کہ اس کے بعد کون سی چیز تھی کہ جس نے ان کے ارادوں میں حائل ہو کر یہ بات نہیں کرنے دی۔ میں آج اس ہاؤس کے فلور پر یہ حلفاً کہتا ہوں کہ ۱۹۸۵ء سے یہ کیمرہ ہاؤس کے اندر نہیں آیا۔ بلکہ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ محترم رانا اکرام ربانی صاحب جو قائد

حزب اختلاف بھی رہے ہیں ان کو بھی علم ہے کہ یہاں ہاؤس کے اندر جب بھی فوٹو گرافر آتے تو انہیں کہا جاتا کہ آپ صرف ہی فوٹو لے لیں اور واپس چلے جائیں ۔ یہ بڑھتے بڑھتے بات یہاں تک آئی کہ آپ نے کہا کہ وہ ہال سے بھی باہر چلے جائیں۔ اگر یہاں پر ریکارڈ کی بات ہوتی ہے تو وہ ریکارڈ سامنے ہے ۔ یہاں باتوں کی ضرورت نہیں ہے ۔ اہمیت تقاریر کی ہے ۔ اہمیت الفاظ کی ہے ۔ اہمیت اس بات کی نہیں ہے کہ ایک ممبر کیا کررہا ہے ۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہے یا بیٹھا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ ایک منٹ رکیں ۔ میری بات سنیئے ۔

سردار حسن اختر موکل ۔ جناب والا! میں بات ختم کررہا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ نہیں ۔ میری بات آپ کو سننی پڑے گی ۔

سردار حسن اختر موکل ۔ جناب والا! جس کی یہ بات کررہے ہیں اس کو فوری طور پر pin point کرکے پولیس کے حوالے کردیا جائے ۔ اس کے علاوہ اس کا کوئی مصرف نہیں ہے ۔ اس کا کوئی استعمال نہیں ہے ۔ یہ سب غلط باتیں ہیں ۔ ریکارڈ وہ پڑا ہے ۔ آپ تقاریر کے الفاظ حذف کریں ۔ جو نہیں کرنے والے ہوتے ان کا وہاں پر ریکارڈ ہے ۔ وہ سب کے سامنے جاتا ہے ۔ میں یہ کہتے ہوئے آپ سے اجازت لے کر بیٹھ جاتا ہوں کہ یہ ۱۹۸۵ء سے نہیں ۔ یہ انہی دو اجلاسوں میں دیکھنے میں آرہا ہے ۔ اس سے پہلے نہیں ہوا کرتا تھا ۔

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب سعید اکبر خاں) ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ۔ سعید اکبر خاں صاحب کی بات سن لیتے ہیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس ویڈیو سے کوئی الرجی ہے ۔ اور میں اس ہاؤس اور آپ کی اطلاع کے لیے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کافی عرصہ سے فرنٹیئر کی صوبائی اسمبلی میں کلوزڈ سرکٹ ٹی وی چلتا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ جی ہاں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ جناب والا! وہاں قائد حزب اختلاف کے کمرے میں بھی ٹی وی رکھا ہوا ہے ۔ تمام وزراء کے کمروں میں بھی اور وزیراعلیٰ صاحب کے کمرے میں بھی ' ڈپٹی سپیکر اور

سپیکر صاحب کے کمرے میں بھی ٹی وی رکھا ہوا ہے ۔ اور تمام کارروائی ہاؤس سے باہر بیٹھے ہوئے آدمی بھی دیکھ رہے ہوتے ہیں ۔ تو میں یہ التجا کروں گا کہ اگر آپ اس طرح کا کوئی بندوبست کروا سکتے ہیں تو کروا دیں ۔

جناب سپیکر : کروائیں گے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : جناب والا! قائد حزب اختلاف کے کمرے میں بھی ٹی وی ہونا چاہیے ۔ تمام وزراء کے کمروں میں بھی ٹی وی ہونا چاہیے اور جو offices یہاں اسمبلی سے متعلق ہیں ان کے پاس ٹی وی ہونا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر باہر ہماری کارروائی کوئی دیکھے گا تو یہ ویڈیو بھی بنے گی۔ اگر کوئی دیکھے گا تو جس کی کوئی اچھی بات ہو گی اسے appreciate کریں گے۔ جس کی بری بات ہو گی لوگ اسے condemn کریں گے ۔ تو اس میں کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔ تو میری یہ submission ہے کہ آپ کلوز سرکٹ ٹی وی لگانے کا بندوبست کریں ۔ Thank you very much.

جناب سپیکر : ٹھیک ہے ۔ (قطع کلامیاں) میں خود بات کر رہا ہوں ۔

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ) : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی فرمایئے ۔

خواجہ ریاض محمود : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : میں آپ کو بھی موقع دیتا ہوں ۔ میں آپ کو بھی سنوں گا ۔ مجھے یاد آیا یہ پہلے کھڑے ہوئے تھے ۔ جی ۔

وزیر تعلیم : جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں ریکارڈ کی درستی کے لیے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلی اسمبلی میں میں ہاؤس کمیٹی کا چیئرمین تھا ۔ اس میں ہماری ہاؤس کمیٹی نے اسمبلی سیکرٹریٹ کو یہ recommendation دی تھی کہ یہاں جو اجلاس کے اندر کارروائی ہوتی ہے اور جیسا کہ دوسرے ممالک کی پارلیمنٹس میں بھی ہوتا ہے کہ اس کی documentary film بنائی جائے تاکہ اسے اسمبلی کی لائبریری میں محفوظ کر لیا جائے اور آئندہ آنے والی نسلیں اسے دیکھ کر اس پر جو چاہیں تبصرہ کر سکیں۔ یہ اسی سفارش کے نتیجے میں فیصلہ ہوا تھا کہ اسمبلی کی ساری کارروائی کو documentary film کی شکل میں ریکارڈ پر لایا جائے تاکہ اسے اسمبلی کی لائبریری میں محفوظ کیا جا سکے۔ یہ سارا سلسلہ اسی وجہ

سے ہے۔ اس میں کوئی ایسی پریشانی نہیں اور پھر ہمیں اس میں شرمانے یا خوف و ہراس کی ضرورت کیا ہے؟ جب ہم اپنا conduct اسمبلی کے اندر ٹھیک رکھیں۔ ہمیں پنجاب کے سات کروڑ عوام نے منتخب کر کے بھیجا ہے اور اس اسمبلی کی proceedingsپر لاکھوں ' کروڑوں روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ یہاں پر ہمیں جو ٹی۔ اے ' ڈی۔ اے اور باقی مراعات کی شکل میں پنجاب کے عوام غریب ہونے کے باوجود ادا کرتے ہیں۔ تو اس میں کوئی حرج اور شرمانے کی ضرورت نہیں۔

جناب سپیکر ،جی۔ آپ کی تجویز مل گئی۔ بڑی مہربانی۔

وزیر صنعت (چودھری محمد افضل سندھو) ، جناب سپیکر ! میں مختصر سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ،جی آپ بھی مختصر بتا دیجیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا ! یہ پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں بول رہے۔ یہ وقت ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر ، وہ منسٹر ہیں۔ ان کا حق ہے۔ بات سننی چاہیے۔

وزیر صنعت ، میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ،جی فرمایے۔

وزیر صنعت ، میری صرف اتنی گزارش ہے کہ جناب سعید اکبر صاحب کی تجویز بڑی اچھی ہے اور بطور سپیکر کے آپ سارے ہاؤس سے یہ پوچھ لیں۔ اگر یہ تجویز اس قابل ہو اور ہاؤس اس کو approve کرے تو یہ شارٹ سرکٹ ٹیلی وژن اور ہماری یہ حرکات اگر قوم کے سامنے آجائیں تو اس میں کوئی بری بات نہیں۔ (حزب اقتدار کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین) میری صرف یہ گزارش ہے کہ آپ ہاؤس سے اس کی sense determined کروا لیں۔ اگر کوئی ایسی بات ہے تو یہ ہاؤس کا resolution وفاقی گورنمنٹ کو بھیجا جا سکتا ہے کہ ہماری یہ خواہش ہے اور ان شاء اللہ اس پر عمل بھی ہو گا۔ مہربانی

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے۔ بڑی مہربانی۔ خواجہ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے تھے؟

خواجہ ریاض محمود ، جناب سپیکر ! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں تو اٹھ بیٹھ کر تھک گیا ہوں لیکن آپ کی نگاہ کرم سے میں مایوس ہی ہوں۔ اتنا بحث و مباحثہ یہاں پر ہوتا رہتا ہے۔ میں تو سنتا رہتا ہوں۔

تو جب ہمارے قائد حزب اختلاف جناب چودھری پرویز الہیٰ صاحب نے یہ بات کہی کہ جو یہ فلم بنا رہا ہے اس کے متعلق انھوں نے پوائنٹ آؤٹ کیا۔ تو بڑی اجنبیت کے ساتھ آپ نے سیکرٹری صاحب سے پوچھا کہ اس کا نام کیا ہے؟ اس کو کس نے بھیجا ہے؟

جناب سپیکر ، نہیں ، میں نے یہ نہیں پوچھا تھا۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ یہ کیمرہ کب خریدا گیا اور ان فوٹو گرافرز کی appointment کب ہوئی تھی ؟

خواجہ ریاض محمود ، میرے خیال کے مطابق یہ بھی پوچھنا جو تھا یہ پہلے آپ کے علم میں ہونا چاہیے تھا۔ آپ اس پورے ہاؤس کے محافظ ہیں۔ تو آپ کو پہلے یہ information ہونی چاہیے تھی۔ بہر حال اور بھی بہت سے اس قسم کے واقعات یہاں پر پیش آتے رہتے ہیں۔ تو میں یہ کہوں گا کہ۔

حادثے کیا کیا تمہاری بے رخی سے ہو گئے
ساری دنیا کے لیے ہم اجنبی سے ہو گئے
کچھ تمہارے گیسوؤں کی برہمی نے کر دیے
کچھ اندھیرے میرے گھر میں روشنی سے ہو گئے
بندہ پرور ! کھل گیا ہے آستانوں کا بھرم
مرحلے کچھ طے میری آوارگی سے ہو گئے

آوازیں ، واہ واہ ۔ واہ واہ ۔

میاں عبدالستار ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، میاں عبدالستار صاحب ۔

میاں عبدالستار ، جناب سپیکر ! ابھی ویڈیو کیمرے کی بات ہو رہی تھی اور آپ نے فرمایا کہ یہ صرف اسمبلی ریکارڈ کے لیے ہے۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ یہ اگر نیک نیتی کے ساتھ ریکارڈ تیار کریں تو بڑی اچھی بات ہے لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پرسوں جو یہاں پر فلم بنائی گئی وہ انڈیا ٹی وی پر بھی دکھائی گئی ہے۔ یہ بتا سکتے ہیں کہ کیا وجہ تھی؟

جناب سپیکر ، نہیں ، میں اس کو نہیں مانتا۔ میں تحقیق کروں گا۔

میاں عبدالستار ، جناب ! یہ باقاعدہ دیکھا گیا ہے۔ سب نے ٹی وی پر دیکھا ہے۔

جناب سپیکر ، نہیں ۔ میری بات سنیے۔

میاں عبدالستار ، یہاں پر جو کچھ ہو رہا تھا اس کو باقاعدہ ٹی وی پر دکھایا گیا ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر یہ بات ایسی ہے تو پھر تو یہاں پر کوئی بھی secracy نہیں ہے اور یہ تو ہم سارے کا سارا ریکارڈ دشمن کو دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں ' ایسا نہیں ہے۔

شیخ محمد انور سعید ، پوائنٹ آف آرڈر ۔۔۔

جناب سپیکر ، جی فرمایے۔

شیخ محمد انور سعید ، شکریہ ۔ جناب سپیکر ! یہاں بڑی دیر سے ویڈیو کیمرے پر بحث ہو رہی تھی اور بہت سے دوستوں نے اس کے بارے میں بہت سی تجاویز دیں اور جناب وزیر موصوف نے بھی فرمایا۔ تو ہمارا کہنا یہ ہے کہ آپ نے جو ریکارڈ کی بات کی ہے ۔ ریکارڈ یہاں بن رہا ہے اور جو بھی اس ہاؤس میں کوئی غلط بات ہوتی ہے یا پارلیمانی روایات سے ہٹ کر کوئی بات ہوتی ہے تو اسے آپ آرڈر کر کے حذف کرا دیتے ہیں لیکن اس ویڈیو کیمرے پر جو فلم بنتی ہے تو وہ جو غلط ' غیر پارلیمانی الفاظ استعمال ہوتے ہیں یا یہاں پر جو غیر پارلیمانی حرکات ہوتی ہیں کیا آپ اس کو بھی حذف کراتے ہیں۔ اگر نہیں کراتے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ حقیقتاً یہ ویڈیو کیمرہ جو یہاں ہال میں اسمبلی کی روایات سے ہٹ کر لایا گیا ہے وہ بدنیتی پر مبنی ہے اور وہ آپ کے ریکارڈ سے مطابقت بھی نہیں کرے گا۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیے۔ اس پر بہت بحث ہو گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ فوٹو گرافر اور یہ کیمرہ میرے سپیکر بننے کے پہلے سے اسمبلی میں موجود ہے۔ میں وقتی طور پر یہ طے کرتا ہوں کہ مزید یہ صاحب جو فوٹو گرافر ہیں یہ جب تک میں دوبارہ نہ کہوں کوئی تصویر یہاں نہ لیں۔ اس دوران میں حزب اختلاف کے دوستوں کو دعوت دیتا ہوں ۔ وہ اپنی ایک ٹیم بنائیں اور میرے ساتھ میرے چیمبر میں اس مسئلے پر گفتگو کر لیں۔ اب ہم کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں اور میں سید تابش الوری صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ تحریک استحقاق پر شارٹ سٹیٹمنٹ دیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس ایوان کو آپ اور ہم سب بار بار مقدس

کہتے ہیں اب اس ایوان کی تقدیس بار بار اور مسلسل مجروح کی جا رہی ہے اور وہ پولیس جو اس ایوان کے معزز اراکین کے گھروں کی حرمت پامال کرتی رہی ہے اب اس کے لمبے ہاتھ اس ایوان کے معزز اراکین تک براہ راست پہنچ گئے ہیں اور اب ان کا گریبان ان کی زد میں ہے۔۔۔

جناب غلام عباس ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ! اس ایوان کا تقدس تو اس وقت مجروح ہو گیا تھا جب ایک مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے ناپاک وجود کو یہاں لایا گیا تھا۔ بہت مہربانی

خواجہ ریاض محمود ، جناب سپیکر ! مجھے بتایا جائے کہ ان کا نوٹیفکیشن ہوا ہے یا نہیں ہوا؟ (قہقہے)

جناب سپیکر ، ہو گیا ہے۔ چلیے جناب تابش الوری صاحب ۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مجھے ایک فقرہ بھی مکمل کرنے نہیں دیا گیا اور وہاں سے مسلسل disturbance کی جا رہی ہے۔ کارروائی میں مسلسل رکاوٹ ڈالی جا رہی ہے اور قواعد کے مطابق آپ کا بحیثیت کسٹوڈین آف دی ہاؤس یہ فرض ہے ۔۔۔

جناب سپیکر ، دیکھیے، آپ کے احترام میں disturbance باہر چلی گئی ہے۔ (قہقہے)

سید تابش الوری ، کم از کم اسے اس ہاؤس کے لیے باہر ہی رکھا جائے تاکہ یہ پرامن طریقے سے چل سکے۔

جناب سپیکر، آپ فرمایے۔

سید تابش الوری ، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وہ پولیس جو اراکین اسمبلی کے گھروں کی حرمت مجروح کر رہی تھی اب اس مقدس ایوان کے مقدس ارکان کے گریبانوں تک ان کا ہاتھ پہنچ گیا ہے اور وہ پولیس اتنی دہشت گرد بنا دی گئی ہے کہ اس ایوان کے corridorsمیں اس کے کمانڈوز وردی اور بے وردی یہاں گھومتے رہتے ہیں اور آپ کی ہدایات کے باوجود وہ اس ہاؤس سے باہر نکلنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ پچھلے سیشن میں ڈھائی ہزار پولیس کے افراد اس اسمبلی کے احاطے کے اندر موجود تھے اور ہمیں بعض اوقات یہ محسوس ہوتا ہے کہ اب یہ اسمبلی ، اسمبلی نہیں پولیس لائن یا پولیس تھانہ بنائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! آپ کا اس ہاؤس کا custodian کی حیثیت سے یہ فرض ہے کہ محض لفظ سے اس کی تقدیس کا اظہار نہ کریں بلکہ اپنے عمل سے اس کی تقدیس کی حفاظت فرمائیں، کیونکہ آپ

نے دیکھا کہ پارلیمنٹ کے تمام اراکین کو یہ تحفظ حاصل ہے کہ عوام کے منتخب نمائندوں کی حیثیت سے اسمبلی کے ایوان تک آنے اور جانے کے لیے انہیں ہر قسم کی سہولت اور تحفظ فراہم کیا جاتا ہے خود Privilege Act میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اراکین اسمبلی کو اسمبلی سیشن سے پندرہ دن پہلے اور پندرہ دن بعد نظر بند نہیں کیا جا سکتا جناب والا! اس کا مقصد کیا ہے؛ اس کا مقصد یہ ہے کہ اراکین اسمبلی چونکہ ایک sovereign body کے نمائندہ افراد ہوتے ہیں عوام کے نمائندہ افراد ہوتے ہیں اس لیے ان کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ یہاں عوام کی ترجمانی کا حق ادا کریں لیکن آپ نے دیکھا کہ اسمبلی کے احاطے کے اندر ہمارے ایک رکن اسمبلی کو بے وردی غنڈوں نے یا پولیس کے کمانڈوز نے جس طرح انسانیت سوز انداز میں جس غیر اخلاقی انداز میں گھسیٹا اور ان کو گرفتار کر کے لے جایا گیا وہ ہماری تاریخ کا ایسا واقعہ ہے جس پر ہم سب کو افسوس' بلکہ جتنے سخت لفظوں میں اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ جناب والا! ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اتنا بڑا واقعہ تھا کہ گورنر وزیر اعلیٰ اور حکومت کے ارباب بست و کشاد کی مرضی کے بغیر انہیں یہ جرات نہیں ہو سکتی تھی لیکن ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ خود گورنر اور وزیر اعلیٰ نے اس واقعے کی مذمت کی اس کو ناشائستہ قرار دیا اور یہ کہا کہ ہم اس کے خلاف انکوائری کریں گے لیکن میں سمجھتا تھا کہ یہ حق آپ کا تھا کہ آپ وزیر اعلیٰ کو لکھتے کہ اس واقعے کے خلاف فوری طور پر انکوائری کر کے ان لوگوں کو suspend کیا جائے کہ انہوں نے یہ گستاخی یہ جسارت اور اس ایوان کی توہین کا ارتکاب کیا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری سیاست اب اتنی منافقانہ ہو گئی ہے کہ ایک طرف تو ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ افسوس ناک ہے قابل مذمت ہے لیکن وزیر اعلیٰ نے اس سلسلے میں ابھی تک کسی ایک آدمی کو suspend نہیں کیا کسی ایک کے خلاف کاروائی نہیں ہوئی تاکہ وہ عبرت کا نمونہ بن جاتا اور پھر کسی پولیس والے کو یہ جرأت نہ ہوتی کہ اسمبلی کے اندر اسمبلی کے رکن کو اس طرح سے گھسیٹ کر اور توہین آمیز انداز میں اغوا کر کے لے جایا جائے۔ جناب سپیکر! اب وقت آ گیا ہے کہ آپ اس سلسلے میں اپنا فرض ادا کریں اور یہ مطالبہ کریں یہ پورے ہاؤس کا فرض ہے کہ یہ انعام اللہ نیازی کا مسئلہ نہیں ہے یہ اس ایوان کے رکن کی حرمت عزت اور احترام کا مسئلہ ہے۔ جناب والا! مجھے یاد ہے کہ اسی ہاؤس میں مغربی پاکستان اسمبلی میں ایک رکن اسمبلی کو ہوم سیکرٹری نے تھپڑ مار دیا تھا تو پورے ہاؤس نے یک آواز ہو کر ہوم سیکرٹری کے خلاف کاروائی کا مطالبہ کیا اور یہ ہاؤس اس وقت تک adjourn نہیں ہوا جب تک وہ ہوم سیکرٹری معطل نہیں کیا گیا۔ جناب والا! یہ ہماری تاریخ

ہے ہم نے اس تاریخ کے حوالے سے آئندہ بھی روایات قائم کرنی ہیں آج ہم حزب اختلاف میں ہیں کل ادھر کے لوگ حزب اختلاف میں ہو سکتے ہیں تو جناب والا! ایسی روایات قائم نہ کیجیے جن سے اس ایوان کا نہیں بلکہ آپ کا اپنا مستقبل تباہ ہو جائے اس لیے میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ آپ اس سلسلے میں ذاتی طور پر پہلے کی کوتاہیوں کا کفارہ ادا کرتے ہوئے کیوں کہ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ ہمارے اراکین اسمبلی جو جیلوں میں بند تھے ہم نے آپ سے کہا آپ نے خط لکھنے پر اکتفا کیا اب بھی اگر وہ آئے ہیں تو قومی اسمبلی کے سپیکر کے مؤقف کی وجہ سے آئے ہیں وہ آپ کے خط کی وجہ سے نہیں آئے ہم چاہتے تھے کہ یہ credit آپ کا ہوتا کہ یہ اراکان اسمبلی آپ کے خط آپ کے مؤقف آپ کی دلیل اور آپ کے تن کے ساتھ یہاں موجود ہوتے آپ کہتے ہیں کہ آپ کو کمزور نہ کہا جائے میں ذاتی طور پر نہیں بلکہ اس ایوان کے ایک رکن کی حیثیت سے ہمیشہ آپ کا احترام کرتا رہا ہوں اب بھی میں احترام کرتا ہوں لیکن خدا کے لیے آپ مستقبل کی وزارت اعلیٰ کے خیال میں سپیکر کے احترام کو مجروح نہ کیجیے۔ وقت آئے گا شاید آپ وزیر اعلیٰ بھی بن جائیں گے شاید وزیر اعظم بھی بن جائیں گے لیکن اس وقت سپیکر کی حیثیت سے آپ کو غیر جانبداری کے ساتھ اپنا فریضہ ادا کرنا ہے اور یہ ثابت کرنا ہے کہ ایک مڈل کلاس کا دانشور جب سپیکر بنتا ہے تو ہر قسم کے دباؤ ہر قسم کے تشدد ہر قسم کی مصلحتوں سے بالا تر ہو کر فیصلے کیا کرتا ہے۔ آپ کو مثال بننا ہے تا کہ آئندہ مڈل کلاس کے دانش وروں کو موقع مل سکے کہ وہ پنجاب کے جاگیرداری نظام میں آگے آ کر عوام کا حق لے سکیں۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! آپ ہمارے لبوں پر مہریں لگا دیجیے ہمارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دیجیے ہمارے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیجیے لیکن ہم حق کی ترجمانی کا فریضہ ادا کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ چودھری شوکت داؤد صاحب۔ (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے) سید ظفر علی شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! قبلہ یہ short statement ہے؟

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! مجھے حقائق تو پیش ہی کرنے ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیے' وقت محدود ہے۔ آپ خود سوچیے کہ پھر آپ ہی کا نقصان ہے۔ اگر آج اس کا فیصلہ نہ ہوا تو پھر یہ ایسے ہی رہے گی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! آپ ادھر والوں کو زیادہ وقت دے دیتے ہیں---

جناب سپیکر: نہیں' میں تواجازت نہیں دیتا۔ آپ غلط قسم کی بحث چھیڑ دیتے ہیں۔ پھر بحث میں دوسروں کو بھی حصہ لینے کا حق ہے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! یہ یقیناً short statement ہی ہو گی آج یہ تحریک استحقاق تو بمع لیڈر آف دی اپوزیشن اور دیگر ممبران نے جس واقعہ کے متعلق آپ کے سیکرٹریٹ میں داخل کی یکم نومبر کو آپ ہی کے حکم کے مطابق جب اسمبلی کا اجلاس prorogue ہوا اس کے چند لمحوں کے بعد۔ جناب والا! میں اس بات کی ضرورت محسوس نہیں کرتا کہ میں آپ کو یہ بات یاد کراؤں کہ جو Privileges Act ہے اس میں آپ کے اس معزز ایوان کے معزز اراکین کو کیا کیا privileges حاصل ہیں جن میں اجلاس سے پندرہ دن پہلے اور پندرہ دن کے بعد بھی گرفتاری نہ کرنے کے بارے میں بھی بات ہے۔

جناب سپیکر! رونا اس بات کا نہیں حیرانی اس بات کی نہیں کہ پولیس نے ممبر کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ پولیس کی کارستانیاں پولیس کا اس state میں ڈاکوؤں کی طرح دندناتے پھرنا کوئی نئی بات نہیں اگر میں صادق آباد سے شروع ہوں اور اٹک تک چلا جاؤں تو ہر مہینے کی ہر روز کی ہر گھنٹے کی ایف۔ آئی۔ آر میں ایک واقعہ آپ کو ایسا ملے گا جس میں آپ کی پولیس نے عام انسانوں کے ساتھ غریب لوگوں کے ساتھ حاریوں کے ساتھ ان کی عورتوں کے ساتھ اور ان مظلوم لوگوں کے ساتھ جو وہاں پرچہ درج کروانے جاتے ہیں وہاں پر داد رسی لینے کے لیے جاتے ہیں تو ان کے ساتھ ان کا کیا سلوک ہوا میں اس کی طرف بھی نہیں جاتا جناب بھی اس سے بخوبی واقف ہیں اور بطور ایک شہری اور بطور ایک سیاسی کارکن کے میں بھی ان واقعات کو جانتا ہوں میں آپ کی توجہ ۲۰ ستمبر کے واقعات کی طرف بھی نہیں دلاتا کہ پنجاب کی پولیس نے کس طرح دہشت گردی کی۔ انہوں نے پورے صوبے میں کس طرح دہشت پھیلائی اور اس دہشت کا آغاز انہوں نے سیاسی ورکروں کے ساتھ کس کس انداز سے کیا۔ اگر میں صرف راولپنڈی کے یا لاہور کے واقعات لے لوں یا ملتان کے لے لوں تو وہ بھی بڑے سنگین نوعیت کے تھے حتیٰ کہ ابھی مجھے یہاں پر یہ دیکھ کر یاد

آ گیا کہ آپ کی طرح office holder آزاد کشمیر کی اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر کو بھی پولیس نے دھر لیا اسے جیل میں لے گئے اسے جیل میں پابند کر دیا پھر تیسرے دن ان کو خیال آیا کہ ہم اسے کیسے پکڑ لائے خدا نہ کرے کہ ہماری کسی اور اسمبلی کے سپیکر یا ڈپٹی سپیکر کی تضحیک ہو۔ لیکن تجربے کے طور پر اگر آج پنجاب کی پولیس کسی سپیکر یا ڈپٹی سپیکر کو پکڑ کرے جائے تو پتا تو تب چلتا ہے بات سپیکر یا ڈپٹی سپیکر یا انعام اللہ کی ذات کی نہیں ظفر علی شاہ کی ذات کی بات نہیں اور چودھری پرویز الٰہی کی ذات کی بات نہیں یہ بات اس سسٹم کی اس آفس کی اور اس تقدس کی اور اس ڈیڑھ لاکھ سے دو لاکھ ووٹرز کی ہے اور ان ووٹرز میں کون کون لوگ شامل ہیں۔ ان میں ہماری مائیں اور بہنیں بھی شامل ہیں اور بزرگ لوگ بھی شامل ہیں۔ اسی لیے یہ استحقاق ہوتا ہے ۔ لاء میکر کو لاء میکنگ اسمبلی کے سامنے چند انچ کے فاصلے پر لیڈر آف اپوزیشن کی گاڑی۔۔۔ جناب سپیکر! لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف اپوزیشن میں صرف آپ کے سفید سر کے بال جتنا فرق ہے۔ ایک آدمی ادھر سے ادھر آجائے تو لیڈر آف دی ہاؤس ادھر اور لیڈر آف دی اپوزیشن ادھر چلا جاتا ہے ۔ لیکن شرم نہیں آئی اس پولیس کو ۔۔۔ جناب سپیکر! پولیس کی عادتوں کا تو آپ کو علم ہے ۔ میں آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کے ایوان کے سامنے پولیس کو کیوں یہ جرأت ہوئی ۔ اس سے پہلے اجلاس میں بھی ہم نے آپ کو یہاں چیخ چیخ کر یہ کہا تھا ۔ ابھی مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ ہمارے چار معزز اراکین اختر رسول صاحب ' خواجہ ریاض صاحب ' انور سعید صاحب اور میاں ستار صاحب کے خلاف ابھی دس منٹ کی بات ہے کہ ان کے خلاف پرچہ درج ہو گیا ہے ۔ اور وہ ایوان میں بیٹھے ہیں۔ پتا نہیں کہ انہوں نے کیا ڈکیتی کی ہے یا نہیں کی ۔ یہ تھانے میں سے ایف آئی آر لے کر ہم دیکھ لیں گے ۔

جناب سپیکر! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ چونکہ میں ایک سیاسی ورکر ہوں سیاسی ورکر اور منتخب سیاسی ورکر کا بڑا مقام ہوتا ہے ۔ اگر آج ہم اپنی بیوروکریسی کو اور اپنی پولیس کو اتنی کھلی چھٹی دیتے ہیں اور ان کی لگام کو اتنا ڈھیلا رکھتے ہیں اور ان کی دہشت کو محض اس لیے یہ لاء اینڈ آرڈر کو قائم رکھتی ہے ۔ یاد رکھیں ' جناب سپیکر! سیاستدان اور سیاسی ورکر احتجاج ضرور کرے گا۔ وہ جہاں بھی بیٹھا ہو گا اور جس انداز میں بیٹھا ہو گا ۔ چونکہ اس کی گھٹی میں ہے کہ جب کہیں اور جہاں کہیں ظلم ہو رہا ہو وہ اس کے خلاف آواز اٹھائے گا۔ وہ منتخب ہے یا غیر منتخب ' جیل میں بیٹھا ہے یا اسمبلی میں بیٹھا ہے ۔ لیکن وہ کرائم کبھی نہیں کرتا۔ وہ کرائم کو ختم کرنے کے لیے

اسمبلی میں آتا ہے لیکن اگر آپ اور آپ کی پولیس اتنی تمیز چھوڑ دے کہ اس کو یہ تمیز نہ ہو کہ مجرم کون ہے اور منتخب سیاسی رکن کون ہے تو پھر آپ کی ان اسمبلیوں کا، ان قوانین کا اور ان استحقاقات کا، لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف اپوزیشن کا کیا احترام رہے گا؟ ہر شخص کا اپنا وہم ہے۔ ہماری سیاست کا رخ اب بھی اس طرف جا رہا ہے۔ ہم ذاتیات سے کیوں نہیں نکلتے؟ اگر ہم اس مشینری کو جو کہ پبلک سرونٹ ہیں' غلط استعمال نہ کریں اور ذاتی عداوتوں کا شکار نہ بنائیں اگر ہم اپنی انا کو ٹھنڈا کرنے کے لیے لیڈر آف اپوزیشن کے باپ کو گرفتار کر کے وزیر اعلیٰ کے جہاز کے ذریعے لے جائیں۔ جناب سپیکر! یہ صرف انا کی satisfaction ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ لوگوں پر پرچے ہوتے رہتے ہیں۔ سچے جھوٹے پرچے درج ہوتے رہتے ہیں۔ اس سے بڑے بڑے سخت پرچے بھی بھگتے ہیں۔ لیکن اگر حکمران جیسا کہ یہاں کل بات ہو رہی تھی کہ حکمران اللہ کے نائب ہوتے ہیں۔ میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں، کس زبور میں، کس انجیل میں فرمایا ہے کہ جس وقت تم میرے نائب ہو اس وقت تم اپنی ذاتی عداوت کی بنا پر اپنے مخالف کی عورتوں اور بوڑھے باپوں پر ظلم کرو۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! قرآن پاک کو mis-interpret کیا جا رہا ہے۔ قرآن پاک میں صاف طور پر ہے کہ میں جسے چاہتا ہوں حکومت دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی۔ جی ظفر علی شاہ صاحب! مختصر کیجیے۔

سید ظفر علی شاہ: میں brief ہونے کی کوشش کروں گا۔ بات لمبی اس لیے ہو جاتی ہے کہ دل کی آواز ہے، یہ درد کی آواز ہے۔ یہ ایوان کے تقدس کی آواز ہے۔ میں اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ یہ بدلے والی اور ذاتی انا والی بات چھوڑ دیں۔ کل انعام اللہ خان حکم ران ہو سکتا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ میرا بھائی ہے اور ہمارے بنچوں پہ بیٹھا ہوا ہے، اس کی اور میری عادتوں میں فرق ہو گا، اس کی اور منظور وٹو کی عادتوں میں فرق ہو گا۔ اللہ کرے کہ کل یہ صوبے کا وزیر اعلیٰ بن جائے۔ کل اگر اس کی عادتوں اور اس کے دماغ کے وزیر اعلیٰ بن گئے تو پھر کیا ہو گا؟ جناب والا! اس لیے میں کہتا ہوں---

جناب سپیکر: (مسکراتے ہوئے) وہ بتا رہے ہیں کہ اگر وہ وزیر اعلیٰ بن گئے تو وہ کیا کریں گے؟

جناب انعام اللہ خان نیازی: میں سب سے پہلے آپ کے وزیروں کو نہیں چھوڑوں گا۔

جناب غلام عباس، جناب والا! ظفر علی شاہ صاحب نے بڑی خوبصورت بات کی ہے کہ انعام اللہ نیازی ہمارا بھائی ہے ۔ لیڈر آف اپوزیشن کو پوچھ لیں کہ وہ ان کو قبول کر لیں گے ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں مختصر کرتے ہوئے لیڈر آف اپوزیشن تو کیا میں ہی جواب دے دیتا ہوں۔ ہمارا ممبر جو بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے فیصلے سے ہے۔ ان سے کہیں کہ 95 کی تعداد میں بیٹھے ہوئے 5 آدمیوں کے ممبر کو وزیر اعلیٰ بنایا ہوا ہے ۔ وہ پوچھیں ۔ ہمیں چھوڑ دیں 'ہم اپنا مسئلہ آپ حل کر لیں گے۔ جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ اگر حکمران لوگ جن کے پاس writ ہے جن کے کہنے پر آئی جی 'ڈی آئی جی اور ایس ایس پی حرکت میں آ جاتے ہیں jurisdiction میں ان کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔ یہ بات پرویولج کی ہو رہی ہے ۔ میں اس حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ اس طرح میری بہت سی باتیں اس طرف سے ہو کر آتی ہیں اور جناب کہتے ہیں کہ میری بات بہت لمبی ہو جاتی ہے ۔ جناب سپیکر! تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے ۔ میں اس لیے انعام اللہ خان کا ذکر کر رہا تھا ۔ میرے بولنے یا نہ بولنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ جناب سپیکر! کل کی بات ہے کہ ڈیڑھ سو سفارتکاروں نے دیکھا کہ ہمارے ملک کے صدر محترم ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔ صدر symbol of unity ہوتا ہے ۔ مگر آج ان کو اس بوٹے ہوئے کو کاٹنا پڑا' اس آج کی حزب اختلاف نے اس مخالفت کا ادھار اتارا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! رولز میں واضح طور پر دیا گیا ہے اور میں نے پہلے بھی ایوان میں پڑھ کر سنایا ہے کہ صدر کی ذات اور صدر کے کردار کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا ۔ پوری قوم نے ان کا کنڈکٹ دیکھا' ان کا رویہ دیکھا' ان کی بدتمیزی اور بد اخلاقی دیکھی ۔

سید ظفر علی شاہ، میں نے اس لیے پہلے کہہ دیا ہے کہ میرے کہنے یا نہ کہنے سے کیا فرق پڑتا ہے ۔ میرے فاضل دوست کو نہیں پتا کہ اگر انہوں نے foreign media کو سنا ہوتا تو ان کو پتا چل جاتا ۔

جناب سپیکر، افضل سندھو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر صنعت ، جناب سپیکر! میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ چودھری وصی ظفر صاحب نے رولز اور ریگولیشنز کی بات کی تھی ۔ آپ نے اس بات کو توجہ کے قابل نہیں سمجھا ۔ میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانی چاہتا ہوں کہ جناب صدر کے کردار کو یہاں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا ۔ اور جو

بات شاہ صاحب نے کہی ہے ۔ ساتھی تو وہ ہمارے تھے ، مار تو ہمارے ساتھ کھاتے رہے ، جیلوں میں توہمارے ساتھ جاتے رہے لیکن یہ قسمت کی بات ہے ۔ میں آپ سے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جو بات شاہ صاحب نے صدر کے بارے میں کہی ہے اس کو آپ ریکارڈ سے حذف کر دیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر، صدر مملکت کو زیر بحث نہ لایا جائے ۔

سید ظفر علی شاہ ، ان بے چاروں نے تو کل کیا ہی کچھ نہیں۔ میں ان کے کنڈکٹ پر تو بات نہیں کر رہا۔ ان کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ پتا نہیں یہ کیوں اس بات سے الرجک ہو جاتے ہیں؟

جناب سپیکر، wind up کیجیے ۔

سید ظفر علی شاہ ، میرے بھائی افضل سندھو صاحب نے کہا ہے کہ ماریں ہمارے ساتھ کھاتے رہے ہیں اور بیٹھے ادھر ہیں۔ میں مظلوموں کے ساتھ ہوں ، آپ ظالموں میں شامل ہو گئے ہیں۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ جناب سپیکر! آخر میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ واقعہ جو انعام اللہ نیازی صاحب کے ساتھ آپ کی اسمبلی کے سامنے ہوا ہے اور اس واقعے کے بارے میں تفصیل لیڈر آف اپوزیشن بھی بتا چکے ہیں۔

جناب سپیکر، اسی لیے میں نے آپ کی ساری تحاریک admit کی ہیں تاکہ آپ سب ان پر بات کر سکیں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! ہم آپ کے مشکور ہیں۔ نا صرف آپ نے یہ admit کی ہیں بلکہ اب آپ کو یہ استحقاق کمیٹی کو ریفر بھی کرنی پڑیں گی ۔ میں آپ کو وہی حوالہ دے رہا ہوں جناب سپیکر! چاہے وہ بات آپ کی تھی ، آف دی ریکارڈ تھی کہ وہ اسمبلی کا حصہ نہیں تھا ۔ میں جو بات کر رہا ہوں آپ وہ سمجھ رہے ہیں ۔ جناب سپیکر ! آپ نے اپنے طور پر بھی اس واقعے کو condemn کیا ۔ نہ صرف آپ نے بلکہ لیڈر آف دی ہاؤس نے بھی۔ معلوم نہیں کہ وہ مگرمچھ کے آنسو تھے یا جو کچھ بھی تھا مگر انہوں نے بھی اس واقعے کو condemn کیا۔ میں اس تھانے دار کا ابھی ذکر نہیں کرتا کیونکہ اس کے لیے میں نے الگ سے تحریک استحقاق move کی ہوئی ہے۔ جب وہ آئے گی تو ہم اس وقت بات کریں گے جناب سپیکر ! اگر آج اس بات کا نوٹس نہ لیا گیا کہ اس کے اثرات overall سوسائٹی پر کیا پڑیں گے؟ اور آپ کی مشینری پر کیا پڑیں گے ؟ اچھے لوگ بھی ہیں۔ شریف لوگ بھی ہیں۔

یہ ہمارے معاشرے کا ایک حصہ ہیں۔ وہ مشینری جو کہ politically اتنی کرپٹ ہو چکی ہے اس کو کتنی شہ ملے گی؟ اور اسی شہ کا نتیجہ ہے کہ آج پولیس معزز ممبران قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے گھروں میں دندناتی پھر رہی ہے۔ جناب سپیکر! یہ تو سیاسی کھیل ہے طاقت ادھر ادھر ہوتی رہتی ہے۔ اگر آج آپ نے اس بات کا نوٹس نہ لیا۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تو directly وہ استحقاق ہے --- میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں یہ ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی کہ ہم اس کے لیے تحریک استحقاق دیں بلکہ میں تو یہ توقع کر رہا تھا کہ دوسرے دن اخبار میں آئے گا کہ جناب سپیکر! صوبائی اسمبلی پنجاب نے اس بات کا suo-moto نوٹس لیا ہے اور یہ معاملہ انہوں نے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔ لیکن اس کے برعکس ہم آپ کے پاس یہ استدعا لے کر آئے ہیں۔ یہ ایک ممبر کی بات نہیں' یہ پورے ہاؤس کی ' آپ کی اور اس سسٹم کی بات ہے لہذا میں آپ کو یہ درخواست کرتا ہوں کہ یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ شاہ صاحب! شوکت داؤد صاحب آ گئے ہیں یا نہیں؟ نہیں آئے۔ ملک محمد عباس کھوکھر صاحب۔

جناب غلام عباس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا۔ فرمایئے۔

جناب غلام عباس: جناب سپیکر! اپوزیشن کے معزز اراکین اسمبلی نے جو باتیں کی ہیں میں ان کی تائید کرتا ہوں۔ واقعی پولیس کو اتنی کھلی چھٹی نہیں ہونی چاہیے کہ وہ اراکین اسمبلی کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کریں۔ ہم اس بات کی مذمت کرتے ہیں۔ یہ نہیں ہونا چاہیے مگر جو ہماری چارج شیٹ ہے اس کو بھی قبول کر لیں کہ انتظامیہ کو اتنی کھلی چھٹی کس نے دی؟ کس نے ایک منتخب وزیراعظم کو تختہ دار پر پہنچایا؟ کون ڈکٹیٹر شپ کے ساتھ رہے؟ کون 1973ء کا آئین توڑتے رہے؟ کون ملک کو لوٹنے والوں کے ساتھی بنے رہے؟ اور ظفر علی شاہ صاحب نے کہا ہے کہ ہم ظالموں کے خلاف لڑتے رہے ہیں لیکن آج وہ پھر ادھر چلے گئے ہیں۔ میری ان سے یہ گزارش ہے کہ آپ فتح مکہ کے بعد ابوجہل کے ساتھ مل گئے ہیں۔ بہت مہربانی۔ بہت شکریہ۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب رائے صاحب! آپ یہاں سپیکر کی کرسی پر تشریف رکھیں۔

آپ نہیں جائیں گے ۔ اگر آپ جائیں گے تو میں بعد میں پھڈا ڈال دوں گا۔ آپ میری تقریر سن کر جائیں گے ۔ آپ یا کرسئ صدارت پر بیٹھیں یا پھر ہال میں تشریف رکھیں ۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ اگر آپ چلے گئے تو میں پھڈا ڈال دوں گا۔ میرے بڑے اہم points ہیں جو میں نے آپ کے سامنے بیان کرنے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ یہاں پر بیٹھیں اور وہ ساری باتیں خود سنیں---

رانے صاحب! آپ تو تشریف لے جا رہے ہیں۔ میرے ساتھ زیادتی ہے ۔ بہرحال آپ اپنے چیمبر میں بیٹھ کر میری باتیں ضرور سنیے گا۔ یہ آپ کے فائدے کے لیے ہیں--- (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔ انعام اللہ نیازی صاحب آپ تشریف رکھیں ۔جی ملک محمد عباس کھوکھر صاحب ۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب سپیکر ! اس سے پہلے کہ میں اس موضوع پر بحث کروں میرے بھائی وصی ظفر صاحب شام کے بعد کچھ تھوڑا سا خلل محسوس کرتے ہیں اور ایسی گفتگو کرتے ہیں جو کہ ہم سے برداشت نہیں ہوتی اور پھر یہاں ایوان کا ماحول خراب ہو جاتا ہے ۔ شام کا اجلاس آپ نے بلایا ہے ہم نے نہیں بلوایا ۔ اس میں ہمارا کوئی گناہ نہیں ہے ۔ جیسے جیسے ڈھلتی ہے ' شام جیسے جیسے گہری ہوتی جاتی ہے میرے بھائی وصی ظفر صاحب کی طبیعت اس کے ساتھ ساتھ خراب ہونی شروع ہو جاتی ہے ۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ قصور ہمارا نہیں ۔ سزا بھی ہمیں نہ دی جائے ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا ! ***************

جناب ڈپٹی سپیکر، میں وصی ظفر صاحب کی اس بات کو حذف کرتا ہوں ۔

ملک محمد عباس کھوکھر ۔ جناب سپیکر ! وہ بھی کھوکھر ہیں ' میں بھی کھوکھر ہوں ۔ ہم بھائی بھی ہیں صرف عادتوں میں تھوڑا فرق ہے ---

جناب ڈپٹی سپیکر، کھوکھر صاحب! میں نے وصی ظفر صاحب کی بات کو حذف کروا دیا ہے ۔ اب آپ اس کو چھوڑیں ۔ اور اپنی اصل بات شروع کریں کیونکہ ابھی کافی دوست پڑے ہیں انہوں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے ۔

ملک محمد عباس کھوکھر، بہتر ہے جناب میں اس واقعے کی طرف آتا ہوں ۔ گزارش یہ ہے کہ جس

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

دن یہ وقوعہ یہاں انعام اللہ نیازی صاحب کے ساتھ ہوا اس دن ہم اپوزیشن کے کافی اراکین بھی وہاں موجود تھے۔ اس وقوعہ سے میں تھوڑا سا پیچھے جاتا ہوں کہ کچھ دنوں سے بلکہ پچھلے اجلاس سے اور اس اجلاس میں جو کچھ پولیس نے اس معزز ایوان کے ساتھ کیا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ لاہور کی جتنی پولیس ہے وہ اس ایوان کو گھیرے میں لے لیتی ہے۔ جتنے ڈی ایس پی ہیں ان کو سارجنٹ ایٹ آرمز مقرر کر دیا گیا ہے۔ کیا اس ایوان کی تاریخ میں پہلے کبھی ایسا ہوا ہے؟ آپ اسمبلی کی پوری تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ آج کے ہمارے وزیراعلیٰ صاحب جب اس اسمبلی کے سپیکر تھے تو انہوں نے اس بارے میں کئی مرتبہ رولنگز دیں کہ ایوان کے اندر پولیس نہیں آسکتی۔ اب ہم جب اسمبلی کے اندر آتے ہیں تو پولیس کے کندھوں سے گھسر کر اندر آتے ہیں اور جب باہر جاتے ہیں تو اسمبلی کے چاروں طرف پولیس موجود ہوتی ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ پولیس والے سارا دن تو یہاں رہتے ہیں پھر رات کو یہ کیا ڈیوٹی دیں گے؟ ڈکیتی کی وارداتیں ہو رہی ہیں' بدمعاش کھلے پھر رہے ہیں' چوریاں ہو رہی ہیں' بیٹیوں کے جہیز لٹ رہے ہیں' قتل ہو رہے ہیں جبکہ پولیس والے صرف آپ کی حفاظت کے لیے لگے ہوئے ہیں' آپ کی حفاظت کے لیے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اس دن جب یہ وقوعہ ہوا اس وقت میں بھی وہاں موجود تھا۔ وہاں سب کے سب سفید پارچات میں لوگ آئے۔ ہمیں کیا خبر تھی کہ یہ پولیس کے لوگ ہیں یا کوئی بدمعاش غنڈے ہیں جو کہ ہماری تذلیل کرنے کے لیے آئے ہیں۔ جناب والا! انعام اللہ نیازی صاحب قائم مقام قائد حزب اختلاف کی گاڑی میں بیٹھے ہوئے تھے اور پولیس والوں نے انہیں گریبان سے پکڑ کر گاڑی سے باہر نکالا یعنی انتہائی بے ہودگی سے انہیں باہر نکالا۔ میں نے ان کا ہاتھ روکنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے مجھے بھی دھکے دیے۔ جب میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ بات ان سے پوچھیں جنہوں نے ہمیں انعام اللہ نیازی صاحب کو گرفتار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے بعد نیازی صاحب کو ذلیل طریقے سے پولیس کی گاڑی میں بٹھا کر لے گئے۔ انہوں نے اتنے ذلیل طریقے سے ایک معزز رکن کو پولیس کی گاڑی میں بٹھایا کہ اس طرح تو بدمعاشوں کو بھی نہیں بٹھایا جاتا۔ میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ہم یہ ذلت کب تک برداشت کریں گے؟ آپ اللہ کرے اقتدار میں رہیں لیکن میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے اس اقتدار کو دوام بخشنے کے لیے جتنی پولیس استعمال کریں گے اتنے آپ کے اقتدار کے دن کم ہوتے چلے جائیں گے۔ اللہ کے حکم سے انشاء اللہ تعالیٰ یہی چیز آپ کا بیڑہ غرق کرے گی' یہی چیز

آپ کو لے کر ڈوبے گی۔ باہر جا کر دیکھیں قتل ہو رہے ہیں۔ وزیراعلیٰ صاحب ہمارے لوگوں پر ظلم کرواتے ہیں، قتل ہوتے ہیں تو ہمارے پرچے درج نہیں ہوتے، اغواء ہوتے ہیں تو ہمارے پرچے درج نہیں ہوتے۔ ہم اسمبلی کے ممبر ہیں اگر تھانے جاتے ہیں تو تھانے والوں سے پوچھا جاتا ہے کہ یہ ممبر تھانے میں کیسے آئے۔ وہاں ہمارے جینڈیٹ کی اس طرح بے عزتی کی جاتی ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ ہم پرچہ درج کروانے بھی جائیں تو کہا جاتا ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب کا حکم ہے کہ آپ تھانے تشریف نہ لایا کریں۔ ہم کس کس استحقاق کی بات کریں؛ ہم کس کس استحقاق کو روئیں؛ میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ میرے علاقے میں ایک آدمی کو فائر لگا، وہ مر رہا تھا جبکہ اس کے خلاف ایک جھوٹا، خود ساختہ پرچہ درج کر دیا گیا۔ میں تین دن تھانے میں جاتا رہا لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ ہمیں اوکاڑہ کے ہسپتال سے جواب ملا، پھر اسے لاہور میں لایا گیا تو یہاں پہنچ کر وہ دم توڑ گیا لیکن اس کے مرنے کے باوجود بھی تیسرے دن بعد ہمارا پرچہ درج ہوا۔ یہی کہتے رہے کہ آپ اس میں لکھوا جائیں کہ یہ جھوٹا پرچہ ہے اس میں آپ 161 کے بیان لکھوا جائیں۔ وہاں ہمارے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے یہاں ہمارے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے آپ ہمیں بتائیں کہ ہم کہاں جائیں؛ اس وقت جتنا قانون چل رہا ہے یہ سب کا سب بے اثر ہو گیا ہے اس پر کوئی عمل در آمد نہیں ہو رہا۔ یہ صرف اور صرف ان لوگوں کی حکومت کو دوام بخشنے کے لیے استعمال ہو رہا ہے یہ لوگ صرف اپنے اقتدار کو پکا کرنے کے لیے اور اقتدار کو لمبا کرنے کے لیے پولیس کو استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن جو ہمارے نہیں رہے وہ انشاء اللہ ان کے بھی نہیں رہیں گے۔ جنھوں نے ہم سے دھوکہ کیا ان کو بھی ایسا سبق دیں گے کہ اللہ کے حکم سے ان کو چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر: جناب والا! میں آپ سے یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ بھی کافی عرصے سے اس ہاؤس کے ممبر چلے آ رہے ہیں ہم بھی کافی دیر سے یہاں دیکھ رہے ہیں کیا کبھی اس ہاؤس کی یا ممبران کی اتنی تذلیل ہوئی ہے جتنی آپ نے آج کروائی ہے۔ جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اس کا تحفظ کریں۔ میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ تحفظ کریں۔ کسی دن ان کی باری بھی آ جائے گی تو پھر یہ بولنے کے قابل نہیں رہیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اب میں چودھری پرویز الٰہی صاحب سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کھوسہ

صاحب نے جو لسٹ میرے پاس بھیجی ہوئی ہے اور رائے صاحب بھی مجھے کہہ گئے ہیں اس میں اب میرے پاس پہلا نام چودھری محمد اقبال صاحب کا ہے آگئے میاں عثمان ابراہیم صاحب کا ہے آگے حافظ محمد اقبال خان خاکوانی صاحب کا ہے ۔ پھر انعام اللہ خان نیازی صاحب کا ہے پھر باد شاہ خان آفریدی صاحب کا ہے یہ ترتیب ہے اب آپ جس کو مناسب سمجھیں میں اس کا نام پکاروں۔ اب میں پہلے کس کو بلاؤں؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، پہلے چودھری اقبال صاحب کو بلائیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی چودھری اقبال صاحب کو' پھر خاکوانی صاحب اور ان کے بعد انعام اللہ خان نیازی صاحب کو' یعنی جیسے آپ ترتیب بتاتے ہیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ چودھری اقبال صاحب میاں عثمان ابراہیم صاحب' اقبال خاکوانی صاحب اور انعام اللہ خان نیازی صاحب۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے شکریہ ۔ جی چودھری اقبال صاحب

چودھری محمد اقبال ، بہت شکریہ' جناب والا ! میری آپ سے خصوصی طور پر استدعا ہے کہ اس واقعے کو صرف انعام اللہ نیازی صاحب کی حد تک نہ لیا جائے ۔ آپ 1985 سے اس معزز ایوان کے ممبر چلے آرہے ہیں اور آپ نے اس ایوان میں مختلف حیثیتوں میں اپنا کردار ادا کیا ہے ۔ جناب والا! میں آپ کو ذرا 1985ء کی طرف لے جانا چاہتا ہوں کہ جب بھی کبھی کسی معزز رکن کے استحقاق کا اس کی عزت و وقار کا مسئلہ اس ہاؤس میں پیش ہوا اس میں نہ صرف حزب اختلاف بلکہ حزب اقتدار کے تمام ممبروں نے اس ممبر کا ساتھ دیا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کرسیوں کے ساتھ چہرے کیوں بدل جاتے ہیں میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اس معزز ہاؤس میں آج جو قائد ایوان بنے بیٹھے ہیں جب وہ آپ کی کرسی پر تھے تو وہ ہمیشہ He was always for the members. تو یہ تبدیلی کرسی تبدیل ہونے کے ساتھ ساتھ کیوں آجاتی ہے کہ چہرے بالکل بدل جاتے ہیں عادات بدل جاتی ہیں ۔ جب بھی کسی ممبر کے استحقاق کا مسئلہ آیا تو انھوں نے پر زور اس کی حمایت کی اس میں حزب اختلاف کا کوئی خیال نہیں اس میں حزب اقتدار کا کوئی خیال نہیں اس میں ہم سب اکٹھے ہیں ۔ تو آج کیا صورت ہے آج تبدیلی کیوں نظر آرہی ہے؟ آپ اندازہ فرمائیں آپ سے زیادہ رولز اور ریگولیشن کو کون سمجھتا ہے کہ ایک معزز ممبر یہاں اجلاس اٹینڈ کرنے کے بعد وہاں جا رہے

ہیں اور جناب والا! دکھ کی بات یہ ہے کہ اسمبلی premises میں کھڑے ہیں اور قائد حزب اختلاف کی کار میں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ قائد حزب اختلاف بھی وہاں پر موجود ہیں اور 72 ممبر بھی موجود ہیں ۔ 72 ممبروں کی موجودگی میں پولیس جس brutal طریقے سے ان کو پکڑتی ہے اور پکڑ کر ان کو گاڑی میں اس طرح ڈالتی ہے جیسے نعوذباللہ کوئی بڑے ملزم ہیں یا ڈکیت ہیں ۔ اس سے زیادہ humiliation اس ہاؤس کی اس معزز ایوان کی سپیکر صاحب کی اور اس حکومت کی اور حزب اقتدار کی کیا ہو سکتی ہے ؟ جناب والا! وہاں پر دو صورتیں ہو سکتی تھیں یا تو جو 72 ممبر تھے وہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پیدا کرتے لڑائی جھگڑا کرتے تو صبح اخبارات میں یہ سرخیاں لگتیں کہ قائد حزب اختلاف اور ان کے تمام رفقائے کار اس صوبے میں قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں ۔ ہم نے صرف اس بات کا خیال کرتے ہوئے وہاں resist نہیں کیا کہ اگر لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پیدا ہوئی تو ساری کی ساری ذمہ داری حزب اختلاف پر آجائے گی ۔ جناب والا! اگر اس طرح کی بے حسی رہی تو آپ خیال فرمائیں کہ پاکستان میں یہ معاملہ ادھر ادھر بڑا جلدی ہوتا ہے یہاں بڑی تبدیلیاں ہوتی ہیں جو آج بویا جا رہا ہے وہ کل کاٹا جائے گا ۔ اس لیے آپ سے میری استدعا ہے کہ آپ سپیکر بنیں اور اس کرسی کے تقدس کا خیال فرمائیں۔

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

جناب والا! آپ سپیکر بن کر دکھائیں اگر اس ہاؤس میں اس قسم کی روایات نہ بنیں تو پھر کیا ہو گا؟ سوائے رسوائی کے کچھ بھی حاصل نہیں ہو گا ۔ پھر یہ جو آج کارنامے ہو رہے ہیں یہ تو پھر اس طرح کی صورت حال ہو گی کہ:

جدھر جاتا ہوں کہتے ہیں وہ آ گیا
دو چار قدم آگے ہے مجھ سے میری رسوائی

پھر اس اسمبلی کا یہ حال ہو گا ۔ آپ سے میری استدعا ہے کہ جو افسران اس جرم کے مرتکب ہوئے ہیں ان کے خلاف پورا ایکشن لیں اور ہماری اس تحریک استحقاق کو منظور کریں اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں اور سپیکر بن کر دکھائیں میں اتنا ہی عرض کرنا چاہتا تھا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ

چودھری محمد وصی ظفر : پوائنٹ آف آرڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر : جی وصی ظفر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! اس ہاؤس میں' میں پہلی دفعہ دیکھ رہا ہوں کہ تحریک استحقاق open to debate ہو گئی ہے ۔ اگر یہ open to debate ہوئی ہے تو پھر ہمیں بھی موقع دیا جانے اور اگر یہ شارٹ سٹیٹمنٹس ہیں تو پھر صرف محرک پیش کر سکتے تھے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : بات سنیں ۔ یہ شارٹ سٹیٹمنٹس ہیں فیصلہ ہو چکا ہے۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر : اور پھر اس کا کوئی وقت بھی مقرر نہیں کیا گیا۔ جناب والا! فیصلہ تو انھوں نے خود ہی کر لیا ہے۔ جن کے نام جناب نے پڑھے ہیں یہ تمام محرک نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں' یہ محرک ہیں' سارے محرک ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : نہ جی نہ ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : 72 ممبران کی طرف سے تحریک استحقاق نمبر 16 دی گئی ہے۔ اس لیے تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر : تو سارے شارٹ سٹیٹمنٹ دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : سارے نہیں دیں گے جو انھوں نے لکھ دیے ہیں وہ شارٹ سٹیٹمنٹس دیں گے ۔

چودھری محمد وصی ظفر : اور اس کا وقت بھی مقرر نہیں ہے لیکن پھر بھی traditionally اس کا وقت ہوتا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : بیٹھیں تشریف رکھیں۔ ایک فیصلہ ہو گیا ہے ہم اس پر عمل کر رہے ہیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر : تو پھر ہمیں بھی بولنے کا موقع دیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں ۔ جی میاں عثمان ابراہیم صاحب

بیرسٹر عثمان ابراہیم : جناب سپیکر! ایک رکن اسمبلی کا اسمبلی کے احاطے سے گرفتار کیا جانا ایک انتہائی افسوس ناک امر ہے۔ لیکن اس کا سب سے بڑا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ پولیس کو ایک

رکن اسمبلی کو گرفتار کرنے کی جرأت آپ نے دلائی۔ جناب والا! آپ کو علم ہو گا کہ پچھلے اجلاس کے ختم ہونے کے بعد جس غیر قانونی طریقے سے ہمارے ممبران اسمبلی کو detain کیا گیا ان کے خلاف detention order issue کیے گئے ان کے گھروں کی privacy کو violate کیا گیا ان پر لاٹھیاں برسائی گئیں ان کو قید کیا گیا۔ اور اس ظلم اور پولیس تشدد کے خلاف جب ہم آپ کے پاس آئے ہمارا خیال تھا کہ آپ ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں پہلے ہم یہی سمجھتے رہے ہیں اور آج بھی سمجھ رہے ہیں ۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ہماری زبان ہمارے خیالات کا ساتھ نہیں دے رہی ۔ جناب والا! حنیف رامے صاحب ابھی یہاں سے اٹھ کر گئے ہیں جب ان کے چیمبر میں ان کے ساتھ مذا کرات ہو رہے تھے تو اس وقت بھی میں نے کہا تھا کہ جو میرا استحقاق ہے وہ صرف میرا ہی نہیں بلکہ پورے ایوان کا استحقاق ہے ۔ اگر آپ ایک ممبر کے استحقاق کو یا پورے ایوان کے استحقاق کو تحفظ نہیں دے سکتے تو پھر رول 54 کو حذف کر دیجیے پرولیجز ایکٹ کو abrogate کر دیجیے تاکہ کم ازکم آپ کے ضمیر پر یہ بوجھ نہ ہو کہ ایک ممبر کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس کے باوجود بھی آپ نے اس ممبر کو reliefنہیں دیا۔جناب سپیکر! حالت یہ ہے کہ میرے دفتر سے پولیس کرسیاں اٹھا کر لے جاتی ہے اور آج بھی وہ کرسیاں تھانہ سبزی منڈی میں موجود ہیں اور جب میں تحریک استحاق پیش کرتا ہوں تو اسے kill کر دیا جاتا ہے ۔ جب ایک ممبر کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اس کے قانونی اور آئینی حقوق پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے اور جب وہ اس مقدس ایوان میں آ کر احتجاج بلند کرتا ہے تو اس کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی تو پھر ایسے قانون کا کیا فائدہ ہے؟ جناب والا! جب ہم سب نے احتجاج بلند کیا تو اس کے بعد آپ نے یہ طریقہ کار اختیار کیا کہ پہلے آپ نے جناب ارشد عمران سلہری کی تحریک استحاق کو لیا اس کے بعد میری تحریک استحقاق کو لیا اور آپ نے کہا کہ آپ نے فیصلہ محفوظ رکھا ہے۔ لیکن اس کے بعد آپ نے یہ کہا کہ اور بہت زیادہ تحاریک استحقاق ہیں سب کو سننے کے بعد ہم اکٹھا ان تحاریک استحقاق پر فیصلہ کریں گے ۔ جناب سپیکر! آج بھی یہی طریقہ اپنایا جا رہا ہے ۔ اس سے پہلے ہمارے قائد حزب اختلاف کی ایک تحریک استحقاق نمبر ایک تھی اس کے بعددوسری میری تھی اور اسی رکن اسمبلی کی گرفتاری کے مسئلے پر تھی لیکن جناب سپیکر! آپ نے اسے بھی دوسری تحاریک کے ساتھ اکٹھا کر لیا ہے ' اس وقت بھی رامے صاحب نے کرسی تبدیل کی تھی اور وہ یہ کرسی آپ کے سپرد کر کے گئے تھے اور ہمیں آپ سے انصاف کی توقع تھی۔ جناب سپیکر! آپ جو فیصلہ کرتے ہیں وہ ایک تاریخ بن جاتی ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ کہیں پہلے کی طرح

آپ وہی فیصلہ تو نہیں کرنے والے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں میں اکثر یہ سن رہا ہوں' سپیکر نے یہ کیا وہ کیا۔ میرے خیال میں یہ اچھی بات نہیں ہے۔ دیکھیں' ہم نے خدا تعالیٰ کو جان دینی ہے۔ رولز ہمارے سامنے ہیں سارا طریقہ کار بھی ہمارے سامنے ہے۔ اس کے مطابق ہم فیصلہ کرتے ہیں۔ اس لیے اس قسم کی باتیں سپیکر کی ذات کے متعلق نہیں کرنی چاہییں۔ مہربانی شکریہ۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب والا! میں کہہ رہا ہوں کہ اس رول کو رولز آف پروسیجر سے ہمیں حذف کر دینا چاہیے۔ جس رول پر ہم نے عمل ہی نہیں کرنا اس رول کا فائدہ کیا ہے؟ جناب سپیکر! میں یہ عرض کررہا تھا کہ اب حالت یہ ہے کہ اس معزز ایوان کا وقار عوام کی نظروں میں ختم ہوگیا ہے اور یہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! پولیس کو ایک دہشت گرد تنظیم میں تبدیل کیا جا رہا ہے اور ایک وقت وہ آئے گا جب یہ تنظیم الذوالفقار تنظیم میں بدل جائے گی۔ الذوالفقار تنظیم کو کیوں دہشت گرد قرار دیا گیا تھا؟ کیونکہ انہوں نے ایک جہاز کو اغواء کیا تھا اور اگر یہ تنظیم ہمارے رکن اسمبلی کو اغواء کرتی ہے تو "جناب سپیکر! الذوالفقار تنظیم میں اور پنجاب پولیس میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟

چودھری اختر محمود گھمن: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! رولز کے مطابق معزز رکن متعلقہ بات کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ تو اب ساری دنیا پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جہاز ضیاء الحق نے خود اغواء کروایا تھا تاکہ پورے ملک میں ایک ڈرامہ بنے ان کے جو بزرگ تھے وہ تو جل کر فوت ہوئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وصی ظفر صاحب! آپ بیٹھیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ ان کے خیالات سے اتفاق کریں۔ میں اسے رول آؤٹ کرتا ہوں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جناب عثمان ابراہیم۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! چونکہ وقت کم ہے میری آخر میں آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس کرسی کے وقار کو نہ صرف ہماری نظروں میں بلکہ پنجاب کے عوام کی نظروں میں بھی بلند کریں۔ اس سے نہ صرف آپ کا بلکہ پورے ایوان کا اور تمام ممبران کا وقار بلند ہوگا۔ اس لیے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، حافظ محمد اقبال خان خاکوانی۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں تحریک استحقاق پر کچھ عرض کروں میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا اور آپ کے ریکارڈ کے لیے اسمبلی کے ریکارڈ کے لیے ایک بات جو کہ نہایت ہی ضروری ہے گوش گزار کرنا چاہتاہوں کہ اس وقت اسمبلی کے احاطے کے اندر آپ کے اس ہال کے باہر لاہور پولیس کے تمام تھانوں کی گاڑیاں بمعہ سینکڑوں پولیس ملازمین کے موجود ہیں اور ان ملازمین کی زبانی یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ ہمارے چند ساتھی ممبران کو ابھی گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کا ریکارڈ آپ کا وڈیو کیمرہ اور آپ کی یہ جہاں دیدہ آنکھیں گواہ ہیں کہ ہمارے وہ ساتھی یہیں موجود ہیں اور انہیں کسی جھوٹے مقدمے میں گرفتار کیا جائے گا۔ اور ان میں جو نام لیے جا رہے ہیں چودھری اختر رسول ' چودھری ریاض ' میاں عبدالستار ' خواجہ ریاض محمود جیسے بزرگ ' شیخ سعید انور جیسے افراد جناب والا! میں آپ کے ریکارڈ کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ گواہ رہیں اسمبلی کا ریکارڈ بھی کل کو گواہ رہے کہ تھانہ ہنجروال کی گاڑی ' تھانہ گڑھی شاہو کی گاڑی ' تھانہ غازی آباد کی گاڑی ' لیاقت آباد کی گاڑی 'نشتر کالونی کی گاڑی 'تھانہ کاہنہ کی گاڑی یہ تمام گاڑیاں مع اسلحہ اور ملازمین باہر موجود ہیں ۔اور ان کی گاڑیوں کے نمبر بھی میں بتا دیتا ہوں تاکہ یہ بات بھی ریکارڈ پر رہے ۔ ایل ۔ ایچ ۸۶۹۸ تھانہ ہنجر وال 'ایل ایچ ۸۴۸۳ تھانہ برکی ' ایل ایچ ۸۴۲۰ تھانہ مناواں 'ایل ایچ ۳۶۱۹ نشتر کالونی 'ایل ایچ ۲۲۲۸ تھانہ کاہنہ 'ایک ایچ ۳۲۲۰ تھانہ لیاقت آباد 'ایل ایچ ۵۰۵۵ تھانہ غازی آباد اور ایل ایچ ۸۴۷۹ تھانہ گڑہی شاہو اور تھانہ باٹا پور ۔ ایل ایچ ۴۲۰۳ یہ تمام گاڑیاں مع سٹاف کے موجود ہیں ۔ تھانہ سول لائن کی گاڑی یہاں موجود ہوتی تو کوئی بات سمجھ بھی آ سکتی تھی کیونکہ یہ علاقہ پولیس سٹیشن سول لائنز کے اندر آتا ہے یا قلعہ گجر سنگھ کے اندر آتا ہے لیکن یہ تمام تھانوں کی گاڑیاں باہر موجود ہیں آثار جا رہے ہیں کہ کوئی واردات ہونے والی ہے۔ لہٰذا اس کا آپ ایکشن لیں۔ اب اس کے بعد میں اپنی اس تحریک استحقاق کی طرف آتا ہوں ۔

جناب سپیکر! یکم نومبر کی شام وہ خونی شام ' اسلامی تاریخ میں 72 افراد کا ایک واقعہ ہوا تھا ' پتا نہیں یہ مظلوموں کی تعداد اللہ تعالیٰ نے 72 ہی کیوں رکھ دی ہے ؟ کیونکہ اس دن بھی ہم 72 دوست وہاں پر موجود تھے اور ہماری موجودگی میں جس طرح سے ہمارے بھائی اور تمام ہاؤس کے بھائی کو پولیس نے اور اس کے غنڈوں نے گرفتار کیا وہ میرے لیے بیان کرنا بھی باعث شرم ہے ۔

جناب سپیکر! آج اس سپیکر سے اس لاؤڈ سپیکر سے اقبال خاکوانی نہیں بول رہا بلکہ غلام عباس کی آواز بھی بول رہی ہے، منظور موہل کی آواز بھی بول رہی ہے طارق بشیر چیمہ کی آواز بھی بول رہی ہے، چودھری پرویز الہی کی آواز بھی بول رہی ہے۔ کیونکہ یہ پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا تھا کسی ایک کی ذات کا نہیں (نعرہ ہائے تحسین) میرے نہایت ہی محترم بھائی جناب غلام عباس نے نہایت درد کے ساتھ یہاں کہا کہ اس مقدس ہاؤس کا تقدس اسی دن ناپاک ہو گیا تھا جب ایک مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کو یہاں بلایا گیا تھا۔ جناب غلام عباس صاحب! اس کو کس نے بلایا تھا؟ اور اس کے ساتھ ہاتھ ملاتے ہوئے تصویریں باہر لابی میں کس کی ہیں؟ اور اسی آدمی کو آپ نے ترقی دے کر اس سیٹ پر بٹھا دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ یہ آپ کے لیے سوال ہے اور میں یہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔ اس کے بعد جناب والا! میں یہاں آج ایک اسلامی حوالہ دینا چاہوں گا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ایک بہت بڑے قبیلے کی ایک عورت نے چوری کی۔ اتفاق سے اس کا نام فاطمہ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شرعی حد مقرر کر دی۔ تمام صحابہ کرام نے سفارش کی بارگاہ نبوی میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مصلحتوں کا تقاضا ہے کہ اتنا بڑا قبیلہ جو کہ شاید ہماری حمایت کے لیے آمادہ ہو جائے آپ ان کی عورت کو معاف کردیں۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' یہ تو تم اس فاطمہ کی بات کرتے ہو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی یہ چوری کرتی تو میں اس پر بھی شرعی حد لاگو کرتا۔ آج جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں ہاتھ باندھ کر گزارش کروں گا کہ اسی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو جاری کرتے ہوئے مصلحتوں سے بالائے طاق ہو کر آپ آج ایک حد مقرر کیجیے تاکہ وہ اپنے آپے میں رہیں۔ جناب والا! میں یہاں پر یہ گزارش کروں گا کہ آپ کے لیے یہ ایک بڑا سنہری موقع ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آتش نمرود میں ڈالا گیا تو چشم فلک نے دیکھا کہ ایک ننھی منی چڑیا اس آگ کے روشن الاؤ پر کہیں دور سے پانی کا ایک قطرہ اپنی چونچ میں لے کر آتی اور اس آگ پر ڈالتی۔ پھر وہ جاتی اور پھر ایک قطرہ لے کر آتی۔ اور آگ پر ڈالتی۔ چند پرندوں نے اس سے پوچھا کہ بی چڑیا تمہارے اس ایک قطرے سے کیا یہ نمرود کی آگ ٹھنڈی ہو گی۔ تو اس نے کہا بھئی میں تو صرف یہ بتانا چاہتی ہوں کہ میں اس سچے اللہ کے ابراہیم کے ساتھ ہوں میں نمرود کے ساتھ نہیں ہوں۔ جناب والا! آج آپ کے لیے یہ امتحان ہے کہ بظاہر اس وقت مظلوم نظر آرہے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام؛ لہذا ان کا ساتھ دیا گیا۔ حق کا ساتھ دیا گیا۔ آج مصلحتوں سے بالائے طاق ہو

کر آپ اس تاریخی تحریک استحقاق پر اپنی رولنگ دیجئے۔ میں آپ کی خدمت میں دست بستہ گزارش کروں گا کہ یہ سپیکر کی ان ناکام یقین دہانیوں کی وہ کڑی ہے جس کی وجہ سے انتظامیہ ' پولیس ' بیورو کریسی سر چڑھ رہی ہے۔ آج آپ کو یاد ہو گا آپ ضامن بنے تھے کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ممبران کو ترقیاتی فنڈز دیے جائیں گے ۔ کیا بنا؟ اس لیے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ کیا ہو گا۔ اگر آپ اس وقت سٹینڈ لیتے' یا تو آپ commitment نہ کریں اور اگر کریں تو پھر میں commitment کو fulfill کریں۔ لیکن نہیں۔ اسی لیے ابھی بات ہوئی اور بھی بات ہو گی۔ یہاں انتہائی محترم رانا اکرام ربانی صاحب نے وہ نوٹیفکیشن پڑھ کر سنایا کہ ان پولیس افسران کو معطل کیا جاچکا ہے۔ لیکن ہائی کورٹ کی آنکھوں نے بھی دیکھا کہ اسی معطل شدہ افسر نے باوردی ہمارے بھائی انعام اللہ خان نیازی کو ہائی کورٹ کے اندر پیش کیا اور وہاں ہائی کورٹ میں ہمارے وکیل نے یہ پوائنٹ آؤٹ کیا۔ یہ بات ہائی کورٹ کے ریکارڈ پر موجود ہے کہ کیا جناب جسٹس یا کوئی معطل پولیس اہلکار بھی ڈیوٹی سرانجام دے سکتا ہے۔ بات یہ ہے کہ آج ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ وہ کون سا جذبہ تھا کہ بابری مسجد وہاں شہید ہوتی ہے اور پوری دنیا کے مسلمان اپنے سر کٹوانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ جب انعام اللہ خان نیازی کا معاملہ ہو ' طارق بشیر چیمہ کا معاملہ ہو ' کرنل رفیق لغاری کا معاملہ ہو ' اقبال خان کا معاملہ ہو ۔ آپ کا معاملہ ہو۔ وہ کسی اپوزیشن یا حزب اقتدار کی بات نہیں ہے ۔ وہاں پھر ہمیں اکٹھے ہو جانا چاہیے۔ یہاں اپنے فاضل رکن محترم ہی کہوں گا کیوں کہ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں' جناب وصی ظفر صاحب! وہ اس سنجیدہ مسئلے کو بھی مذاق کا رنگ دیتے ہیں۔ میں انعام اللہ اور آپ سب بھائیوں کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ انعام اللہ کا معاملہ نہیں ہے' آپ کا ہمارا سب کا معاملہ ہے۔ کل آپ کے ساتھ بھی یہ معاملہ پیش آ سکتا ہے۔ کیوں کہ جب یہ پیٹی بھائی آپس میں مل بیٹھے ہیں وہ بیورو کریسی کی chain ہے ایک ڈی سی کہاں بیٹھا ہے دوسرا کہاں بیٹھا ہے؟ جب وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں تو ہم اپنی تذلیل سے بچنے کے لیے اکٹھے کیوں نہیں ہو سکتے؟ آج پولیس کا معاملہ اس طرح ہو گیا ہے کہ جس طرح پنجابی میں کہتے ہیں کہ "لیلا رکھیا ان واسطے تے الٹا چرے کپاہ"۔ ہم نے اپنی حفاظت اور انتظامی امور کی انجام دہی کے لیے اس پولیس فورس کو رکھا تھا یہ الٹا آج ہماری تضحیک کے لیے استعمال ہو رہی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں دست بستہ یہ گزارش کروں گا کہ اس تحریک کو نہ صرف منظور کیا جائے' بلکہ اس پر فوری ایکشن لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ ایک بڑی بات خاکوانی صاحب نے کی ہے جو متواتر میرے ضمیر کو لگ رہی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے چودھری غلام عباس صاحب کا نام لیا ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ وہ آمر یہاں آیا تو آپ نے اس حوالے سے بات کی ہے کہ اس کے ساتھ تصویر کسی کی تھی۔ اگر دونوں اتفاق رائے کرتے ہیں تو ضیاء الحق اور اس کے ساتھ جس کی بھی تصویریں اس ہاؤس میں لگی ہوئی ہیں وہ اس ہاؤس سے نکال دی جائیں۔ بتائیں، اس بارے میں ہاؤس کی کیا رائے ہے؟

آوازیں، نہیں، نہیں، ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چلو ٹھیک ہے۔ میں نے پوچھا ہے کہ اگر اتفاق ہے تو۔ جی کھوسہ صاحب۔۔۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، ہم اس صورت میں بالکل اتفاق کرتے ہیں۔ اگر اس شخص کی بھی یہاں سے ہر تصویر اتاری جائے جس نے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کو مدعو کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، یہاں تصویر کی بات ہے۔ ضیاء الحق کی بات ہے۔ ٹھیک ہے اگر آپ نہیں چاہتے تو میں نے تو ایک بات کی ہے۔ جی انعام اللہ خان صاحب۔

جناب غلام عباس، جناب والا! یہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ ان کو ہٹا دیا جائے۔ یہ اپنے لیڈر اپوزیشن کو تو ہٹائیں جو اس کو لے کر آیا تھا جو اس وقت وزیر اعلیٰ تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگر اس پر اختلاف ہے تو ہم اس پر بات ہی نہیں کرتے۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب والا! یہ اس وقت سپیکر تھے۔ اور سپیکر کی اجازت کے بغیر یہاں کوئی نہیں آسکتا۔ لیڈر آف ہاؤس کی جرأت ہی نہیں۔ یہ اس وقت وٹو کی بات تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چلو ٹھیک ہے۔ اقبال خاکوانی صاحب! آپ بیٹھیں۔ میں نے فیصلہ لینا تھا کہ اگر اتفاق ہے تو ہم عمل کرتے ہیں اگر اتفاق نہیں ہے تو عمل نہیں کرتے۔ جی۔ (قطع کلامیاں)

جناب غلام عباس، انہوں نے کیوں غداری کی؟ کیوں جونیجو کو چھوڑا؟ اس کا نام کیوں لیتے ہیں؟ آؤ میرے ساتھ ابھی اس مقدس ایوان سے تصویر نکالتے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جس کی بھی تصویر ہو' ادھر سے ہو' یا یہاں سے ہو جو بھی ضیاء الحق کا ساتھی ہے۔
**** ہم اس کے ساتھی نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی چودھری انعام اللہ خان نیازی صاحب۔۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! انہوں نے جو غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کیے ہیں ان کو حذف کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں انہوں نے تو یہ کہا ہے کہ جو ان کے ساتھی ہیں۔ اس میں وہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر تھا۔ کون سی بری بات کی ہے؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق): میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک دوسرے کی مخالفت میں کسی بھی سائیڈ کے لیڈر کو کہنے کی غرض سے اس لفظ کو اسمبلی کے ریکارڈ میں رکھنا مناسب نہیں ہے۔ قائدین چاہے اپوزیشن کے ہوں وہ بھی قابل احترام ہیں۔ اگر کسی ایک شخص کے لیے وہ قابل احترام نہیں تو یہ ان کے اپنے جذبات ہیں۔ لیکن ہمارے قائد ایوان ہمارے لیے قابل احترام ' ان کے قائد حزب اختلاف بھی ہمارے لیے قابل احترام۔ میں جناب غلام عباس سے گزارش کروں گا کہ * کے الفاظ واپس لے لیں کوئی حرج والی بات نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: غلام عباس صاحب! * لفظ واپس لیجیے۔

جناب غلام عباس: جناب سپیکر! اگر ان کی دل آزاری ہوئی ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ یزید کو آج تک کیوں برا کہتے ہیں۔ اس کے اعمال کی وجہ سے کہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ ہم نے ہاؤس چلانا ہے۔

جناب غلام عباس: اگر وزیر قانون یہی چاہتے ہیں تو میں الفاظ واپس لیتا ہوں۔ مگر ضیاء الحق کے ساتھی قابل مذمت ضرور ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ میں ***کے لفظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جی' چودھری امان اللہ صاحب۔ انعام اللہ خان۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: میرے خلاف پریس سٹیٹمنٹ دیتے ہوئے آپ کو میرا اصلی نام یاد

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب میں کیا کروں۔آپ کا نام میرے ذہن میں بیٹھتا نہیں ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، کمال ہے۔ میرے ذہن میں آپ بڑی اچھی طرح بیٹھتے ہیں' اور میں بٹھانا چاہتا ہوں جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر، چلیے' انعام اللہ خان نیازی صاحب۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ؟ سید اکبر خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، اگر اس قسم کی حرکتیں جاری رہیں تو میرا خیال ہے کہ پھر حالات قابو میں نہیں رہیں گے۔ ایراغیرا جو اٹھتا ہے اٹھ کے بات کرلیتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ پھر آپ کو تقریر کا موقع میں دے رہا ہوں۔

وزیرمواصلات وتعمیرات، سر' میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس ہاؤس میں دعوت دینے اور اس کی تائید کرنے کی بات ہوئی ہے۔ تو میں اسمبلی کا ریکارڈ درست کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میں بھی اس وقت یہاں ممبر تھا۔ محترم ضیاء الحق صاحب یہاں تشریف لائے۔ انھوں نے پارلیمانی نظام کو برا بھلا کہا اور نواز شریف نے ان کی تائید کی۔ (مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب انعام اللہ خان نیازی صاحب ! تشریف رکھیے۔ No cross talk please. - سید اکبر خان صاحب۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، دوسرے دن اسی ہاؤس میں مرحوم محترم محمد خان جونیجو تشریف لائے اور انھوں نے پارلیمانی نظام کی تعریف کی۔ اور ان کی تعریف میں میاں منظور وٹو نے اس پارلیمانی نظام کی تائید کی۔ ایک دن پہلے جنرل صاحب کی تقریر کی میاں نواز شریف صاحب نے تائید کی' کیونکہ ان کے خیالات آپس میں ملتے تھے۔ دوسرے دن محترم جونیجو صاحب کے الفاظ کی میاں منظور وٹو نے تائید کی۔ تو میں اس بات کو ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ وہ جمہوری ذہن کے آدمی تھے انھوں نے جمہوری آدمی کی بات کی تائید کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب سپیکر ! میں بڑی معذرت سے عرض کروں گا کہ وزیر صاحب کا ریکارڈ

درست نہیں ہے۔ اسمبلی کے اندر سپیکر کی اجازت کے بغیر کسی کو invite نہیں کیا جاتا۔ اور نہ ہی کوئی آ سکتا ہے۔ اس وقت کے سپیکر منظور وٹو صاحب کی دعوت پر سارے حضرات یہاں تشریف لائے تھے اور اس وقت وزیر صاحب وزیر اعلیٰ کی کابینہ کا حصہ تھے۔ تو اس بات کو نہ چھیڑا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اب اس بات کو بند کریں۔

چودھری پرویز الٰہی: اور اس سے پہلے سول مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بھی رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انعام اللہ خان نیازی صاحب کو وقت دیں۔ لاء منسٹر صاحب کوئی خاص بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں شخصیات کے حوالے سے یا ماضی کے حوالے سے بات نہیں کرنا چاہتا۔ ایوان کے اندر آنے کی، بلانے کی بات ہو رہی ہے۔ ایوان کی consent، ایوان کی اکثریت جس بات کے حق میں ہو سپیکر اس معاملے کے حق میں رولنگ دیتے ہیں۔ اور جناب سپیکر! قائد ایوان کو ایوان کی اکثریت حاصل ہوتی ہے۔ بطور وزیر اعلیٰ قائد ایوان اگر کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو سپیکر پر بھی یہ بات لازم ہوتی ہے کہ اگر انھوں نے کوئی business carry کرنا ہے، ایوان میں لانا ہے، قائد ایوان کی اگر consent موجود ہے کہ یہ لایا جائے تو سپیکر اس بات کا احساس رکھتا ہے کہ ایوان کی اکثریت اس قائد کے پیچھے ہے، اس لیے یہ کام کرنا چاہیے۔ ماضی میں اگر کسی کو قائد ایوان کے کہنے پر بلایا گیا ہے تو وہ بھی سپیکر نے اس حیثیت میں بلایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: وزیر قانون صاحب سپیکر کو درس سکھانے کی بات کر رہے ہیں۔ یہ شاید اپنا منصب بھی نہیں جانتے۔ قائد حزب اقتدار ہوں یا قائد حزب اختلاف ہوں۔ یہاں اس چیمبر کے اندر آپ کی کرسی کے تابع ہوتے ہیں۔ نہ کہ اس کے برعکس سپیکر قائد حزب اقتدار کا تابع ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک، شکریہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: یہ اپنے قواعد تو ذرا پڑھ لیں۔ یہ آپ کو سبق سکھا رہے ہیں۔ سپیکر کی دعوت کے بغیر کوئی غیر ممبر اس اسمبلی کے اندر نہیں آ سکتا۔ قائد حزب اقتدار یا قائد حزب اختلاف

کی اجازت نہیں ہوتی، سپیکر کی اجازت ہوتی ہے تو کوئی غیر ممبر یہاں داخل ہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بحث لمبی ہو رہی ہے۔ اب انعام اللہ خان نیازی صاحب تقریر شروع کریں۔

قائد حزب اختلاف اور لاء منسٹر صاحب کی توجہ کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ آٹھ بجے تک ہاؤس کا ٹائم ہے تو انعام اللہ صاحب کل اپنی تقریر شروع کر دیں گے۔ کیا خیال ہے؟

وزیر قانون، ٹھیک ہے جناب سپیکر! کل کر لیجیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو میرے خیال میں آپ تقریر شروع کریں۔ میں اسی لیے آپ کو بار بار بلا رہا ہوں کہ آپ تقریر شروع کریں۔ جی، وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، ذاتی وضاحت۔ جناب والا! خاکوانی صاحب نے خاص طور پر میرا نام بھی لے کر فرمایا اور تمام ہاؤس کی توجہ ادھر مبذول کروائی کہ ایک ممبر کے ساتھ انتہائی زیادتی ہوئی ہے۔ جناب والا! آپ کو علم ہے (مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر، نیازی صاحب تقریر نہیں کر رہے۔ میں اب کیا کروں؟ وہ تقریر شروع ہی نہیں کر رہے۔ میں نے تو دس دفعہ ان کا نام بلایا ہے۔ آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟ — جب آپ بولتے ہی نہیں ہیں تو میں نے تو اگلے آدمی کو فلور دینا ہے۔ جب ایک آدمی بولے ہی نہ۔ میں نے اب فلور ان کو دیا ہے۔ عثمان ابراہیم صاحب اس کے بعد۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! آپ کے بھی علم میں ہے اور اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے اکثر ارکان کے علم میں ہے۔ 1989ء میں میری حکومت سے صرف مخالفت کی بنیاد پر مجھے بڑے brutal طریقے سے کورٹ میں سے اس بات پر گرفتار کر لیا کہ تمہاری اسلحہ فیکٹری میں سے اسلحہ نکلا ہے۔ آج ہم پھولی سے بات کرتے ہیں، ادھر سے مجرا شروع ہو جاتا ہے۔ بات بلا بات اٹھ کے اچھل کود ناچ گانے کی طرح یہ شروع کر دیتے ہیں۔ اس وقت یہ کہاں تھے؟ (مداخلت) آج یہ حقوق کے علمبردار بن رہے ہیں۔ یہ پرویز الٰہی صاحب بیٹھے ہیں۔ انھوں نے سازش کر کے مجھ پر جھوٹا کیس بنوایا تھا۔ ساز باز کر کے۔ ان کے قائد حزب اختلاف چلے گئے ہیں جو اس وقت مفرور ہیں۔ انھوں نے اپنی سرپرستی میں وہ جھوٹا کیس درج کروایا تھا۔ اس وقت یہ کہاں تھے؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! کل صبح میں اپنی تحریک استحقاق پر بات کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں یہ بات مناسب رہے گی۔چونکہ وقت ختم ہو گیا ہے۔ رانا نورالحسن صاحب کی رپورٹ ہے ۔(قطع کلامیاں) سید عارف حسین بخاری صاحب کی ہے ۔ (قطع کلامیاں) اس کے بعد میں آپ کو سنتا ہوں ۔ کیا یہ رپورٹ آج پیش کرنا ضروری ہے ؟

رانا نورالحسن ، نہیں جناب ۔ پھر پیش کردیں گے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ ۔ اب وقت ختم ہو رہا ہے لہذا ہاؤس کل شام تین بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیرھواں اجلاس)

بدھ، 16- نومبر 1994ء

(چہار شنبہ، 11- جمادی الثانی 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں سہ پہر 4 بج کر 23 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موھل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ
لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ
حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝

سورۃ الاحزاب آیات 70 تا 72

مومنو! اللہ سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کہا کرو۔ وہ تمہارے سب اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرماں برداری کرے گا تو بے شک بڑی مراد پائے گا۔ ہم نے یہ امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے۔ اور انسان نے اس کو اٹھا لیا بے شک وہ ظالم اور جاہل ہے۔

وما علینا الا البلاغ ○

جناب ڈپٹی سپیکر، کورم پورا ہے۔ کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

جناب عمران مسعود، جناب والا ! میری گنتی کے مطابق اس وقت ہاؤس میں ابھی تک کورم پورا نہیں ہے۔ میری درخواست ہے کہ آپ گنتی دوبارہ کروائیں۔ کیونکہ کورم کے بغیر جتنی بھی کارروائی ہو گی وہ غیر قانونی ہو گی لہذا پہلے آپ کورم کو ensure کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے' ہم دوبارہ گنتی کروا لیتے ہیں۔ لیکن اس کا علاج کیا ہو گا اگر آپ ہر دفعہ یہ کہہ دیں کہ میری گنتی کے مطابق کورم پورا نہیں ہے۔ بہرحال گنتی دوبارہ کی جائے۔ تمام معزز ممبران اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں تاکہ گنتی میں آسانی ہو۔

جناب عمران مسعود، میں یہ چاہوں گا کہ ایک ایک ممبر اپنی اپنی سیٹ پر کھڑا ہو جائے اور گنتی کروائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں نہیں۔ یہ آپ کا حکم نہیں چلے گا۔ آپ بیٹھیں۔ آپ بعد میں پھر یہ کہیں گے کہ ہاتھ کھڑا کر کے سیٹوں کے اوپر کھڑے ہو جائیں۔ جی دوبارہ گنتی کی جائے۔(گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر، راجہ جاوید اخلاص صاحب ۔ تشریف نہیں رکھتے ۔ اگلا سوال راجہ ریاض احمد صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے -----

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آفتاب احمد خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر ! میری گزارش یہ ہے کہ اپوزیشن کے ممبران اسمبلی کو سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ یہ اسمبلی کو مذاق نہ بنائیں۔ پریس والے دیکھ رہے ہیں۔ یہ سب کچھ صبح اخبارات میں آئے گا۔ پریس والے دیکھ رہے ہیں کہ اپوزیشن والے جان بوجھ کر باہر گئے ہیں۔ اور کورم کی نشان دہی کی ہے حالانکہ وہ لابی میں بیٹھے ہیں۔ یہ within the Assembly premises ہیں۔ یہ کارروائی میں اس لیے حصہ نہیں لے رہے کہ قانون سازی نہ ہو سکے۔ ہم بنیادی طور پر legislators ہیں۔ یہ بات پریس نوٹ کرے۔ کیونکہ یہ وقفہ سوالات ان کے لیے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ میرے خیال میں اپوزیشن والے دوست بھی آ گئے ہیں۔ وہ بھی حصہ لینا چاہتے ہیں۔

جناب عمران مسعود، جناب والا! میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، عمران مسعود صاحب انہوں نے آپ کا نام تو نہیں لیا۔

جناب عمران مسعود، جی انہوں نے کہا ہے کہ یہ سنجیدہ نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں انہوں نے سب کو کہا ہے آپ کا نام نہیں لیا گیا۔ I disallow it۔ اگلا سوال بھی راجہ ریاض احمد صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔

جناب عمران مسعود، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔ No point of order

جناب عمران مسعود، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں نہیں۔ میں سب رول جانتا ہوں۔ یہ میری صوابدید ہے کہ میں آپ کو اجازت نہ دوں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک شخص ہر وقت پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتا رہے اور کارروائی کو آگے نہ بڑھانے دے۔ لہذا تشریف رکھیں۔ مجھے یہ بھی علم ہے کہ سپیکر کے فرائض کیا ہیں۔ میں آپ کو بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔

اگلا سوال سید تابش الوری صاحب کا ہے۔۔۔ وزیر قانون صاحب پہلے یہ بتائیں کہ ان سوالوں کے جوابات کون صاحب دیں گے؟ کیا رانا اکرام ربانی صاحب یا آپ؟

وزیر قانون، جی میں جواب دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ سید تابش الوری صاحب ۔۔۔۔۔۔

تعزیت

سابق ایم پی اے نواب احمد بخش تھہیم کی وفات پر فاتحہ خوانی

پیر عارف زمان قریشی، پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! ہمارے دوست سابق ایم پی اے نواب احمد بخش تھہیم صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ وہ دو دفعہ ہمارے اس ہاؤس کے ممبر رہے ہیں تو میں یہ گزارش

کروں گا کہ ان کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ دعائے مغفرت کر لی جائے کیونکہ جو فاضل دوست فوت ہو گئے ہیں وہ دو دفعہ اس ہاؤس کے رکن رہ چکے ہیں۔

(اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، میں یہ گزارش کردوں کہ آج کے سوالات بڑے اہم ہیں ان میں دو تین سوال ایسے ہیں جو کہ پی سی ایس افسران اور سی ایس پی افسران کے بارے میں ہیں۔ پہلے بھی 1985 میں اسمبلی نے ایک دفعہ رپورٹ پیش کی تھی۔ اس ہاؤس کے میرے پرانے فاضل اراکین جانتے ہیں کھوسہ صاحب بھی جانتے ہیں یہ ایک بڑی tussal ہے۔ آج وہ سوالات زیر بحث آئیں گے۔ میری یہی رائے ہے کہ براہ مہربانی آپ ذرا سنجیدگی سے سوالات میں حصہ لیں۔ جی' آفریدی صاحب۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اسمبلی کے سیکرٹری صاحب اور انتظامیہ سے سوال کرتا ہوں کہ میں بلڈ پریشر کا مریض ہوں اور اکثر دوران تقریر میرا بلڈ پریشر بھی ہائی ہو جاتا ہے۔ لیکن وہاں بیٹھے ہوئے آپ کا بھی بلڈ پریشر اکثر ہائی رہتا ہے تو کیا اگر یک دم بلڈ پریشر کا attack ہو جائے تو یہاں ڈاکٹر کا کوئی arrangement ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں۔ This is no point of order. I rule it out. Have your seat please. آپ اسی طرح کے پوائنٹ آف آرڈر کرتے ہیں۔ اسی لیے میں اجازت نہیں دیتا۔ مجھے یہ پتا ہوتا ہے کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں آپ کا مقصد کیا ہے اس کے پیچھے کیا حکمت کارفرما ہے؟ اس لیے اگر ایک ممبر دس مرتبہ پوائنٹ آف آرڈر raise کرنا چاہے اور میں اس کو ہر دفعہ پوائنٹ آف آرڈر پہ کھڑا ہونے کی اجازت دیتا رہوں۔ یہ حدیث نہیں ہے۔ قرآن مجید میں آیت نہیں لکھی گئی کہ اگر وہ پوائنٹ آف آرڈر کا لفظ کہہ دے تو سپیکر لازماً سنے گا۔ ایسی بات کہیں نہیں ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں نے پوائنٹ آف آرڈر کا نہیں کہا تھا۔ میں نے تو نکتہ ذاتی وضاحت کا کہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ایسے ہی باتیں کر دیتے ہیں۔ جی سید تابش الوری صاحب آپ کا سوال ہے؟

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (---جاری)

سید تابش الوری، سوال نمبر 413۔

محمد بشیر تابش کی رہائشی کوارٹر سے جبری بے دخلی

*413۔ سید تابش الوری: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محمد بشیر تابش ریٹائرڈ سیکشن آفیسر حکومت پنجاب کو 16۔ اکتوبر 1993ء کو گورنمنٹ کوارٹر نمبر ۱۹۔ ای وحدت کالونی لاہور سے جبراً بے دخل کر دیا گیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ایسی بے دخلی کے لیے کم از کم پندرہ دن کا نوٹس ضروری ہوتا ہے لیکن محمد بشیر کو بے دخلی سے پہلے سماعت کا موقع مہیا نہیں کیا گیا بلکہ بغیر کسی اطلاع کے ان کے سامان اور کنبے کو گھر سے نکال باہر کیا گیا اور مسٹر ریاست علی اے ایس آئی پولیس اسٹیشن اچھرہ لاہور کو متذکرہ کوارٹر کا قبضہ دلوا دیا گیا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ریٹائرڈ سیکشن آفیسر نے اس جبری بے دخلی کے خلاف وزیر اعلیٰ پنجاب اور دوسرے حکام کو اپیل بھجوائی اس پر انصاف کی خاطر کیا کارروائی کی گئی ہے۔

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق):

(الف) درست ہے۔

(ب) غلط ہے۔ حقیقی صورت حال یہ ہے کہ محمد بشیر تابش 4۔ جنوری 1993ء کو بطور سیکشن آفیسر ریٹائرڈ ہوئے انہیں حسب قواعد سرکاری کوارٹر نمبر 19 ۔ ای ' وحدت کالونی 4۔ ستمبر 1993ء تک یعنی آٹھ ماہ تک رکھنے کی اجازت دی گئی تھی (ضمیمہ الف) اسی اثناء میں یہ کوارٹر افسر مجاز نے ریاست علی' اے ایس آئی 'پنجاب پولیس' لاہور کو الاٹ کر دیا چونکہ مورخہ 4۔ ستمبر 1993ء کے بعد محمد بشیر تابش سرکاری کوارٹر پر ناجائز قابض تھے۔ اس لیے 7 ستمبر 1993ء کو انہیں نوٹس کیا گیا کہ گھر فوراً خالی کر دیں۔ (ضمیمہ ب) مگر انہوں نے مکان خالی نہ کیا نتیجتاً بے دخلی کی قانونی کارروائی کرنے کے لیے پندرہ یوم کے بعد مورخہ 22 ستمبر 1993ء

کو معاملہ جناب ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (جنرل) لاہور کینٹ کی عدالت کے سپرد کر دیا گیا (ضمیمہ "ج")جہاں سے ناجائز قابض کو عدالت میں ذاتی شنوائی کے لیے طلب کیا گیا مگر وہ وہاں حاضر نہ ہوئے۔ اور عدالت نے علاقہ مجسٹریٹ کو حکم دیا کہ وہ مکان کو قانون نافذ کرنے والے ادارے کی مدد سے خالی کروائے اور اس کا قبضہ متعلقین کے حوالے کرے (ملاحظہ فرمائیے ضمیمہ "د") عدالت کے حکم کی تعمیل میں علاقہ مجسٹریٹ نے قانون کے مطابق کوارٹر مذکورہ 16۔اکتوبر 1993ء کو خالی کروایا۔

(ج) محمد بشیر تابش ناجائز قابض تھے اور بے دخلی کی کارروائی عدالتی حکم کے تحت عمل میں لائی گئی تھی اس لیے تمام اپیلیں داخل دفتر کر دی گئی تھیں

نوٹ۔ ضمیمہ الف'ب'ج اور د ایوان کی میز رکھ دیے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس سوال پر کوئی ضمنی سوال ہے؟ ـــــ ضمنی سوال نہیں ہے۔ جی اگلا سوال احمد یار گوندل صاحب کا ہے۔

چودھری احمد یار گوندل ، سوال نمبر 532

سرکاری ملازم کی تعیناتی

*532۔ چودھری احمد یار گوندل: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ــــ

کون کون سے محکمہ اور کس گریڈ تک کے سرکاری ملازم کو اپنے ضلع میں تعینات کیا جا سکتا ہے۔

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)،

گریڈ 16 اور اس سے زیادہ کے افسران اپنے اضلاع میں ماسوائے غیر معمولی حالات کے تعینات نہیں کیے جاسکتے۔ یہ پابندی مندرجہ ذیل پر لاگو نہیں ہوتی ۔

1۔ وہ سرکاری ملازمین جو کہ تعلیمی اداروں اورمیڈیکل کالجوں میں کام کر رہے ہیں جوسیکرٹریٹ ہیڈ کوارٹرز ،ضلعی اورعلاقائی دفاتر میں تعینات ہیں ۔

2۔ وہ سرکاری ملازمین جو خود مختار اور نیم خود مختار اداروں میں (DEPUTATION) پر کام کر

رہے ہیں۔ (تاہم خود مختار اداروں کو یقین دلانا پڑے گا کہ گریڈ 16۔ اور اس سے زیادہ کے افسران جو کہ ان عہدوں پر کام کررہے ہیں جو کہ ضلعی معیار (LEVEL) کے عہدوں کے برابر ہوں وہ اپنے گھریلو اضلاع میں تعینات نہیں کیے جائیں گے)

3۔ وہ لوگ جو کہ بہت زیادہ مہارت یافتہ ہوں یا جن کا متبادل دستیاب نہ ہو یا جن کے لیے ان کے گھریلو اضلاع سے باہر صحیح جگہ دستیاب نہ ہو۔

4۔ وہ افسران جو دو یا دو سے کم سالوں میں ریٹائر ہونے والے ہوں۔

5۔ وہ اشخاص جو عارضی انتظام (Stop gap arrangement) کے طور پر تعینات کیے گئے ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟ ـــ ضمنی سوال نہیں ہے ۔ جی اگلا سوال رانا محمد فاروق سعید خان صاحب کا ہے ۔

رانا محمد فاروق سعید خان ، سوال نمبر 681

وفاقی سروسز کے افسران کی واپسی

*681 ۔ رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ـــــ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قواعد و ضوابط کے مطابق وفاقی سروسز کا کوئی بھی آفیسرگریڈ 18 میں ترقی یاب ہونے پر ایک صوبے میں پانچ سال سے زائد عرصے تک تعینات نہیں رہ سکتا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت بھی وفاقی سروسز کے کئی ایک آفیسرز گذشتہ بیس سال سے پنجاب میں تعینات چلے آرہے ہیں۔ اگر ہاں تو جب سے وفاق نے ان کی خدمت پنجاب حکومت کے سپرد کی ہیں۔ اس سے لے کر اب تک جن حیثیت میں ان کی تعیناتی رہی ہے۔ اس کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

(ج) ایسے افسران کن وجوہ کی بناء پر قواعد و ضوابط کے برعکس پنجاب میں تعینات چلے آرہے ہیں اور کیا حکومت ان کو واپس وفاق میں بھیجنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)،

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) ہاں! درست ہے۔ اس وقت 9 وفاقی سروسز کے افسران بیس سال سے پنجاب میں تعینات ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) افسران کی تعیناتی مفاد عامہ و انتظامی امور کی بناء پر کی جاتی ہے اور حسب ضرورت افسران پنجاب سے وفاقی اور یا وفاق سے پنجاب کو بھیجے جاتے رہتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟ ــــ جی تابش الوری صاحب ضمنی سوال پر ہیں ان کے بعد سردار صاحب۔

سید تابش الوری: جناب والا! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ وفاق کی طرف سے حال ہی میں طویل عرصے تک پنجاب میں کام کرنے والے کوئی 120 کے قریب افسران کو فارغ کر کے واپس وفاق میں بھیجنے کے لیے کہا گیا تھا۔ اس پر کیا کارروائی ہوئی ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست جن 120 افسران کے حوالے سے بات کر رہے ہیں وہ اس سوال سے متعلقہ اس لیے نہیں ہیں کہ اس سوال میں پوچھا گیا تھا کہ کیا قواعد و ضوابط کے مطابق وفاقی سروسز کا کوئی بھی آفیسر گریڈ اٹھارہ میں ترقی یاب ہونے پر ایک صوبے میں پانچ سال سے زیادہ عرصے تک تعینات نہیں رہ سکتا سوال یہ تھا۔ اور اس کا جواب یہ تھا کہ ایسی کوئی پابندی نہیں کہ اٹھارویں گریڈ میں ترقی یاب ہونے کے بعد پانچ سال کی کوئی پابندی نہیں البتہ جن 120 افسران کے حوالے سے تابش الوری صاحب نے سوال کیا۔ اس بارے میں وفاقی حکومت نے قومی اور ملکی انتظامی معاملات کے پیش نظر انھیں بلانے کا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن ابھی ان کی واپسی کے معاملات زیر غور ہیں اور تمام کے بارے میں کوئی فائنل فیصلہ نہیں ہوا۔

جناب ایس اے حمید: پوائنٹ آف آرڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا! جو ایجنڈا ہمیں دیا گیا ہے اس کے صفحہ نمبر 4 کے بعد صفحہ نمبر 6 آرہا ہے اس کی ترتیب ہی غلط ہے اور اسی وجہ سے یہ جوابات بھی سمجھ نہیں آرہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چار کے بعد چھ ہے؟ ان کو دوسری کاپی فراہم کی جائے ۔ سردار سکندر حیات خان۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Sir, concerning the officers which are being sent to the centre, through you I would like to ask the honourable Minister that there is a provision that if there is a good and honest officer and an asset to the Province, can he be retained in the Provincial Government?

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ کیا مشیر وزیر اعلیٰ ضمنی سوال کر سکتے ہیں؟ یا پارلیمانی سیکرٹری سوال کر سکتے ہیں؟ کیونکہ وہ تو کیبنٹ کا حصہ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں وزراء کرام اور پارلیمانی سیکرٹری تو نہیں کر سکتے جہاں تک ایڈوائزر کا تعلق ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بڑا relevant ہے اس پر میں اپنی رولنگ موخر کرتا ہوں۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! جب تک آپ کی رولنگ موخر ہے اس وقت تک تو میں ضمنی سوال پوچھ سکتا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! رولنگ تو آپ نے موخر کر دی آپ کی معاونت اور سہولت کے لیے میں عرض کردوں اگر وہ مشاورت سے استعفیٰ دے دیں تو پھر وہ ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کھوسہ صاحب! آپ کو بھی معلوم ہے کہ پچھلے دور میں بھی یہ مسئلہ زیر بحث آیا تھا کہ کیا وہ قرارداد پیش کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بہرحال میں نے اپنی رولنگ موخر کر دی ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جب تک آپ کی رولنگ موخر ہے اس وقت تک سردار صاحب کا ضمنی سوال بھی موخر کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں میں نے ابھی فیصلہ نہیں دیا' میں یہ بھی چاہوں گا کہ وزراء کرام بھی پوائنٹ آف آرڈر پر زیادہ کھڑے نہیں ہو سکتے۔ آپ اس بات کو بھی مد نظر رکھیں۔

وزیر قانون، جناب والا! فاضل ممبر نے یہ سوال کیا ہے کہ جو آفیسر پنجاب کے لیے ایک asset

کی حیثیت رکھتا ہو آیا اسے بھی وفاقی حکومت کو بھیجا جا سکتا ہے؟ اس معاملے پر میں عرض کرنا چاہوں گا کہ پالیسی کے تحت سترہ گریڈ کے آفیسر کے لیے یہ پابندی ہے سول سرونٹ ایکٹ 1973ء کے سیکشن (10) کے تحت کم از کم تین سال اپنے ڈومیسائل کے صوبے کی بجائے دوسرے صوبے میں اسے ضرور سروس کرنی ہے۔ لیکن گریڈ 18 کے آفیسر کے لیے جس کے متعلق یہ سوال ہے اس کے لیے یہ پابندی نہیں ہے۔ البتہ صوبے کے پاس کوئی آفیسر ایسا ہو اور وفاقی حکومت اسے وفاقی انتظام کے تحت لے جانا ضروری سمجھتی ہو اور وفاقی اسٹیبلشمنٹ میں اس کی ضرورت زیادہ محسوس کی جا رہی ہو تو صوبے سے رائے لینے کے بعد وہ اس آفیسر کو وفاق میں لے جا سکتے ہیں۔ البتہ اگر وفاقی حکومت اس بات پر قائل ہو کہ جن وجوہ کی بناء پر صوبائی حکومت اس آفیسر کو صوبے میں رکھنا چاہتی ہے وہ وجوہات درست ہیں تو اس صورت میں اس آفیسر کو صوبے میں روکا جا سکتا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! کیا معزز نمائندے وزیر اعلیٰ یہ بتائیں گے کہ اس وقت صوبے میں وفاقی ملازمین کی کتنی تعداد ہے اور اس تعداد میں سے کتنی تعداد ایسی ہے جو وفاق واپس لینا چاہتا ہے اور وہ تعداد کتنی ہے جو یہ واپس دینا چاہتے ہیں اور جو واپس نہیں دینا چاہتے۔ اگر سوال سمجھ میں نہیں آیا تو میں اسے دہرا دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں یہ اتنا لمبا ضمنی سوال ہے ....

سید ظفر علی شاہ، نہیں، کوئی لمبا نہیں ہے اگر سمجھ نہیں آئی تو میں اسے دہرا سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں چونکہ اعداد و شمار کا معاملہ ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یقیناً یہ اعداد و شمار سے متعلق سوال ہے اس کے لیے یہ نیا سوال دیں معزز رکن کو تمام تفصیلات فراہم کر دی جائیں گی۔ اس میں کوئی ایسی رکاوٹ نہیں، جس کا انہیں جواب نہ دیا جا سکے لیکن سر دست اعداد و شمار پیش کرنا ناممکن ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! اگر وزیر موصوف تعداد نہیں بتا سکتے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ بات درست ہے کہ وفاقی حکومت اپنے بعض ملازمین کو واپس اپنے پاس بلانا چاہتی ہے اور ان کی حکومت ان کو واپس بھیجنے پر تیار نہیں ہے۔ صرف اتنا جواب دے دیں کہ یہ بات غلط ہے یا درست ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! وفاقی حکومت وقتاً فوقتاً ضرورت پڑنے پر ایسے ملازمین کو واپس بلانے کے

لیے صوبائی حکومت سے رجوع کرتی ہے اور صوبائی حکومت سے بات چیت کرنے کے بعد انہیں واپس بلا بھی لیا کرتی ہے۔ اس وقت بھی میں نے عرض کیا ہے کہ کچھ آفیسرز کو واپس بلانے کے لیے حسب ضابطہ کاروائی شروع ہے لیکن اس بارے میں تا حال کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

سید تابش الوری ، جناب والا! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ حال ہی میں وفاقی حکومت نے جن وفاقی افسران کو واپس بلانے کے لیے فہرست بھیجی ہے اس کی بنیاد کیا ہے؟ اور پنجاب حکومت نے انہیں اب تک نہیں بھیجا اس کی بنیاد کیا ہے؟

وزیر قانون، واپس بلانے کی بنیاد بھی انتظامی امور ہوتے ہیں اور واپس بھیجنے سے انکار بھی انتظامی امور ہوتے ہیں۔ انتظامی امور کے تحت وفاق نے ضرورت محسوس کرتے ہوئے ایسے ملازمین کو بلانے کے لیے اپنی خواہش کا اظہار کیا ہے اور پنجاب حکومت نے عوام کی ضرورت عوامی مفاد اور انتظامی معاملات میں ان کی بہتر کارکردگی پر اپنی طرف سے روکے جانے کی خواہش کا اظہار کیا ہے جس پر وفاقی حکومت کی طرف سے کوئی ایسی ضد کی بات نہیں ہے کہ جس بنیاد پر انہیں فی الفور یہاں سے وفاق میں واپس بھیج دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آرڈر پلیز۔ ایس اے حمید صاحب

سردار سکندر حیات خان، ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں ....

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ تشریف رکھیں آپ مشیر بھی ہیں۔ ایس اے حمید صاحب

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! میرے سوال کے جواب میں جز(ج) میں یہ بات کہی گئی ہے کہ افسران کی تعیناتی مفاد عامہ و انتظامی امور کی بنیاد پر کی جاتی ہے یہ الفاظ جناب سپیکر قابل غور ہیں اس کے لیے جناب سپیکر کیا criteria ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ ایک ایسا لفظ ہے جس کی تشریح کی نہیں جا سکتی بڑی لمبی تشریح ہو گی۔ اگر وہ کہیں کہ ہم اس کو فی الفور کر دیں گے تو پھر آپ کہیں گے کہ فی الفور کا کیا مطلب ہے؟ کتنی میعاد ہے تو آپ لفظوں میں نہ جائیں اور میرے خیال میں یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔ انتظامی امور ایک وسیع chapter ہے اسے آپ کسی طرف بھی لے جا سکتے ہیں اور یہ سب کچھ آپ بھی سمجھتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید، یعنی اس کا مقصد یہ ہے کہ اصول کوئی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں اصول تو ہیں I disallow it. یہ ایڈوائزر صاحب مصر ہیں پتا نہیں کیا لینا چاہتے ہیں ......

سردار سکندر حیات خان، میں جو لینا چاہ رہا ہوں ....

سید ظفر علی شاہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے خان صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور پہلے بھی یہ سوال ایک کیبنٹ ممبر نے اٹھایا تھا جس پر جناب نے اپنی رولنگ کو مؤخر کیا ہے یہ کوئی اتنی minor بات نہیں ہے اور یہ وقفہ سوالات جناب وزیر اعلیٰ صاحب کا چل رہا ہے جس میں presumption ہے کہ ان کا جواب جو دیا گیا ہے اس میں خان صاحب بھی شامل ہیں۔ بطور وزیر اور بطور مشیر بھی حکومت کا حصہ ہیں تو یہ کیا مذاق ہے؟ معزز رکن ایسے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میں آپ سے متفق ہوں رولنگ میں نے مؤخر کی ہوئی ہے۔ بادی النظر میں یعنی prima facie یہ درست بات ہے۔ آپ تشریف رکھیں اب آگے بھی چلیں کیونکہ آگے کئی سوالات بڑے اہم ہیں کیونکہ جب میں ممبر تھا میں خود ان سے متعلقہ رہا ہوں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ یہ لسٹ ختم ہو۔ اس پہ آئیں۔ بڑے اہم سوالات ہیں۔ جو ہماری پنجاب پبلک سروس کمیشن ہے پی سی ایس افسران ' ان سے متعلق ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ جلدی آئیں تا کہ اس پر ہم کوئی فیصلہ کریں۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! آپ نے مجھ سے پوچھا کہ میں کیا لینا چاہ رہا ہوں۔ جناب آج کل چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی honest officer نہیں ملتے۔ مشکل سے ملتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے۔ میرے بھائی کو اس طرح سے بھی میری سپورٹ کرنی چاہیے۔ بلکہ ہمیں تو ان میں distinction کرنی چاہیے تا کہ جو honest officers ہیں ان کو ہم ڈھونڈ ڈھونڈ کر سپورٹ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب آپ تقریر کر رہے ہیں۔ یہ کیا کر رہے ہیں؟

سردار سکندر حیات خان، آپ نے ایک سوال کیا تھا۔ میں آپ سے request کروں گا کہ وزیر موصوف یہ بتائیں کہ جو honest افسر ہیں۔ اگر ہم ان کے نام دیں ۔ تو یہ ان کی verification کریں۔ یہ کہ ہمیں یقین دہانی کرائیں کہ یہ ان کو روکنے کے لیے ٹیک اپ کریں گے تا کہ وہ پنجاب میں خدمت کر سکیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، صحیح معنوں میں وہی ہیں جن کی بدولت یہ ساری حکومت چل رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بیٹھیں تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، جناب والا ! کردار اور انتظامی لحاظ سے اچھی شہرت رکھنے والے افسروں کو پنجاب میں روکنے کے لیے پنجاب حکومت اپنی پوری ذمہ داریاں ادا کرے گی۔ میں اس بات کی انھیں یقین دہانی کرواتا ہوں۔ "یقین دہانی"

جناب ڈپٹی سپیکر، جی تابش الوری صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں نے جو سوال کیا تھا اس کا جواب نہیں آیا۔ اور آپ نے اس پر غور نہیں فرمایا۔ میں نے یہ کہا تھا کہ وفاقی حکومت نے 117 یا 120 ارکان کی ایک فہرست انھیں بھیجی ہے کہ انھیں واپس کیا جائے۔ انہوں نے کس بنیاد پر کن وجوہ کے پیش نظر انھیں واپس مانگا ہے۔ اور انہوں نے کن وجوہ کے پیش نظر انھیں روکا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک منٹ میں نے آپ کا سوال بھی سنا اور ان کا جواب بھی سنا۔ انہوں نے بڑی تفصیل سے اس کا جواب دیا ہے۔ اگر آپ مطمئن نہ ہوں تو یہ علیحدہ بات ہے۔ بہر حال انہوں نے بڑی تفصیل سے بات کی ہے۔

سید تابش الوری، اگر آپ نے سنا ہے تو آپ بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں بتانے کا باؤنڈ نہیں ہوں۔

سید تابش الوری، تو پھر میں کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے جواب نہیں دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سید ظفر علی شاہ صاحب ---

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان وفاقی افسران کی تعداد کتنی ہے جو اس وقت پنجاب کی پولیٹکل گورنمنٹ سے ان کی پالیسیوں کی وجہ سے تنگ آئے ہوئے ہیں اور وہ اپنی جان چھڑا کر اسلام آباد جانا چاہتے ہیں۔ ان کی تعداد کتنی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں یہ ضمنی سوال نہیں ہے----- جی پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری محمود اختر گھمن، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس ایوان میں ایک روایت چل نکلی ہے۔ کہ ایک فاضل رکن دوسرے رکن سے خود ہی کہتا ہے اشارے سے کہ بیٹھ جاؤ۔ جیسے

کہ ابھی ظفر علی شاہ صاحب سردار صاحب سے کہہ رہے تھے کہ تم بیٹھ جاؤ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ نہیں، آپ بھول گئے۔ وہ تو انعام اللہ صاحب نے کہا تھا۔

سید ظفر علی شاہ۔ سر، نہیں انہوں نے سو تا لگایا ہے۔ میں نے نہیں کہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کوئی ممبر دوسرے ممبر کو نہیں کہہ سکتا کہ آپ بیٹھ جاؤ۔ جی شکریہ مہربانی۔ اگلا سوال رانا محمد فاروق سعید خان---

رانا محمد فاروق سعید خان، سوال نمبر 682۔

ملک محمد اسلم مجسٹریٹ جڑانوالہ کی تعیناتی کی تفصیل

*682۔ رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ-----

(الف) ملک محمد اسلم مجسٹریٹ جڑانوالہ تحصیل و ضلع فیصل آباد ایس اینڈ جی اے ڈی میں کس حیثیت میں کس تاریخ کو بھرتی ہوا۔ اس کا ڈومیسائل کس ضلع کا ہے۔ اور وہ تاریخ تعیناتی سے لے کر اب تک کن عہدہ جات پر اور کہاں کہاں تعینات رہا ہے۔ اس کی تعلیمی قابلیت کیا ہے اسناد کی نقول ایوان کی میز پر رکھی جائیں۔

(ب) اس وقت متذکرہ اہل کار کی عدالت میں کتنے مقدمات زیر سماعت ہیں اور کتنے عرصے سے متذکرہ اہل کار نے مارچ 1993ء سے لے کر اب تک کتنے مقدمات کے فیصلے کیے اور ان میں کتنے ملزمان کو بری کیا کتنے ملزمان کو سزائیں دیں اور کتنی درخواست ہائے ضمانت منظور کیں۔ کتنی مسترد کیں تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)،

(الف) ملک محمد اسلم مجسٹریٹ جڑانوالہ مقابلے کا امتحان منعقدہ 1985ء پاس کرنے کے بعد پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر 11 مارچ 1986ء کو بطور ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بھرتی ہوا۔ اس کا ڈومی سائل ضلع سرگودھا کا ہے۔ ملک محمد اسلم کی بھرتی سے لے کر اب تک کی تعیناتی کی تفصیلات اس طرح ہیں ۔

نمبر شمار	عہدہ	تاریخ	مقام
1۔	ای اے سی (زیر تربیت) پشاور	مارچ 1986 تا 26 ستمبر 1986	پی سی ایس اکیڈمی

2-	ای اے سی	27-9-1986 تا 21-12-1986	میانوالی
3-	ای اے سی (آر ایم)	15-1-1987 تا 31-12-1987	نوشہرہ (خوشاب)
4-	ای اے سی	18-1-1989 تا 31--8-1991	فیصل آباد
5-	ای اے سی	1-9-1991 تا 4-9-1991	جڑانوالہ
6-	ای اے سی (ایل آر)	5-9-1991 تا 23-9-1991	فیصل آباد
7-	ای اے سی	23-9-1991 تا 24-4-1993	فیصل آباد
8-	ای اے سی	24-4-1993 تا حال	جڑانوالہ

جہاں تک اس کی تعلیمی استعداد کا تعلق ہے اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	تعلیم	ڈویژن	سال	ادارہ
1-	میٹرک	فسٹ	1970	گورنمنٹ ھائی سکول چک نمبر 95- ایس بی سر گودھا۔
2-	ایف ایس سی	سیکنڈ	1973	گورنمنٹ کالج بھلوال
3-	بی اے	سیکنڈ	1975	گورنمنٹ کالج سر گودھا۔
4-	ایل ایل بی	سیکنڈ	1980	پنجاب یونیورسٹی لاء کالج
5-	ایم اے (ہسٹری)	تھرڈ	1981	پرائیویٹ امیدوار (پنجاب یونیورسٹی)

اس کی اسناد کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) ڈپٹی کمشنر فیصل آباد کے مطابق مئی 1993ء سے لے کر جنوری 1994ء تک رپورٹ برائے زیر سماعت مقدمات منفصلہ مقدمات و درخواست ہائے ضمانت بر عدالت ملک محمد اسلم مجسٹریٹ درجہ اول جڑانوالہ معزز ایوان کے ملاحظہ کے لیے پیش خدمت ہے۔ (افسر مذکور نے ۲۴ اپریل 1993ء کو جڑانوالہ چارج لیا تھا)

کل مقدمات	1397	فیصلہ شدہ مقدمات	565
ملزمان بری شدہ	249	ملزمان سزا یافتہ	316
کل درخواست ہائے برائے ضمانت	192	درخواست ھائے ضمانت منظور شدہ	82

درخواست ہائے ضمانت نامنظور شدہ 100

درخواست ہائے ضمانت دائر کرنے کے بعد واپس لی گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ کا کوئی اس بارے میں ضمنی سوال ہو تو کریں۔

رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر موصوف یہ بتا سکتے ہیں کہ 1989ء سے ملک محمد اسلم مجسٹریٹ ضلع فیصل آباد میں تعینات ہیں۔ اور یہ تاحال ادھر ہی ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ ان کو زیادہ تر ضلع فیصل آباد میں ہی رکھا جا رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یعنی آپ کا مقصد یہ ہے کہ ان کو وہاں سے بدلنے کا ارادہ ہے یا نہیں یا ان کو وہیں پر رکھنا ہے؟ یہ سوال ہے۔(قطع کلامیاں) میں فاضل رکن انعام اللہ خان نیازی کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آپ ذرا روایات اور رولز کا پاس رکھیں ۔ سید تابش الوری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! سپیکر سے بعض مواقع پر اختلاف بھی ہو سکتا ہے۔ اور بڑی شدت سے بھی اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن سپیکر کا احترام ہم سب پر فرض ہے۔ ابھی آپ نے دیکھا کہ اس طرف سے کن لفظوں میں incite کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہی وہ صورت حال ہے جس کے جواب میں بعض اوقات اس طرف سے شدید جواب دیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے سپیکر ہونے کے باوجود جو لفظ استعمال کیے تھے وہ واپس لے لیے ہیں۔ اس لیے میں جناب انعام اللہ نیازی سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ انھوں نے آپ کے بارے میں جو لفظ کہے ہیں وہ واپس لیں تاکہ ہم کارروائی کو بہتر طور پر چلا سکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی پریس کانفرنس سے اور مختلف وجوہات سے کافی چیزیں میرے ذہن میں اکٹھی ہو چکی تھیں۔ بہرحال میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں کافی ہے۔ بڑی مہربانی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، چھوٹی سی بات ہے۔ انھوں نے صرف یہ کہا ہے کہ ******* ہوتا ہے۔ وصی ظفر صاحب نے یہ کہا ہے کہ بعض لوگوں میں ********** ہوتا ہے۔ میرا اس کے مقابلے میں جواب یہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں اس کو بھی حذف کرتا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، کیا فاضل رکن بتائیں گے کہ وہ ********* کس نے کی تھی؟

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ لفظ بھی اور وصی ظفر صاحب کے الفاظ بھی ہم کارروائی سے حذف کرتے ہیں۔ وصی ظفر صاحب، تشریف رکھیں، مہربانی۔ شکریہ۔ اگلا سوال ــــ ضمنی سوال ہے؟

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا ! ابھی ہاؤس میں تھوڑی سی گرما گرمی پیدا ہو گئی۔ ہم آپ کا بڑا احترام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور عزت اور مقام دے۔ ہم جب شکار پر جایا کرتے تھے ہمارے پاس چند بندوقیں ہوا کرتی تھیں۔ ان میں چند بندوقیں ایسی بھی ہوتی تھیں کہ جن سے ہم شکار کرتے تھے تو وہ شکار کی طرف جاتی تھیں۔ اور بعض بندوقیں back fire کرتی تھیں۔ ـــ

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں۔ This is is no point of order. I rule it out. ۔ عمران مسعود صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں عمران مسعود، شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے یہ احساس ہوا کہ شاید آپ وقفہ سوالات ختم کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں، ابھی جاری رہے گا۔

میاں عمران مسعود، ابھی چل رہا ہے۔ میں یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ میرے دو سوالات نمبر 843 اور 844 انتہائی اہم ہیں۔ میں چاہوں گا کہ اسی question hour میں آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مجھے پتا ہے۔

میاں عمران مسعود، برائے مہربانی۔ اس کو آپ ذہن میں رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مجھے پتا ہے۔ اب ہم نماز کے لیے وقفہ کرتے ہیں۔ ہم یہاں پر ساڑھے پانچ بجے انشاء اللہ meet کریں گے۔

(اس مرحلے پر ساڑھے پانچ بجے تک نماز مغرب کے لیے وقفہ کیا گیا)

(وقفہ نماز مغرب کے بعد اجلاس کی کارروائی 5 بجکر 35 منٹ پر دوبارہ شروع ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم اجلاس کی کاروائی پانچ بج کر پینتیس منٹ پر شروع کر رہے ہیں تو پورے چھ بجے وقفہ سوالات ختم ہو جائے گا ــــ حاجی محمد اسمٰعیل صاحب۔

جناب عثمان ابراھیم، سوال نمبر 697۔ (معزز رکن نے حاجی محمد اسماعیل صاحب کے ایماء پر دریافت کیا)

وفاقی سروس سے تعلق رکھنے والے افسران کی واپسی

*697۔ حاجی محمد اسماعیل: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قواعد و ضوابط کے تحت وفاقی سروسز سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی اہل کار گریڈ 18 میں ترقی یاب ہونے پر جو پولیس گروپ سے تعلق رکھتا ہے وہ پانچ سال سے زائد ایک ہی صوبے میں تعینات نہیں رہ سکتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبے میں پولیس سروس کے کئی افسران پندرہ سال سے زائد عرصہ سے پنجاب میں تعینات چلے آ رہے ہیں اگر ہاں تو ان کی پنجاب میں جن عہدہ جات پر تعیناتی رہی ہے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے۔

(ج) اگرجز (الف) اور (ب) کاجواب ہاں میں ہے تو ایسے افسران کو وفاقی حکومت کو واپس نہ بھیجنے کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت متذکرہ اہل کاروں کو وفاق کو واپس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق):

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) ہاں! درست ہے۔ اس وقت 28 پولیس افسران ایسے ہیں جو پندرہ سال سے زائد عرصے سے پنجاب میں تعینات ہیں۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) افسران کی تعیناتی مفاد عامہ و انتظامی امور کی بناء پر کی جاتی ہے اور حسب ضرورت افسران پنجاب سے وفاق اور وفاق سے پنجاب کو بھیجے جاتے ہیں۔ اس وقت بھی حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت کے مابین یہ بات زیر غور ہے کہ ان میں سے کتنے افسران فیڈرل گورنمنٹ یا دوسرے صوبوں میں بھیجے جاسکتے ہیں۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! کیا وزیر قانون و پارلیمانی امور یہ بتائیں گے کہ جو بات زیر غور ہے اس کا کیا criteria ہے کیا یہ political affiliation کی وجہ سے کر رہے ہیں اور کن افسران کو یہ وفاق میں بھیج رہے ہیں اور کن افسران کو یہ صوبے میں رکھنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! ایسا کوئی فیصلہ political affiliation پر نہیں کیا جاتا صرف انتظامی امور

کو مد نظر رکھتے ہوئے اور مفاد عامہ کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ فیصلے کیے جاتے ہیں ۔

سید تابش الوری، جناب والا! جب سوال specific ہو تو جواب بھی specific ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، درست ہے۔

سید تابش الوری، جناب والا! ان کا جو جواب ہے وہ generalized ہے کہ ایسا کیا جاتا ہے ایسا ہوتا ہے ایسا سمجھا جاتا ہے۔ تو جناب والا! یہ نہیں پوچھا گیا سوال کے جزو (ج) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب ہاں میں ہے تو ایسے افسران کو وفاقی حکومت کو واپس نہ بھیجنے کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت متذکرہ اہل کاروں کو وفاق کو واپس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟ تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ جناب انتظامی امور کی جانچ کی جاتی ہے اور افسران پنجاب سے وفاق کو بھیجے جاتے ہیں اور اس وقت بھی یہ بات حکومت کے زیر غور ہے تو جناب یہ generalized نہیں ہونا چاہیے۔ اس کا specific جواب دیجیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک۔۔۔۔ جی وزیر قانون صاحب ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! جزو (ج) میں یہ سوال کیا گیا ہے کہ ایسے افسران کو وفاقی حکومت کو واپس نہ بھیجنے کی وجوہ کیا ہیں تو جناب والا! میں نے وجوہ بیان کر دی ہیں کہ کیا وجوہ ہیں انتظامی امور کے حوالے سے اور مفاد عامہ کے حوالے سے پنجاب حکومت کو ان کی ضرورت ہے۔ اور سوال یہ ہے کہ کیا حکومت متذکرہ اہل کاروں کو وفاق کو واپس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو اس کے بارے میں یہ پوچھتے ہیں کہ اگر واپس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟ اگر نہیں تو کیوں؟ جناب سپیکر! وفاقی حکومت انتظامی امور کے حوالے سے جن افسران کی واپسی چاہتی ہے ان کی نسبت اگر کسی افسر کی پنجاب میں موجودگی اور انتظامی معاملات کو بہتر طریقے سے چلانے کے لیے اس کی ضرورت زیادہ ہے تو یہ بات وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت آپس میں discuss کر کے طے کرتی ہیں میں نے پہلے سوال میں بھی یہ جواب دیا ہے کہ ابھی ایسے افسران کے بارے میں معاملہ زیر غور ہے جن افسران کی ضرورت پنجاب میں زیادہ محسوس کی جائے گی وہ پنجاب میں رہیں گے اور جن افسران کو واپس مانگنے کی وفاقی حکومت کی وجوہات اس نوعیت کی ہوں گی کہ ان کی وہاں ضرورت زیادہ ہے اور قومی اور انتظامی معاملات کو وہاں جا کر بہتر طریقے سے نمٹانے کے لیے ان کی ضرورت ہے تو ایسے افسران کو وفاقی حکومت کی خواہش پر واپس بھیج دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

سید تابش الوری، جناب والا! میری گزارش یہی ہے کہ وزیر قانون بہت طویل تقریر کرتے ہیں ہم صرف یہ چاہتے ہیں ------

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش الوری صاحب ایسے نہیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! انہوں نے کہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تابش الوری صاحب! نہیں۔ انہوں نے بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے۔

سید تابش الوری، جناب والا! ہم 28 افسران کی بات کر رہے ہیں ہم تو جنرل کی بات ہی نہیں کر رہے ہم 117 کی تو بات نہیں کر رہے -----

جناب ڈپٹی سپیکر، پھر ان پر بھی یہی لاگو ہے۔

سید تابش الوری، وہ پھر جا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے غور سے سنا ہے۔ جو آپ کا سوال تھا اس کا انہوں نے جواب دے دیا ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ کتنے پولیس افسروں کو رکھا جا رہا ہے اور کتنوں کو بھیجا جا رہا ہے۔ یا سب کو رکھا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ انہوں نے بتا دیا ہے کہ یہ معاملہ صوبہ پنجاب اور وفاق کے مابین زیر غور ہے۔ اب وفاق کے بارے میں وہ کچھ نہیں بتا سکتے۔

سید تابش الوری، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنے پولیس افسران کو صوبائی حکومت رکھنا چاہتی ہے اور کتنوں کو بھیجنا چاہتی ہے؟ یہ میرا specific question ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! کوئی حرج نہیں۔ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ بے شک اس ضمنی سوال کی اہمیت اس حد تک نہیں ہے جس حوالے سے آپ نے جواب بھی دیا۔ جناب سپیکر! یہ 28 افسران اس وقت پنجاب حکومت کے تحت کام کر رہے ہیں۔ اور ان میں سے کسی کو واپس بھیجنے کا ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ لہذا جب تک کسی کو واپس بھیجنے کا فیصلہ نہیں ہوا تو اس صورت میں یہ افسران یہیں ہیں اور یہیں رہیں گے۔ کوئی تاریخ متعین نہیں ہے کہ فلاں تاریخ تک ان کو یا ان میں

سے کسی کو واپس بھیجا جائے گا اور نہ کوئی ایسی پابندی موجود ہے کہ فلاں تاریخ تک ان افسران کو ضرور واپس بھیج دیا جائے گا۔ لہٰذا یہ پنجاب میں اچھے طریقے سے خدمات انجام دے رہے ہیں اور دیتے رہیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری اقبال صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! ہاؤس کورم میں نہیں ہے۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ کم از کم کورم تو پورا کروائیں۔ یہ کرتے کیا ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر کورم کے بارے میں اٹھایا گیا ہے۔ اس لیے گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی، کورم نہیں تھا)

جناب ڈپٹی سپیکر، کورم نہیں ہے، پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں اور اس کے بعد دوبارہ گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، ایوان میں کورم موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کورم پورا ہے۔ کارروائی شروع کرتے ہیں۔ اگلا سوال میاں عمران مسعود۔

سید تابش الوری، سوال نمبر 843۔ (معزز رکن نے میاں عمران مسعود کے ایماء پر دریافت کیا)

محمد کاظم اعوان کی تعیناتی

*843۔ **میاں عمران مسعود،** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔

(الف) مارچ 1993ء میں حکومت نے کتنے افراد سے ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی ترقی کے لیے درخواستیں وصول کیں۔ درخواستوں کی وصولی کی آخری تاریخ کیا تھی۔ کیا تمام امیدوار مستقل اسامیوں (Substantive Post) پر کام کر رہے ہیں اگر ایسا ہے تو مسٹر حمزہ علی شاہ جس کو بطور ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ترقی دی گئی وہ مستقل اسامی پر کام کر رہا تھا اور اس کا عرصہ ملازمت کتنا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر محمد کاظم اعوان کو بطور ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تعینات کیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو اس کی درخواست کس تاریخ کو وصول ہوئی اور کیا وہ اس وقت ایل ایل بی کا امتحان پاس کر چکا تھا اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی درخواست وصول کرنے اور

اسے ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تعینات کرنے کی کیا وجوہات ہیں۔ اگر اس نے درخواستوں کی وصولی کی آخری تاریخ سے قبل ایل ایل بی کا امتحان پاس کر لیا تھا تو اس کے رزلٹ کارڈ(ایل ایل بی) کی فوٹو کاپی ایوان میں پیش کی جائے؛

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)،

(الف) حکومت کو ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی اسامیوں پرترقی دینے کے لیے 31 مارچ 1993ء تک کل 41 درخواستیں موصول ہوئیں۔ درخواستیں موصول ہونے کی۔ آخری تاریخ 31 مارچ 1993ء تھی۔ پنجاب سول ملازمین کے قاعدہ نمبر 7 (تقرری و شرائط ملازمت) کے قانون 1974ء کے مطابق ایسے افراد جن کی مدت ملازمت متواتر چار سال ہو۔اپنی ملازمت پر مستقل سمجھے جاتے ہیں اور ان سب افراد کی مدت ملازمت چار سال سے زائد تھی اس لیے یہ اپنی ملازمت پر مستقل تصور ہوں گے۔ حمزہ علی شاہ 11 جولائی 1981ء کو بطورسٹینو ٹائپسٹ بھرتی ہوا اور 16 فروری 1988ء سے بطور سٹینو گرافر سیکرٹریٹ میں ملازمت کر رہا تھا اس طرح اس کی مجموعی ملازمت گیارہ سال آٹھ ماہ اور بیس دن ہے اور وہ بھی مستقل تصور ہو گا۔

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ مسٹر محمد کاظم اعوان کو بطور ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تعینات کیا گیا ہے اس کی درخواست اس وقت کے وزیر سماجی بہبود ڈاکٹر انوار الحق صاحب نے بھجوائی جو کہ 31 مارچ 1993ء کو وصول ہوئی۔ اس وقت تک اس نے ایل ایل بی کا امتحان پاس نہیں کیا تھا۔ اس لیے محکمہ نے اس کی نامزدگی خارج کر دی تھی تاہم اس وقت کے وزیر اعلیٰ کے حکم پر اس کا نام امیدواروں میں شامل کر لیا گیا کیونکہ اس نے تحریری امتحان جو نومبر 1993ء میں منعقد ہوا سے قبل ہی ایل ایل بی کا امتحان پاس کر لیا تھا۔ جس کی اطلاع پنجاب یونیورسٹی نے اپنے خط بتاریخ 19۔ جولائی 1993ء سے دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر، عمران مسعود صاحب! ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! یہ جو وزیر موصوف نے میرے نشان زدہ سوال نمبر 843 کا جواب دیا

ہے۔ میری اپنی اطلاع کے مطابق وزیر موصوف نے یہ جواب غلط دیا ہے ۔ وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ پنجاب سول ملازمین کے قاعدہ نمبر 7 کے مطابق ایسے افراد جن کی مدت ملازمت متواتر چار سال ہو اپنی ملازمت پر مستقل سمجھے جاتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ غلط ہے۔ مجھے اس چیز پر اعتراض ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ایسے ملازمین جو محکمہ خزانہ کی منظور شدہ پوسٹ یعنی substantive post کے عوض سروسز کر رہے ہوں ایسے افراد کو مستقل سمجھا جاتا ہے ۔ پہلے تو یہ جو ابہام ہے اس کو clear کر لیا جائے تاکہ میں آگے proceed کر سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں عمران مسعود صاحب آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

میاں عمران مسعود، جناب والا! میں نے حمزہ صاحب کے بارے میں یہ سوال پوچھا ہے۔ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ ان کے 17 سال پورے ہو جاتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان سب افراد کی مدت ملازمت چار سال سے زائد تھی اس لیے یہ اپنی ملازمت پر مستقل تصور ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ضمنی سوال کریں ۔ سوالیہ نشان میں؟

میاں عمران مسعود، جی، میں ضمنی سوال یہ کر رہا ہوں کہ کس اندازے کے مطابق یہ سمجھتے ہیں کہ حمزہ علی شاہ 11 جولائی 1981ء کو بطور سٹینو ٹائپسٹ بھرتی ہوا اور 16 فروری 1988ء سے بطور سٹینو گرافر سیکرٹریٹ میں ملازمت کر رہا تھا۔ اس طرح اس کی مجموعی ملازمت گیارہ سال آٹھ ماہ اور بیس دن ہے اور وہ مستقل تصور ہو گا۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے کس طرح یہ پوری سروس count کی ہے؟ کس طرح وہ سمجھتے ہیں کہ یہ مستقل ہے؟ کس قاعدے کے تحت؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! قاعدہ نمبر 7 میں نے بتا دیا ہے۔ دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ یہ قاعدہ نمبر 7 (تقرری و شرائط ملازمت) 1974ء ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اصل میں عمران مسعود صاحب ضمنی سوال کو اس رنگ میں پیش نہیں کر رہے۔ وہ صرف آپ کا جواب ہی دہرا رہے ہیں ۔ میں بھی ان کے ضمنی سوال کو نہیں سمجھ سکا ۔ عمران مسعود صاحب آپ ذرا اس کو واضح کریں ۔

میاں عمران مسعود، جناب میں عرض کرتا ہوں کہ؛------

وزیر اطلاعات: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سعید ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر اطلاعات، جناب سپیکر ! میرے معزز بھائی عمران مسعود صاحب جو کچھ لکھا ہوا ہے بار بار اس کو پڑھ رہے ہیں ۔ غالباً ان سے کوئی ضمنی سوال بن نہیں پا رہا اور نہ ہی کسی کو سمجھ آ رہی ہے کہ وہ کیا ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟ یا تو میرے فاضل بھائی ہاؤس کا وقت ضائع کر رہے ہیں یا پھر اگر واقعی انہیں علم نہیں ہے کہ ضمنی سوال کیسے کیا جاتا ہے تو میری خدمات انھیں teach کرنے کے لیے حاضر ہیں۔

میاں عمران مسعود، بہت شکریہ جناب میں وزیر صاحب کی اس پیش کش کو قبول نہیں کرتا۔ میں خود کافی تیاری کے ساتھ آیا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنا ضمنی سوال کیجیے۔

میاں عمران مسعود، میں سمجھتا ہوں کہ اگر وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ حمزہ علی شاہ کی جب تعیناتی ہوئی تو اس وقت یہ کون سے محکمے میں تعینات تھے؛ یعنی جب ان کی original appointment ہوئی تھی تو وہ کون سے محکمے میں ہوئی تھی؟

وزیر قانون، جناب سپیکر ! ان کی 'appointment S&GAD میں ہوئی تھی۔

میاں عمران مسعود، میں بھی یہی چاہتا تھا کہ وزیر موصوف یہ جواب دیں ۔ ان کی ملازمت S&GAD میں عارضی اسامی پر ہوئی تھی اور اس کے بعد جب انہوں نے وہاں کچھ عرصہ کام کیا تو پھر وہ سیکرٹریٹ سروس میں آ گئے۔ میرا point ادھر صرف یہ ہے کہ S&GAD کے رولز کے مطابق (اگر آپ رولز کی کتاب لے آئیں) جس عارضی آسامی پر انہوں نے S&GAD میں کام کیا اس میں انہیں سنیارٹی بالکل نہیں ملے گی ۔ انہیں صرف financial benefit ملیں گے سنیارٹی count نہیں ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ پھر یہ پوچھیں کہ کیا اس کی جو ادھر سروس تھی اس کو آپ نے سنیارٹی میں شمار کیا ہے یا نہیں؟ آپ یہ ضمنی سوال کریں۔

میاں عمران مسعود، میں وزیر موصوف سے یہ پوچھوں گا کہ اس کی پہلی ملازمت جہاں وہ عارضی اسامی پر کام کرتے رہے ہیں آپ نے اس کو سنیارٹی میں count کیا ہے یا نہیں کیا؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! حمزہ علی شاہ کے بارے میں واضح جواب دیا گیا ہے کہ 11 جولائی 1981ء کو وہ بطور سٹینو ٹائپسٹ بھرتی ہوا - اور 16 فروری 1988ء سے بطور سٹینو گرافر سیکرٹریٹ میں ملازمت کر رہا تھا - جو انہیں جواب چاہیے تھا اس کے حوالے سے یہ سات سال جو بنتے ہیں اس کے لحاظ سے بھی وہ مستقل تصور ہوتا ہے۔ لہذا جو دوسری اس کی ملازمت اس میں شامل کی گئی ہے وہ الگ حیثیت سے رہے تب بھی یہ مستقل تصور ہوتے ہیں۔ ملازمت کے لحاظ سے یہ اب مستقل ملازم تصور ہوتے ہیں۔ لہذا اس حوالے سے وہ یہ امتحان دینے کے اہل تھے۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! میرے ضمنی سوال کا تو اب بھی جواب نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، عمران مسعود صاحب! آپ کا ضمنی سوال ہی مبہم ہے تو میں کیا کروں۔ وزیر صاحب نے جواب دے دیا ہے۔ آپ دونوں دوست بھی ہیں - آپ کسی علیحدہ وقت میں ان سے پوچھ لینا وہ آپ کی تسلی کروا دیں گے۔

میاں عمران مسعود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

میاں عمران مسعود، میں وزیر قانون سے صرف یہ یقین دہانی چاہتا ہوں کہ وہ جو کچھ on the floor of the House کہہ رہے ہیں اسامیاں نہیں کیا وہ یہ پوری surety سے کہہ رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، assurance لینے کا یہ طریقہ تو نہیں ہے کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر کریں۔

میاں عمران مسعود، آپ مہربانی سے مجھے یہ assurance دلوا دیں کہ یہ ان کا 17 سال کا جو عرصہ ہے یہ مستقل بنتا ہے یا نہیں بنتا۔ اگر وہ on the floor of the House کھڑے ہو کر کہہ دیں کہ وہ surety سے کہتے ہیں تو میں ان کی بات مان لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ ان کی مدت ملازمت اس امتحان دینے کی ضروریات کے مطابق تھی۔ اس لیے انہیں یہ امتحان دینے کی اجازت دی گئی اور جناب سپیکر! اس ترقی کے لیے بورڈ میں ایڈیشنل چیف سیکرٹری صاحب، سیکرٹری ریگولیشن، ڈپٹی سیکرٹری ایڈمنسٹریشن اور ڈپٹی سیکرٹری بھی شامل تھے اور انہوں نے ان کے تمام کوائف چیک کیے اور اس کے بعد ان کی

اہلیت اس قابل قرار دی کہ وہ یہ امتحان دے سکیں۔ اور اسی نتیجے میں انہوں نے یہ امتحان دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اگلا سوال میاں عمران مسعود صاحب کا ہے۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا' میرا ضمنی سوال ہے

جناب ڈپٹی سپیکر، جی چودھری صاحب! ضمنی سوال پہ ہیں۔

جناب غلام عباس، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری غلام عباس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔

جناب غلام عباس، جناب والا! میری گزارش ہے کہ عمران مسعود صاحب جو سوال کر رہے تھے اس کے جز (ب) کے بارے میں بھی سوال کریں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں یا ضمنی سوال پہ ہیں ۔

جناب غلام عباس، جناب والا! میں ان سے گزارش کرتا ہوں ہے کہ وہ جز (ب) کے بارے میں بھی سوال کریں اس بارے میں کیوں نہیں پوچھ رہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں نہیں۔ جی چودھری اقبال صاحب۔

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر 'جز (ب) میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ ـــــ

چودھری محمد وصی ظفر ، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی وصی ظفر پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر ،جناب والا' جب سپیکر صاحب کہہ دیں کہ اگلا سوال تو کیا اس کے بعد ضمنی سوال ہو سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی بات جائز ہے لیکن وہ کھڑے ہو گئے ہیں تو میں نے ان کو خود ہی اجازت دی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، بٹھا دینا تھا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' مجھے پتہ ہے آپ تشریف رکھیں ۔ جی چودھری اقبال صاحب

چودھری محمد اقبال، جناب والا ' آپ نے ہی اجازت دی ہے ـــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں میں نے اجازت دی ہے آپ ضمنی سوال کریں۔

چودھری محمد اقبال: جناب والا ' جز(ب) میں فرمایا گیا ہے کہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ کے حکم پر اس کا نام امیدواروں میں شامل کر لیا گیا۔ کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ کن خصوصی اختیارات کے تحت ان کو امیدواروں میں شامل کیا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب

وزیر قانون: وزیر اعلیٰ نے اپنے کون سے اختیارات کے تحت مذکورہ امیدوار کا نام شامل کیا۔ اس کے بارے میں وزیر اعلیٰ صاحب کا جو لیٹر ہے میں اسے پڑھ کر سنا دیتا ہوں وزیر اعلیٰ کے اختیارات کے حوالے سے 12 جولائی 1993 کو وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ سے یہ لیٹر جاری ہوا۔

"On presentation of the enclosed application regarding the above said subject Chief Minister has been pleased to approve that the directive dated 2nd April, 1993

(Copy enclosed) may be implemented thus promoting Mr Muhammad Kazim Awan as EAC from the Ministerial Staff pending the clearance of LLB Examination. Necessary action may please be taken at an early date"

میاں عمران مسعود: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ -----

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا اگلا سوال ہے اور وقت بھی ختم ہو رہا ہے میں پھر ختم کر دوں گا اسی لیے میں جلدی کر رہا تھا۔

میاں عمران مسعود: جناب والا! آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ آپ مجھے وقت دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر وقت ہی ختم ہو جائے تو پھر میں کیا کروں؟

میاں عمران مسعود: جناب والا ' بے تحاشہ مستحق افراد کے prerogative کو injure کیا گیا ہے یہ جو irregular قسم کی تعیناتیاں ہوئی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا کہ S&G A D رولز کے مطابق وزیر اعلیٰ صاحب کسی قسم کا ڈائریکٹو کر سکتے ہیں یا نہیں؟ میں قانون کی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اصل میں انھوں نے جواب نہیں پڑھا۔ البتہ میں نے یہ جواب دیکھا ہے اور اس سلسلے میں ان کا سوال کرنے کا جو مقصد تھا اسے حل کرنے کے لیے موجودہ حکومت انشاء اللہ اقدامات اٹھائے گی۔ اس میں یہ ذکر موجود ہے کہ اس وقت کے سماجی بہبود کے وزیر ڈاکٹر انوار الحق صاحب نے اپنے اختیارات جس حوالے سے بھی استعمال کیے لیکن انھوں نے منسٹیریل سٹاف کے حوالے سے انھیں امتحان دلانے کے لیے خصوصی کوششوں کے ذریعے پالیسی سے ہٹ کر یہ decision لیا۔ اور غالباً فاضل محرک کا مدعا بھی یہی ہے۔ اس حوالے سے جو جواب فراہم کیا گیا ہے میں نے ریکارڈ کے حوالے سے اسے دیکھا ہے اور اس پر action لینے کے لیے متعلقہ حکام کو ہدایات جاری کر دی ہیں۔ جواب میں جو بات کہی گئی ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے ڈپٹی کنٹرولر نے اس کا نتیجہ فراہم کر دیا اس بنیاد پر اسے امتحان دینے کی اجازت دے دی گئی۔ حالانکہ اگر اس نے ایل ایل بی نہیں کیا تھا تو اسے امتحان دینے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے تھی۔ آپ ذرا ملاحظہ کیجیے کہ اس میں جو رزلٹ کارڈ لگا ہوا ہے وہ 10-1-1994 کو جاری ہوتا ہے اور اگر آپ امتحان کے حوالے سے دیکھیں تو یہ 31 مارچ کو کلیئر ہو جانا چاہیے تھا۔ اور 19 جولائی 1993ء کو محکمہ تعلیم نے اس وقت کے وزیر محترم کی خصوصی ہدایات کے پیش نظر یہ ایک لیٹر جاری کر کے بتایا کہ مذکورہ امیدوار ایل ایل بی کا امتحان پاس کر چکے ہیں۔ میں یہ لیٹر آپ کو بطور record پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

وزیر قانون، اور اسی کی بنیاد پر اس نے امتحان دیا۔ یہ خصوصی اختیارات کیسے استعمال ہوئے کیوں ہوئے اور پالیسی سے ہٹ کر اس مذکورہ آفیسر کو امتحان دینے کی اجازت کیوں دی گئی؟ اس سوال کے نتیجے میں ہم نے مذکورہ افسران کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ وہ اور اس کے امتحان دینے کی اہلیت کی باقاعدہ تحقیقات کرائیں کہ اس نے کیسے امتحان دیا جبکہ ابھی اس کا رزلٹ نہیں آیا تھا اور اس تحقیقات کی رپورٹ حکومت کو پیش کی جائے۔ اس لیے میں فاضل رکن کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس ملازم کے بارے میں ہم ان کی خواہش کے مطابق پورا action لیں گے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ میرے سوال نمبر 909 اور 910 کو

ہاؤس میں دوبارہ put کیا جائے اور اب انھیں pending کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں کرتا ہوں ۔ جی افضل چن صاحب۔

حاجی محمد افضل چن : جناب والا! گزارش یہ ہے کہ میاں عبدالستار صاحب کا ایک سوال نمبر 1039 ہے اور میرا سوال نمبر 1087 ہے یہ دونوں سوال نہایت ہی اہم اہمیت کے حامل ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پہ وقت ضائع کرنے سے یہ سوال نہیں آ سکے ۔ ان سوالوں میں پورے صوبے کا مسئلہ ہے اس لیے یا تو ابھی رولز ریلکس کر کے انھیں پیش کرنے کی اجازت دی جائے یا پھر اگلے اجلاس میں ان کو take up کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے شکریہ۔ اس سے پہلے کہ وزیر قانون بقیہ جوابات ایوان کی میز پر رکھیں میں یہ کہوں گا کہ سوال نمبر 844 عمران مسعود صاحب کا ہے' ارشد عمران سلہری صاحب کے سوال نمبر 910,909 ہیں اور کرامت علی کھوکھر صاحب کے سوال نمبر 1012 اور 1013 بھی اسی بارے میں ہیں۔ یہ relevant ہیں اور اسی طرح میاں عبدالستار کا سوال نمبر 1039 اور جناب محمود حیات خان صاحب کا سوال نمبر 1079 اور حاجی افضل چن صاحب کا سوال نمبر 1087 ہے۔ میں ان کو pending کرتا ہوں کیونکہ جب محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کا آئندہ وقفہ سوالات آئے گا تو اس وقت یہ repeat ہوں گے۔ جی لاء منسٹر صاحب اب بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

مسٹر منور حسین اسسٹنٹ انجینئر کے خلاف مقدمہ کی تفصیل

*8۔ راجہ جاوید اخلاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ــــــ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسٹر منور حسین اسسٹنٹ انجینئر محکمہ مقامی حکومت سرگودھا کے خلاف مقدمہ نمبر 10 مورخہ 25 مئی 1991ء تھانہ انٹی کرپشن سرگودھا میں درج ہوا تھا اگر ہاں تو اس مقدمہ کی ایف آئی آر کی نقل ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) اس مقدمہ کی موجودہ پوزیشن کیا ہے کیا ملزم گرفتار ہو چکا ہے۔ اگر نہیں تو وجہ نیز یہ

مقدمہ کب تک چالان مکمل کرکے عدالت میں پیش کیا جائے گا؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق):

(الف) درست ہے مسٹر منور حسین اسسٹنٹ انجینئر محکمہ مقامی حکومت سرگودھا کے خلاف مقدمہ نمبر10 مورخہ 25 مئی 1991ء تھانہ اینٹی کرپشن سرگودھا میں درج ہوا تھا۔(ایف آئی آر کی کاپی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مقدمہ مذکورہ میں تفتیش مکمل ہونے کے بعد منور حسین اسسٹنٹ انجینئر و محمد رمضان سب انجینئر کے خلاف عدالتی کارروائی کا فیصلہ ہوا۔ مورخہ29 دسمبر 1992ء کو چالان بعدالت جناب سپیشل جج اینٹی کرپشن سرگودھا میں داخل کیا گیا۔ ملزم منور حسین اسسٹنٹ انجینئر نے ضمانت قبل از گرفتاری مذکورہ عدالت سے کروا لی تھی۔ ملزمان منور حسین اسسٹنٹ انجینئر و محمد رمضان سب انجینئر نے عدالت ہذا میں زیر دفعہ 249 - اے 265/ کے ضابطہ فوجداری ایک درخواست دائر کی۔ جس کی سماعت کرتے ہوئے عدالت موصوف نے ملزم منور حسین اسسٹنٹ انجینئر کی درخواست منظور کر لی اور اسے مورخہ 8 مئی 1993ء کو ڈسچارج کر دیا۔جبکہ محمد رمضان کے بارے میں یہ حکم صادر فرمایا کہ چونکہ اس کے مقدمہ کی نوعیت مختلف ہے۔ اس کا فیصلہ حقائق کی روشنی میں اہلیت کی بناء پر کیا جائے گا اور اس کا مقدمہ ابھی زیر سماعت ہے جس کی آئندہ پیشی مورخہ 3ـا کتوبر 1994ء مقرر ہوئی ہے۔ ملزم منور حسین کی بریت کے خلاف محکمہ اینٹی کرپشن نے اپیل دائر کرنے کے لیے ضروری کاغذات بذریعہ ڈپٹی کمشنر سرگودھا ایڈووکیٹ جنرل پنجاب لاہور کو ارسال کیے تھے۔ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کی رپورٹ کے مطابق مقدمہ قابل اپیل نہ ہے۔ اس بارے میں ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کو دوبارہ تحریک کرنے کے لیے مقدمہ کا جائزہ لیا گیا جس پر معلوم ہوا کہ مقدمہ میں اپیل کرنے کا وقت گزر چکا ہے۔ لہٰذا اب دوبارہ اپیل نہیں کی جا سکتی۔

ایس۔پی۔سٹی فیصل آباد کو تبدیل کرنے کے لیے اقدامات

*199۔راجہ ریاض احمد، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ------

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رانا محمد اقبال خان ایس ڈی او پی گلبرگ پھر پیپلز کالونی اور بعد ازاں ایس ڈی پی او کوتوالی تعینات رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ افسر کو بعد ازاں ایس پی سٹی فیصل آباد پولیس تعینات کر دیا گیا۔

(ج) اگر جز (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ افسر کو بار بار فیصل آباد میں تعینات کرنے کی وجوہ کیا ہیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کسی بھی ایس ڈی پی او کی جانب سے کسی مقدمہ کی تفتیش کے بعد ایس پی سٹی کی بھی تصدیق کی ضرورت ہوتی ہے اور اس وجہ سے سٹی پولیس فیصل آباد دو عملی کا شکار ہے۔

(ہ) کیا حکومت افسر مذکورہ کی فیصل آباد سٹی پولیس سے تعیناتی کو تبدیل کرنے پر غور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق):

(الف) رانا محمد اقبال خان بطور ایس ڈی پی او فیصل آباد مورخہ ۲ جولائی 1991ء تا 21 نومبر 1992ء تعینات رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی تعیناتی فیصل آباد میں کسی دیگر سب ڈویژن میں نہیں کی گئی۔

(ب) مذکورہ افسر ترقی یاب ہونے کے بعد ایس پی /سٹی فیصل آباد 21 نومبر 1992ء تا 18 نومبر 1993ء تعینات رہے ہیں۔ اس وقت مذکورہ افسر بطور ایس پی/ ریج کرائم راولپنڈی تعیناتھیں۔

(ج) جز(ج) حقائق پر مبنی نہ ہے کیونکہ مذکورہ افسر بطور اے ایس پی / ایس ڈی پی او صرف ایک بار اور بطور ایس پی سٹی فیصل آباد بھی صرف ایک بار تعینات رہے ہیں۔

(د) یہ لازم نہ ہے کہ کسی بھی ایس ڈی پی او کی جانب سے کسی مقدمہ کی تفتیش کرنا ضروری ہے البتہ سٹی فیصل آباد کا سپروائزری آفیسر ہونے کے ناتے ایس پی سٹی کو جہاں ضروری سمجھے کسی مقدمہ کی تفتیش اپنی تحویل میں لینے کا اختیار ہے۔

(ہ) اس وقت مذکورہ افسر کی فیصل آباد میں تعیناتی نہیں ہے کیونکہ حکومت پنجاب کے حکمنامہ مورخہ 17 نومبر 1993ء کو چارج لے چکا ہے۔

رانا محمد اقبال ایس۔ پی۔ سٹی فیصل آباد کی تعیناتی کی تفصیل

*200۔ راجہ ریاض احمد، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ------

رانا محمد اقبال ایس پی (سٹی پولیس فیصل آباد) محکمہ پولیس میں کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت اور کس تاریخ کو بھرتی ہوا اس کی تعلیمی قابلیت کیا ہے اور وہ اپنی تاریخ تقرری سے لے کر اب تک کہاں کہاں تعینات رہا ہے اس کا ڈومیسائل کس ضلع کا ہے اور اس کی تاریخ پیدائش کیا ہے۔ تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق):

رانا محمد اقبال بطور اے ایس پی حکومت پاکستان / اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کی چھٹی نمبر (ADMN) 3 ۔ ای۔ 11/1/86 مورخہ 12 مئی 1987ء کو بذریعہ مقابلہ امتحان بھرتی ہوا اور 12 اگست 1987ء کو محکمہ پولیس میں برائے ڈیوٹی رپورٹ کی۔ تعلیمی قابلیت ایم اے (انگلش) تاریخ پیدائش 15 ۔اپریل 1957ء اور ضلع گوجرانوالہ کا ڈومی سائل رکھتا ہے۔ مذکورہ بالا افسر مندرجہ ذیل جگہوں پر تاریخ تقرری سے لے کر اب تک تعینات رہے ہیں۔

	جگہ تعیناتی	عرصہ
۱۔	ASP/UT راولپنڈی	۱۲-۸-۸۷ تا ۲۱-۴-۸۸
۲۔	ASP/UT ساہیوال	۳۰-۴-۸۸ تا ۴-۱-۸۹
۳۔	فرنٹیئر کانسٹیبلری	۵-۱-۸۹ تا ۳۱-۱۲-۸۹
۴۔	سنٹرل پولیس آفس لاہور	۱-۱-۹۰ تا ۹-۲-۹۰
۵۔	SDPO صدر سرگودھا	۱۰-۲-۹۰ تا ۱-۱۲-۹۰
۶۔	SDPO نارووال	۲-۱۲-۹۰ تا ۳۰-۶-۹۱
۷۔	SDPO سٹی فیصل آباد	۲-۷-۹۱ تا ۲۱-۱۱-۹۲

بطور ایس پی ترقیاب ہوئے اور مندرجہ ذیل جگہوں پر تعینات رہے۔

۸۔	SP سٹی فیصل آباد	۲۱-۱۱-۹۲ تا ۱۷-۱۱-۹۳
۹۔	SP ریج کرائم راولپنڈی	۱۸-۱۱-۹۳ تا حال

سرکاری کوارٹر کی الاٹمنٹ

*278۔ **چودھری محمد اسلم**: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسٹر محمد عارف ولد ولی محمد جونیئر کلرک نے ایک درخواست برائے الاٹمنٹ کوارٹر اسٹیٹ آفیسر سول سیکرٹریٹ لاہور کے پاس جمع کروائی تھی۔ جسے رجسٹریشن نمبر 1566 مورخہ 26 اگست 1969ء الاٹ کیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ اہلکار سے بعد میں درخواست دینے والے سرکاری ملازمین کو تو مکان الاٹ کر دیے گئے مگر محمد عارف کو عرصہ دراز گزر جانے کے باوجود کوئی مکان ابھی تک الاٹ نہیں کیا گیا۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ اہل کار کو نظر انداز کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور درخواست دہندہ کو کب تک کوارٹر الاٹ کر دیا جائے گا؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق):

(الف) درست ہے۔

(ب) سرکاری مکانوں کی قلت کے پیش نظر عموماً مکانات صرف حقدار اور مستحق ملازمین کو ہی الاٹ کیے جاتے ہیں۔جب کہ ریکارڈ کے مطابق محمد عارف نے رجسٹریشن کے بعد اکتوبر 1993ء تک محکمہ کو کوئی یاد دہانی نہ کرائی۔ جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ اس کو سرکاری مکان کی ضرورت نہ ہے ۔یہاں اس امر کی بھی وضاحت کی جاتی ہے کہ صوبائی حکومت کسی بھی سرکاری ملازم کو سرکاری رھائش گاہ دینے کی پابند نہ ہے۔اور نہ ہی کوئی سرکاری ملازم اس کا حق جتا سکتا ہے۔ تاہم محمد عارف کو اس کے طویل انتظار کے پیش نظر کوارٹر نمبر ایف اے۔ 35 وحدت کالونی خالی ہونے کی بنیاد پر Subject to Vacation الاٹ کر دیا گیا ہے۔

وزیر اعلیٰ، وزراء اور مشیران کے دفاتر کے مصارف کی تفصیلات

*1236۔ چودھری محمد اسلم، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

سال 94-1993ء کے دوران وزیر اعلیٰ، وزراء اورمشیران کے دفاتر اور رہائش پر ٹرانسپورٹ اور ٹیلیفون وغیرہ کے مصارف کتنے تھے اور ان مدات میں کتنی رقم خرچ کی گئی تفصیل الگ الگ ماہوار اور سال وار بیان کی جائے؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق):

تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

غبن کے کیس کی صورت حال

*1265۔ ملک مختار احمد اعوان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔۔۔
(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ آفیسرز کوآپریٹوز ہاؤسنگ سوسائٹی کی ایکشن کمیٹی نے سوسائٹی مذکورہ میں 13 کروڑ 13 لاکھ روپے کے غبن کا کیس تیار کر کے ڈپٹی ڈائریکٹر انسداد رشوت ستانی کے روبرو از خود پیش کیا تھا۔
(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کیس میں ملوث افسران کے خلاف کارروائی کرنے سے قبل محکمہ انسداد رشوت ستانی نے فائل وزیر اعلیٰ کو پیش کر دی۔
(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیس کی موجودہ پوزیشن کیا ہے وزیر اعلیٰ نے اتنے بڑے غبن میں ملوث افسران کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا ہے اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ چودھری اصغر علی ایڈووکیٹ ممبر گورنمنٹ آفیسرز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی (صدر ایکشن کمیٹی) و دیگر 18 ممبران نے سوسائٹی ہذا کے صدر عبدالحمید خان سابقہ ممبر پنجاب سروس ٹریبونل کے خلاف ایک درخواست ڈائریکٹر انٹی کرپشن پنجاب کو مورخہ 5/9/92 کو پیش کی تھی درخواست کی کاپی ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔
(ب) مسٹر عبدالحمید خان سابقہ آفیسر دربنیادی سکیل نمبر 20 کے خلاف انکوائری کرنے کی اجازت حاصل کرنے کے لیے ایک سمری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں پیش کی گئی تھی۔
(ج) جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی جانب سے اجازت انکوائری مورخہ 24/10/93 کو موصول ہونے کے بعد آفیسر مذکورہ کے خلاف حسب ضابطہ زیر قاعدہ (7) قواعد انسداد رشوت ستانی مجریہ 1985ء انکوائری ہو رہی تھی۔ کہ مورخہ 15/12/93 کو ہائی کورٹ نے کارروائی انکوائری کو معطل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ درخواست دہندہ نے اپنی رٹ مورخہ 12/6/94 کو واپس لے لی ہے اب انکوائری ابتدائی مراحل میں جاری ہے۔

وزیر اعلیٰ کے ٹرانسپورٹ فلیٹ میں گاڑیوں کی تعداد

*1312- جناب ایس اے حمید، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ-----

وزیر اعلیٰ پنجاب کے ٹرانسپورٹ۔ فلیٹ میں کتنی گاڑیاں ہیں یہ کون کونسی گاڑیاں ہیں ان کی رجسٹریشن کب ہوئی۔ ان کی مالیت کیا ہے اور یہ کس کس کے زیر استعمال ہیں؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)،

وزیر اعلیٰ پنجاب کے فلیٹ میں کل چھ گاڑیاں ہیں۔ ان میں سے تین مرسڈیز بینز 1987 ماڈل، ایک گیلنٹ سپر سیلون ۱۹۸۹ ماڈل، ایک BMW 1990ء ماڈل اور ایک لینڈ کروزر 1994ء ماڈل ہے۔ ان کی مالیت اور رجسٹریشن کے متعلق تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

نمبر شمار	گاڑی نمبر	ساخت	تاریخ رجسٹریشن	مالیت
۱-	LHV-300-SEL	مرسڈیز بینز	۱۹۸۷	۲۵،۲۷،۴۷۷/- روپے
۲-	LHW-260-SE	مرسڈیز بینز	۱۹۸۷	۲۰،۹۴،۱۹۲/- روپے
۳-	LHV-260-E	مرسڈیز بینز	۱۹۸۷	۲۵،۴۲،۵۹۲/- روپے
۴-	LOU-500	انٹر کولر (لینڈ کروزر)	۱۹۹۴	۲۹،۸۰،۰۰۰/- روپے
۵-	IDD-5335	بی ایم ڈبلیو	۱۹۹۰	۶۲،۵۴،۹۹۵/- روپے
۶-	LHY-6596	گیلنٹ (سپر سیلون)	۱۹۸۹	۸،۷۵،۰۰۰/- روپے

وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں مستعار الخدمتی ملازمین کی تفصیل

*1314- جناب ایس اے حمید، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ-----

کیا یہ درست ہے کہ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ میں بعض سرکاری اہل کار دوسرے محکموں سے لیے گئے ہیں اگر ایسا ہے تو ان کی تفصیل کیا ہے اور رولز آف بزنس 1974ء کی کس شق کے تحت ایسا کیا گیا ہے؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)،

یہ درست ہے کہ زیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں اس وقت 48 سرکاری اہلکار دوسرے محکموں سے مستعار لیے گئے ہیں۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔

وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اوقات کار 24 گھنٹے کے دورانیے کے ہیں۔ اس لیے مزید

سٹاف بھرتی کرنے کی بجائے ایسے محکمہ جات جہاں پر اضافی سٹاف موجود ہے وہاں سے یہ سٹاف مستقل بنیادوں پر وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں کام کرتا ہے۔ اس طریقہ کار سے صوبائی خزانے پر کسی مزید بوجھ کا ازالہ کیا گیا ہے۔ یہ طریقہ کار رولز آف بزنس کی کسی شق سے متصادم نہیں ہے۔

غیر شادی شدہ ملازمین کے لیے فلیٹوں کی تعمیر:

*1321- پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ----

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت گریڈ 17 اور اس سے اوپر کے غیر شادی شدہ افسران کے لیے لاہور میں فلیٹ تعمیر کرکے دے رہی ہے اور کئی فلیٹ تیار بھی ہوچکے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ان فلیٹوں کی تعداد کتنی ہے اور یہ کس کس سال کتنی مالیت سے تعمیر کیے گئے ہیں۔

(ب) کیا حکومت نے گریڈ 1 سے 15 تک کے غیر شادی شدہ ملازمین کے لیے بھی کوئی فلیٹ تعمیر کروائے ہیں اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد اور ان میں رہائش پذیر ملازمین کے نام اور عہدہ جات بمعہ ان کے محکمہ جات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) اگر جزو(ب) کا جواب نفی میں ہے تو گریڈ 1 سے 15 تک کے ملازمین کے ساتھ حکومت کے اس امتیازی سلوک کی وجوہات کیا ہیں۔ اور کیا حکومت ان کے لیے بھی فلیٹ تعمیر کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)،

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت لاہور میں غیر شادی شدہ افسران کے لیے فلیٹس تعمیر کر رہی ہے جو مندرجہ ذیل جگہوں پر تعمیر ہو رہے ہیں۔

(1) جی۔او۔آر۔ II میں 32 عدد فلیٹس زیر تعمیر ہیں جن کی لاگت کا تخمینہ 89 58 لاکھ روپے ہے۔

(2) جی۔او۔آر۔ III میں 32 عدد فلیٹس زیر تعمیر ہیں جن کی لاگت کا تخمینہ 91.49 لاکھ روپے ہے

(ب) اس کیٹیگری کے غیر شادی شدہ ملازمین کے لیے کوئی ایسی سکیم تعمیر نہیں کی گئی۔

(ج) گریڈ 17 اور اوپر کے ملازمین عام طور پر تبدیل ہو کر لاہور تعینات ہوتے ہیں۔ جن کے لیے عارضی رہائش کا بندوبست ان چھوٹے فلیٹس میں کر دیا جاتا ہے جبکہ گریڈ 1 تا 15 کے ملازمین بہت کم تبدیل ہو کر لاہور آتے ہیں۔ مزید برآں کسی ایسے ملازم نے عارضی رہائش کا مطالبہ نہیں کیا۔ اگر ایسا ہوا تو اس پر ضرور غور ہو گا۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

پلاٹ کی ناجائز الاٹمنٹ کے خلاف مقدمہ کے اندراج کی درخواست

356 ۔ جناب عبد الرشید بھٹی، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ انسداد رشوت ستانی فیصل آباد سرکل کو محمد آفاق خان نامی ایک شخص نے محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ فیصل آباد کے عملہ کے خلاف رشوت دھوکہ دہی جعلسازی اور قواعد و ضوابط کے برعکس ایک شخص نور محمد خان کے خلاف پیپلز کالونی میں پلاٹ نمبر 1/ 335پی اور 2 /پی الاٹ کرنے کی بناء پر مقدمہ درج کرنے کے لیے 1992ء میں درخواست دی تھی۔ جس پر تاحال کوئی مقدمہ درج نہ کیا گیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ذمہ دار افسران کے خلاف فرائض انجام نہ دینے کے سلسلے میں تحقیقات کرائے گی اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں نیز درخواست متذکرہ پر کی جانے والی کارروائی کی نقل ایوان کی میز پر رکھی جائے؛

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)،

(الف) جی ہاں۔ محکمہ ھذا کو محمد آفاق نامی ایک شخص نے محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کی خلاف سوال الف میں متذکرہ الزامات پر مبنی ایک درخواست دی تھی۔ جس پر انکوائری نمبر 1167/92 درج ہوئی اور محکمہ ہذا (انٹی کرپشن) کے بشیر احمد خان کو انکوائری کا حکم دیا گیا۔

(ب) انکوائری کے دوران الزامات ثابت نہ ہونے تاہم معمولی محکمانہ بے ضابطگیوں کے نوٹس میں آنے پر متذکرہ شکایت / درخواست ۱۴ نومبر ۱۹۹۲ء کو ڈائریکٹر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کو برائے ضروری کارروائی بھیج دی گئی۔

محکمہ ہاؤسنگ کے عملہ کے خلاف مقدمہ کے اندراج کی درخواست

*361۔ جناب عبد الرشید بھٹی۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے ناصر محمود نامی ایک شخص نے 1992ء میں محکمہ انسداد رشوت ستانی فیصل آباد سرکل کو پیپلز کالونی نمبر ا میں واقع 130/ سی کی کوٹھی کی رشوت لے کر اور سرکاری خزانہ کو نقصان پہنچا کر ٹرانسفر کرنے کی بناء پر محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ فیصل آباد کے عملہ کے خلاف مقدمہ درج کرنے کی درخواست دی تھی۔ جس پر تاحال کوئی مقدمہ درج نہ کیا گیا ہے جو کہ وضع کردہ قواعد و ضوابط کے خلاف ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ بے ضابطگی کے ذمہ دار افسران و ملازمین محکمہ انسداد رشوت ستانی کے خلاف تادیبی کارروائی کرے گی اگر ہاں تو کب اگر نہیں تو کیوں؟ نیز اب تک اس سلسلے میں جو کارروائی کی گئی ہے اس کی نقول ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ ایک شخص ناصر محمود ولد لاٹ ذات میو سکنہ فیصل آباد نے مورخہ 30-7-92 کو ایڈیشنل ڈائریکٹر انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن کو ایک شخص نظام دین اور محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے عملہ کے خلاف درخواست دی۔ جس پر انکوائری نمبر 898/92 مورخہ 30-7-92 محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد میں درج رجسٹر ہوئی۔ اور جناب ایڈیشنل ڈائریکٹر انٹی کرپشن فیصل آباد کے تحریری حکم کے تحت مسٹر بشیر احمد خان اسسٹنٹ ڈائریکٹر انٹی کرپشن فیصل آباد نے اس کیس کی ابتدائی تفتیش کی۔ مذکورہ تفتیشی آفیسر قضائے الٰہی فوت ہو گیا۔ جس کے بعد مسٹر احمد سعید اسسٹنٹ ڈائریکٹر نے مزید تفتیش کی۔ جس کی سفارش پر مقدمہ نمبر 19 مورخہ 27-2-94 زیر دفعات 471/468/420/409 ت پ 5(2)47، پی سی اے پولیس اسٹیشن انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن درج رجسٹر ہو کر ملزمان کی خلاف باقاعدہ تفتیش جاری ہے۔

(ب) محکمہ اینٹی کرپشن فیصل آباد ریجن سے اس کیس میں قواعد و ضوابط کے خلاف کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔ البتہ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ فیصل آباد کے متعلقہ عملہ نے محکمہ انسداد رشوت ستانی فیصل آباد کو مطلوبہ ریکارڈ و اطلاعات مورخہ 20-1-94 تک مہیا نہ کیں۔ جس کی وجہ سے رٹ پٹیشن نمبر ۱۱۷۶۴/ ۹۲ نظام دین مذکورہ کے ایک بیٹے ناصر محمود نے

متذ کرہ کوٹھی کے متعلق لاہور ہائی کورٹ میں دائر کر رکھی ہے۔جو کہ تاحال زیر سماعت اور فیصلہ طلب ہے۔اس کے باوجود ابتدائی تفتیش مکمل کر کے محکمہ انسداد رشوت ستانی فیصل آباد نے مقدمہ نمبر 19 مورخہ 94-2-27 زیر دفعات 471/468/420/409 ت پ و 5(2)47 پی سی اے پولیس اسٹیشن انٹی کرپشن ریجن فیصل آباد میں درج رجسٹر کر کے ملزمان کے خلاف باقاعدہ تفتیش شروع کی ہوئی ہے تفتیشی آفیسر نے فریقین کو طلب کیا لیکن وہ حاضر نہ ہوئے جس پر تفتیشی آفیسر نے فریقین سے خود رابطہ قائم کر کے انھیں مورخہ 94-3-8 کو حاضر ہونے کی ہدایت کی۔مقررہ تاریخ پر ملزم حاضر ہوئے۔لیکن مدعی حاضر نہ ہوئے۔جو کہ تفتیش میں شامل ہونے سے گریزاں تھے۔تفتیشی آفیسر کو مقدمہ کو جلد از جلد مکمل کرنے کی ہدایت کر دی گئی تھی۔

تفتیشی آفیسر نے مورخہ 94-9-21 کو مدعی اور گواہان کے بیانات قلم بند کیے ہیں۔ملزم محمد حنیف ڈپٹی ڈائریکٹر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ جو کہ اب جہلم میں تعینات ہے۔مورخہ 94-9-22 کو شامل تفتیش ہو گیا ہے۔تفتیشی آفیسر متعلقہ محکمہ سے پالیسی لیٹر حاصل کر کے پانچ روز کے اندر حتمی رپورٹ پیش کرے گا۔بعد ازاں حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

صوبائی ملازمین کو پرائیویٹ مکان کرائے پر لینے کی سہولت

593 ۔ جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ــــــــ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی حکومت دارالخلافہ میں اگر وفاقی ملازمین کو رہائش فراہم نہیں کرتی تو ان کو ان کے گریڈ کے مطابق پرائیویٹ مکان کرائے پر لینے کی سہولت فراہم کرتی ہے۔ جس کا کرایہ وفاقی حکومت ادا کرتی ہے لیکن صوبائی حکومت کی پالیسی اس سے مختلف ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی حکومت سرکاری ملازمین کو ہاؤس رینٹ کے عوض پرائیویٹ مکان کرایہ پر مہیا نہیں کرتی۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا صوبائی حکومت بھی صوبائی دارالحکومت میں ایسے سرکاری ملازمین کو جن کے پاس ذاتی یا سرکاری رہائش گاہ نہیں ان کو ان کے گریڈ

کے مطابق پرائیویٹ مکان کرائے پر لینے کی سہولت دینے کو تیار ہے جس کا کرایہ حکومت ادا کرے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)،

(الف) درست ہے

(ب) درست ہے البتہ سکیل نمبر 17 تا 22 کے صوبائی ملازمین کو بالعموم جو کہ سرکاری رہائش گاہ نہ ملنے پر پرائیویٹ گھر میں رہنا پسند کریں ان کو موجودہ تنخواہ کا 45 فی صد بطور رعایتی کرایہ حکومت کی طرف سے ادا کیا جاتا ہے۔

(ج) مروجہ پالیسی اور قواعد کی روشنی میں صوبائی حکومت ایسا کرنے کی مجاز نہ ہے۔

انتظامی عہدہ پر تعیناتی سیشن ججوں کی تفصیل

598 - **جناب انعام اللہ خان نیازی**، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔

(الف) اس وقت کتنے سیشن جج / ایڈیشنل سیشن جج پنجاب میں انتظامی عہدوں پر کام کر رہے ہیں۔ ان کے نام، عہدہ محکمہ اور ان کی تعیناتی کی تاریخ کیا ہے۔

(ب) جو ایڈیشنل سیشن جج / سیشن جج تین سال سے زائد عرصہ سے ایک ہی انتظامی عہدہ پر کام کر رہے ہیں ان کے عدلیہ میں واپس نہ جانے کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)،

(الف) ڈسٹرکٹ و سیشن جج

نمبر شمار	نام و عہدہ	محکمہ	تاریخ تعیناتی
1	راجہ محمد خورشید سیکرٹری پنجاب گورنمنٹ لاہور	محکمہ قانون	17-10-93
2	مسٹر عقیل احمد خان، رجسٹرار	لاہور ہائی کورٹ لاہور	2-2-92
3	مسٹر غلام سرور شیخ، ممبر انسپکشن ٹیم	لاہور ہائی کورٹ لاہور	27-9-92
4	ڈاکٹر منیر احمد مغل سولسٹر	پنجاب گورنمنٹ لاہور	25-9-93
5	مسٹر نوید الظفر ملک، ایڈیشنل سیکرٹری	محکمہ قانون پنجاب گورنمنٹ لاہو	7-2-94

ایڈیشنل ڈسٹرکٹ و سیشن جج

1	مسٹر محمد ظفر بھٹی، ایڈیشنل رجسٹرار	لاہور ہائی کورٹ ملتان	جون 92

(۲)	چودھری محمد مسعود اختر خان، ایڈیشنل سولسٹر	گورنمنٹ آف پنجاب لاہور	اپریل 91
(۳)	مسٹر فرخ لطیف، ایڈیشنل رجسٹرار	لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بنچ راولپنڈی۔	20-5-93
(۴)	چودھری سلامت علی، ڈپٹی سیکرٹری	گورنمنٹ آف پنجاب، محکمہ قانون لاہور۔	17-1-88
(۵)	سید ابوالحسن نجمی، سیکشن آفیسر / ایڈیشنل سیکرٹری / سیکرٹری،	محکمہ قانون، صوبائی اسمبلی پنجاب	31-5-89
(۶)	مسٹر شیر ظہیر احمد خان، او ایس ڈی (انکوائری)	لاہور ہائی کورٹ لاہور	23-1-94
(۷)	مسٹر محمد اشرف بھٹی، سیکشن آفیسر، ڈپٹی سیکرٹری لیگل پنجاب گورنمنٹ	محکمہ امور داخلہ لاہور	28-2-83 اپریل 93
(۸)	مسٹر خادم حسین ملک، ڈائریکٹر (لیگل)	ایل ڈی اے، لاہور	17-5-94
(۹)	مسٹر بدرالزمان چٹھہ ڈپٹی سیکرٹری	گورنمنٹ آف پنجاب محکمہ قانون	اپریل 90
(۱۰)	مسٹر زبیدۃ الحسین، لاء آفیسر	پنجاب لوکل کونسل الیکشن اتھارٹی	5-8-90
(۱۱)	مسٹر شوکت علی زیدی، ڈپٹی سیکرٹری	گورنمنٹ آف پنجاب محکمہ قانون	10-12-83
(۱۲)	مسٹر شوکت علی خان، ایڈیشنل ایم آئی ٹی	لاہور ہائی کورٹ لاہور	15-9-92
(۱۳)	مسٹر محمد انور نسیم، ڈپٹی سیکرٹری	محکمہ قانون	5-6-86
(۱۴)	مسٹر سردار علی گل خان، ایڈیشنل سیشن جج	ایس اینڈ جی اے ڈی	18-5-80

(ب) جو افسران مندرجہ بالا نمبر 10,9,7,5,4,2 اور 11 پر درج ہیں۔ انہیں ان کے متعلقہ محکموں نے تجربہ کار ہونے کی بناء پر تاحال فارغ نہیں کیا ہے۔ انہیں جس قدر جلد ممکن ہوا واپس کر دیا جائے گا۔ جو افسران مندرجہ بالا نمبر شمار 13 اور 14 پر درج ہیں وہ دوران عرصہ آزمائش بطور ایڈیشنل ڈسٹرکٹ و سیشن جج نوکری سے برخاست کر دیے گئے تھے اور ان کی بحالی کے بعد سے لاہور ہائی کورٹ لاہور ان کو عدلیہ میں واپس تعینات کرنے سے گریزاں ہے اور معاملہ ابھی تک فیصلہ طلب ہے۔

پنجاب میں محاسب اعلیٰ کا تقرر

*611۔ سید تابش الوری، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔۔۔۔۔

(الف) صوبائی حکومت وفاق کی طرز پر پنجاب میں محاسب اعلیٰ کے تقرر کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے۔

(ب) کیا اس مقصد کے لیے وفاقی حکومت اور محاسب اعلیٰ پاکستان نے پنجاب کی حکومت سے کبھی کوئی رابطہ قائم کیا ہے اگر ہاں تو اس کا کیا نتیجہ برآمد ہوا اور اب یہ معاملہ کس اسٹیج پر ہے؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)،

(الف) پنجاب میں صوبائی محتسب کے قیام کا مسئلہ حکومت پنجاب کے زیر غور ہے ۔

(ب) دفتر صوبائی محتسب کے قیام کا مسئلہ 1986ء سے زیر غور ہے ۔ وفاقی کابینہ کی سب کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ 8 مارچ 1986ء میں فیصلہ کیا کہ صوبہ جات میں محتسب کے دفتر کے قیام کے لیے متعلقہ صوبہ کے وزیر اعلیٰ سے مشورہ کیا جائے۔اس کے بعد صوبائی وزیر قانون کی سربراہی میں کمیٹی قائم کی گئی اور اس ضمن میں مختلف مواقع پر اجلاس بھی ہوئے تاہم یہ فیصلہ کیا گیا کہ صوبائی محتسب کے قیام کا مسئلہ کابینہ کے سامنے پیش کیا جائے۔ لہذا صوبائی کابینہ کے اجلاس منعقدہ 17۔اکتوبر 1993ء میں یہ مسئلہ زیر بحث لایا گیا کہ متعلقہ محکمہ وفاقی محتسب اور صوبائی محتسب سندھ کے کام کا جائزہ لے اور یہ دیکھے کہ دوسرے محکمہ جات جو اس وقت نگرانی کا کام سر انجام دے رہے ہیں ان کو کس طرح ختم کیا جائے تاکہ اخراجات میں بچت ہو سکے ۔ صوبائی کابینہ نے یہ طے کیا کہ اس کے بعد صوبائی محتسب کے قیام کا مسئلہ دوبارہ کابینہ کے سامنے پیش کیا جائے ۔ اس ضمن میں محکمہ امور ملازمت و انتظامات عمومی و اطلاعات مختلف پہلوؤں سے جائزہ لے رہا ہے اور مذکورہ مطالعاتی رپورٹ کے بعد پیش رفت کابینہ کے اجلاس میں زیر غور لائی جائے گی ۔

بہاولپور ڈویژن سے تعلق رکھنے والے افسران کی تعداد

614۔ سید تابش الوری، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔۔۔۔۔۔

(الف) بہاولپور ڈویژن کے ڈومیسائل رکھنے والے کتنے افراد اس وقت صوبہ پنجاب میں پی سی ایس

یا سی ایس ایس افسر کے طور پر تعینات ہیں اور وہ کس کس گریڈ میں کن کن عہدوں پر کام کر رہے ہیں۔

(ب) ان میں سے کتنے افراد پنجاب سیکرٹریٹ میں کن کن اسامیوں پر تعینات ہیں۔

(ج) پنجاب کے پی سی ایس یا سی ایس ایس افسروں میں بہاولپور ڈویژن سے تعلق رکھنے والے افسروں کی فی صد شرح کیا ہے؟

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق):

(الف) بہاولپور ڈویژن کے ڈومی سائل رکھنے والے پی۔سی۔ایس اور سی۔ایس۔ایس افسرانٌ کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا افسران میں سے 8 پنجاب سیکرٹریٹ میں تعینات ہیں۔ جن کی تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب میں تعینات افسران کی شرح مندرجہ ذیل ہے:

1۔ سی۔ایس۔ایس: 5.19 فیصد

2۔ پی۔سی۔ایس: 15.75 فیصد

پوائنٹ آف آرڈر

اسمبلی میں پیش کردہ سوالات کے جوابات موصول ہونے میں غیر معمولی تاخیر

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے علاوہ جو جوابات ہیں وہ ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔ جی نیازی صاحب کیونکہ آپ ناراض بھی ہو جاتے ہیں اس لیے میں پہلے آپ کو وقت دیتا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ ۔ جناب سپیکر یہ بڑا اہم مسئلہ ہے جس کی طرف میں جناب کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں ۔ اپوزیشن کی طرف سے جو بھی سوالات ہم اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروا رہے ہیں اس کے تحت جو طریقہ کار آپ کا آفس یا پنجاب گورنمنٹ اختیار کر رہی ہے وہ اس حد تک مشکوک ہو گیا ہے کہ آپ اس سے اندازہ کرلیں اا اپریل کو میں نے سروسز انٹرنیشنل ہوٹل لاہور کی فروخت کے مسئلے پر اور اس کی انتظامیہ کے مسئلے پر ایک سوال جمع کروایا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اسی محکمے سے متعلقہ تھا' سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن سے متعلق تھا؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، جو سوال اپریل 16 تاریخ کو اسمبلی سیکرٹریٹ نے بھیج دیا تھا یہ ایک انتہائی اہمیت کا حامل مسئلہ تھا کیونکہ اس میں بہت بدعنوانیاں ہوتی ہیں ' اور بہت سے گھپلے سامنے آ رہے تھے اور میرے بار بار پتا کرنے پر ایک ہی جواب ملا کہ سوال کا جواب موصول نہیں ہوا ۔ اب اس کو تقریباً سات آٹھ ماہ ہو چکے ہیں ......

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ بھی بتا دیں کس محکمے سے متعلق تھا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا سروسز انٹرنیشنل ہوٹل کی فروخت کے بارے میں تھا جو غالباً کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کے ماتحت ہے ....

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا اور آپ کے آفس کا مسئلہ تھا اور جو لوگ سپیکر کے استحقاق کی باتیں کرتے ہیں اور جو لوگ سپیکر اور اسمبلی کے استحقاق کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں ان کے بارے میں یہ گزارش تھی کہ میں نے ایک سوال 11 اپریل کو اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروایا جو کہ سروسز انٹرنیشنل ہوٹل لاہور کی فروخت کے بارے میں اور اس کی انتظامیہ کی ورکنگ کے بارے میں تھا ۔ کیونکہ غیر قانونی طور پر دوبارہ ذوالفقار اعوان کے حوالے کر دیا گیا اور بغیر کسی ڈیل کے کیا گیا ۔ جو انہوں نے ٹینڈر دیے تھے وہ بھی کینسل ہوتے گئے ۔ میں نے اس مسئلے کو نہایت ضروری سمجھا اور آپ کے آفس میں 11 اپریل کو ایک سوال جمع کروایا بار بار معلوم کرنے پر آپ کے آفس سے یہ معلوم ہوا کہ سوال کا جواب موصول نہیں ہوا اس کو سات آٹھ ماہ کا عرصہ ہو چکا ہے اور گورنمنٹ آف پنجاب نے جان بوجھ کر اس سوال کا جواب نہیں دیا ۔ تاکہ ہم اپنے مقاصد پورے کرلیں اور جب اس کا جواب دیں گے تو اس وقت تک سارا مسئلہ clear ہو چکا ہو گا۔ جناب والا! یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے اور اس کے باوجود حکومت سات آٹھ مہینے جواب ہی نہیں دیتی تو اس کے لیے کوئی طریقہ کار وضع کیا جائے۔ آپ تھوڑی سی اس سلسلے میں سختی کریں۔

جناب سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بجا ہے میں اسے ان آرڈر قرار دیتا ہوں اور حکومت کے وزراء یہاں پر بیٹھے ہیں میں انہیں کہتا ہوں اور جناب افضل سندھو صاحب تشریف رکھتے ہیں ۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے کہہ رہا ہوں کہ جو سوالات فاضل اراکین پیش کریں ان کا جواب دینے کے لیے

اتنی لمبی مدت درکار نہیں ہونی چاہیے اور اگر پندرہ بیس دن نہیں تو مہینے دو مہینے میں تو لازماً ان کا جواب تیار ہو سکتا ہے بلکہ 15 دن کے نوٹس پر ممبر کا حق ہے کہ اس کو اس کا جواب ملنا چاہیے اس لیے آپ مہربانی سے مختلف محکموں کو تاکید کیجیے کہ سوالات کے جوابات بروقت دیے جائیں ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کی تاکید بھی کی جائے گی اور نوٹس بھی لیا جائے گا ۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی ۔ اب Call Attention Notice ہے جس کے لیے محترم وزیر اعلیٰ نے تشریف لانا ہے۔ کیا وزیر اعلیٰ تشریف لا رہے ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! محترم وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لا چکے ہیں اور وہ ایوان کے اندر داخل ہو رہے ہیں۔

میاں عمران مسعود، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے سوال نمبر 844 کو مؤخر فرمایا ۔ میرا یہ بھی فرض بنتا ہے کہ میں یہ بھی بتاؤں کہ میرا جو سوال نمبر 843 تھا وزیر قانون صاحب نے پنجاب یونیورسٹی اور محکمہ تعلیم کی ملی بھگت کو جس خوبصورت انداز میں چھپایا ہے جناب والا مجھے اس پر انتہائی افسوس ہوا ہے کہ میرے سوال کا مجھے بالکل غلط جواب موصول ہوا ہے جتنی بھی وہاں پر تقرریاں ہوئی ہیں وہ بالکل غلط ہوئی ہیں اور اس سے بےشمار افسران کا حق مارا گیا ہے میں اسے اسمبلی کے ریکارڈ پر لانا چاہتا تھا بہر حال میں اپنا احتجاج ریکارڈ کرواتا ہوں ۔

جناب سپیکر، شکریہ ۔ جناب وزیر قانون آپ نے یہ بات سنی ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے اس جواب کی وضاحت بھی واضح طور پر کر دی ہے کہ جو تحریری جواب یہاں پر آیا تھا اسے ناکافی سمجھتے ہوئے جس ملی بھگت کا فاضل محرک نے ذکر کیا ہے اس ملی بھگت کا نوٹس لینے اور تحقیقات کرنے کی ہدایات ہم نے جاری کر دی ہیں ۔ اور جو رپورٹ آئے گی اس کے مطابق کارروائی کی جائے گی اور محکمانہ کارروائی ضرور کی جائے گی ۔

جناب سپیکر، جو کارروائی بھی آپ کریں ازراہ کرم اس سے ہاؤس کو بھی مطلع کریں ۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! میں یہ چاہوں گا کہ وزیر قانون صاحب مجھے اس سلسلے میں کوئی تاریخ تو بتا دیں کہ آیا اسی اجلاس میں اس کا جواب دیں گے کیونکہ میرے سوال کو پورا ایک سال ہو چکا ہے۔ اور یہ جو غیر قانونی تقرریاں ہوئی ہیں یہ لوگ کہیں فیصل آباد میں اور کوئی لاہور میں ایکسٹرا اسسٹنٹ

کمشنر لگا ہوا ہے۔ جناب والا! ان کی کوئی justification بنتی نہیں - یہ آج فلور آف دی ہاؤس پر مجھے کوئی ڈیٹ دے دیں کہ کب تک انکوائری کرکے ایوان میں مجھے بتا دیں گے ۔ کوئی ڈیٹ دے دیں میں ان کا بہت مشکور ہوں گا ۔

وزیر قانون، جناب والا وقفہ سوالات تو ختم ہو چکا ہے اب نوٹس برائے طلبی توجہ کا وقت ہے یہ تمام ضمنی سوالات وقفہ سوالات میں valid تھے ....

جناب سپیکر، یہ ضمنی سوالات نہیں ہیں یہ ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے اور اس پر میں نے انہیں موقع بھی دیا ہے اور آپ نے انہیں جواب بھی دیا ہے ۔ اس بات کا جواب آپ نہیں دینا چاہتے ۔

وزیر قانون، جی ہاں میں نے جواب دے دیا ہے ۔

جناب سپیکر، اس بات کا جواب نہیں دینا چاہتے آپ ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی بات valid ہے انہوں نے تسلیم کیا ہے اب آپ انہیں موقع دیجیے اور میں وزیر موصوف سے کہتا ہوں کہ جیسے ایک معزز رکن کا حق ہے کہ پندرہ دن کے اندر اس کا جواب دیا جائے امید ہے کہ پندرہ دن پورے ہونے سے پہلے وہ اس بات کا اہتمام کریں گے کہ آپ کو اس سوال کا کوئی مناسب جواب مل جائے۔

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، یہ بہتر نہیں ہے کہ نوٹس برائے طلبی توجہ کو لے لیا جائے وہ بھی آپ ہی کا ہے اور اگر پوائنٹ آف آرڈر بہت ضروری ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میں نے کوئی نو سوال کیے تھے اس کے بارے میں مجھے آپ کے سیکرٹریٹ سے ایک لیٹر موصول ہوا ہے کہ یہ تمام کے تمام ....

جناب سپیکر، نہیں- یہ مسئلہ بعد میں لے لیں گے ۔ میرے سیکرٹریٹ سے جواب آیا ہے تو میرے ساتھ چیمبرز میں آ کر بات کریں ۔تشریف رکھیں ۔

جناب عبدالرؤف مغل، جناب والا! ایک اہم معاملہ جو گوجرانوالہ میں پرسوں پیش آیا ہے اور کل کے "جنگ" اخبار میں اس کی تفصیلات بھی چھپی ہیں اس میں ایک کانسٹیبل ہلاک ہو گیا ہے سات سکول کے بچے___

جناب سپیکر، نہیں نہیں۔ آپ میری بات سنیں جب تحریک التوائے کار کا وقت آنے کا اس وقت

آپ اس پر بات کریں۔ یہ اب نوٹس برائے طلبی توجہ کا وقت ہے ۔ جناب ایس اے حمید صاحب سے درخواست ہے کہ وہ اپنا نوٹس برائے طلبی توجہ پیش کریں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! ابھی ابھی مجھے باہر سے اطلاع ملی ہے کہ مسلم لیگ کی کچھ خواتین میاں محمد شریف کی بزدلانہ گرفتاری کے خلاف پرامن احتجاج کر رہی تھیں ان پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا' تشدد کیا اور انہیں گرفتار کیا.....

آوازیں، شیم شیم۔

جناب سپیکر، آپ نے نوٹس دلایا ہے وزیر اعلیٰ صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں انہوں نے بھی آپ کی بات کو سنا ہے وہ اس کی تحقیق کر سکتے ہیں اور امید ہے کہ وہ اس کا.........

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، اس پر جناب والا! میرا دوبارہ پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ ہم یہاں پر یہ تجربہ کر چکے ہیں کہ وزیر قانون جب ایسے معاملات کا جواب دیتے ہیں تو اسی ڈی ایس پی یا انسپکٹر کی طرف سے دی ہوئی رپورٹ وہ پڑھ کر سنا دیتے ہیں اور ان کی کوئی تحقیق نہیں ہوتی ۔ اب وہ پولیس آفیسر جو زیادتی کر رہا ہے اسی کی رپورٹ پڑھ کر یہاں پر سنا دی جائے تو کیا یہ انصاف کے تقاضے پورے کرنا ہے ؟ یہ مناسب نہیں ہے ......

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں انصاف کے تقاضے پورے کیے جائیں گے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا ! آپ اس کا طریقہ کار وضع کر دیں۔ کہ کس طرح سے یہ انصاف کے تقاضے پورے کیے جائیں گے۔

جناب سپیکر، انصاف کے تقاضے اسی طرح پورے ہوتے ہیں۔ کہ آپ نے ایک بات کی ہے۔ حکومت کے نوٹس میں آئی ہے ۔ حکومت اس پر مناسب اور فوری توجہ دے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، کیا وزیر موصوف اٹھ کر اس بات کی یقین دہانی کروائیں گے؟

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔۔ جناب والا ! یہ رولز بڑے واضح ہے۔ ہر دفعہ یہ بات ہوتی ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے جو اسمبلی میں کارروائی چل رہی ہے۔ اس کے بارے میں at the moment کوئی مسئلہ یا کوئی disorder ہے یہاں یا کوئی ایسی چیز ہے۔ سڑکوں کے بارے میں پوائنٹ

آف آرڈر نہیں ہوتا۔ اس پہ آپ رولنگ فرمائیں کہ اسمبلی کے باہر جو کچھ ہو رہا ہے کیا اس پہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے؟

جناب امان اللہ خان بابر: (******************)

جناب سپیکر: میں اس کو حذف کرتا ہوں۔ جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! امن عامہ بحال رکھنا یقیناً حکومت کی ذمہ داری ہے۔ البتہ انتظامیہ خواتین کے حوالے سے کوئی ایسی حرکت نہیں کرے گی کہ جس سے چادر اور چار دیواری کا تقدس مجروح ہو۔ (قطع کلامیاں۔۔۔۔ شور۔۔۔۔۔) حکومت خواتین احترام کے لیے اپنی تمام تر ذمہ داریاں ادا کرے گی۔ اور اس سلسلے میں حکومت کوئی کسر نہیں چھوڑے گی۔

جناب سپیکر: بجا ہے۔ جناب ایس اے حمید صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: ابھی وزیر قانون نے آپ کی ہدایت پر یہاں اسمبلی کے فلور پر یہ بیان دیا ہے کہ حکومت چادر اور چار دیواری کا احترام کرتی ہے۔ کیا جناب والا آپ مجھے کچھ وقت دیں گے کہ میں چادر اور چار دیواری کے احترام کی کچھ مثالیں ہاؤس میں رکھ دوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ میں پوائنٹ آف آرڈر پہ اجازت نہیں دے سکتا۔ آپ کو موقع ملے گا۔ سب موقعے ملیں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! میں تو ان کے بیان کی روشنی میں بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ سٹیج نوٹس برائے طلبی توجہ کی ہے۔ میں نے آپ کا پوائنٹ سنا۔ انہوں نے جواب دیا۔ اس کا موقع آجائے گا۔ تحاریک آرہی ہیں۔ تحریک التوائے کار آرہی ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: ایک وزیر جیسی اہم پوزیشن رکھنے والا شخص یہاں اس قسم کے اگر بیانات دے جو حقیقت پر مبنی نہ ہوں تو پھر میرا استحقاق بنتا ہے۔

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب سپیکر، یہ قابل تحقیق بات ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اس موقع پر یہی ہوسکتا ہے۔ کہ ان کی یقین دہانی آجائے۔۔۔ جناب ۔۔۔

چودھری پرویز الٰہی، یہ پہلے بھی ایسے ہوا ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے ہاؤس کے فلور پر یہ commitment دی تھی کہ جن دو پولیس انسپکٹروں کو جناب سپیکر نے یہاں اعلان کرکے معطل کیا تھا۔ وہ اسی طرح بحال رہے۔ بلکہ وہ معطل ہوئے ہی نہیں۔ اور اس طرح سپیکر کے فیصلے کی توہین ہوتی ہے۔ اس کا ذکر کل بھی میں نے یہاں کیا تھا۔ جو ریکارڈ ظاہر کرتا ہے لاءمنسٹر صاحب نے جو یہاں پر commitments دی ہیں وہ پوری نہیں ہوئیں۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر یا کوئی اور منسٹر ہوں یا حکومت کے کوئی بھی نمائندہ ہوں۔ بہر حال انھیں اپنی commitment لازمی پوری کرنی چاہیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ یہاں کاروائی چلانے آتے ہیں یا یہ چور سپاہی کھیلنے آتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ میرے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب تو دیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔ میں نے ان کو اجازت دی ۔ وہ میری اجازت سے بات کرسکتے ہیں۔ جناب ایس اے حمید صاحب۔۔۔

تھانہ کڑیاں والا، ضلع گجرات کی پولیس کی حراست میں ملزم کی ہلاکت

جناب ایس اے حمید، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے۔ کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ کڑیاں والا ضلع گجرات کی پولیس نے کار چوری کے الزام میں گرفتار ملزم محمد یونس نامی شخص کو ۱۱ اور ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۴ء کی درمیانی رات تشدد کرکے قتل کردیا ۔ ایس ایچ او اور دوسرے پولیس اہلکاروں نے محمد یونس مذکور کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے دریائے چناب میں بہا دیے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا متذکرہ پولیس اہلکاروں کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟ شکریہ۔

جناب سپیکر، جناب چیف منسٹر۔۔

آوازیں، شیم شیم۔

MR SPEAKER: I call the House to order.

وزیر اعلیٰ، شکریہ جناب سپیکر۔ (قطع کلامیاں-----)

MR SPEAKER: I call the House to order

وزیر اعلیٰ، جناب والا! شکریہ۔ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ اور آپ کے توسط سے میں لیڈر آف اپوزیشن اور معزز اراکین اپوزیشن سے یہ کہوں گا کہ ایس اے حمید صاحب کے call attention notice پہ جواب دینے کے لیے اس ہاؤس میں میرا جو مقدس فریضہ ہے۔ اس کے لیے میں حاضر ہوا ہوں۔ اور ایس اے حمید صاحب نے اپنا سوال ہاؤس کے اندر پیش کر دیا ہے۔ اور میں اس کا جواب دینے کے لیے اپنی نشست پر کھڑا ہوں۔ تو کیا معزز اراکین حزب اختلاف اور قائم مقام قائد حزب اختلاف یہ چاہیں گے کہ میں ایس اے حمید کے call attention notice کا جواب دوں۔ یا جس لفظ سے ان کو بڑا پیار اور محبت ہو گئی ہے (--- نعرہ ہائے تحسین---) اور جو ان کا اوڑھنا بچھونا بن چکا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور جس کے بغیر ان کو---(قطع کلامیاں--) (بیٹھو بیٹھو کی آوازیں---)

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو فلور نہیں دیا۔ یہ ہاؤس کی روایت ہے کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کی بات کو تحمل سے سنا جاتا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں---) آپ تشریف رکھیں آپ کو موقع ملے گا۔ (شور---- قطع کلامیاں----)

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا---

جناب سپیکر، میں نے آپ کو فلور نہیں دیا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، دیکھیے، آپ کو پتا ہے۔ یہ روایت رہنے دیجیے۔

جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ، آپ نے ابھی یہ فرمایا کہ یہ روایت ہے کہ جب قائد حزب اقتدار یا قائد حزب اختلاف بولیں گے تو اس پہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہونے چاہییں۔ آپ اسی اسمبلی کی کارروائی کا ریکارڈ دیکھ لیں جب قائد حزب اختلاف بولتے ہیں تو کتنی دفعہ پوائنٹ آف آرڈر پر اس کرسی

سے اجازت دی گئی ہے۔ آپ یک طرفہ کارروائی نہ کیجیے گا۔ اگر ان کا احترام کیا جائے گا تو ہم اس طرف کا احترام کرنے پر آمادہ ہیں۔

جناب سپیکر: میں تو دونوں کا کرنا چاہتا ہوں۔ میں تو سب کا کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ: لیکن جناب سپیکر! یہ نہیں کیا جا رہا۔

جناب سپیکر: لیکن یوں لگتا ہے کہ آپ نے طے کیا ہے کہ کسی کا احترام نہ کیا جائے۔

جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ: جب ہمارے قائد حزب اختلاف بول رہے ہوتے ہیں تو چیئر نے اس طرف سے پوائنٹ آف آرڈرز کی اجازت دی ہے۔ اسی بنیاد پر یہاں سے کھڑے ہوتے ہیں' ورنہ اگر یہ روایت ادھر سے نہ توڑی جائے تو یہاں سے نہیں توڑی جائے گی۔

میاں عمران مسعود: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو فلور نہیں دیا۔ میں نے آپ کو بتایا ہے قائد ایوان جواب دے رہے ہیں انھیں موقع دیجیے۔

پوائنٹ آف آرڈر

سپیکرز گیلری میں بیٹھے ہوئے شخص کی طرف سے ایوان میں بیٹھے ہوئے رکن کو دھمکی

جناب عمران مسعود: میں ایک بہت ہی اہم مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ گیلری میں مجھے دھمکی دینے کے لیے ایک آدمی کو بٹھایا ہوا ہے۔ (قطع کلامیاں' شور)

جناب سپیکر: آپ اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ فرمائیے۔

میاں عمران مسعود: تھینک یو مسٹر سپیکر۔ جناب والا! جب آپ تشریف لے کر آئے ہیں' آپ سے پہلے منظور موہل صاحب چیئر پر تھے تو اس وقت میں نے اپنا سوال جب pend کروایا تھا تو اس بندے نے وہاں گیلری میں بیٹھ کر تین دفعہ میری طرف اشارہ کیا ہے اور اس نے کہا کہ یہ بندہ کون ہے اور اس کا نام کیا ہے۔ جناب والا! اب وہ بندہ یہاں سے غائب ہو چکا ہے۔ یہ کال اٹینشن نوٹس میرے گجرات ضلع کا ہے' یہ میرے حلقے کا ہے۔ I am very much interested in it. میں چاہوں گا کہ اس پر ضمنی سوال کروں۔ لیکن اس بندے نے مجھے ذہنی طور پر ڈسٹرب کیا ہے۔ اس نے اپنی سیٹ سے

تین قدم آگے ہو کر، جھک کر میری طرف اشارہ کیا ہے۔ جناب والا ! I am not going to tolerate this attitude. آپ کے ہوتے ہوئے I am not going to tolerate it. I will walk out. I protest. جناب والا ! مجھ پر پہلے بھی attempts ہوئے ہیں میرے حلقے نے مجھ پر میرے مخالف نے قاتلانہ attempts کیے ہیں۔ I am not going to tolerate this attitude any more

Now from you Mr Speaker, you let me assure my security in this House. How can I sit in this House, if I am not secured. اگر یہاں میری جان کی حفاظت نہیں ہے تو I am not going to sit in this House. And I am not going to let any body proceed and take part in proceedings here. You let me assure the security of myself. I am not going to sit now. ہمیشہ میں نے اصول کی، ہمیشہ رولز آف پروسیجر کی بات کی ہے۔ لیکن آج مجھے انتہائی افسوس ہوا ہے۔ میں نے کبھی کسی بھی مسئلے میں مداخلت نہیں کی۔ لیکن This is my right. اس میں میری جان کا مسئلہ ہے۔ میرے باپ کو قتل کیا گیا، میرے تائے کو، میرے تائے کو قتل کیا گیا گجرات میں۔ اور یہی بندے appoint کیے گئے ہیں اور مجھ پر attempts کیے جا رہے ہیں۔ I am not going to tolerate this any more. Sir, You assure me.

جناب سپیکر: میں assure کرتا ہوں۔

میاں عمران مسعود: جتنے یہاں پولیس والے ہیں انھیں باہر نکالیں۔ پھر میں یہاں بیٹھوں گا۔ ورنہ میں یہ کارروائی نہیں چلنے دوں گا۔ حالانکہ یہ مسئلہ میرے گجرات کا ہے۔ یہ کال اٹینشن نوٹس میں نے اپنے گجرات ضلع کے بارے میں دیا ہے۔ جناب ! میں بیٹھنے والا نہیں ہوں۔ اس بندے نے مجھے آنکھیں دکھائی ہیں۔ اس نے آپ کے وقار کو بھی مجروح کیا ہے۔ اس نے threat کیا ہے and mind you اس کے یہاں پستول بھی لگی ہوئی ہے۔ believe me۔ جناب، یہ مذاق کی بات نہیں ہے۔ اس کا آپ نوٹس لیں۔

جناب سپیکر: میں اس کا نوٹس لیتا ہوں۔ اور اگر کوئی ایسا شخص۔۔۔

MIAN FAZAL HAQUE: Mr Speaker Sir, I would like to add to his speech.

جناب سپیکر: نہیں، آپ آرام سے بیٹھیے۔ میاں فضل حق، Please sit down.۔

میاں فضل حق، یہ بیٹھنے والی بات نہیں ہے۔ میں نے اسے منع کیا تو مجھے اس طرح کہا، " کون ایل"- یہ اس کے الفاظ ہیں۔ .Who is this fellow (مداخلت) ٹھہریں' میں بتاتا ہوں۔ سب سے پہلے جناب سپیکر، میری آپ سے درخواست ہے کہ میں جاننا چاہوں گا کہ اس آدمی کو جو پاس جاری کیا گیا اور اس گیلری کا۔ ہمارے لوگ' ہمارے ورکرز تو وہاں بیٹھتے ہیں۔ ٹھیک ہے' ان کو وہاں بیٹھنا چاہیے۔ لیکن وہاں بھی اجازت نہیں تھی۔ جہاں اس آدمی کا literally threatening attitude تھا and when I asked him آپ نے میرا بھی نوٹس کیا ہوگا کہ میں اس سے پوچھ رہا تھا کہ بھئی، تم کون ہو۔ تو اس نے کہا، " کون ایں' کی گل اے۔ " اس طرح کہا ہے۔ A gentleman sitting next to me he belongs to this Assembly. اور ہم نے ان سے پوچھا اور اس نے جواب نہیں دیا۔ اب میری ایک درخواست ہے۔ Whether this man was pointing towards him or towards anybody else. That is right. The basic point is. کہ اگر اس قسم کے آدمی' اور پہلے اس ہاؤس کے اندر بیٹھ کے اس طرح وہاں سے point out کیا گیا تو "Do you think that everybody will be secured in this House"۔ یہ آپ پہ چھوڑتے ہیں۔ کئی چیزیں ہم نے آپ پہ چھوڑی ہیں۔ میرا رویہ آپ دیکھ لیں۔ میں کبھی بدتمیزی نہیں کرتا ہوں۔ جو پوائنٹ ہوتا ہے وہ آپ کے نوٹس میں لاتا ہوں۔ اور پھر جب میں with due respect, and again and again I have to say Sir, with due apology کہ آپ کا تھوڑا سا رویہ۔ میں تھوڑا سا نہیں کہوں گا completely ba sed ہے۔ For God's sake اس ہاؤس کو چلانے دیجیے۔ صحیح طریقے سے چلائیے۔ I would request you میری personal humble request ہے کہ اس مسئلے کا نوٹس لے کر اگر کل تک ہمیں بتایا جائے کہ وہ آدمی کون تھا' کس کا وہ guest تھا' کس نے اسے پاس جاری کروایا تو I shall be realy grateful to you. Thank you.

جناب سپیکر، جن لوگوں کو پاس جاری ہوتے ہیں میرے آرڈر سے ہوتے ہیں۔ میں اس کا ریکارڈ چیک کرتا ہوں۔ میں اس کی تحقیق کرتا ہوں کہ وہ کون شخص تھا اور میں ہاؤس کو assure کرتا ہوں کہ گیلریوں میں بیٹھے ہوئے کوئی شخص کسی ممبر کی طرف اس طرح کا نازیبا اشارہ نہیں کرے گا۔ اور اگر کسی نے کیا ہے تو He will be taken to task. (نعرہ ہائے تحسین) جی' قائد حزب اختلاف۔

چودھری پرویز الٰہی، ابھی ہمارے ایم پی اے صاحب آئے ہیں۔ اسی لابی کے اندر پانچ اسی طرح کے

سفید کپڑوں میں جن کے پاس پستول ہیں ' ابھی یہاں کھڑے ہیں۔ ابھی ادھر کھڑے ہیں۔ یہ کیا مذاق بنا دیا ہے جناب سپیکر۔ کیا ہو رہا ہے یہ؟ یہ کوئی شرافت ہے؟ اور اس سے پہلے بھی حادثہ ہو چکا ہے۔ راؤ قیصر کے ساتھ وہاں قومی اسمبلی میں حادثہ ہوا ہے' لک صاحب کے ساتھ حادثہ ہوا ہے جناب سپیکر۔ یہ کیا مذاق بنایا ہوا ہے انھوں نے؟ یہ بغیر پولیس کے' بغیر غنڈوں کے اجلاس کے اندر بھی نہیں آ سکتے! اور اس کے بعد انعام اللہ نیازی صاحب کو انھی کے غنڈوں نے اغوا کیا۔ کیا آپ نے سارے ہاؤس کو غنڈوں کے حوالے کر دیا ہے جناب سپیکر؟ یہ کیا ہو رہا ہے یہاں پر؟ یہ کوئی انسانیت ہے؟ (قطع کلامیاں' شور)

جناب سپیکر، میں حکم دیتا ہوں کہ جن لوگوں کو ہم نے سارجنٹ ایٹ آرمز کی مدد کے لیے بلایا ہے' ان لوگوں کے علاوہ کوئی پولیس کے لوگ یہاں اسمبلی کے اندر اگر آئے ہیں تو وہ یہاں سے چلے جائیں۔ (قطع کلامیاں) جی' انوری صاحب۔

سید تابش انوری، جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ آپ اس سلسلے میں اپنے تمام اختیارات کے ساتھ سنجیدگی کے ساتھ اس سنگین مسئلے کا نوٹس لیں۔ اس وقت قائد ایوان بھی یہاں موجود ہیں۔ ان کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس قسم کے حالات کو کنٹرول کرنے کے لیے فوری اقدامات کریں۔ قومی اسمبلی میں ناخوش گوار احوال پیش آ چکے ہیں۔ اور اس سے سارے ملک میں رسوائی ہوئی ہے۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر رسوائی ہوئی ہے۔

آپ ان تمام ایوانوں کو اب غنڈوں کے حوالے کرنا چاہتے ہیں تو یقیناً آپ کر دیجیے' لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ بار بار اعلان کرتے ہیں کہ ہم امن عامہ برقرار رکھیں گے۔ ہم تمام اراکین کی عزت و احترام کو ملحوظ رکھیں گے۔ لیکن جب یہ روزانہ ہو رہا ہو کہ ہماری لابیز بھی اب غنڈوں کی تحویل میں دی جا رہی ہوں تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کیسے یہ ہاؤس امن و امان کے ساتھ چل سکتا ہے۔ کس طرح سے آپ کسٹوڈین کی حیثیت سے ہمیں تحفظ فراہم کر سکتے ہیں۔ خدا کے لیے آپ اپنے اختیارات کو اپنے منصب کو سامنے رکھتے ہوئے مضبوطی سے فیصلے کیجیے۔ ایک کمزور سپیکر کسی ہاؤس کا تحفظ نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر، جی سید ظفر علی شاہ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں Point of information پر ہوں۔ (قطع کلامیاں)۔

جناب سپیکر: میں امان اللہ بابر صاحب کو تنبیہ کرتا ہوں کہ آپ نے جو گالی دی ہے اسے واپس لیں۔
(قطع کلامیاں)

جناب امان اللہ خان بابر: جناب والا! وصی ظفر صاحب نے بھی گالی دی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اس نے کوئی گالی نہیں دی۔ (قطع کلامیاں) آپ نے گالی دی ہے؟ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا۔ میں نے گالی نہیں دی۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اگر آپ نے گالی دی ہے تو آپ بھی واپس لیں۔ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب سپیکر۔ میں نے کوئی گالی نہیں دی۔ یہ ان کا اخلاق ہے۔ یہ ان کا کردار ہے۔ یہ ان کی روایت ہے۔ ان کا کام ہی یہ ہے۔ یہ اسی ماحول میں آئے ہیں۔ ان کا ماحول ہی یہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے گالی دی ہے۔ اگر انہوں نے گالی دی تو سب نے سنی ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا۔ آپ نے سنی ہے؟

جناب سپیکر: نہیں۔ میں نے نہیں سنی۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا۔ آپ نے ان کی گالی تو سنی ہے؟

جناب سپیکر: میں نے ان کی گالی سنی ہے۔ (قطع کلامیاں) یہ غلط بات ہے' آپ اسے واپس لیں۔ (قطع کلامیاں) میں دونوں کی گفتگو کو حذف کرتا ہوں۔ اب جناب ظفر علی شاہ صاحب بتائیے کہ آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! اس پر کافی وقت آپ کے سامنے گزر چکا ہے۔ مسئلہ Call Attention Notice کا تھا جس پر معزز وزیراعلیٰ صاحب یہاں تشریف لائے۔ ہم پہلے بھی کئی بار کہہ چکے ہیں لیکن ہم چونکہ حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ پہلے ہی ذہن میں بات بنا لی جاتی ہے کہ حزب اختلاف کی طرف سے کوئی بھی بات ہو تو اسے ذہن کی اختراع بنا لیا جاتا ہے۔ جب معزز وزیر اعلیٰ صاحب جواب دینے کے لیے اٹھے تو یہ ان کا فرض تھا اور وہ ٹھیک اٹھے۔ سوال اتنا serious ہے کہ ایک شخص یونس نامی پتا نہیں وہ بے چارہ غریب کون ہے۔ الزام یہ ہے کہ جس کو مار کر اس کی

لاش کے ٹکڑے کر کے دریا اور جہلم میں پھینک دیے گئے۔ انسانی جان کے سوال پر جس پر جناب معزز وزیراعلیٰ صاحب بھی serious ہیں اور وہ اپنا جواب دینے کے لیے آئے تھے اور ابھی تک ہم نے جواب نہیں سنا۔ تو ٹریژری بنچز نے thumping کرنی شروع کردی ۔ تو اس میں thumping کرنے کا کیا مسئلہ تھا؟ اگر کوئی ایسی بات ہوتی تو ضرور بجاتے ۔یہ تالیاں بجانے کا ان کا حق ہے ۔

جناب سپیکر، میری بات سنیے ۔ (قطع کلامی) میری بات سنیے ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! پتا نہیں آپ میری بات کو کیوں ٹوک دیتے ہیں ۔ یہ بات آج تک میری سمجھ میں نہیں آئی۔

جناب سپیکر، آجائے گی ۔ انہوں نے thumping ان کے آنے پر کی ہے ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! اگر میری سمجھ میں آ گئی تو میں سمجھا بھی دوں گا ۔ جناب سپیکر۔ میری بات مکمل ہونے دیں۔ آپ بے شک میرا resign لے لیں ۔لیکن آپ کو کوئی سنجیدہ بات پسند نہیں ہوتی۔ ابھی یہاں اتنی دیر سے ہنگامہ ہو رہا ہے ۔ جناب سپیکر! ہم آپ کی نیت پر شبہ نہیں کررہے ۔ میں کم از کم اپنی ذات کی حد تک کررہا ہوں ۔ میں وزیر اعلیٰ کی نیت پر بھی شبہ نہیں کررہا۔ لیکن اس ملک کے جو حالات tense ہیں' ابھی پرسوں کی بات ہے کہ پارلیمنٹ کے سامنے اور پارلیمنٹ کے باہر ایک معزز خاتون پر حملہ ہوا۔ دو قومی اسمبلی کے ممبران پر حملہ ہوا ۔ اور یہاں پر ایک شخص جو کہ بالکل قائد حزب اختلاف کے سر پر بیٹھا ہوا ہے' کوئی fifth columnist کوئی اور ایجنسی جو اس ملک کے نظام کو درہم برہم کرنا چاہتی ہو اگر وہ یہاں پر کوئی کسی کو stab کر جائے۔ کوئی شوٹنگ کرجائے تو جناب سپیکر آپ کی توجہ ہم اس طرف نہ دلائیں؟ آپ ہر بات کو مذاق سمجھ کر اڑا دیتے ہیں ۔ آپ کیوں نہیں serious ہوتے؟ کیا بات ہے کہ وہ سدا بچ جائیں۔ آپ ذمہ دار ہوں گے۔

جناب سپیکر، یہ بڑی زیادتی کی بات ہے ۔میں ظفر علی شاہ صاحب کی بات پر strong نوٹس لیتا ہوں ۔ جب انہوں نے بات کی تو میں نے ان کی پوری بات سنی۔ انہوں نے پانچ مرتبہ اپنی بات دہرائی اور میں نے پانچ مرتبہ سنی۔ اس کے بعد میں نے clear order دیا ۔ (قطع کلامیاں) میری بات سنیے ۔ آپ کو میری بات سننی پڑے گی ۔ (قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ، جناب میں سن رہا ہوں ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، سنیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! آپ سنائیں کیا سناتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، میں نے آرڈر دیا ــ (قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ، آپ کے آرڈر ہمارے پاس ہیں۔ آپ کا آرڈر ایک تھانے دار نہیں مانتا۔ آپ کا آرڈر ایک سپاہی نہیں مانتا۔ آپ نے کس کو آرڈر دیا تھا؟ سیکرٹری صاحب کو آرڈر دیا تھا؟ (قطع کلامیاں) جناب والا! میں اس لیے اٹھا تھا کہ آپ سے گزارش کروں کہ جس طرح نیشنل اسمبلی کے سپیکر صاحب نے اس کے لیے ایک انکوائری کمیٹی بنائی ہے آپ بھی براہ مہربانی ایک کمیٹی بنائیں جو ان معاملات کی چھان بین کرے۔ میں تو اس لیے اٹھا تھا لیکن آپ آگے سے گلے پڑتے ہیں۔

جناب سپیکر، گلے پڑنا آپ کا شیوہ ہے۔ میں تو ہمیشہ آپ کے چاک گریبان کو سینے کی کوشش کرتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! ہم لعنت بھیجتے ہیں۔ یہ آپ کی گھٹی میں ہے۔ یہ الزام آپ مجھ پر نہ لگائیں۔ جناب سپیکر! میں اس بات کا بالکل برا مناؤں گا۔ خدا کی قسم کم از کم آپ کے آفس کا میں اتنا احترام کرتا ہوں جتنا آپ خود بھی نہیں کرتے۔ آپ اس بات کا نوٹس لیں۔

جناب سپیکر، بالکل بجا ہے۔ بالکل ٹھیک ہے۔ جی وصی ظفر صاحب! آپ کی باری ہے اب آپ فرمائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ادھر جو واقعہ ہوا ہے اس کا تو ہمیں علم نہیں۔ لیکن ریکارڈ درست کرنے کے لیے میں عرض کروں گا کہ تصاویر آئی ہیں ان کے ایم این اے قومی اسمبلی میں زدوکوب کر رہے ہیں۔ اور ادھر باہر لابی والی بات کو انہوں نے زیب داستان کے لیے بڑھا دیا ہے کہ ادھر پستول لیے کوئی ہے، حالانکہ لابی میں تو کوئی آ ہی نہیں سکتا۔ اگر آیا ہے تو آپ ادھر سکیورٹی والے کو منگوائیں اور اس سے پوچھیں۔ یہ سارے صرف ڈرامہ کرنے کے لیے بات کو بڑھاتے جا رہے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! اس نے ہر بات کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر، آپ بغیر اجازت کے بات نہ کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ ڈرامہ ٹائپ کر رہے ہیں۔ ان کے جوڑوں میں جھوٹ رچا ہوا

ہے۔ جھوٹ کی پیداوار ہیں اور جھوٹ سے چلتے ہیں ۔(قطع کلامیاں)۔

جناب سپیکر : آپ بیٹھیں۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ جی سردار حسن اختر موکل صاحب !

سردار حسن اختر موکل : جناب سپیکر ! مجھے بڑا افسوس ہوا اور دکھ ہوا ہے اور میں یہ بات دکھ سے کہوں گا اور معذرت کرتے ہوئے آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ آج جو باتیں آپ کو بڑی مضحکہ خیز لگتی ہیں جس کا مذاق آپ اڑاتے ہیں یہ مکافات عمل ہے۔ یہاں میرے کئی دوست بیٹھے ہوں گے جو اس بات کے گواہ ہیں وزیر اعلیٰ صاحب تشریف رکھتے ہیں یہ اس وقت سپیکر تھے کہ ۸۶ ۔ ۱۹۸۵ء میں ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن کی ایک تحریک استحقاق آئی تھی تو جب وہ put up ہوئی تو اس وقت ہمیں اپنی پارٹی کی طرف سے یہ pressurise کیا گیا تھا کہ اس کو kill کریں۔ لیکن اس وقت کے دوست گواہ ہوں گے یہاں بیٹھے ہوں گے کہ میں نے یہ بات کہی تھی کہ جناب جہاں پر legislature یا Member کی بات ہوگی جہاں پر اس معزز ایوان کے معزز رکن کی بات ہوگی ۔ اس کے استحقاق کی بات ہوگی ۔ اس کی عزت اور وقار کی بات ہوگی وہاں پر ہم اپنی پارٹی کی یاگورنمنٹ کی بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ اس کے بعد جتنی دیر تک یعنی ۱۹۸۸ء تک کسی ایسے شخص یا انتظامیہ کے کسی آدمی کو یہ جرات نہیں ہوئی تھی کہ وہ کسی معزز ممبر کا استحقاق مجروح کرے یا اس کے ساتھ زیادتی کرے ۔ میں یہاں پرصرف یہ عرض کرتا ہوں کہ اس مقدس ہاؤس میں اور دنیا کے تمام پارلیمینٹ میں یہ ہنگامے ' یہ باتیں چلتی رہتی ہیں ۔ یہ جمہوریت کا حصہ ہیں۔ لیکن جہاں بھی کسی ممبر کی سکیورٹی کا مسئلہ آتا ہے ' جہاں بھی کسی ممبر کی عزت و وقار کا مسئلہ آتا ہے ۔ جہاں بھی کسی ممبر کے استحقاق کا مسئلہ آتا ہے تو دنیا کی کسی پارلیمنٹ میں اس پر اپوزیشن یا اقتدار کی تختی نہیں لگائی جاتی۔ بلکہ Member of the legislature یا قانون ساز ادارے کے ممبر تسلیم کرتے ہوئے یہ بات ہوتی ہے۔

میں اس وقت کو بھی یہاں پر دہراؤں گا کہ اسی چیئر پر بیٹھے ہوئے اس وقت کے سپیکر صاحب نے ایک معزز رکن اسمبلی کے ساتھ زیادتی کی بنیاد پر یہاں بیٹھے ہوئے اس پولیس کے غنڈے کو جس نے وہ حرکت کی تھی جیل بھیج دیا تھا۔

مجھے وہ وقت بھی یاد ہے ۔ اسی چیئر پر بیٹھے ہوئے سپیکر نے کسی بھی معزز ممبر کے

خلاف زیادتی کرنے والے اشخاص کو نہ معاف کرنے کی قسم کھائی تھی۔ مجھے افسوس ہے کہ ایک ممبر اسمبلی جو اس معزز ہاؤس کا رکن ہے۔ وہ اپوزیشن کی طرف سے ہو یا حزب اقتدار کی طرف سے ہو۔ وہ سب سے پہلے جب حلف لیتا ہے تو اسی ہاؤس کا ممبر ہونے کا حلف لیتا ہے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ میں اپوزیشن کا ممبر ہوں یا حزب اقتدار کا ممبر ہوں اور اس کا جو استحقاق بنتا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ سے یہ سوال کرتا ہوں آپ یہاں اس صوبے کے وزیر اعلیٰ بھی رہے۔ آپ اس معزز ایوان کے ایک آنریبل ممبر بھی رہے۔ آج آپ اس کرسی پر بیٹھے ہیں جس کرسی کا ایک اپنا تقدس ہے کہ جب آپ کے اس مقدس ایوان کے' اس معزز ایوان کے معزز ممبران کا تقدس نہیں رہے گا' آپ کے یہاں کے معزز اراکین کو تحفظ فراہم نہیں ہو گا' اس ہاؤس کے اندر تحفظ فراہم نہیں ہو گا تو پھر جناب والا! باہر کی کیا آپ سکیورٹی کریں گے؟ آپ کے اس مقدس ایوان کے یہ معزز اراکین اس عوام کے تحفظ کی ذمہ داری کہاں نبھائیں گے؟

میں صرف آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک چھوٹا سا واقعہ نہیں ہے۔ یہ بہت بڑا واقعہ ہے اور میں آپ سے یہ بار بار درخواست کروں گا کہ اس واقعہ کو نہایت سنجیدہ طریقے سے take up کریں۔ نہایت سنجیدگی سے اس پر غور فرمائیں اور اس پر فوری طور پر ایکشن لیں۔

مجھے یہ کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ یہ بات دہراتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے کہ وہی انسپکٹر جس کی suspension کی بات ہے۔ میں نے کل فردوس خان کو یہاں پر دیکھا۔ کیوں آیا تھا؟ کیسے آیا تھا؟ تین پھول لگے ہوئے تھے۔ suspension کی اس وقت کوئی بات نہیں۔ بات اس مقدس ایوان کی ہے۔ بات اس کی نہیں کہ آج کون حزب اقتدار کی کرسیوں پہ بیٹھا ہے؟ آج کون حزب اختلاف کی کرسیوں پر بیٹھا ہے؟ بات اس ایوان کی ہے۔ اس بلڈنگ کی ہے۔ جہاں پر (چھت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ ابھرتا ہوا سورج نکلا ہوا ہے۔ بات اس مقدس ایوان کی روایات کی ہے۔

معزز ممبران حزب اقتدار : بس کریں۔ بس کریں۔

جناب سپیکر : بس موکل صاحب۔ کافی ہو گئی۔

سردار حسن اختر موکل : جناب والا! میں یہ بات کہتے ہوئے ختم کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج میرے معزز دوست اس بات کو نہیں سمجھتے۔ میں یہ کہتے ہوئے بیٹھتا ہوں کہ آپ فوری ایکشن لیں اور

ایسا ایکشن لیں کہ آنے والے مستقبل میں کسی کو یہ جرات نہ ہو اور اپنے دوستوں کی طرف یہ کہتے ہوئے میں بیٹھتا ہوں کہ تماشا خود نہ بن جانا تماشا دیکھنے والو۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے نوٹس لیا ہے ۔ اب اس پر دس ہزار مرتبہ آپ اور تقریر کریں تو جو میں نے آرڈر کیا ہے اگر آپ نے نہیں سنا تو دوبارہ سن لیں۔ جو لوگ میں نے خود ریکوزیشن کیے ہیں in aid of Sergeant at Arms ان کے سوا باقی تمام پولیس کے لوگ جو یہاں موجود ہیں وہ اسمبلی کے اجلاس اور اس کی عمارت میں سے نکل جائیں اور اگر یہاں کوئی ایسے صاحب بیٹھے ہیں جن کو پاس جاری نہیں ہوا میں چیف سیکورٹی آفیسر سے کہتا ہوں کہ جن لوگوں کو پاس جاری نہیں ہوا ان کو یہاں سے فارغ کیا جائے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پولیس والوں کو پاس جاری ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر ! اس کے لیے ایک کمیٹی بنائی جائے۔

جناب سپیکر، میں نے جب آرڈر کر دیا ہے تو پھر اس کی کیا ضرورت ہے؟ آپ تشریف رکھیں۔

سید تابش الوری، آپ نے تو آرڈر کر دیا ہے لیکن جس آدمی نے threat کیا ہے اور یہ جو واقعہ رونما ہوا ہے اس کی انکوائری کے لیے ایک کمیٹی بنا دی جائے۔

جناب سپیکر، جس آدمی نے threat کیا ہے اس کے بارے میں ، میں تحقیق کرواؤں گا۔ میں نے وعدہ کیا ہے۔

سید تابش الوری، آپ اسی ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دیجیے۔ انھی کے ارکان کی ایک کمیٹی بنا دیجیے جو اس واقعہ کی تحقیقات کرے۔

جناب سپیکر، مجھے ضرورت محسوس ہو گی تو میں بنا دوں گا۔ اب آپ کال اٹینشن نوٹس کا جواب سنیے۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر ! گزارش یہ ہے کہ میں آپ کو on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ وہ آدمی دھمکیاں دے کر گیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ کیا چاہتے ہیں؟ یہ بات کتنی دیر آپ کریں گے؟

جناب عثمان ابراہیم: جب تک آپ کمیٹی نہیں بنائیں گے تب تک ہم یہ بات کریں گے۔
جناب سپیکر: میں نے اس کا فیصلہ دیا ہے۔ اب میری رولنگ کے بعد آپ اس پر بحث نہیں کر سکتے۔
سید تابش الوری: جناب سپیکر! جب تک آپ کمیٹی نہیں بنائیں گے تب تک ہم آگے نہیں چل سکتے۔

جناب سپیکر: میں نے فیصلہ دیا ہے۔
سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! یہ مبہم فیصلہ ہے۔
جناب سپیکر: مبہم نہیں، واضح فیصلہ ہے۔ آپ کو قبول نہیں ہے؟
چودھری پرویز الہیٰ: آپ اپنی پسند کی کمیٹی بنا دیں۔
جناب سپیکر: میں بنا دوں گا اگر مجھے ضرورت محسوس ہوئی۔
سید تابش الوری: ہمیں ضرورت ہے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ جب تک یہ کمیٹی نہیں بنتی یہاں یہ کارروائی نہیں ہو سکتی۔
جناب سپیکر: میں نے اس پر رولنگ دی ہے۔ میں نے اس پر اپنی رولنگ دے دی ہے۔ اپنا فیصلہ دے دیا ہے۔
سید تابش الوری: آپ یہاں پارلیمانی مارشل لاء نافذ نہیں کر سکتے۔
جناب سپیکر: ہاؤس کو رولنگ منظور ہے؟
معزز ممبران حزب اقتدار: منظور ہے۔
سید تابش الوری: نامنظور ہے۔
معزز ممبران حزب اقتدار: ہمیں منظور ہے۔ اس پر ووٹنگ کروا لیں۔
جناب سپیکر: جنہیں منظور ہے وہ "ہاں" کہیں۔
معزز ممبران حزب اقتدار: "ہاں"
جناب سپیکر: جنہیں نامنظور ہے وہ "نا" کہیں۔
معزز ممبران حزب اختلاف: "نا"

جناب سپیکر، فیصلہ "ہاں" والوں کے حق میں ہے۔ فیصلہ "ہاں" والوں کے حق میں ہے۔ فیصلہ "ہاں" والوں کے حق میں ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! رولنگ پر رائے شماری نہیں ہوتی۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ اس پر ایک کمیٹی بنا دی جائے۔

(اس مرحلہ پر تمام معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! یہ پارلیمانی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہم نے دیکھا ہے کہ سپیکر اپنی رولنگ پر رائے شماری کروا رہا ہے۔

جناب سپیکر، ہم بہت کچھ پہلی دفعہ دیکھ رہے ہیں۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب سپیکر! رولنگ پر رائے شماری نہیں ہوتی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! آپ چاہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ کے لیے ماحول ٹھیک نہ رہے اور وزیر اعلیٰ چاہتے ہیں کہ آپ مضبوط نہ ہوں چکر صرف یہ ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف، رولنگ پر رائے شماری نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر، میں نے اپنا فیصلہ دیا ہے۔ ہاؤس نے اس پر اپنی رائے دے دی ہے۔ اس کے باوجود اگر آپ کو ناپسند ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ آپ قواعد و ضوابط کی کتاب اٹھا لیجیے گا اور مجھے وہ قاعدہ یا ضابطہ دکھا دیجیے گا کہ جس کے تحت سپیکر کی رولنگ پر ہاؤس کی رائے لی گئی ہو۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! ہمارا یہ سیدھا سا مطالبہ ہے کہ اس پر کوئی انکوائری کمیٹی مقرر کی جائے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب! مجھے پہلے وہ ضابطہ تو پڑھوا دیں۔

جناب سپیکر، سپیکر کی رولنگ کو تمام ہاؤس تسلیم بھی کرتا ہے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! اجازت ہے؟

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

چودھری محمد اقبال، جناب سپیکر! بڑی حیران کن صورتحال پیدا ہو گئی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میرے پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ دے دیجیے۔ مجھے کوئی ضابطہ یا کوئی قاعدہ دکھائیں جس میں آپ نے یہ فیصلہ کیا ہو کہ آپ کی رولنگ پر رائے شماری کی جائے۔ مجھے پلیز وہ ضابطہ دکھا دیجیے گا۔

جناب سپیکر، سپیکر تمام ضابطوں کو رول آؤٹ بھی کر لیتا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، ضابطوں کو رول آؤٹ سپیکر نہیں کر سکتا۔ ضابطوں کو رول آؤٹ نہیں کر سکتا۔ ہاؤس کی رائے سے کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر، تو ہاؤس کی رائے لی ہے نا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، آپ نے ہاؤس کی رائے یہ نہیں لی۔ آپ نے ہاؤس کی رائے یہ لی ہے کہ آیا میری رولنگ منظور ہے؟ آپ نے ضابطے کو معطل کرنے کی رائے نہیں لی۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! میں صرف اس لیے کھڑا ہوا تھا کہ چونکہ آپ اس معزز ایوان کے کسٹوڈین ہیں اور بہت عرصہ تک قائد ایوان اس کرسی پر براجمان رہے ہیں جس پر آج آپ ہیں۔ آپ صرف اتنا فرما دیں یا وہ اٹھ کر فرما دیں کہ لابی میں کوئی غیرممبر داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ جو لابی میں بیٹھے ہوئے حضرات ہیں وہ نہ ادھر اشارہ کر سکتے ہیں اور نہ کسی سے بات کر سکتے ہیں۔ نہ ادھر کا آدمی ادھر بات کر سکتا ہے۔ وہ اوپر سے دھمکیاں دے رہے ہیں۔ یہ بات اگر رولز کے مطابق ہے تو آپ فرما دیں اور اگر رولز کے مطابق نہیں ہے تو ایک کمیٹی مقرر کر دیں۔ اس پر انکوائری ہو جائے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! اگر یہ بات رولز کے مطابق ہوتی تو میں اس بات کے تدارک کے لیے کیوں فیصلہ کرتا؟

چودھری محمد اقبال، جناب والا! اس میں اگر رولز کی خلاف ورزی ہوئی ہے تو پھر اس پر کمیٹی بنانے میں آپ کو کیا اعتراض ہے؟

جناب سپیکر، تو میں نے اسی لیے کہا ہے کہ وہ لوگ جو حق نہیں رکھتے وہ یہاں سے نکال دیے جائیں۔ پہلے کہا ہے کہ نکل جائیں۔ اس کے بعد میں نے چیف سیکیورٹی آفیسر سے کہا ہے کہ ان کو نکالیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف، وہ نہیں نکلے۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! مسئلہ یہ نہیں رہا۔ مسئلہ صرف اتنا ہے کہ وہ داخل ہوئے ہیں یا نہیں داخل ہوئے؟ اس کی آپ انکوائری کروالیں۔

جناب سپیکر، میں نے کہا ہے کہ میں انکوائری کروا لوں گا۔

چودھری محمد اقبال، اور اس پر ہاؤس کی ایک کمیٹی مقرر کر دیں۔ اس میں ادھر کے ممبر ڈال لیں یا ادھر کے ڈال لیں۔ ایک کمیٹی مقرر کر دیں۔ اتنی سی بات ہے۔ اس میں کوئی جھگڑے والی بات نہیں ہے۔ لاء منسٹر صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دیں۔ اس میں کوئی جھگڑا نہیں ہے۔

معزز ممبران اپوزیشن، لاء منسٹر صاحب کی سربراہی میں کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب اس مسئلے میں کیا کہتے ہیں؟ لاء منسٹر صاحب کی رائے بھی لے لیتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون، جناب سپیکر! ایوان کا ماحول ---------

جناب سپیکر، آپ میری رائے کا بہت احترام کرتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، خدا کی قسم ہم آپ کی رائے کا بہت احترام کرتے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی، جناب والا! آپ کوئی غلط بات نہ کہیے آپ کو کوئی بھی کچھ نہیں کہے گا۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میری دست بدستہ آپ سے گزارش ہے کہ آپ منظور موہل صاحب کو کرسئی صدارت پر بٹھا دیں یہ ایوان کو بہتر انداز میں چلا لیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ انہیں سن لیجیے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں میں نے آپ کو فلور نہیں دیا ------آپ تشریف رکھیں

وزیر قانون، جناب سپیکر! ایوان کا ماحول ---------

چودھری پرویز الہیٰ: جناب والا! میری گزارش ہے کہ آپ اس کرسی پر بیٹھ کر انصاف کے تقاضے پورے کیجیے ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ انشاء اللہ آپ کو کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ آپ ابھی اسی سیٹ پر بیٹھے ہیں آپ انصاف کریں۔ انصاف کریں آپ کوئی فکر نہ کریں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون: جناب سپیکر! معزز اراکین اپوزیشن اس issue کے حوالے سے بات کو آگے بڑھا رہے ہیں ان کا مطالبہ ہے کہ گیلریز اور لابیز میں non-elected لوگوں کا آنا مناسب نہیں ہے بلکہ اس کی اجازت بھی نہیں ہے اور لابی میں صرف وہ لوگ بیٹھ سکتے ہیں جنہیں آپ اجازت دیں۔ جناب والا میری عرض ہے کہ گیلری میں وہ لوگ بیٹھ سکتے ہیں جنہیں آپ اجازت دیں ——————

جناب انعام اللہ خان نیازی: (لابی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ box ہے یہ گیلری نہیں ہے۔

وزیر قانون: سپیکر گیلری اور سپیکر box میں وہ لوگ بیٹھ سکتے ہیں جنہیں آپ اجازت دیں اور جناب سپیکر وہاں اگر کوئی ایسا شخص داخل ہوا ہے جس کو آپ نے اجازت نہیں دی تو اس کے بارے میں آپ کو نوٹس لے کر اس کی تحقیقات کر کے اس کے خلاف کاروائی کرنی چاہیے۔ اگر کوئی مسلح آدمی آپ کی اجازت کے بغیر لابی میں آیا ہے تو آپ نے جس طرح رولنگ دی ہے آپ اس کے خلاف بھی کاروائی کر سکتے ہیں اور حکومت بھی یہ چاہتی ہے ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ اپوزیشن کے ارکان کو ایوان میں بیٹھ کر آزادی رائے کا حق حاصل ہونا چاہیے ——————

(آوازیں ——————جھوٹ۔ جھوٹ۔ جھوٹ)

جناب سپیکر: ان گیلریز اور ان boxes کے اندر جو لوگ بیٹھے ہیں ہم ان کی سہولت یا ان کے آسرے کے ساتھ ہم یہ ایوان چلا رہے ہیں اور نہ ہم اسے چلانا چاہتے ہیں۔ ایوان کے اندر حکومت کی اکثریت ہے ہم ایوان کو اکثریت کے ساتھ چلائیں گے لیکن ہمارے فاضل اراکین کو جس آدمی کی وہاں موجودگی پر اعتراض ہے یا وہاں پر جن افراد کے داخلے پر ان کو اعتراض ہے اس کی میں بھی حمایت کرتا ہوں اور جس طرح سنجیدگی کے ساتھ آپ نے رولنگ دی ہے جناب والا آپ کی یہ رولنگ مناسب ہے اور آپ نے درست رولنگ دی ہے میں آپ کی نیت پر نہ شک کر سکتا ہوں نہ یہ ایوان شک کرتا ہے آپ اس کا نوٹس لیں اور اس کی تحقیقات کریں اور اس کے خلاف کاروائی کرائیں۔ اپوزیشن کے اطمینان کے مطابق آپ جس طرح تحقیقات کرانا چاہیں ہم اس کے لیے اپوزیشن کے اراکین کے اطمینان کے مطابق اس کی حمایت کرتے ہیں اور تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں وزیر قانون کی پیشکش قبول کر لیتا ہوں اگر آپ کے پہلے فیصلے کے احترام کا آج یہ ثبوت دے دیں کیا آپ کی رولنگ کے بعد فردوس خان اور دوسرا انسپکٹر معطل ہوا ہے ----

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کے بارے میں تحریک استحقاق موجود ہے -----

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، آپ کا یہاں پر فیصلہ موجود ہے کہ آپ نے ان دونوں کو معطل کیا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر ! میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

چودھری پرویز الہیٰ، جناب یہ غلط بات کرتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر ! میں اس کا جواب دیتا ہوں -------

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب جواب تو یہ بہت دیتے ہیں ہم نے اسے دوسرے دن باوردی عدالت میں دیکھا۔

جناب سپیکر، آپ کا سوال واضح ہے اب اس کا جواب آنے دیجیے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون ، جناب سپیکر ! میرے ایوان میں آنے سے پہلے ان انسپکٹر صاحبان کے بارے میں ایوان میں بات ہوئی - میں نے یقین دہانی کرائی -------

سید تابش الوری، جناب سپیکر ! ہم یہ سمجھتے تھے کہ آپ کہیں گے کہ جس آدمی نے دھمکی دی اسے فوراً suspend کر دیا جائے اور وہ آدمی فوراً بھاگ گیا - اس کا آپ کو فوراً نوٹس لینا چاہیے تھا اگر آپ بر وقت اس کا نوٹس لیتے اور اگر اسے یہاں بیٹھنے کی اجازت ہوتی تو وہ آدمی بھاگتا کیوں - اب آپ صرف انکوائری کروانا چاہتے ہیں کہ وہ آدمی کس طرح وہاں داخل ہوا اور کس کے اجازت نامے سے داخل ہوا - جناب والا ہمارا مطالبہ ہے کہ آپ اس معاملے کے بارے میں کمیٹی بنائیں اور اسے کمیٹی کے سپرد کریں - (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، میری بات بھی تو سنیئے - اگر آپ اس طریقے سے اس مسئلے کو حل کرنا چاہتے ہیں کہ صرف آپ نے شور ڈالنا ہے تو اس طرح سے کوئی بات آگے نہیں چل سکتی -

آوازیں، جناب والا! ہمارا جائز مطالبہ ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس معاملے کے لیے کمیٹی بنا دی جائے اور اسے اس کے سپرد کر دیا جائے -

جناب سپیکر، آپ موقع تو دیجیے نا۔ (قطع کلامیاں)۔ اب آپ کیا کہہ رہے ہیں کیا آپ کو خود پتا چل رہا ہے۔ کوئی ایک آدمی بات کرے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ بات کریں اور دوسروں کو بٹھائیں۔ آپ کہیے کہ وہ بیٹھیں۔ جب میں نے آپ کو فلور دیا ہے تو پھر وہ کیوں کھڑے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب ہم اس لیے کھڑے ہیں کہ ہم سب چاہتے ہیں کہ اس کی انکوائری کے لیے کمیٹی بنا دی جائے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر اطلاعات، جناب والا! فاضل ممبران کہتے ہیں کہ آپ کی رائے حتمی ہے اور آپ کا فیصلہ حتمی ہے۔ تو جناب والا! جب آپ حتمی فیصلہ کر دیتے ہیں تو پھر اسی طریقے سے اپنی بد اعتمادی کا اظہار کرتے ہوئے اور ہاؤس کو نہ چلنے کے لیے یہ سب ڈرامہ رچا کے اس طرح سے کرتے ہیں کہ معاملات آگے نہ چلیں۔ تو جناب والا۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس بات کو کافی وقت ہو گیا ہے یہ معاملہ چونکہ اب طے ہو چکا ہے لہٰذا اب اس سے آگے کی کاروائی کی جائے۔

سید تابش الوری، جناب والا! یہ ممبران کے تحفظ کا مسئلہ ہے اسے ڈرامہ کہہ کر پارلیمانی شرم و حیا کو بھی ختم کر دیا گیا ہے۔ فاضل وزیر اطلاعات اسے ڈرامہ کہہ رہے ہیں۔ جناب والا۔ میں تو حیران ہوں کہ یہ کیسی گورنمنٹ ہے کہ ایک پولیس افسر کی حمایت کر رہی ہے۔ فاضل وزیر حکومت کے معاملات چلا رہے ہیں مگر ان کو معلوم نہیں کہ وہ کیا لفظ استعمال کر رہے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! یہ انتہائی اہم معاملہ ہے اور فاضل وزیر اسے ڈرامہ کہہ رہے ہیں بڑے ہی تعجب کی بات ہے۔ (قطع کلامیاں)

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، نہیں میں اس کی اجازت نہیں دے رہا۔ ہمارے ہاں ایک ہاؤس کمیٹی ہے میں اس معاملے کی تحقیق کے لیے کہ اس ایوان میں کس نے اشارہ کیا اور کون لوگ ہیں جو ہتھیاروں کے ساتھ یہاں آئے ہیں یا لابی میں ہیں یہ مسئلہ میں ہاؤس کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔ (اپوزیشن ارکان کی طرف سے تالیاں) اور سات دن کے اندر اس کی رپورٹ آنی چاہیے۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر ! میں صرف ایک بات عرض کرنی چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر، نہیں بالکل نہیں ۔

میاں فضل حق، جناب والا ! میں تو صرف آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر، نہیں۔ اب آپ بیٹھیں گے۔ آپ تشریف رکھیں گے۔ (قطع کلامیاں) اگر آپ نے یہ رویہ اختیار کرنا ہے کہ جس سے یہ پتہ چلے کہ آپ صرف ایک کام کرنا چاہتے ہیں کہ ہاؤس کو نہیں چلنے دینا چاہتے تو میں آپ کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں ہاؤس اسی صورت میں چلا سکتا ہوں کہ اگر وہ in order ہو گا اگر آپ dis-order رکھیں گے تو میں ہاؤس کو بند کرنے پر مجبور ہوں گا۔۔۔۔

میاں عمران مسعود ، جناب والا! میں تو صرف اور صرف آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر ، نہیں۔ آپ نہ کیجیے۔ مجھے پتہ ہے کہ آپ کتنا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں میں آپ کا بہت شکرگزار ہوں آپ بیٹھیے میں آپ کی آنکھوں میں اپنے لیے بہت تشکر دیکھتا ہوں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ میں ایک مرتبہ پھر قائد ایوان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ نوٹس برائے طلبی توجہ کا جواب دیں ۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے اراکین نے لوٹا لوٹا کہنا شروع کر دیا)

میں ایک مرتبہ پھر جناب قائد ایوان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ نوٹس برائے طلبی توجہ کا جواب دیں ۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن نے پھر لوٹا لوٹا کہنا شروع کر دیا)

وزیر اعلیٰ ، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ گزارش کر رہا تھا کہ ہمارے نہایت ہی مہربان دوست چودھری پرویز الٰہی صاحب قائد حزب اختلاف کو اس لفظ سے بہت پیار ہے اور یہ ان کا بہت پسندیدہ لفظ ہے ۔

(اس مرحلہ پر پھر لوٹا لوٹا کی آوازیں بلند کیں)

اور یہ ان کا بہت ہی پسندیدہ لفظ بن گیا ہے ۔ جناب سپیکر ' میں پہلے بھی یہاں اسی فلور پر عرض کر چکا ہوں ۔ اور اس بارے میں میری وہ کہی گئی بات ریکارڈ پہ موجود ہے کہ اس لفظ کا صحیح حقدار کون ہے۔

(حزب اقتدار کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین بلند کیا گیا)

(اور اپوزیشن کی طرف سے لفظ سننے کے بارے میں مطالبہ کیا جاتا رہا)

جناب سپیکر: وہ یہ لفظ سننا چاہتے ہیں۔ .I call the House to order

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر ' وہ حوصلہ تو کریں۔ قائد حزب اختلاف سے یہ فرمائیں اور معزز اراکین کو یہ بتائیے کہ سننے کا حوصلہ بھی پیدا کیجیے۔ بات کرتے ہیں تو کریں ہم کرنے کے لیے تیار ہیں۔ وہ شور کریں ہم آپ کا شور سننے کے لیے تیار ہیں۔ آپ اس معزز ایوان میں آوازیں اٹھاتے ہیں ' آپ آوازیں بلند کریں' ہم آپ کی بلند آوازوں کو بھی سننے کے لیے تیار ہیں۔ جناب سپیکر ' معزز اراکین اس ایوان میں نعرے بازی کریں' اس کو جلسہ گاہ بنائیں ہم ان کے نعروں کو بھی سننے کے لیے تیار ہیں اور جناب سپیکر' یہ جو بھی ادا اختیار کریں ہمیں ان کی وہی ادا قبول ہے۔ لیکن یہ بیٹھیں تو سہی اور بات سننے کا اپنے آپ میں حوصلہ تو پیدا کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اپوزیشن کی طرف سے شور بلند ہوتا رہا۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: تشریف رکھیے ' بیٹھ جائیے۔

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! اب یہ روایت بنا رہے ہیں کہ یہاں قائد ایوان بھی بات نہ کر سکے اور قائد حزب اختلاف بھی بات نہ کر سکے۔ (قطع کلامیاں) اور اگر میں آپ کی خدمت میں ۔۔۔۔۔۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب کس پوائنٹ پر بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: قائد ایوان کو اجازت ہوتی ہے ۔ وہ کسی بھی مسئلے پر بات کر سکتے ہیں۔ اور میری اجازت سے وہ بات کر رہے ہیں۔ آپ نے بہت اجازت لے کے بات کی ہے ۔ انہیں میں نے اجازت دی ہے ۔

سیاسی وفاداری تبدیل کرنے پر مسلم لیگ (ن) اور مسلم لیگ (ج) کے اراکین کے مابین مناظرہ کا چیلنج

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! میں یہ بات کر چکا ہوں کہ سیاست میں وفاداری کس نے تبدیل کی اور کون باوفا ہے۔ اس پہ اس اسمبلی کے فلور پہ اگر قائم مقام قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہیں تو اسی سیشن کے دوران جناب سپیکر ' کوئی دن مقرر کر دیں ۔ میں ان کے ساتھ اسی اسمبلی کے فلور پر بات کرنے کے لیے تیار ہوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) شور ۔۔۔۔۔ قطع کلامیاں ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی کریں ------- انہیں پیشکش کر رہے ہیں۔

(اپوزیشن کی طرف سے ابھی ابھی کا مطالبہ کیا جاتا رہا)

MR SPEAKER: I call the House to order.

قائد حزب اختلاف چاہتے ہیں کہ آج ہی بات ہو جائے ۔

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر ، میں نے آپ کی خدمت میں یہ گزارش کی ہے اور میں پہلے بھی on record ہوں کہ قائد حزب اختلاف جب چاہیں اور جب آپ کو convenient ہو

(اپوزیشن کے اراکین کی طرف سے آج ہی آج ہی کا مطالبہ ہوتا رہا)

جناب سپیکر! میرے دوستوں نے مباحثہ سے بھاگنے کا یہ ایک طریقہ بنایا ہے ۔ اس کا آغاز قائد حزب اختلاف خود یہ ایسے کر رہے ہیں (شور) کہ نہ میری بات وہ سنیں اور نہ ان کی بات ہمارے دوست سنیں اور یہ بات گول ہو جائے اور اس مباحثہ پر فیصلہ نہ ہو سکے۔ جناب سپیکر، میں یہ کہوں گا کہ اگر آپ یہ چاہتے ہیں اور اس معاملے میں سنجیدہ ہیں تو پھر یہ بات سننے کا حوصلہ پیدا کریں اور قائد ایوان کو interrupt نہ کریں تاکہ قائد حزب اختلاف کو بھی interrupt نہ کیا جائے۔ اور جناب سپیکر!

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: قائد ایوان میری بات سنیں ۔ I call the House to order. میری بات سنی جائے۔

(شور و غوغا) (قطع کلامیاں) میری بات سنیں ۔ جناب قائد ایوان آپ تشریف رکھیں ۔ میری بات سنیں۔ I call the House to order. I call the House to order. میری بات سنی جائے ۔ I call the House to order یہ مباحثہ جس کی کئی دفعہ پہلے بھی بات ہوئی ہے -------

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر ! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس بارے میں اپنی بات مکمل کروں ۔

جناب سپیکر: ایک منٹ کے لیے پہلے میں عرض کر لوں ۔ اگر آپ سنجیدہ ہیں تو پھر سنجیدگی سے یہ بات ہو گی۔ اور اگر آپ سنجیدہ نہیں ہیں اور اس طرح کی مداخلت ہو گی، شور شرابہ ہو گا تو میں اس کی اجازت دینے کے لیے تیار نہیں ہوں ۔ بہتر تو یہ ہے کہ جب یہ مباحثہ ہو تو ٹیلی ویژن بھی موجود ہو، تمام قوم بھی اسے سنے ۔ میری رائے یہ ہے ---(قطع کلامیاں) آپ بیٹھیں۔ سپیکر بات کر رہا ہے۔ آپ سب کو سننی چاہیے۔ پلیز میری بات سنیں۔ اگر یہ مباحثہ سنجیدگی سے ہونا ہے تو بہتر ہے (قطع کلامیاں)

نیازی صاحب آپ خاموش رہیں ورنہ میں آپ کو باہر بھیجنے پر مجبور ہوں گا۔ آپ آرام سے بیٹھیں۔ اگر آپ سنجیدہ ہیں اور یہ مباحثہ چاہتے ہیں تو اس صورت میں بہتر ہے کہ نہ صرف یہ چند لوگ سنیں بلکہ اسے پورا پنجاب سنے ' ٹیلی ویژن یہاں موجود ہو اور جیسا کہ اس کا طریقہ ہے کہ live ٹیلی ویژن موجود ہو اور جنہوں نے یہ بحث شروع کی ہے ۔ جنہوں نے یہ الزام لگائے ہیں وہ پہل کریں اور اس کا جواب قائد ایوان دیں۔ یہی ایک طریقہ ہو سکتا ہے ۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر : مجھے بات کرنے دیں ۔

وزیر اعلیٰ ، جناب سپیکر ! پہلے مجھے اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔

جناب سپیکر ، چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ قائد ایوان پہلے بات کر رہے تھے ۔ میں نے انہیں ٹوکا ہے اب پہلے انہیں بات مکمل کر لینے دیں اس کے بعد آپ اس کا جواب دے لینا ۔

وزیر اعلیٰ ، جناب سپیکر ! اس بارے میں آپ باضابطہ طور پر اس کا ایک طریق کار وضع کریں کیونکہ مباحثوں کو کرنے کا بھی ایک طریق کار ہے ' ان کو سمیٹنے کا بھی ایک طریق کار ہے اور اس پر فیصلہ کرنے کا بھی ایک طریق کار ہے ـــــ

جناب انعام اللہ خان نیازی ، فیصلہ عوام کریں گے ۔

وزیر اعلیٰ ، اگر اسمبلی میں اس پر مباحثہ ہونا ہے تو ـــــ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ، اگر اسمبلی میں فیصلہ نہیں کرنا تو پھر مباحثہ باہر کرو ۔ اسمبلی کے ہر مباحثے کا فیصلہ اسمبلی کے اندر ہی ہوتا ہے ۔

وزیر اعلیٰ ، جناب سپیکر ! مجھے اپنی بات مکمل کرنے کی اجازت دی جائے ۔

جناب سپیکر ، جی آپ اپنی بات مکمل کیجیے ۔

وزیر اعلیٰ ، جناب سپیکر ! مسئلے کو الجھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ آپ اس کا طریق کار وضع کریں ۔ آپ اس کے فیصلے کا طریق کار وضع کریں۔ آپ مباحثے کا وقت مقرر کریں۔ ٹیلی ویژن کو بلانا چاہیں ' ریڈیو کو بلانا چاہیں تو بلائیں۔ یعنی آپ جو بھی طریق کار وضع کریں گے ہم اس سے اتفاق کریں گے اور آپ کے فیصلے کو قبول کریں گے ۔

جناب سپیکر ! انعام اللہ خان نیازی سے کہیں کہ وہ از راہ کرم اپنی نشست پر تشریف رکھیں

اور مجھے اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

جناب سپیکر ۔ آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز ۔ نیازی صاحب! تشریف رکھیں ۔ آپ کبھی تو بڑے بن جایا کریں۔ جی قائد ایوان آپ فرمائیے ۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر ! میں نے جس روز یہ بات کی تھی ۔ اس روز میں نے آپ کی خدمت میں یہ گذارش کی تھی کہ قائد حزب اختلاف پنجاب اسمبلی سے میں یہ مباحثہ کرنے کو تیار ہوں اور قائد حزب اختلاف قومی اسمبلی میاں نواز شریف سے میں ٹیلی ویژن پر مباحثہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔(قطع کلامیاں)

آوازیں، نو۔ نو۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر ! یہ اپوزیشن کے ہمارے دوست غیر سنجیدہ ماحول بنانا چاہتے ہیں ۔ مسئلہ جو ہے وہ پاکستان مسلم لیگ کے مابین ہے اور مسئلہ اس بات کا ہے کہ میاں نواز شریف کی مسلم لیگ جو ہے وہ صحیح ہے یا حامد ناصر چٹھہ کی سربراہی میں جو مسلم لیگ ہے وہ صحیح مسلم لیگ ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ میاں نواز شریف نے اپنے قائد پاکستان مسلم لیگ کے صدر محمد خان جونیجو سے بے وفائی کی یا میں نے نواز شریف سے بے وفائی کی ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! یہ ریکارڈ کی باتیں ہیں اور اس پر میں مباحثے کی دعوت دے چکا ہوں۔ میں نے وزیراعظم پاکستان کو درخواست کر کے میاں نواز شریف سے مناظرہ کرنے کے لیے ٹیلی ویژن کے لیے وقت بھی مخصوص کروا لیا ہے۔ اس کی اجازت لے لی ہے۔ اب جس وقت میاں صاحب چاہیں میں مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر، پہلے قائد ایوان کو بات مکمل کر لینے دیجیے ۔ تشریف رکھیں۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! میرے اس روز کے اسمبلی میں خطاب کے بعد میڈیا سنٹر اسلام آباد سے ----

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر ! شوکت داؤد صاحب کو کہا جائے کہ وہ اپنی نشست پر تشریف رکھیں اور مجھے اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔

جناب سپیکر، شوکت داؤد صاحب! آپ تشریف رکھیں ۔ پہلے انہیں اپنی بات مکمل کر لینے دیں ۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! میڈیا سنٹر اسلام آباد سے اگلے روز انہوں نے میری طرف سے جو مناظرے کے لیے بات کی اور اس کو قبول کرنے کے بارے میں statement دی اور اگلے روز اخبارات میں وہ statement چھپی کہ میاں نواز شریف صاحب اس مناظرے کے لیے تیار ہیں اور وہ کسی بھی وقت مناظرہ کرنا چاہتے تو اب ہم ان کو بھاگنے نہیں دیں گے۔ یہ مناظرہ ہو کر رہے گا اور مسلم لیگ کے ساتھ بے وفائی کا، مسلم لیگ کو توڑنے کا، مسلم لیگ کے دو ٹکڑے کرنے کا، مسلم لیگ کے ساتھ زیادتی کرنے کا اور اپنے قائد سے غداری کرنے کا فیصلہ ہو کر رہے گا۔ اب ہم ان کو بالکل بھاگنے نہیں دیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آرڈر پلیز - آرڈر پلیز - I call the House to order. سب دوست اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ قائد ایوان کو بات کرنے دیں۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! اس کے لیے یہ اپنی پارٹی کے قائد سے دریافت کریں کہ وہ کس وقت میرے ساتھ مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ معاملہ مسلم لیگ کے مابین ہے۔ معاملہ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کا نہیں ہے۔ معاملہ مسلم لیگ کا، مسلم لیگ کے ساتھ ہے اور جائز مسلم لیگ اور ناجائز مسلم لیگ کا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ طے ہو گا اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کے بارے میں چودھری پرویز الہیٰ صاحب اپنی طرف سے جو بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں مناظرہ کرنے کے لیے میاں نواز شریف صاحب سے بات کر لیں اور ان سے وقت طے کر لیں۔ ان کے ساتھ میرے مناظرے کے لیے وقت طے کر لیں اور آج ہی یہ فیصلہ ہو جائے کہ کس روز ان کے ساتھ میرا مناظرہ ہو گا اور کس روز میاں نواز شریف کے ساتھ۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! میں پہلے بھی دو دفعہ کھڑا ہوا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ بھی شوق فرمالیں۔ I call the House to order آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر، میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہی بات کرنا چاہوں گا۔ جو کچھ ایوان میں ہو رہا ہے اور جو کچھ ہم صوبے کے عوام کی خاطر کر رہے ہیں۔ آج کال اٹینشن نوٹس کے لیے قائد ایوان کو یہاں بلایا گیا ہے۔ کتنی ہمدردی ہے اس یونس مرحوم کے ساتھ اور کتنا پیار ہے اس کی تکلیف کے ساتھ۔ میں پہلی دفعہ اس ایوان کا ممبر منتخب ہوا ہوں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے۔ میں سیاسی کارکن ہوں۔ میں شاہی

قلعوں میں بھی رہا ہوں، جیلوں میں بھی رہا ہوں ۔ لیکن جب اخباری بیانات پڑھتا تھا تو خدا کی قسم ان کے قد مجھے اتنے بڑے لگتے تھے اور مجھے حسرت ہے کہ ان کے لیڈران کی شاید ہی کوئی ایسی تقریر ہو جو آپ کو حذف نہ کرنی پڑی ہو۔

جناب سپیکر، ویسے آپ کا قد اتنا بڑا ہے کہ آپ کو ہر ایک کا قد چھوٹا لگتا ہو گا۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ خدا کے لیے اس تماشے کو بند کروائیں۔ کس قسم کا مناظرہ کرنا ہے۔ اس ملک کو انہوں نے کچھ اور لوٹنا ہے ۔ کس کس آدمی سے یہ پوشیدہ ہیں۔ کس کس سے مناظرہ انہوں نے کرنا ہے ۔ یہ قوم کے سامنے سچے ہونا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر ، یہ اختلافی معاملات ہیں ۔ آپ ان کو نہ اٹھائیں۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر ' اختلافی معاملات نہیں ہیں۔ میں صوبے کے اور اس ملک کے شہری کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے ' آپ تشریف رکھیں۔ ———— جناب چودھری پرویز الہیٰ صاحب !

چودھری پرویز الہیٰ، جناب سپیکر ' مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے مجھے بولنے کی اجازت دی ہے ۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: I call the House to order

چودھری پرویز الہیٰ، جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کی اجازت دی ہے ۔ ابھی وزیر اعلیٰ صاحب نے چند ایک ایسی باتیں کی ہیں ' بلکہ مجھے اس بات کی خوشی ہوئی ہے کہ انہوں نے اپنا وہ وعدہ پورا کرنے کے بارے میں کچھ پیش رفت کی ہے۔ میں آپ کا اور ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کیونکہ جب انہوں نے اس ایوان میں مجھے چیلنج دیا۔ چیلنج دینے کے بعد میں نے اسی وقت کہا تھا کہ ایک ہفتہ پورا اس کے اوپر بحث رکھ لیں۔ جس سے لوٹا کریسی کے اوپر وہ شرماتے رہے۔ (قطع کلامیاں) جناب سپیکر! آپ ان کو خاموش کرائیں۔

جناب سپیکر ، اگر آپ ایوان میں یہ شور رکھیں گے ' اسے disorder رکھیں گے تو میں ہاؤس کو ختم کرنے پر مجبور ہوں گا۔ میں ہاؤس کو صرف آرڈر میں ہی چلا سکتا ہوں۔ میں آخری وارننگ دے رہا ہوں۔

There should be order in the House

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر! مجھے خوشی ہوئی ہے اس بات کی کہ جس بات کا انتظار کرتے میں تھک گیا تھا بلکہ میں نے اخبار میں اشتہار بھی دیا تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کہیں گم ہو گئے ہیں ۔ وہ میرا اشتہار پڑھ کر ہی آ جائیں۔ جو میں نے چیلنج دیا تھا اس کا پاس کریں۔ اور ہر روز مسلسل سات دن ان کو اخبارات کے ذریعے کئی دفعہ یاد دہانی کرائی ۔ اس کے بعد میں نے تنگ آ کر اشتہار دیا۔ کہ آیئے جناب والا! جو بات آپ نے ایوان میں کہی تھی وہ یہ تھی کہ میرے ساتھ "لوٹے" کے اوپر ایک ہفتے کے اندر مناظرہ کریں گے اور میں اس وقت بھی تیار تھا اور اب بھی تیار ہوں۔ اور جو بات انہوں نے دوسری کہی ہے وہ بڑی دلچسپ بات ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ کے بارے میں بات کرنی ہے اور میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اصلی مسلم لیگ کا فیصلہ نواز شریف کی مسلم لیگ کا فیصلہ انتخابات کے دوران عوام نے ووٹ دے کر کر دیا اور سب سے زیادہ ووٹ پاکستان کی تاریخ میں پیپلز پارٹی سے بھی زیادہ ووٹ لیے۔ خیبر سے کراچی تک ہماری جماعت خدا کے فضل و کرم سے قائم ہے اور اسی مسلم لیگ کا مناظرہ ہی رہنے دیجیے۔ نکال دیجیے جو میرے بھائی پیپلز پارٹی والے ہیں۔ ان کو اس ایوان سے تھوڑی دیر کے لیے نکال دیجیے اور یہ جو جونیجو لیگ والے ہیں' یہ بیٹھ جائیں اور ہم بیٹھ جاتے ہیں' آپ ہی فیصلہ کر دیں' ابھی فیصلہ کر دیں ۔ ہم تیار ہیں 'ہم تیار ہیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف، نعرہ تکبیر ' نعرہ رسالت۔

وزیر اطلاعات، جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ میرے محترم بھائی نے یہ فرمایا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے صرف مجھے کہا تھا۔ اسمبلی میں ریکارڈ محفوظ ہے ۔ اس ریکارڈ کو کل کے لیے manage کروا لیجیے۔ جناب وزیر اعلیٰ اور قائد ایوان نے اس دن بھی اپوزیشن لیڈر قومی اسمبلی اور اپوزیشن لیڈر صوبائی اسمبلی پنجاب دونوں کو مباحثہ کی دعوت دی تھی اور یہ کہا تھا کہ ٹیلی ویژن پر ہم مباحثہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ یہ ریکارڈ نکلوا لیں۔ We are on record, Sir

لالہ مہر لال بھیل، جناب والا' پوائنٹ آف آرڈر '

جناب سپیکر، لالہ جی کبھی کبھی بولتے ہیں۔ لالہ جی آپ بیٹھ جائیے۔

لالہ مہر لال بھیل، جناب والا! صرف دو منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

چودھری پرویز الٰہی، یہ وزیر اعلیٰ کے ہمراہ کبھی کسی بات پہ کبھی کسی بات پہ بولنا شروع کر دیتے

ہیں۔ آپ نے مجھے floor دیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ بات کیجیے۔

چودھری پرویز الٰہی، للہ صاحب کسی اور وقت حاضری لگوا لیں' بیٹھ جائیں۔ دوسری بات جو وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمائی کہ چونکہ مسلم لیگ کا مسئلہ ہے تو مسلم لیگ والے بیٹھ کے بات کریں۔ فیصلہ آپ کر دیں۔ ہمیں قبول ہے اور اسی ایوان میں لائیو ٹیلی کاسٹ ہونا چاہیے۔ اس طرح نہیں ہونا چاہیے کہ فاروق لغاری صاحب کی ریکارڈنگ کی طرح ہو اس طرح نہیں ہونا چاہیے کہ فاروق لغاری صاحب کی تقریر ریکارڈنگ کر کے دکھا دی تھی' live پروگرام چلنا چاہیے اور آپ پر بھی ہمیں یقین ہے آپ ہی فیصلہ کر دیں ۔ جونیجو لیگ والے اور ہم بیٹھ جاتے ہیں فیصلہ آپ کر دیں۔ ہمیں منظور ہے ۔ پریس کو بھی اس میں شامل ہو نا چاہیے۔ دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا ...(قطع کلامیاں) ..

جناب والا آپ نے مجھے فلور دیا ہے ہاؤس کو ان آرڈر کریں۔

جناب سپیکر ، آرڈر پلیز لیڈر آف دی اپوزیشن بات کر رہے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا! دوسری بات جو میں عرض کرنے لگا تھا کہ یہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ بات کی کہ میاں نواز شریف سے مناظرہ کرنا ہے تو یہ وزیر اعلیٰ صاحب ہیں۔ یہ پنجاب کی بات کریں یا پھر میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پیپلزپارٹی والوں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ محترمہ کو پنجاب میں لانا ہے اور ان کو وہاں سے لے کر جانا ہے۔ پہلے یہ فیصلہ تو کروائیں۔ یہ تو 15 ووٹوں سے ان کو بلیک میل کر رہے ہیں۔ فیصلہ تو انہوں نے کرنا ہے۔ رونا تو یہ ہے کہ پنجاب میں صرف دس فیصد ووٹ لینے والے پورے صوبے پر قابض ہیں اور ان کو بلیک میل کر رہے ہیں اور ان کو ابھی تک سمجھ ہی نہیں آ رہی۔ انہوں نے صرف دس فیصد ووٹ لیے ہیں انہوں نے ...

جناب سپیکر ، چودھری صاحب! آپ یہ جانئیے کہ آپ یہ مناظرہ کسی رولز پر' کسی طریقے سے' کسی ضابطے سے کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر! میں اپنی پارٹی کی طرف سے جس طرح وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ مسئلہ مسلم لیگ کا ہے' یہ بیٹھیں اور ہم بیٹھیں اور آپ فیصلہ کریں اور live ٹیلی کاسٹ ہو اور

ابھی کر لیں ہم ابھی تیار ہیں۔

جناب سپیکر ، یہ سب دوست اکٹھے ہیں۔

چودھری پرویز الٰہی ، نہیں، جناب، نہیں ....

جناب سپیکر ، وہ بھی اسمبلی کے ممبر ہیں ..... (قطع کلامیاں)

چودھری پرویز الٰہی ، جناب سپیکر! انہوں نے خود کہا ہے کہ یہ پیپلز پارٹی کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ بات ریکارڈ پر ہے۔ انہوں نے خود کہا ہے۔

جناب سپیکر ، میں نے سنا ہے۔

چودھری پرویز الٰہی ، جناب والا! انہوں نے خود کہا ہے کہ یہ پیپلز پارٹی کا مسئلہ نہیں۔ یہ ہمارا اپنا مسئلہ ہے۔

وزیر اطلاعات، جناب والا! میں ریکارڈ درست کرنا چاہتا ہوں۔ میرے محترم بھائی جب یہ فرماتے ہیں کہ مسئلہ یا مباحثہ جو ہے اس کو ہاؤس میں پیش کیا جائے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ معاملہ ہاؤس میں ہو اور اس کے پورے ممبران کو یہ حق حاصل نہ ہو کہ وہ اس مباحثے میں شرکت نہ کریں ....

جناب سپیکر ، نہیں تمام ممبران کو حق حاصل ہے کہ وہ ہاؤس میں موجود ہوں .....

وزیر اطلاعات، جناب والا! دوسری بات میں پھر دھرا دیتا ہوں کہ آپ ریکارڈ ملاحظہ فرما لیں۔ ٹیپ ریکارڈر سن لیں۔ اس دن اس میں قائد حزب اختلاف قومی اسمبلی اور قائد حزب اختلاف پنجاب اسمبلی دونوں سے یہ گزارش کی گئی تھی کہ ہم ٹیلی ویژن پر مباحثہ کرنے کے لیے تیار ہیں کہ کون بے وفا ہے اور کون با وفا ہے۔ اگر تو اس مسئلے پر بات کرنی ہے تو ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ یہ پروگرام جو کاسٹ ہوگا live ہوگا اور براہ راست ہو گا۔ اس کی کوئی ایڈیٹنگ نہیں ہوگی اور اگر قائد حزب اختلاف یہ مناسب سمجھتے ہیں تو قائد حزب اختلاف قومی اسمبلی اور قائد حزب اختلاف صوبائی اسمبلی اور اپنی ٹیم کے دوسرے چند ممبران کے نام دے دیں۔ اسی طرح ہماری طرف سے بھی ایک ٹیم ہوگی اور ہم مباحثے کے لیے تیار ہیں اور اس دن انشاء اللہ ہم یہ ثابت کریں گے کہ مسلم لیگ کو کس نے توڑا ، مسلم لیگ کا ستیا ناس کس نے کیا ، مسلم لیگ کو اپنے گھر کی لونڈی کس نے بنانے کی کوشش کی اور صحیح مسلم لیگی کارکنوں کو کس طرح سے روندا گیا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ I call the house to order. ایک بات بہرحال طے ہے کہ یہ نوٹس برائے طلبی توجہ میں جن لوگوں کا ذکر تھا اس میں کسی کو کوئی دلچسپی نہیں ......

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں ......

جناب سپیکر، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں لیکن میں کسی وقت بھی بات کر سکتا ہوں ......

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا آپ بالکل کر سکتے ہیں لیکن اگر آپ ادھر بات کرنے کی اجازت دیتے ہیں ....

جناب سپیکر، اور نہایت افسوس کی بات ہے کہ سارا دن ہاؤس کا وقت سوائے ان پوائنٹ آف آرڈرز کے کسی بارے میں کوئی کام کی بات کرنے پر صرف نہیں کیا جاتا۔ میں ایک بات اس ہاؤس کے سپیکر کے طور پر ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ آج آپ لوگ سب سے زیادہ ناپسندیدگی کی نگاہ سے پولیس کو دیکھتے ہیں۔ جب اس کی بات کرتے ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے پولیس عوام کی دشمنی میں سب سے آگے کی کوئی ایسی طاقت ہے ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس رویے کا آپ معزز اراکین پنجاب اسمبلی یہاں پر مظاہرہ کر رہے ہیں آپ یقین جانیے کہ پنجاب کے عوام پولیس سے بڑھ کر آپ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ایک وزیر صاحب بولے۔ وہ وزیر تو ہیں پتا نہیں اس سے آگے وہ کیا لینا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے قائد کے الفاظ کو جھٹلا رہے ہیں۔ ان کے قائد نے خود کہا ہے کہ مسلم لیگ کا معاملہ ہے اور مسلم لیگیوں کے مابین ہے۔ اس میں پی پی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ ٹیپ ریکارڈر چلوا لیں اور یہ ابھی ثابت ہو جائے گا۔ ہم اب بھی اس چیلنج کو قبول کرتے ہیں کہ یہ معاملہ مسلم لیگیوں کے درمیان ہے اور مسلم لیگیوں کے ہی درمیان یہ بحث مباحثہ ہو گا ......

جناب سپیکر، کہاں ہو گا؟ اگر ہاؤس میں ہو گا تو ہاؤس کے تمام ممبران کو کاروائی میں بیٹھنے کا حق ہے، میں کس کا حق چھین سکتا ہوں؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! یہ بات ہم نے نہیں کی کہ پی پی پی کا تعلق نہیں ہے۔ خود ان کے وزیر اعلیٰ نے یہ بات کی ہے۔ اگر ہاؤس میں نہیں تو یہ الحمراء میں رکھ لیں ۔ ہم پی پی پی

کے ساتھ کیوں بیٹھیں۔ پی پی پی کا ہمارے درمیان کوئی تعلق نہیں۔ یہ واقعی وہ صحیح کہہ رہے ہیں۔ یہ مسلم لیگیوں کا معاملہ ہے' یہ مسلم لیگیوں کا ہی مسئلہ ہے۔ ہم اس چیلنج کو قبول کرتے ہیں مسلم لیگی جہاں بھی بیٹھ جائیں آپ چیئر پر بیٹھ جائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ کس نے مسلم لیگ کو گھر کی لونڈی بنایا......

جناب سپیکر، کھوسہ صاحب! میری بات سنیے .....

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں میں سپیکر ہوں' میں آپ کو کہنا چاہتا ہوں جب کسی ایک شخص کے' استحقاق کا معاملہ ہوتا ہے تو کیا وہ ایک شخص ہی ہاؤس میں ہوتا ہے یا سارے لوگ ہوتے ہیں؟ معاملہ کسی کا بھی ہو جب ہاؤس میں بحث ہو گی تو ہاؤس کے تمام اراکین کا اس بحث سے تعلق ہو یا نہ ہو وہ ہاؤس میں بیٹھنے کا پورا پورا حق رکھتے ہیں۔ میں کسی کا حق چھیننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر اسی بات پر ہے کہ ہم نے یہ چیلنج نہیں دیا۔ بلکہ یہ چیلنج ہمیں دیا گیا اور کہا گیا یہ بات اسمبلی کے ریکارڈ پر ہے کہ جہاں چاہیں جس وقت چاہیں میں بحث کے لیے تیار ہوں۔ آپ وزیر اعلیٰ کی اس دن کی تقریر سن لیں آج کی تقریر بھی سن لیں۔ ہم تیار ہیں لیکن آج انہوں نے خود فیصلہ کر دیا کہ یہ مسئلہ مسلم لیگیوں کے درمیان ہے۔ اس سے پی پی پی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ بے شک ابھی ٹیپ ریکارڈر چلوا لیں۔

جناب سپیکر، میں نے ان کی بات سنی ہے لیکن اگر بحث ہاؤس میں ہو گی ......

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! ہم اس چیلنج کو قبول کرتے ہیں .....

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! پھر الحمراء میں رکھ لیں۔ لارنس گارڈن میں رکھ لیں۔

جناب سپیکر، میں نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ افضل سندھو صاحب! (قطع کلامیاں)

وزیر صنعت، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں گزارش یہ کرنا چاہ رہا ہوں .....

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! ہماری بات تو سن لیں ....

جناب سپیکر، میں نے فلور جناب افضل سندھو کو دیا ہے۔ میں نے رولنگ دے دی ہے کہ اگر مسلم لیگیوں کے درمیان بھی معاملہ ہو اور بحث ہاؤس میں ہو گی تو ہاؤس کے تمام ممبران اسے سنیں گے اور موجود ہوں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا پھر یہ الحمراء میں رکھ لیں .....

جناب سپیکر، میں نے کب روکا ہے' نہ وہ آپ کو فرار کا راستہ دینا چاہتے ہیں اور نہ آپ ان کو دینا چاہتے ہیں۔ دونوں بحث کر لیجیے۔ (قطع کلامیاں) .. سارا ہاؤس بیٹھے گا۔ افضل سندھو صاحب!

قائد حزب اختلاف، کیا یہ آپ کو مانتے ہیں؟

جناب سپیکر، سارا ہاؤس مانے گا۔ جی افضل سندھو صاحب----

وزیرصنعت، جناب سپیکر! اس معزز ایوان کا ایک ادنیٰ سا ممبر ہونے کے ناتے میں ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ چند ایک باتیں جو اس مناظرے میں طے پائی ہیں میری ناقص رائے میں ایک بات تو یہ ہے کہ یہ مناظرہ ہونا ہے۔ یہ دونوں طرف سے طے ہے۔ دوسری بات یہ بھی طے ہے کہ آپ کو انہوں نے منصف مان لیا ہے۔ یہ جناب لیڈر آف اپوزیشن نے خود فرمایا ہے۔ یہ دو باتیں طے ہیں۔ تیسری بات ٹیلی ویژن کی بھی طے ہے۔ میں صرف ایک چھوٹی سی تجویز یہ دینی چاہتا ہوں۔ کہ آپ کھوسہ صاحب کو اور فاروق صاحب کو اپنے ساتھ لے کر اس کی modalities طے کر لیں لیکن کھوسہ صاحب بڑے معزز رکن ہیں' ان کے برخوردار ہیں ہمیشہ ان کو بڑی محبت کرتے ہیں۔ پیار کرتے ہیں اور آپ ان کے سربراہ بن کے بیٹھ کے اس کی modalities طے کر لیں لیکن modalities طے کرتے ہوئے کسی کا استحقاق یا کسی کی جو بھی حیثیت ہے اس کو مجروح نہ کیا جائے۔ہم بھی اس میں شامل ہونا چاہیں گے۔ ہم بھی ممبر ہیں ۔ہم صرف تماشائی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، آپ ممبر ہیں اور آپ کا حق ہے۔ سب کا حق ہے۔

وزیرصنعت، جناب والا! ایک اور میری گزارش یہ ہو گی کہ دونوں طرف سے صرف لیڈران تقریر نہ فرمائیں۔ یہ بھی طے کیا جائے اور یہ تجویز ہے کہ کم از کم بیس بیس' پچیس پچیس' تیس تیس ممبر دونوں طرف سے بولیں۔ اور یہ قوم دیکھے۔ لیڈر آف اپوزیشن ہونا بڑا ہی عزت کا مقام ہے۔ قومیں اس

کی طرف یعنی لیڈر آف اپوزیشن کی طرف دیکھتی ہیں۔ میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں ۔قوم ہمیشہ لیڈر آف اپوزیشن کی طرف دیکھتی ہے کہ ایسے موقع پر یہ قوم جس مصیبت میں مبتلا ہے۔ جس ابتلاء میں مبتلا ہے۔ قومیں لیڈر آف اپوزیشن کی طرف بھی دیکھا کرتی ہیں۔ میں صرف یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہ بھی بولیں۔ ہماری طرف سے بھی بولیں۔ ان کی طرف سے بھی بولیں اور قوم یہ فیصلہ کرے کہ سولہ سترہ سال تک اس قوم کا کیا حشر ہوا؟ اس قوم کو کس طریقے سے برباد کیا گیا اور کس طریقے سے قوم کا بیڑہ غرق کیا گیا اس قوم کو کس طریقے سے بیچا اور لوٹا گیا۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر، سید اکبر صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! ان کے اٹھارہ (18) ممبر ہیں۔ ہم بھی 18 ممبر لائیں گے۔ اس سے زیادہ نہیں لائیں گے۔

جناب سپیکر، آپ ایک منٹ تشریف رکھیے۔۔۔۔جی قائد ایوان۔

وزیر اعلیٰ، جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس وقت جو بات ہوئی ہے۔ اس کے بارے میں' میں نے یہ کہا ہے کہ یہ مسئلہ مسلم لیگوں کے مابین ہے اور یہ جھگڑا پاکستان پیپلز پارٹی کا اور نواز شریف کا نہیں ہے۔ یہ میں نے اس لیے کہا ہے کہ جب میں نے یہاں سٹیٹمنٹ دی تھی تو اس کے بعد اسلام آباد سے میاں نواز شریف کی طرف سے اس کو قبول کیا گیا۔ اس کے بعد ایک سٹیٹمنٹ میں نے دیکھی کہ انہوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ ہمارے ساتھ بات کریں۔ میاں نوازشریف کے ساتھ مناظرہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کریں۔ اس بات پر میں نے یہ بات کی ہے کہ یہ جھگڑا بے نظیر بھٹو صاحبہ کا اور میاں نواز شریف صاحب کا نہیں ہے۔ یہ جھگڑا تو مسلم لیگوں کے مابین ہے کہ کون جائز ہے اور کون ناجائز ہے۔ کس کا موقف درست ہے اور کس کا موقف غلط ہے؟ کس نے اپنی پارٹی کے ساتھ زیادتی کی ہے؟ کس نے پارٹی کو دو ٹکڑے کیا ہے؟ یہ ہمارے مابین مسئلہ ہے۔ اس لیے میں نے یہ بات کی ہے اور میں اس پر قائم ہوں۔ جیسے چودھری افضل سندھو صاحب نے بات کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت مناسب اور جائز بات ہے کہ آپ کے سامنے بات آ گئی ہے۔ آپ کی ذات پہ اعتماد کا اظہار کیا گیا ہے۔ آپ modalities طے کرلیں اور میری پہلے دن کی جو تقریر ہے اور ریکارڈ ہے وہ یہاں اس سارے ہاؤس کو سنوا دیں کہ میں نے جو بات کہی تھی اس کا دو مرتبہ ذکر مہر سعید ظفر صاحب نے کیا ہے جس کا نوٹس

نہیں لیا گیا۔ میں نے یہ بات کی تھی کہ میں قائد حزب اختلاف پنجاب اسمبلی اور قائد حزب اختلاف قومی اسمبلی ان دونوں کے ساتھ ٹیلی ویژن پہ مناظرہ کرنے کے میں تیار ہوں۔ میں بات کرنے کے لیے تیار ہوں کہ وفا دار کون ہے اور بے وفا کون ہے؟ اب simultaneously کے ساتھ طے ہونا چاہئے۔ یہ ہاؤس کے Floor پر بات کرنا چاہیں' یہ ٹیلی ویژن سٹیشن پہ بات کرنا چاہیں تو میں prefer کروں گا اور تجویز کروں گا کہ ٹیلی ویژن سٹیشن پر بات کریں۔ میاں نواز شریف بھی وہاں تشریف لے آئیں' چودھری پرویز الہی بھی تشریف لے آئیں۔ میں بھی وہاں حاضر ہوجاتا ہوں۔ ہم ٹیلی ویژن پہ مسلم لیگوں کے جھگڑے کی یہ بات کریں گے اور ساری قوم اس کو سنے اور قوم اس کا فیصلہ کرے۔ جس انداز میں وہ چاہتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میں نے سید اکبر صاحب کو Floor دیا تھا۔ میں 8 بجے ہاؤس ختم کردوں گا۔

حاجی محمد افضل چن: جناب والا! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیے آپ بات کریجیے۔

حاجی محمد افضل چن: جناب والا! میں بڑے ہی افسوس کے ساتھ اپنے تمام ہاؤس کے سامنے ہاتھ باندھ کر کہتا ہوں۔ جو پاکستان کی حالت اس وقت ہے یا پہلے تھی' وہ سب جانتے ہیں۔ قوم کو مناظرے کی ضرورت نہیں ہے۔ قوم تقاضا کرتی ہے۔ اے پنجاب کے باسیو' سیاست دانو!ہمیں کالا باغ ڈیم دو۔ قوم چاہتی ہے کواپریٹو کا لوٹا ہوا پیسہ غریبوں کو واپس کراؤ۔ (نعرہ ہائے تحسین) قوم چاہتی ہے کہ ہماری زرعی پالیسی بہترین لاؤ۔ قوم چاہتی ہے کہ صنعتی انقلاب لاؤ۔ قوم چاہتی ہے کہ غریب سے لے کر امیر تک اور امیر سے لے کر غریب تک انصاف دو۔ قوم میں اس کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ آپ کس کا مناظرہ چاہتے ہیں؟ خدا کے لیے آپ اس چیز پر میرے ساتھ مناظرہ کریں۔ یہ سارے مل کر میرے ساتھ مناظرہ کریں۔ میں پنجاب کے حقوق کی بات کرتا ہوں۔ میں پاکستان کے حقوق کی بات کرتا ہوں۔ یہ دونوں مسلم لیگی مل کر' یہ سارے قائدین مل کر میرے ساتھ مناظرہ کرلیں۔ اس قوم نے کیا جرم کیا ہے؟ اس قوم کے ساتھ کیوں ظلم کیا جا رہا ہے؟ نہ انصاف ہے نہ کچھ اور ہے----

جناب سپیکر: وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ آپ بات کریں۔ جی----

قائد حزب اختلاف: جناب والا! انہوں نے کچھ چیزیں ارشاد فرمائی ہیں۔ جو بات انہوں نے پہلے دن

کہی تھی۔ میں ان کو پورے سات دن تک یاد کرواتا رہا۔ پھر آخری دن اشتہار بھی دیا۔ لیکن یہ معاملہ وہیں کا وہیں رہا۔ آج پھر بات ہوئی ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ چونکہ یہ دونوں مسلم لیگوں کا مسئلہ ہے تو اس میں بے شک ٹیلی ویژن سٹیشن چلے چلیں اور وہاں پر ان کے جو 18 ایم پی ایز ہیں وہ آجائیں اور18 ہمارے آجائیں گے۔ آپ فیصلہ کردیں اور لائیو ٹیلی کاسٹ کریں۔ میں تیار ہوں۔ جس وقت مرضی کرلیں۔ میں تیار ہوں۔

جناب سپیکر، میں اس سلسلے میں یہ رائے رکھتا ہوں ۔ کہ یہی تجویز بہتر ہے کہ آپ کھوسہ صاحب کو اور فاروق صاحب کو میرے چیمبر میں کل بھیجیے اور یہ دونوں اس کی modalitics پہ میرے ساتھ بات کرلیں۔ میں اس modalilties پہ جو طے ہوگا وہ ہاؤس کو پیش کردوں گا۔ اب یہ صورت حال ہے کہ ہاؤس کا وقت ختم ہوتا ہے ۔ میں ہاؤس کو کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیرھواں اجلاس)

جمعرات ' 17 نومبر 1994ء

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں سوا دس بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ○

وَإِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ

قَالُوٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِينَ ﴿٥٣﴾

أُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿٥٤﴾ وَإِذَا سَمِعُوا

اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَآ أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِينَ ﴿٥٥﴾ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ

أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ أَعْلَمُ

بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾

سورۃ القصص آیات 53 تا 56

اور جب (القرآن) ان کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے آئے بیشک وہ ہمارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے (اور) ہم تو اس سے پہلے کے حکم بردار ہیں۔ ان لوگوں کو دگنا بدلہ دیا جائے گا کیونکہ صبر کرتے رہے ہیں اور بھلائی کے ساتھ برائی کو دور کرتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جب بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو ہمارے اعمال اور تم کو تمہارے اعمال تم کو سلام۔ ہم جاہلوں کے خواستگار نہیں ہیں۔ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم جس کو دوست رکھتے ہو اسے ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ خدا ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔

وما علینا الاالبلاغ ○

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

جناب صاحبزادہ محمد فضل کریم

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب صاحبزادہ فضل کریم رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

"I have been informed by Dr. Muhammad Shafiq Chaudhry (PP-43) that he could not attend the session from 13th to 16th November,1994 for which he may be granted leave."

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب چودھری اصغر علی گجر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب چودھری اصغر علی گجر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"میں 29 اکتوبر کو اسمبلی کے اجلاس میں شمولیت کے لیے لاہور پہنچ چکا تھا مگر 28 کو اچانک میری طبیعت خراب ہو گئی اور میں اجلاس میں شامل نہ ہو سکا۔ لہذا اس عرصے کی رخصت منظور فرمائی جائے"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ملک صالح محمد گنجیال

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ملک صالح محمد گنجیال رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے

موصول ہوئی ہے۔

"میں مورخہ 29 اکتوبر سے شروع ہونے والے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا کیوں کہ میرے گھر مسائل تھے۔ لہذا مذکورہ اجلاس کی رخصت منظور فرمائی جائے"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سید سجاد حیدر کرمانی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب سید سجاد حیدر کرمانی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"kindly grant me leave for 13th and 14th and 17th November,1994 "

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے،

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، اب تحریک استحقاق کا وقت ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

کورم کا سوال

جناب امان اللہ خان بابر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی

جناب امان اللہ خان بابر، جناب والا! میں کورم کی نشان دہی کرتا ہوں کہ کورم نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نظر آ رہا ہے کہ کورم نہیں لہذا پانچ منٹ کے لیے گھنٹی بجائی جائے۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لیے گھنٹی بجائی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی) چونکہ کورم نہیں۔ اس لیے ہاؤس آدھے گھنٹے

کے لیے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔

(وقفے کے بعد 11 بج کر 5 منٹ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

ہاؤس میں کورم نہیں۔ اس لیے ہاؤس اتوار 4 بجے تک adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی اتوار 20 نومبر 1994ء چار بجے شام تک کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیرھواں اجلاس)

اتوار ' 20۔ نومبر 1994ء

(یک شنبہ 15 ۔ جمادی الثانی 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں شام 4 بج کر 20 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ' میاں منظور احمد موہل کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا
خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ بَلْ هِىَ فِتْنَةٌ
وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ

سورۃ الزمر آیات 49 تا 50

جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارنے لگتا ہے پھر جب ہم اس کو اپنی طرف سے نعمت بخشتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو مجھے (میرے) علم (و دانش) کے سبب ملی ہے۔ (نہیں) بلکہ وہ آزمائش ہے مگر ان میں سے اکثر نہیں جانتےo جو لوگ ان سے پہلے تھے وہ بھی یہی کہا کرتے تھے تو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے ان کے کچھ کام بھی نہ آیاo

وما علینا الاالبلاغ o

پوائنٹ آف آرڈر

سابق رکن اسمبلی میاں وحیدالدین اور دیگر مرحومین کے لیے دعائے مغفرت

میاں عمران مسعود : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی فرمائیے۔

میاں عمران مسعود : شکریہ جناب والا ' ہمارے بہت ہی محترم اور معزز ساتھی میاں وحید الدین صاحب سابقہ ایم پی اے جن کا تعلق منڈی بہاؤالدین سے تھا ' وہ وفات پا گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی رانا محمود الحسن ایم پی اے کے داماد اور خواجہ ریاض محمود صاحب ایم پی اے کی ہمشیرہ قضائے الہیٰ سے وفات پا گئی ہیں۔ اگر مناسب ہو تو ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے جی۔ دعائے مغفرت کیجے

(اس مرحلے پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر آپ کے تجربے آپ کی قابلیت شک وشبے سے بالا تر ہے اور ہم آپ سے رہ نمائی بھی لیتے رہتے ہیں۔ میں آج آپ کی وساطت سے ' چونکہ ہم مقننہ کے ممبران ہیں اور یہاں پر قانون سازی کرتے ہیں آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ملزم اور مجرم کے درمیان فرق کیا ہے؟ اس کی آپ ذرا وضاحت فرما دیں۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ مہربانی تشریف رکھیں۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ....

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : جناب والا میں وضاحت چاہوں گا.......

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی:جناب والا گورنر صاحب نے کہا تھا کہ شیخ رشید احمد ایک مجرم ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ ایس اے حمید صاحب۔ میں نے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر Rule out کردیا ہے ----

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : جناب والا میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں ------

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں آپ تشریف رکھیں مہربانی----

بادشاہ میر خان آفریدی : جناب والا یہ میرے استحقاق کا مسئلہ ہے ' گورنر صاحب نے بیان دیا ہے کہ ----

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں آپ کا شکریہ مہربانی ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر ہی نہیں ایس اے حمید صاحب ۔

جنابا بادشاہ میر خان آفریدی : جناب والا جب تک عدالت کوئی فیصلہ نہ دے دے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ کسی کے متعلق کوئی اس طرح سے تبصرہ کرے اور وہ تو پھر گورنر ہیں ......

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ آپ کی باتیں ٹھیک ہیں لیکن یہاں اس بات کا تعلق نہیں ہے ۔ ایس اے حمید صاحب ۔

جناب ایس اے حمید : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ہر دفعہ اجلاس شروع ہونے سے پہلے جو پینل آف چیئرمین مقرر کیا جاتا ہے ۔ سیکرٹری صاحب ان کے نام بھی پڑھ کر سناتے ہیں میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کا کیا فائدہ ہے ؟ میں صرف آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کی کیا افادیت ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر : کس سلسلے میں فائدہ ؟

جناب ایس اے حمید : جناب والا پینل آف چیئرمین کا کس لیے اعلان کیا جاتا ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر : وہ میں بتاتا ہوں آپ کو وہ اس لیے اناؤنس کیا جاتا ہے کہ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کسی وجہ سے ہاؤس میں نہ آسکتے ہوں تو پینل آف چیئرمین میں نمبر ایک پر جس کا نام ہوتا ہے اس کا صدارت کے لیے حق بن جاتا ہے اگر وہ بھی موجود نہ ہوں تو نمبر دو والے صاحب صدارت کریں گے اگر وہ بھی نہ ہوں تو پھر نمبر تین والے صدارت کریں گے اور اگر وہ بھی نہ ہوں نمبر چار والے صدارت کریں گے اور اگر یہ سارے ہی موجود نہ ہوں یعنی چھ فاضل اراکین ہی نہ ہوں تو پھر آپ خود ہاؤس میں اسی وقت یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ کون صدارت کرے گا ' یعنی اس کی یہ صورت حال ہے ۔

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر میں یہ عرض کروں گا کہ -----

جناب ڈپٹی سپیکر : اب میرے خیال میں میں نے اس پر فیصلہ کردیا ہے اس کا یہ طریقہ نہیں کہ---

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر میں جو بات کرنا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ پہلے میری بات سنیں۔۔۔۔۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا آپ میری بات بھی تو سن لیں۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ میری بات سنیں ۔۔۔۔۔

جناب ایس اے حمید ، جناب والا آپ نے تو وضاحت کر دی ہے میری بات تو سن لیں ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مگر آپ نے ایسے تو نہیں بات کرنی یہ کوئی ہم ایک دوسرے سے ضمنی سوالات کر رہے ہیں ؟

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر یہ بات نہیں ہے میری ایک گزارش ہے۔۔۔۔۔

کورم کا سوال

خواجہ ریاض محمود ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ہاؤس میں کورم نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب تو انہوں نے کورم کی نشان دہی کر دی ہے اب تو ہم بول ہی نہیں سکتے ۔ گنتی کی جائے ۔ گنتی کی گئی ۔ کورم نہیں ہے ۔ ہاؤس میں مطلوبہ تعداد نہیں ہے اس لیے پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں ۔

(پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر ، پانچ منٹ ہو گئے ہیں ۔ دوبارہ گنتی کی جائے ۔ (گنتی کی گئی کورم پورا نہیں ہے اجلاس کی کاروائی آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔)

(اس کے بعد اجلاس کی کاروائی آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی کر دی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر 5 30 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں ۔ جو یہاں تشریف رکھتے ہیں وہ تشریف رکھیں ۔ باہر نہ نکل جائیں۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی ، کورم نہیں تھا)

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ اس لیے اجلاس کی کارروائی کل تین بجے شام تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اجلاس کی کارروائی سوموار 21۔ نومبر 1994ء تین بجے سہ پہر تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیرھواں اجلاس)

سوموار' 21۔ نومبر 1994ء

(دو شنبہ 16 ۔ جمادی الثانی' 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے تین بجے سہ پہر منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر' میاں منظور احمد موہل کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝١ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝٢ خَافِضَةٌ

رَّافِعَةٌ ۝٣ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۝٤ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝٥

فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝٦ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝٧ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ

مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝٨ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۝٩

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝١٠ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝١١

سورۃ الواقعہ آیات 1 تا 11

جب واقع ہونے والی واقع ہو جائے۔ اس کے واقع ہونے میں کچھ جھوٹ نہیں۔ کسی کو پست کرے کسی کو بلند۔ جب زمین بھونچال سے لرزنے لگے۔ اور پہاڑ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ پھر غبار ہو کر اڑنے لگیں۔ اور تم لوگ تین قسم ہو جاؤ۔ تو داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی چین میں) ہیں۔ اور بائیں ہاتھ والے (افسوس) بائیں ہاتھ والے کیا (گرفتار عذاب) ہیں ۔ اور جو آگے بڑھنے والے ہیں (ان کا کیا کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں۔ وہی (اللہ کے) مقرب ہیں۔

وما علینا الا البلاغ○

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ)

جناب ڈپٹی سپیکر، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ تابش الوری صاحب موجود نہیں ہیں' راجہ جاوید اخلاص صاحب ------

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی آپ کورم کی نشان دہی کرنا چاہتے ہیں؟

میاں عبدالستار، جناب والا! ہاؤس اس وقت کورم میں نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے شکریہ۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی ـــ کورم نہیں ہے پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں)

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر، پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔ تمام فاضل اراکین اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ گنتی کی جائے؟ کورم پورا ہے۔ کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ حاجی عبدالرزاق (تشریف نہیں رکھتے) راجہ جاوید اخلاص (تشریف نہیں رکھتے)۔ جناب ارشد عمران سلہری۔

راجہ جاوید اخلاص، جناب والا! میں تو موجود تھا مائیک بند تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب تو میں آگے چلا گیا ہوں۔ آپ موجود تھے؟ لیکن آپ نے اپنے سوال کا نمبر نہیں بولا......

راجہ جاوید اخلاص، جناب والا! مائیک بند تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب تو اگلے سوال کا انہوں نے نمبر بھی بول دیا ہے آپ تشریف رکھیں۔

پانی کی سپلائی کو بہتر بنانے کے اقدامات

*1127۔ **جناب ارشد عمران سلہری**، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) نیو شالیمار کالونی نواں کوٹ لاہور کی آبادیوں کو پانی فراہم کرنے کے لیے کتنے ٹیوب ویل نصب کیے گئے ہیں اور کہاں کہاں نصب ہیں ہر ٹیوب ویل کی فی گیلن پانی کی فراہمی کی مقدار بتائی جائے اور ہر ٹیوب ویل سے کتنے عدد کنکشن برائے فراہمی آب دیے گئے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ آبادی کو پینے کے پانی کی سپلائی نہ ہونے کے برابر ہے جبکہ واسا اس علاقہ کے مکینوں سے بھاری بل وصول کر رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقہ کے مکینوں کو پانی کی سپلائی بہتر بنانے کے لیے مناسب اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) نیو شالیمار کالونی نواں کوٹ لاہور کے گرد و نواح میں رستم پارک، سوڈھی وال کوارٹرز، جعفریہ کالونی، واسا کالونی اور بند روڈ نواں کوٹ کے ٹیوب ویل پانی فراہم کرتے ہیں رستم پارک

ٹیوب ویل ، جعفریہ کالونی ٹیوب ویل اور سوڈھی وال ٹیوب ویل کی استعداد فراہمی آب 4 کیوسک فی ٹیوب ویل ہے۔ جب کہ واسا کالونی ٹیوب ویل اور بند روڈ نواں کوٹ کے ٹیوب ویلز کی استعداد فراہمی آب 2 کیوسک فی ٹیوب ویل ہے۔ رستم پارک ٹیوب ویل ، جعفریہ کالونی ٹیوب ویل اور سوڈھی وال ٹیوب ویل ایک گھنٹے میں 90,000 گیلن فی ٹیوب ویل پانی فراہم کرتے ہیں۔ جب کہ واسا کالونی اور بند روڈ ٹیوب ویلز ایک گھنٹے میں 45,000 ہزار گیلن فی ٹیوب ویل فراہم کرتے ہیں۔ ہر ٹیوب ویل سے تقریباً 2500 کنکشن مستفید ہوتے ہیں اور متذ کرہ بالا ٹیوب ویلز کی پانی کی سپلائی آپس میں منسلک ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ کہ پانی کی سپلائی مذ کورہ آبادی میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس آبادی کو پانی کی فراہمی نارمل پریشر سے ہوتی رہتی ہے۔ آج کل بجلی کے تعطل کی وجہ سے پانی کی فراہمی متاثر ہوتی رہتی ہے۔ اندریں حالات پانی کی فراہمی کو بہتر کرنے کے لیے رستم پارک میں ایک نیا 4 کیوسک استعداد کا ٹیوب ویل لگایا گیا ہے۔ جو اس وقت کام کر رہا ہے۔ جونہی بجلی کی سپلائی بہتر ہو گی پانی کی سپلائی بھی بہتر ہو جائے گی۔ اس دورانیہ میں واسا عوام سے اپیل کرتا ہے کہ وہ پانی ملنے کے اوقات میں پانی کا ذخیرہ کر لیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ نیو شالیمار کالونی نواں کوٹ لاہور کے متعلق جواب میں بتایا گیا ہے کہ وہاں کے شہریوں کو پانی مناسب دیا جا رہا ہے - میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہاں کے مکینوں کو صحیح پانی مل رہا ہے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! جن آبادیوں کا ذکر جواب میں ہے اور خصوصی طور پر جس آبادی کا ذکر ارشد عمران سلہری صاحب نے کیا ہے وہاں پر واسا کی طرف سے صاف پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! اس میں میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ پانی کی صفائی کے لیے جو کہ صحت کے لیے ضروری ہے محکمہ نے کیا اقدامات کر رکھے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! جہاں تک پانی کی صفائی کا تعلق ہے محکمہ واسا نے ایک سپر کلورین بھی منگوائی ہے اور یہ کلورین ملا کر اور پھر پانی صاف کر کے عوام کو مہیا کر رہے ہیں۔

میاں فضل حق ، جناب والا! وزیر موصوف نے جواب کے (ب) حصے میں جو یہ فرمایا ہے کہ واٹر سپلائی کی جو پوزیشن ہے بجلی کی سپلائی بہتر ہونے سے وہ بھی بہتر ہو گئی ہے - میں یہ جاننا چاہوں گا کہ کب سے یہ مسئلہ پیدا ہوا اور بجلی کی سپلائی بہتر ہونے سے پانی کی سپلائی بہتر ہو گئی ہے آج کل یعنی پچھلے چند ماہ سے بجلی کی سپلائی تو بہتر ہے - اس سلسلے میں یہ کیا عذر پیش کرتے ہیں کیونکہ بجلی کی سپلائی تو بہتر ہے پانی کی سپلائی کیوں بہتر نہیں ہو رہی ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! جہاں تک بجلی کی سپلائی کا تعلق ہے وہ گزشتہ کئی برسوں سے ہے اور بجلی کی کمی کے باعث کسی کسی جگہ پر جہاں بجلی کی سپلائی کم ہو جاتی ہے وہاں پر پانی کی

بھی کمی ہو جاتی ہے ۔ مگر واسا اس امر کی طرف خاص توجہ دے رہا ہے کہ کسی علاقے کی سپلائی میں کمی نہ آئے اور پانی کا تعطل نہ ہو تا کہ پانی کی سپلائی عوام کو وافر مقدار میں ملے ۔

میاں فضل حق ، جناب والا! میرا جو سوال ہے وہ بڑا clear ہے وہ یہ ہے کہ کب سے یہ مسئلہ پیدا ہوا ہے اس کا آپ مجھے جواب دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! جہاں تک میرے بھائی نے بجلی کا معاملہ پوائنٹ آؤٹ کیا ہے یہ تو بڑا دیرینہ اور پرانا یعنی پچھلے سولہ سال کا مسئلہ ہے اور ان کی بھی حکومت رہی ہے اس وقت بھی یہ مسئلہ در پیش تھا اور ظاہر ہے کہ اب بھی ہے میں گنتی کرکے تو ان کو نہیں بتا سکتا کہ کب کا مسئلہ ہے ۔بہرحال بجلی کی کمی کا مسئلہ ملک میں موجود ہے ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ ہم بہترین وسائل سے بجلی کی سپلائی کو وافر سپلائی کے لیے صحیح طریقے سے استعمال کر رہے ہیں لیکن یہ مسئلہ تو 16 سال پرانا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ ۔ انہوں نے بڑا واضح جواب دے دیا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ definite پتا نہیں۔

میاں فضل حق، جناب والا ! انہوں نے پچھلے زمانے کی بات کی ہے۔ جو بات میں جاننا چاہتا ہوں وہ صرف یہ ہے کہ میں خدا نخواستہ ان کو کارنر نہیں کرنا چاہتا۔ میں تو وہاں کے لوگوں کے مسئلے کی بات کر رہا ہوں۔ کہ وہاں آج کل بجلی کی سپلائی کا کوئی مسئلہ نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ بھی یہی کہتے ہیں۔

میاں فضل حق، سر وہ ابھی تو کہہ رہے ہیں کہ بجلی کی سپلائی کا مسئلہ پچھلے سولہ سال سے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انہوں نے بڑا واضح جواب دیا ہے۔ اب بھی انہوں نے ضمنی سوال کا بڑا واضح جواب دیا ہے۔ میاں عبدالستار صاحب۔۔۔

میاں عبدالستار، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ ابھی وزیرموصوف فرما رہے ہیں کہ بجلی کا مسئلہ ابھی تک اسی طرح چلا آ رہا ہے اور پچھلے سولہ سال سے یہی حال ہے۔ جناب والا ! میں آپ کی توجہ ٹیلی ویژن کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جہاں پر روزانہ لاکھوں روپے کے اشتہارات آ رہے ہیں۔ کہ میرے گاؤں میں بجلی آئی ہے۔ اگر گاؤں میں بجلی آگئی ہے تو پھر تو بجلی کا کوئی مسئلہ نہیں رہا۔ یا تو وزیرموصوف غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں ۔ یا وہ جو ٹیلی ویژن پر ہے وہ غلط اشتہار دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ ارشد عمران سلہری صاحب۔۔۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے ۔ اصل میں یہ سوال پچھلے دو تین ماہ پہلے کیا گیا تھا ۔ اس وقت بجلی کی لوڈ شیڈنگ تھی۔ تو وزیر موصوف پچھلے وقتوں کا سولہ سال کا ذکر کر رہے ہیں۔ اصل میں محکمے نے جو جواب آج سے ڈیڑھ دو ماہ پہلے لکھ کر بھیج دیا ہے۔ وہ وہی پڑھ رہے ہیں۔ یہ ان کی اس کے بارے میں اپنی کسی قسم کی کوئی تصدیق نہیں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیرموصوف سے یہ سوال کرنا چاہوں گا۔ کہ واسا کے یہ جو tube wells ہیں ان کو operate کرنے کے لیے کیا کوئی فنی مہارت رکھنے والے ملازم وہاں پر تعینات کیے ہوئے ہیں۔ یا وہ rawhand ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! جہاں تک واسا کے نئے tube wells کے operation کا تعلق ہے۔ واسا ان علاقوں میں نئے ٹیوب ویل بھی لگا رہی ہے۔ اور اس کے لیے علیحدہ connection محکمہ بجلی کو واسا نے apply کیا ہوا ہے۔ اور جونہی وہ کنکشن مل جائیں گے ان ٹیوب ویلز کی تعداد بڑھے گی اور ان کو پانی بھی خاصی تعداد میں میسر آجائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ!

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میرا سوال کچھ تھا اور وہ جواب کچھ اور دے رہے ہیں۔ میرا سوال یہ تھا کہ وہاں پر ان ٹیوب ویلوں کو operate کرنے کے لیے اور خاص طور پر یہ جو کیمیائی ادویات کلورین وغیرہ وہاں پر استعمال کی جاتی ہیں۔ ان کے استعمال کے لیے آپ نے کوئی تکنیکی سٹاف وہاں پر تعینات کیا ہوا ہے۔ آئے دن اخبارات میں یہ حادثے ہو رہے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! پانی کی سپلائی کے لیے وہاں پر ہر ٹیوب ویل پر سٹاف موجود ہے۔ اور وہ ساری تکنیک پوری کرکے عوام کو پانی سپلائی کرتا ہے۔ جس میں بجلی، جس میں کلورین، جس میں پانی کی صفائی، جس میں maintenance of water channels وغیرہ یہ سبھی چیزیں آتی ہیں۔ میں نے اپنا جواب صحیح دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! اس ہاؤس میں یہ بات پہلے بھی کئی مرتبہ کہی گئی ہے۔ کہ سوال و جواب کے سیشن کے دوران متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے افسران کو یہاں پر حاضر ہونا چاہئے۔ تاکہ ممبران اور وزراء کے درمیان جو گفتگو ہوتی ہے۔ اس کے سلسلے میں وہ باخبر رہیں۔ لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ شاید سرکاری افسران اتنے مغرور ہوگئے ہیں کہ وہ یہاں پر آنا اپنی کسر شان سمجھتے ہیں یا حکومت اتنی کمزور ہوگئی ہے کہ وہ ان کو بلا نہیں سکتی۔ اگر وہ ان کو بلاتی ہے تو وہ یہاں آتے نہیں۔

وزیر ہاؤسنگ فزیکل پلاننگ، جناب والا! اس سارے سوال و جواب کے لیے ہمارے محکمے کے ایڈیشنل سیکرٹری جنرل، واسا کے نمائندے، ہاؤسنگ کے نمائندے یہاں اسمبلی میں موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب نے جو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ اگر وہ نہیں آئے۔ ویسے وزیر موصوف نے کہہ دیا ہے کہ وہ موجود ہیں۔ سارے موجود ہیں۔ میرا خیال ہے کہ شاید خواجہ صاحب جانتے نہیں ہوں گے۔

خواجہ ریاض محمود، اٹھ کے بتائیں کہ واسا کے ڈائریکٹر صاحب کہاں ہیں۔ بتایا جائے کہ وہ کہاں پر تشریف رکھتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے ان کی طرف اشارہ نہ کیا جائے۔ گیلری کی طرف اشارہ نہ کیا جائے۔ بہر

حال ان کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے اگر وہ نہیں آئے۔ اگر وہ آئے ہیں تو پھر بھی میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ جس محکمے کا سوال و جواب کا دن ہو تو جو ذمہ دار افسران ہیں ان کو یہاں پر موجود رہنا چاہئے۔ مہربانی۔ یہی تو انہوں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر ٹھیک کیا ہے۔ جی۔۔ اب ہم آگے چلیں۔

جناب ارشد عمران سلہری: وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ تمام tube wells پر تکنیکی عملہ تعینات کیا ہوا ہے۔ پچھلے دنوں لاہور میں ایک ایسا واقعہ بھی پیش آیا۔ کہ جس میں کلورین گیس کے سلنڈر پھٹ گئے اور سینکڑوں افراد وہاں پر بے ہوش ہوئے۔ تو میں وزیر موصوف سے آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہوں گا۔ کہ وہ جو تکنیکی عملہ ہے آپ اس کی تعلیمی قابلیت بتا سکتے ہیں جو وہاں پر تعینات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! جہاں تک تکنیکی عملے کا تعلق ہے وہ تکنیکی عملہ جو ہے وہ سب انجینئر ہے اس کی تعلیمی قابلیت یہ کہ اس کے پاس انجینئرنگ ڈپلومہ ہوتا ہے۔ اور اس کو اس میں باقاعدہ ماہر کرکے بھرتی کیا جاتا ہے۔ اور پھر وہاں اس کو تعینات کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ ۔۔۔ جی شیخ صاحب۔

جناب عبید اللہ شیخ: جناب والا! شمالی لاہور کے تمام tube wells کے connection کاٹ دئیے گئے تھے۔ جس سے تمام شمالی لاہور کا پانی دو دن بند رہا۔ یعنی واپڈا والوں کا کہنا یہ تھا کہ واسا نے بل ادا نہیں کیے جس کی وجہ سے یہ connection کاٹ دیا گیا ہے۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ارشد عمران سلہری صاحب یہ سوال کیا شمالی لاہور کا ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری: یہ لاہور سے متعلق تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر شمالی لاہور کا یہاں پر کیا مسئلہ ہے۔ I disallow it. ۔ جناب محمد بشارت راجہ صاحب۔۔۔ ضمنی سوال۔ یہ اس پر کوئی دسواں ضمنی سوال ہے۔ سپیکر نے دیکھنا ہے کہ یہ سوال تعریش ہو گیا ہے یا نہیں۔ اگر آپ بضد ہیں تو میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔

سید ظفر علی شاہ: جناب والا! کوئی بات نہیں۔ یہ کوئی اتنا مشکل سوال نہیں ہے صرف وزیر موصوف صاحب سے یہ پوچھنا ہے کہ جن علاقوں کے بارے میں انہوں نے tube wells کا ذکر کیا ہے۔ ٹوٹل tube wells کی تعداد کتنی ہے اور ان میں سے working orders میں اور ان میں سے کتنے بند پڑے ہیں۔ بس صرف اتنی سی بات ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اب وہ اس کے لیے تیار تو نہیں ہو کر آئے ہوں گے۔ کہ وہ سارا حساب کتاب لے کر آئے ہوں گے۔

سید ظفر علی شاہ: اب آپ نے tip دے دی ہے اب وہ تیار ہوں گے تو تب بھی نہیں ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ مناسب بات نہیں۔ جی عبدالستار صاحب۔۔۔

میاں عبدالستار: جناب والا! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ جو سوال جناب ارشد عمران سلہری صاحب کا تھا وہ ابھی تک تشنہ ہے ۔ کہ جو وہاں پر tube wells operaters ' tube wells

ڈرائیور جو وہاں tube wells پر ہوتے ہیں۔ ان کی تعلیمی قابلیت کیا ہے؟ ابھی تک اس سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انہوں نے بتا دیا ہے۔ جی۔۔۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! جہاں تک operaters اور ٹیوب ویل ڈرائیور کا تعلق ہے۔ وہ کم از کم میٹرک تک تعلیم یافتہ تو ہوتا ہے۔ لیکن جہاں تک انجینئرنگ آپریشن کا تعلق ہے وہاں پر سب انجینئر بھی موجود ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اگلا سوال۔ جناب محمد بشارت راجہ صاحب۔۔۔

جناب ریاض احمد، ان کے ایماء پر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ٹھیک ہے 1128۔ آپ نمبر بھی پڑھ دیا کریں۔ جب آپ on his behalf کہیں تو نمبر بھی پڑھ دیا کریں۔ جی۔۔

توسیع آب رسانی منصوبہ کی تکمیل

*1128 **جناب محمد بشارت راجہ،** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 93-1992ء میں موضع برنالی ضلع گجرات کے لیے توسیع آب رسانی منصوبہ کے لیے مبلغ -/335000 روپے منظور کیے گئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ دو سال گزرنے کے باوجود ابھی تک مذکورہ منصوبہ پر کام شروع نہیں کیا گیا اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز مذکورہ منصوبہ پر کب تک کام شروع کر دیا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) جناب والا! یہ درست نہ ہے کیونکہ حکومت پنجاب نے مالی سال 93-1992ء میں موضع برنالی ضلع گجرات کی توسیع آب رسانی کے لیے کوئی رقم منظور نہ کی تھی۔

(ب) جیسا کہ جزو (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے اس منصوبہ کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کی تھی اس لیے منصوبہ پر کام شروع نہ کیا جاسکا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ریاض صاحب۔۔۔۔

جناب ریاض احمد: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کب تک اس منصوبے کے لیے رقم دی جائے گی؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! یہ سکیم ڈسٹرکٹ کونسل گجرات نے منظور کی تھی۔ اور ڈسٹرکٹ کونسل کے بعد تعمیر وطن پروگرام میں بھی یہ سکیم شامل نہ ہو سکی۔ ہمارے ہاں اسے ڈی پی میں وہ سکیم شامل کی جاتی ہے جس کو پی اینڈ ڈی منظور کرے۔ بہر حال موضع برنالی کی سکیم کا جہاں تک تعلق ہے۔ ہم اس کو next اے ڈی پی میں رکھ کر اس پر کام شروع کروا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم صاحب۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، 1134۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا جواب موصول ہو گیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! اس سوال کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ سوال نمبر 1163 اور سوال نمبر 1269 کا جواب بھی موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کی کیا وجہ ہے؟ میرے خیال سے یہ سوال کافی دیر سے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! یہ متعلقہ محکمے کے پاس تفصیلات حاصل کرنے کے لیے گیا ہوا ہے۔ اور انشاء اللہ آئندہ وقفہ سوالات میں ہم اس کا جواب دے دیں گے۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، جناب سپیکر! مجھے یہ سوال دیے ہوئے کم و بیش چار ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے۔ اور یہ مفاد عامہ سے تعلق رکھنے والا میرا سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے آپ کے بغیر ہی پوچھا ہے کہ کسی سوال کو زیادہ عرصے تک اس وجہ سے pend نہیں ہونا چاہیے کہ جواب وصول نہیں ہوا۔ یہ بات درست نہیں۔ اگر محکمے ایسی روایت رکھتے ہیں تو وہ بات مناسب نہیں۔ ہر وزیر کا یہ فرض ہے کہ وہ متعلقہ محکمے کو کہے کہ اس کا جواب ہر حالت میں جلدی سے جلدی ایوان میں آنا چاہیے۔ اب انہوں نے assurance دے دی ہے کہ جو بھی آگے نیا اس محکمے کا دن ہو گا اس میں لازمی اس کا جواب دیا جائے گا۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، اس سوال کا جواب محض اس وجہ سے نہیں آیا کہ محکمے کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا اور نہ ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ میرا ضمنی سوال 1135 کا جواب آ چکا ہے۔ چار سو پچاسی کچے مکانات کو گرا کر بے چارے مسلمانوں کو، رعایا کو بے گھر کیا گیا۔ اور محکمے کی بے سروسامانی کا یہ عالم ہے کہ چار ماہ گزرنے کے باوجود بھی محکمے نے جواب نہیں دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی بات درست ہے۔ میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ وزیر موصوف نے on the floor of the House یہ assure کیا ہے کہ آئندہ جو اس کا دن مقرر ہو گا اس میں اس کا جواب لازمی آئے گا۔ یہ تو ایک واضح بات ہو گئی۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، کیا وزیر موصوف میرے سوال کو pending کرنے کی اجازت عطا فرمائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں، یہ تو خود بخود pending ہے۔ اس میں اب کوئی ابہام نہیں ہے۔ جس سوال کا جواب نہ آئے وہ خود بخود آگے چلتا ہے۔ ختم نہیں ہو جاتا۔ اگلا سوال نمبر 1135

کچی آبادی کو گرانے کے اقدامات

*1135۔ صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ــــ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راجباہ سروالا کے دائیں طرف سڑک کنارے دوکانات اور بائیں طرف کچی آبادی جس میں ترقیاتی فنڈز کی صورت میں لاکھوں روپے خرچ ہوئے اور اس آبادی کے مکینوں سے ایف ڈی اے نے مطلوبہ رقوم وصول کر کے الاٹمنٹ سلپ بھی جاری کر دی تھیں، کو گرانے سے پہلے کوئی نوٹس جاری نہیں کیے گئے۔

(ب) کیا کچی آبادی کو گرانے یا منتقل کرنے کے لیے ڈائریکٹر جنرل کچی آبادی پنجاب سے منظوری حاصل کرنا ضروری نہیں تھا اگر ضروری تھا تو اجازت کیوں نہیں لی گئی اور اگر لی گئی تو اس کا حوالہ نمبر کیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) سر والا راجباہ کے دائیں جانب سڑک اور پرائیویٹ مارکیٹ ہے۔ بائیں جانب کچی آبادی سر والا تھی۔ ایف ڈی اے نے اس آبادی کے قابضین کو الاٹمنٹ سلپ جاری نہیں کی بلکہ فرد استحقاق ملکیت جاری کی ہیں۔ جن کی رو سے کچی آبادی کے رہنے والے اسے اپنے حق میں اس جگہ کے قابض کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن حق ملکیت کے طور پر استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔ اس آبادی میں کوئی رقم ترقیاتی مصارف کی مد میں خرچ نہ کی گئی ہے اور نہ ہی ترقیاتی مصارف کچی آبادی کے مکینوں سے وصول کیے گئے ہیں۔ 135 افراد نے قیمت زمین جمع کروائی ہے۔ محکمہ ہذا نے آبادی مذکورہ کو مسمار نہ کیا۔

(ب) کسی بھی کچی آبادی کو مفاد عامہ کے تحت موقع سے ہٹانے یا نہ ہٹانے کے سلسلہ میں ڈائرکٹر جنرل کچی آبادیات سے منظوری لینے کے سلسلہ میں کوئی ہدایات موجود نہ ہیں چونکہ آبادی متذکرہ کی زمین ایف ڈی اے کو بورڈ آف ریونیو کی طرف منتقل شدہ نہ تھی اور نہ ہی جاری شدہ فرد استحقاق ملکیت کی شرائط کے تحت کوئی ایسی شرط موجود ہے۔ مزید برآں

ضلعی انتظامیہ نے فیصل آباد کے ترقیاتی ماسٹر پلان کے تحت کچی آبادی مذکورہ کو گرانے کے سلسلہ میں ایف ڈی اے نے کوئی کارروائی نہ کی ہے۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے یہ ارشاد فرمایا کہ اس آبادی میں کوئی رقم ترقیاتی پروگرام پر خرچ نہیں کی گئی جب کہ میرا یہ دعویٰ ہے کہ یہ چیز حقائق سے بالکل برعکس ہے۔ وہاں پر ارکان قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے ترقیاتی فنڈ اور فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے فنڈ سے رقومات خرچ ہو چکی ہے۔ ایک تو اس کا جواب عطا فرمائیں۔ دوسری بات۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' ابھی ایک ضمنی سوال پوچھیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہاں پر خرچ ہوا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں ــــ

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کا ذرا وضاحت سے جواب دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، میں سوال کے مطابق جواب دے رہا ہوں۔ جہاں تک ان کے سوال کے جواب کا تعلق ہے' میں نے گزارش کی ہے کہ ایف ڈی اے کا اس کچی آبادی سے کوئی تعلق نہیں' نہ گرانے کا اور نہ کسی کارروائی کا ۔ بہرحال ڈویلپمنٹ کے بارے میں وہاں کے کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کے پاس معلومات ہیں۔ میرے پاس جو معلومات تھیں وہ میں نے ہاؤس کو بیان کر دی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یعنی آپ کے ڈیپارٹمنٹ کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، کوئی تعلق نہیں۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، چونکہ وزیر موصوف کے علم میں نہیں۔ وہاں کے محکمے کے افراد نے غلط بیانی کی ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس پر ایک کمیٹی بنا دیں' کیونکہ ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ تاکہ اس کی انکوائری کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں طریقہ میں بتاتا ہوں۔ اگر ایف ڈی اے نے کوئی ایسی بات کی ہے تو وہ جواب دے رہے ہیں کہ ان کی طرف سے کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی۔آپ کا پھر استحقاق مجروح ہو جائے گا۔ ظفر علی شاہ صاحب سے آپ تحریک استحقاق لکھوانا۔ اس میں شامل کرنا۔ میں اس کو admit کروں گا۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، جناب والا! میرا دوسرا ضمنی سوال اس سلسلے میں ہے کہ وزیر

موصوف نے یہاں پر یہ ارشاد فرمایا کہ ان کو مالکانہ حقوق کی سلپیں جاری نہیں کی گئی تھیں۔ جب کہ کمشنر فیصل آباد کے نوٹیفکیشن کے مطابق ڈائرکٹر جنرل کچی آبادی کے احکامات کے مطابق کمشنر فیصل آباد نے تین سال قبل ان کو مالکانہ حقوق کی سلپیں جاری کر دی تھیں۔ اور انہوں نے رقومات بھی بینکوں میں جمع کروا دی ہیں جن کی فوٹو کاپیاں بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! جہاں تک مالکانہ حقوق کی سلپوں کا جاری کرنے کا تعلق ہے' میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ یہ ایف ڈی اے کا کام نہیں۔ ایف ڈی اے کے دائرۂ اختیار میں نہیں۔ اس میں گزارش کروں گا کہ ڈائرکٹر کچی آبادی پنجاب اور متعلقہ منسٹری کے ساتھ میرے فاضل ممبر سوال کریں تو وہ ان کو جواب اچھے طریقے سے دے سکتے ہیں۔ میں دوسری گزارش یہ کرتا ہوں کہ اس علاقے میں ایف ڈی اے کا کوئی فنڈ خرچ نہیں ہوا۔ اور ایم پی اے کے فنڈ کا خرچ ہونا مختلف بات ہے۔ ایف ڈی اے نے کوئی فنڈ خرچ نہیں کیا۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، میرا سوال یہ تھا کہ کمشنر فیصل آباد نے ان کو مالکانہ حقوق کی سلپیں جاری کی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، سر' میں نے ان سے یہ سوال پہلے کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ اپنے محکمے کے ذمہ دار ہیں۔ آج محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے سوالات ہیں۔ اگر وہاں پولیس کوئی ایکشن کرتی ہے یا کوئی اور محکمہ کچھ کرتا ہے' آپ کی یہ اطلاع درست ہوگی۔ لیکن انہوں نے اپنے محکمے کے متعلق جواب دینا ہے۔ ان کے علم میں یہ بات نہیں۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، میں عرض کروں۔ میرا ضمنی سوال ہے۔ آپ نے ابھی پولیس ایکشن فرمایا۔ تو پولیس ایکشن کا جہاں تک تعلق ہے۔ آپ یقین فرمائیں' میں کوئی غلط بیانی نہیں کرتا۔ اتنا ظلم اور بربریت اور سفاکانہ انداز کا وہاں پر مظاہرہ کیا ہے کہ جس کی مثال نہیں ملتی اور وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کے حصول کا مقصد یہ نہیں تھا کہ ہم نے قیام پاکستان کے وقت جو ہم اپنے گھروں کو خیرباد کہہ کر یہاں آئے تھے اس کا مقصد یہ تھا ان کی حکومت کا تو یہ فرض تھا کہ یہ خود دعوے دار ہیں روٹی' کپڑا اور مکان کے۔ روٹی' کپڑے اور مکان کی دعوےدار حکومت نے از خود مکانات کو گرا کر وہاں پر بربریت کا اظہار کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چودھری اقبال صاحب۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! جز (الف) میں جو جواب دیا گیا ہے' اس پر میرا فاضل وزیر سے سوال ہے کہ فرد استحقاق ملکیت اور حق ملکیت میں کیا فرق ہوتا ہے؟ ذرا سمجھا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ملک مشتاق احمد اعوان صاحب۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔ گو یہ مسئلہ ریونیو کا ہے اور میرے فاضل دوست ریونیو منسٹر رہے ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ بھی متعلقہ منسٹری کا سوال ہے۔ لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ استحقاق اس کا ہوتا ہے جس کا possession, occupation ہوتا ہے۔ قانونی ہو' غیر قانونی ہو' وہ علیحدہ چیز ہے۔ لیکن استحقاق قبضے سے چلتا ہے' پھر follow کرتا ہے document title۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا مطلب یہی ہے کہ استحقاق ملکیت نہیں ہوتا وہ حقائق ملکیت یا حقیقت ہوتی ہے۔ یہی آپ کا مقصد تھا ناں؟ ـــ ٹھیک ہے۔ جی' سید ظفر علی شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ، ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ ایف ڈی اے ہو یا ایل ڈی اے ہو' جب وہ کچی آبادیاں گراتے ہیں تو کیا وہ کابینہ کی منظوری کے بغیر بھی گرا سکتے ہیں یا اس میں کابینہ کی منظوری کے بغیر وہ نہیں گرا سکتے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! جہاں تک کسی کچی آبادی کے گرانے یا اسے رکھنے کا سوال ہے تو یہ کابینہ کی مجموعی ذمہ داری ہے ۔ اور وہ متعلقہ محکمہ جس کے ماتحت وہ کچی آبادی آتی ہے اس کو directions دی جاتی ہیں اور جو اس کے merits, demerits اور اس کے لئے پالیسی وضع کرتا اس محکمے نے implementation اور execution کا سارا کام کرنا ہوتا ہے ۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، جناب والا! وزیر موصوف نے جواب میں فرمایا ہے کہ کچی آبادی مذکورہ کو گرانے کے سلسلہ میں ایف ڈی اے نے کوئی کارروائی نہ کی ہے ۔ میں اس ہاؤس میں حلفاً کہتا ہوں فیصل آباد کے ارکان اسمبلی یہاں پر موجود ہیں ان سے پوچھیں کہ ایف ڈی اے نے کارروائی کی ہے یا نہیں کی ؟ محکمہ اس فلور پر اس قدر جھوٹ بولتا ہے کہ جس کی انتہا نہیں۔ وزیر موصوف کو چاہیے تھا کہ وہ پہلے انکوائری کرتے اور بعد میں یہاں پر جواب دیتے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہاں آبادی گرائی گئی ہو لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایف ڈی اے نے نہ گرائی ہو کسی اور محکمے نے گرائی ہو اور ان کے علم میں یہ بات نہ ہو ۔

صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ ایف ڈی اے نے وہاں پر گرائی ہے۔ میں وہاں پر موجود تھا ۔ ہمارے سامنے ایف ڈی اے نے گرائی ہے ۔ یہ حلفاً کہیں ۔ میں

قرآن پر حلفاً کہتا ہوں کہ ایف ڈی اے نے گرائی ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ specifically کہہ رہے ہیں کہ ایف ڈی اے نے گرائی ہے۔ تو آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟
وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ ایف ڈی اے کا اس کچی آبادی اور operation سے کوئی تعلق نہیں۔ کسی اور محکمے کا ہو تو میری ذمہ داری نہیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ آبادی آپ کے محکمے نے نہیں گرائی۔
وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جی نہیں گرائی۔
چودھری شوکت داؤد ، پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب ڈپٹی سپیکر، جی چودھری شوکت داؤد صاحب !
چودھری شوکت داؤد ، شکریہ جناب سپیکر' جناب والا! یہ ہاؤس کی ایک روایت رہی ہے کہ وقفہ سوالات میں بھی اگر کوئی متنازع بات ہوگئی ہے اور آپ نے پہلے صاحبزادہ صاحب کو صحیح فرمایا ہے کہ اگر کوئی محکمہ غلط جواب دے تو ہاؤس کا privilege breach ہوتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ یہ ہاؤس کی روایت رہی ہے آپ کے ہی بہاولنگر ضلع میں دو تین سال پہلے ایک پل کا معاملہ تھا اور وہاں بھی یہ ہوا تھا کہ غلط جواب دیا گیا تھا' وہ پل damage ہوا تھا اور اس ہاؤس میں ایک کمیٹی بنی تھی۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ ایسے معاملات کو جہاں متنازع ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ایک کمیٹی بنائی جائے تاکہ اصل حقائق سامنے آئیں۔ اگر پھر بھی محکمہ غلط جواب دیتا ہے تو اس کی جواب طلبی ہو سکے۔ ورنہ تو یہ ہو گا کہ تحریک استحقاق آئے گی اور محکمے کی طرف سے جو جواب آئے گا وہ پھر غلط آئے گا۔
جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر اس حد تک جائز اور ٹھیک ہے کہ اگر اسی محکمہ کا مسئلہ ہو اور اس میں اختلاف رائے ہو پھر تو کمیٹی بنائی جا سکتی ہے۔ وہ تو یوں کہہ رہے ہیں کہ اس کے گرانے میں ہمارے محکمے کا وہاں کوئی قطعاً تعلق ہی نہیں۔ تو اب ہم کمیٹی کس چیز کی بنائیں۔ یا تو یہ ہو کہ کمیٹی ان کی تھی' انہوں نے کوئی ایسی بات کی پھر تو ہم کمیٹی بناتے۔ جی تابش الوری صاحب۔
میاں فضل حق ، پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب ڈپٹی سپیکر ، فضل حق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ (قطع کلامیاں) جی تشریف رکھیں۔ جی میاں فضل حق صاحب۔
میاں فضل حق ، جناب والا! یہ جو تھوڑی سے بحث چل پڑی ہے اس پر ایک پالیسی میٹر ہوتا ہے کہ سارے پنجاب کے اندر جہاں جہاں ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ہیں جیسے لاہور میں ایل ڈی اے ہے۔ فیصل آباد میں ہے' ملتان میں ہے۔ تو جتنی کچی آبادیاں ہیں یہ ان کے under ہوتی ہیں۔ ان کے تحت یہ کام ہوتا ہے۔ اگر کوئی مالکانہ حقوق دیے جاتے ہیں تو ان کے ذریعے دیے جاتے ہیں۔ اگر کوئی ڈویلپمنٹ ہوتی ہے تو ان کے ذریعے ہوتی ہے جیسے ہمارے لاہور میں جو بھی کچی آبادی کسی زمین پر بھی ہے' اگر ریلوے کی ہے یا اوقاف کی ہے تو اس کے اوپر ایل ڈی اے اپنی کارروائی کرتا ہے جیسے انہوں

نے پچھلے دنوں کی ۔ اب یہاں وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ ہمارے محکمے نے اس میں یہ نہیں کی ہے ' تو پھر کس نے کی ہے صاحبزادہ صاحب نے فرمایا ہے کہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی والوں نے یہ کیا ہے ۔ اب اس کی وضاحت ہونی چاہیے کہ آیا اس کے اوپر گورنمنٹ کی طرف سے کون پالیسی بیان دے گا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی راجہ ریاض صاحب !

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! اصل میں معاملہ یہ ہے کہ یہ ناجائز قابض تھے ۔ فیصل آباد کی انتظامیہ نے ناجائز قابضین کو وہاں سے اٹھایا ہے اور انہوں نے وہاں پر محترمہ بے نظیر بھٹو کے کہنے پر ماسٹر پلان پر عمل درآمد کے لیے ایسا کیا اور یہ راستے میں آتے تھے ۔ یہ ناجائز قابض تھے اور فیصل آباد کی انتظامیہ نے ان کو اٹھایا ہے ۔ اس میں جس طرح حاجی صاحب کہہ رہے ہیں وہ ٹھیک کہہ رہے ہیں ۔ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے اس میں حصہ نہیں لیا ۔ لیکن ان کی کچھ کرین کارپوریشن سے اور فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے انتظامیہ نے ادھاری مانگ لیں یا ویسے ان سے لی گئی ہیں لیکن ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے کسی قسم کا کوئی رول ادا نہیں کیا ہے ۔ اور تمام کو متبادل جگہ دے دی گئی ہے ۔اور وہ مطمئن ہیں ۔ فیصل آباد کی خوبصورتی اور اس کی بہتری کے لیے یہ سب کچھ کیا گیا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وصی ظفر صاحب!

چوہدری محمد وصی ظفر: جناب والا! میرا اعتراض یہ ہے کہ صاحبزادہ صاحب نے ہاؤس میں فرمایا ہے کہ میں قرآن اٹھاتا ہوں ۔ مجھے اس پر اعتراض ہے ۔ ہم تو ان کی بات کو ویسے believe کرتے ہیں ۔ قرآن اتنا معمولی نہیں کہ ہر مسئلہ میں لے آیا جائے ۔اب انہوں نے قرآن اٹھا کر ایک بات کر دی ہے جو کہ غلط ہے ۔ اب یا تو وہ اس کا کفارہ ادا کریں ۔ یا وہ اپنی اس عادت کو ختم کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ ۔ مجھے تو کچھ کہہ لینے دیں ۔ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وصی ظفر صاحب سے یہ عرض کروں کہ میں نے جو بات کی ہے میں اس پر قائم ہوں اور اس کی تصدیق میرے فاضل رکن راجہ ریاض صاحب جو سرکاری بنچوں سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے بھی فرمادیا ہے کہ ایف ڈی اے کی کرینیں اس میں استعمال ہوئی ہیں ۔ میرا مؤقف یہ تھا کہ میں قرآن اٹھاتا ہوں اس بات پر کہ ایف ڈی اے نے اس میں حصہ لیا ہے ' کیونکہ میں نے دعویٰ دائر کیا ہے اس کے لیے دلیل یہ ہے کہ میں سچی بات کرتا ہوں ۔ آپ کمیٹی بنائیں ۔ میں اس میں یہ ثابت کرنے کے لیے تیار ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں ۔ میری بات سن لیں ۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم: جناب والا! میں عرض کروں کہ انہوں نے مجھ پر personal attack کیا ہے تو میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے کبھی جھوٹا قرآن اٹھانے کی عادت نہیں۔ فاضل ممبر نے میرا استحقاق مجروح کیا ہے ۔ میں نے آپ کے سامنے دعویٰ کیا ہے اور آپ بھی جانب داری کا مظاہرہ فرما رہے ہیں ۔ آپ یہاں پر کیوں ارشاد نہیں فرماتے کہ دو ان کے ارکان اور دو ان کے ارکان پر مشتمل میں کمیٹی بنا دیتا ہوں جو واقعہ کی تحقیقات کرے گی ۔ یہاں پر آپ ایمان پر حملہ کروا رہے

ہیں اور ہم خاموش تماشائی بنے رہے ۔ ہم نے خدا کے فضل و کرم سے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ تقریر کر رہے ہیں ۔ دیکھیں یہ آپ کی غلط بات ہے ۔ آرڈر پلیز۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم ، جو لوگ جھوٹ بولتے ہیں وہی جھوٹا قرآن اٹھاتے ہیں ۔ ان کا جھوٹا منشور ہے ۔ ہم جھوٹ بولتے ہیں نہ ہم جھوٹی جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں ' نہ ہمارا منشور جھوٹا ہے ۔ ہم سچی بات پر قرآن اٹھاتے ہیں ۔ اگر کسی غریب کی ہم دردی کے لیے ہم آواز بلند کرلیں تو بعض آدمی کہتے ہیں کہ آواز کیوں بلند کی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو میں ایک گھنٹہ دیتا ہوں آپ تقریر کرتے جائیں۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم ، جناب والا! یہ کیابات ہے ۔ آپ کیا ارشاد فرما رہے ہیں؟ آپ اس ہاؤس کے اندر ایک کمیٹی بنائیں کہ جو میں نے سوال کیاہے اس پر تحقیقات کرے اور تحقیقات کے سلسلے میں اگر وہ کمیٹی ہمیں جھوٹا ثابت کرے تو ہم مجرم ہیں اگر وہ جھوٹے ہوں تو وہ اپنے جرم کی سزا بھگتنے کے لیے تیار ہو جائیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ابھی آپ بولیں ۔ اور تقریر کریں میں اجازت دیتا ہوں ۔ میں نے آپ کو ایک گھنٹہ وقت دے دیا ہے ۔ (قطع کلامی) انہوں نے جو بات کی ہے پہلے میں اس کاجواب دے لوں ۔ بات یہ ہے کہ اگر ہرسوال پر ہم یہاں کمیٹیاں بنانی شروع کردیں تو یہ کوئی طریق کار نہیں ہے طریق کار میں نے بتایا ہے ' جیسے وزیر موصوف نے جواب دیا ہے کہ آپ اگلے سیشن میں یا اسی سیشن میں کل آ کر تحریک استحقاق move کردیں ۔ میں اس کو take up کروں گا ۔ اس پر ہم کارروائی کریں گے ۔ اگر ان کی بات غلط ہوئی تو آپ کے سامنے آ جائے گی ۔ یہ ایک طریقہ ہے ۔ یہاں یہ نہیں کہ ہم ہر بات پر ہاؤس کی ایک کمیٹی بنادیں ۔ مہربانی شکریہ ۔ سید تابش الوری صاحب کافی وقت سے کھڑے ہونا چاہتے ہیں ۔ جی سید تابش الوری صاحب ۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! وزیر موصوف نےاپنے جواب میں کہا ہے کہ ایف ڈی اے نے مسمار نہیں کی ' ان کے محکمے نے مسمار نہیں کی ۔ کیا وہ آبادی مسمار ہوئی ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ تو اب اس بارے میں بھی نہیں کہہ سکتے ۔

سید تابش الوری ، جناب والا! سوال یہ ہے کہ گرانے سے پہلے کوئی نوٹس جاری نہیں کیے گئے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ہاں ۔

سید تابش الوری ، اور اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ فلاں نے نہیں کیا' فلاں نے نہیں کیا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ مسمار ہوئی ہے یا نہیں ؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، میری بات سنیں ۔ جب ان کے محکمے کا یہ مسئلہ ہی نہیں ہے ---

سید تابش الوری ، جناب والا! پھر یہ سوال ہی ان کو نہیں جانا چاہیے تھا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس لیے کہ وہ کہہ دیتے ہیں کہ pending ہے' وہ کہتے ہیں جواب نہیں دیتے۔ پھر ہاؤس میں شور پڑتا ۔ ان کے سامنے جو بات تھی وہ انہوں نے رکھ دی ۔

سید تابش الوری ، جناب والا! جس سے متعلقہ تھا اس کے پاس جانا چاہیے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا تو یہی ہے کہ جس طرح راجہ ریاض صاحب نے بھی کہا ہے کہ وہاں وہ مسمار ہوئی ہیں۔ کیونکہ unauthorized سے کوئی وہاں اس خوبصورتی میں آ رہا تھا وہ کسی اور محکمے نے کیا جیسا کہ سارے پنجاب میں encroachments کے بارے میں مسئلہ ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ بھی ہوا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ صاحبزادہ صاحب غلط کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے اس بات کی ٹھیک نشان دہی کی ہے لیکن یہ ذرا نشانہ اس طرف ہو گیا۔ انہوں نے یہ اور طرف کرنا تھا۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! یہ سوال پھر متعلقہ وزارت کو refer کر دیا جائے۔ دیکھیے نا۔ بہتر یہ ہے کہ آپ اسے جو متعلقہ ڈیپارٹمنٹ ہے اس سے پوچھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں ، تو میں اس سوال کو جو بھی اس کے متعلقہ ہے اس کو refer کرتا ہوں اور اس کو pending کرتا ہوں۔ ٹھیک ہے۔

سید تابش الوری ، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ظفر علی شاہ صاحب!

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ---

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب اس پر تو بات نہ کریں۔ ہم نے یہ refer ہی کر دیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، کیا یہ chapter close ہو گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی chapter close ہو گیا ہے۔ جب یہ another department کو refer ہی ہو گیا۔

سید ظفر علی شاہ ، نہیں ۔ میں تو اور کچی آبادیوں کے متعلق عرض کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہ ، نہ ۔ دیکھیں نا ۔ اگر اس سوال سے متعلق ہے تو آگے چلیں۔ کیونکہ تابش الوری صاحب نے یہ رولز کے مطابق صحیح نشان دہی کی ہے۔

سید ظفر علی شاہ ، وہ تو بات ٹھیک ہے لیکن اگر ایف ڈی اے اور ایل ڈی اے کے محکمے کے یہ وزیر ہیں تو وہ تو سوال میں انہی سے پوچھوں گا نا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس سوال سے متعلقہ ہے؟

سید ظفر علی شاہ ، اسی کے ضمن میں ہے۔ کچی آبادی کے زمرے میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں ۔ میرے خیال میں اب وہ کرے گا جس کا یہ گرانے والا محکمہ ہو گا۔ وہ اس کو ہم refer کر رہے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! میں عرض کروں ۔ میں تو اس بات کو raise کرنے کے لیے چاہتا نہیں تھا کہ کوئی اور گرا گیا ہو ۔ اس طرح کوئی نہیں گرا سکتا۔ پولیس والوں کی مدد ضرور لی جاتی ہے۔ گراتا وہی ہے جو متعلقہ محکمہ ہوتا ہے اور کوئی نہیں گراتا اور میں اسی سلسلے میں یہ پوچھ رہا تھا کہ ایل ڈی

اے جو ان کا محکمہ ہے انہوں نے ابھی حال ہی میں ایک دن ہوا ہے یہاں پر لاہور میں مسیحی برادری کے مکانات گرائے ہیں۔ جس میں ایک عورت مر گئی ہے۔ تین زخمی ہیں۔ تین بچے غائب ہیں اور ابھی انہوں نے اسمبلی ہال کے سامنے demonstration کی ہے۔ جس پر حزب اختلاف کا adjournment motion آ رہا ہے۔ میں وزیر موصوف سے وہ پوچھنا چاہتا تھا کہ کیا ان کے علم میں ہے کہ ان کے صوبہ پنجاب کے دارالخلافہ میں مسیحی برادری کے ساتھ جن کو آئین نے تحفظ دیا ہوا ہے' ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ یہ بات ان کے علم میں ہے؟ میں صرف اتنی بات پوچھنا چاہتا تھا۔ ان کے علم میں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! بات تو ہمیشہ تھوڑی سی ہوتی ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ یہ آپ نے خود ہی بتایا ہے کہ pending ہے اور adjournment motion ایوان میں آ رہی ہے۔ تو یہ پھر اس وقت آئے گا۔ جی ایس اے حمید صاحب۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! جو ایجنڈا ہمیں آج دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سنیں۔ اب دیکھیں۔ میں وہی بات کروں گا۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

جناب ایس اے حمید: جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو ضمنی سوالات۔ ہم کر رہے ہیں۔ آپ کو جو ایجنڈا دیا گیا ہے اسی پر ہی بات کر رہے ہیں۔ اب جب یہ chapter ختم ہو گا تو اس وقت آپ opportunity avail کریں گے۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میری ایک بہت ضروری بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں Not at all جی۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان: شکریہ' جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ میں پہلے بھی ضمنی سوال کرنے لگا تھا۔ چونکہ آپ رولنگ فرمانے لگے ہیں۔ وزیر موصوف کہتے ہیں کہ اس کچی آبادی کے گرائے جانے کا ہمارے محکمہ سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ نے ارشاد فرما دیا کہ اس کو متعلقہ محکمے کے سپرد کر دیا جائے۔ میرا ضمنی سوال بھی یہ ہے اور ایک leading بات بھی ہے' آپ کو رولنگ دینے میں شاید وہ سہولت محسوس ہو۔ یہاں سے demolish کرنے کے بعد لوگ اٹھے ہیں' اگر ان کو محکمہ ہاؤسنگ کی کالونی میں جگہ دی گئی ہے تو کیا یہ سوال پھر ان کے محکمہ سے متعلقہ نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے آپ کے سوال کی سمجھ نہیں آئی۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان: یہ جو سر والا راجباہ کی آبادی اٹھائی گئی ہے۔ یہاں سے اٹھائے جانے والے مکینوں کو اگر اس ڈیپارٹمنٹ کی ہاؤسنگ کالونی میں لے جا کر رکھا گیا ہے تو کیا یہ سوال اب اس محکمہ سے متعلقہ نہیں رہا؟ میں اس پر آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ آپ پارلیمانی سیکرٹری ہیں؟

چودھری محمد ظہیر الدین خان: جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پارلیمانی سیکرٹری ہیں؟

چودھری محمد ظہیر الدین خان ، جی میں پارلیمانی سیکرٹری ہوں۔
جناب ڈپٹی سپیکر ، تو آپ کیبنٹ کا حصہ ہیں۔
چودھری محمد ظہیر الدین خان ، جی ۔
جناب ڈپٹی سپیکر ، تو آپ کیبنٹ میں یہ مسئلہ اٹھاتے۔
چودھری محمد ظہیر الدین خان ، جناب ! مجھے کیبنٹ میں کبھی بلایا نہیں گیا۔
جناب ڈپٹی سپیکر ، میں آپ کا پابند نہیں ہوں کہ میں آپ کو ہر بات کا جواب دوں۔
چودھری محمد ظہیر الدین خان ، جناب ! میرا یہ ضمنی سوال ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر ، میں اس کو disallow کرتا ہوں۔
چودھری محمد ظہیر الدین خان ، جناب ! میرا یہ ضمنی سوال ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر ، میں disallow کرتا ہوں۔ میں آپ کے ضمنی سوال کو allow نہیں کر رہا۔ جی اگلا سوال جناب ارشد عمران سلہری صاحب۔
چودھری محمد ظہیر الدین خان ، جناب سپیکر ! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔
جناب ڈپٹی سپیکر ، میں آپ کی گزارش نہیں سننا چاہتا۔ Have your seat please Have your seat please.
چودھری محمد ظہیر الدین خان ، نہیں جی ۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔
جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔
چودھری محمد ظہیر الدین خان ، جناب سپیکر ! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔
جناب ڈپٹی سپیکر ، میں اس لیے آپ کی گزارش نہیں سننا چاہتا ۔ Have your seat please آپ بیٹھیں۔ تشریف رکھیں۔
چودھری محمد ظہیر الدین خان ، جناب والا ! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر میں عوام کے لیے آواز بلند نہیں کر سکتا تو پھر میں پارلیمانی سیکرٹری شپ چھوڑتا ہوں۔

(حزب اختلاف کی طرف سے ڈیسک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ بیٹھ جائیے ۔ آپ بیٹھ جائیے۔ جی میں نے ارشد عمران سلہری صاحب کو floor دیا ہے۔
جناب عثمان ابراہیم ، جناب سپیکر ! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔
جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کیوں ایسی باتیں کرتے ہیں؟ میں نے ارشد عمران سلہری کو floor دیا ہے۔ میں نے اس ہاؤس کو چلانا ہے اور اصول کے مطابق چلانا ہے۔ جس کو میں نے ٹائم دیا ہے ۔ میں اس کو اجازت دیتا ہوں۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا ہوں۔

جناب عثمان ابراہیم: میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اجازت نہیں دے رہا ہوں۔ میں ارشد عمران سلہری کو اجازت دیتا ہوں۔ یہ آپ خود ہی فیصلہ کر لیتے ہیں۔ اس کو نہیں بولنے دینا میں نے بولنا ہے۔ یہ کیا طریق کار ہوا! ایک سپیکر ہے۔ وہ ایک آدمی کو اجازت دے رہا۔ وہ ایک فاضل رکن کو کہتا ہے کہ آپ بولیے۔ آپ اس کو کہتے ہیں کہ بیٹھ جائیے۔ میں بولوں گا۔ جی ارشد عمران سلہری صاحب۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! یہ میرا حق ہے۔ مجھے آپ floor دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خدا کے واسطے بیٹھ جائیے۔ ارشد عمران سلہری صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! آج آپ کا رویہ خاصا سخت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ میں نے آپ سے کہا ہے۔ آپ اپنا نمبر بولیے۔

جناب ارشد عمران سلہری: (سوال نمبر 1154 طبع شدہ دریافت کیا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال نمبر 1154 شکریہ۔ جی آپ اس کا جواب دیجیے۔

میاں فضل حق: پوائنٹ آف آرڈر ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں فضل حق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں فضل حق: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس کا جواب بہت لمبا ہے۔ It should be treated as read تا کہ ضمنی سوال آسکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں جی It should be treated as read. Supplementary Question.

ٹاؤن شپ سکیم ستو کتلہ ڈرین پر نصب شدہ ڈسپوزل پمپس کی موٹروں کی درستگی

*۱۱۵۴۔ جناب ارشد عمران سلہری: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ٹاون شپ سکیم ستو کتلہ ڈرین پر تین ڈسپوزل پمپ نصب ہیں۔ اور ہر پمپ پر تین تین موٹریں لگی ہوئی ہیں۔ جن میں سے صرف تین موٹریں کام کر رہی ہیں اور بقیہ چھ موٹریں خراب ہیں جس کی وجہ سے غلیظ اور گندا پانی عرصہ ایک سال زائد سے گلیوں اور گھروں کے اندر بہہ رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ٹاون شپ ہاؤسنگ سکیم مورخہ 18 مارچ 1993ء کو محکمہ ہاؤسنگ سے ایل ڈی اے واسا کو منتقل ہوئی اس کے لئے عملہ اور دفاتر موجود ہیں مگر تعمیر و مرمت کا کام بالکل نہیں ہو رہا کیونکہ حکومت نے محکمہ منتقل ہونے کے بعد کوئی گرانٹ نہیں دی۔ جب کہ افسران واسا نے واٹر سپلائی سیوریج اور ڈسپوزل پمپ کے لئے پی سی۔ 11-1 اکتوبر 1993ء میں حکومت کو بھجوائے۔ لیکن اس کے باوجود بھی حکومت نے فنڈز فراہم نہیں کیے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت ماضی میں محکمہ ہاؤسنگ کو متذکرہ امور کے لئے مبلغ دو

کروڑ پچیس لاکھ روپے سالانہ گرانٹ دیا کرتی تھی۔ لیکن ایل ڈی اے واسا کو اس گرانٹ سے مسلسل محروم رکھا جا رہا ہے جب کہ عملہ ورک چارج جو محکمہ ہاؤسنگ سے ایل ڈی اے کے ورثے میں آئے ان کو نہ تو تنخواہیں مل رہی ہیں اور نہ ہی بجلی کے بلوں کی ادائیگی ہوئی ہے۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ متذکرہ بالا خامیوں کی بناء پر ٹاؤن شپ سکیم ستوکتلہ کے مکین پینے کے صاف پانی کو ترس رہے ہیں جب کہ گندا و غلیظ پانی سڑکوں گلیوں اور گھروں میں عرصہ ایک سال سے بہہ رہا ہے۔

(ہ) اگر جز (الف) تا (د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فی الفور ڈسپوزل پمپس کی موٹروں کی درستگی، گندے اور غلیظ پانی کے نکاس ورک چارج ملازمین کی تنخواہیں اور بجلی کے بلوں، ٹاؤن شپ سکیم کی سڑکوں کی تعمیر و مرمت سٹریٹ لائٹ کے مسئلے کے حل کے لئے متعلقہ محکمہ کو فنڈز فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) یہ حقیقت ہے کہ ٹاؤن شپ سکیم ستوکتلہ ذرین پر تین ڈسپوزل سٹیشن ہیں۔ ایک ڈسپوزل پر دو، دوسرے پر چار اور تیسرے ڈسپوزل پر تین پمپ لگے ہوئے ہیں جن میں سے پانچ پمپ چل رہے ہیں۔ تاہم اب گندہ پانی گلیوں اور گھروں کے اندر نہیں بہہ رہا ہے۔

(ب) یہ درست نہیں کہ ٹاؤن شپ سکیم 18 مارچ 1993ء کو ایل ڈی اے واسا کو منتقل ہوئی بلکہ یہ سکیم یکم اگست 1993ء کو محکمہ ہاؤسنگ سے ایل ڈی اے کو منتقل ہوئی تھی اور واسا نے اس کا چارج 18 ستمبر 1993ء کو لیا تھا۔ واسا سیور اور واٹر سپلائی کی درستگی و بحالی کا کام شروع کر چکا ہے۔ منتقلی کے بعد واسا کو تقریباً -/60,00,000 (ساٹھ لاکھ) روپے ملے ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ پی سی -ا- حکومت کو بھجوائے گئے ہیں جو کہ زیر منظوری ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ حکومت ماضی میں محکمہ ہاؤسنگ کو متذکرہ سکیم کے لئے تقریباً دو کروڑ پچیس لاکھ روپے سالانہ گرانٹ دیا کرتی تھی اسی مد میں سے ایل ڈی اے کو ایک کروڑ روپے دیئے گئے ہیں۔ جس میں سے پچاس لاکھ روپے واسا کو دیئے گئے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے کہ عملہ کی تنخواہیں اور بجلی کے بلوں کی ادائیگی نہیں ہوئی۔ عملہ کی تنخواہیں اور بجلی کے بل باقاعدگی سے ماہ ستمبر 1993ء سے ادا ہو رہے ہیں

(د) یہ درست نہیں ہے ٹاؤن شپ سکیم کے مکینوں کو پینے کا صاف پانی دستیاب ہے لیکن ٹیوب ویلوں کی کمی کی وجہ سے پانی کے پریشر کی کمی ہے۔

(ہ) موٹروں کی درستگی کے لئے انتظامات کئے گئے ہیں ورک چارج ملازمین کی تنخواہیں اور دیگر بل باقاعدگی سے ادا کئے جا رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ! وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے کیونکہ آپ کورم point out ہونے سے پہلے کہہ چکے تھے کہ Question Hour۔ جب آپ نے کہا تو پھر کورم point out ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، سیکرٹری صاحب کہتے ہیں کہ 3.35 پر شروع ہوا ہے۔ ابھی وقت ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ! 4.35 ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں ۔ نہیں ۔ آپ کی گھڑی پھر آگے ہو گی۔ جی ضمنی سوال۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر ! آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے میرا یہ ضمنی سوال ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی بذات خود ایک ترقیاتی ادارہ ہے جو کہ سکیمیں تیار کر کے دوسرے محکموں کو hand over کرتا ہے۔ تو اب یہ ہاؤسنگ سکیم جس نے تیار کی تھی اور یہ سکیم مکمل ہے ایل ڈی اے کو کن شرائط کے اوپر اور کن وجوہات کی بناء پر hand over کی گئی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب سپیکر ! محکمہ ہاؤسنگ نے واسا سے متعلقہ جو بھی سابقہ واٹر سپلائی اور اس کی دیگر سکیمیں تیار کی تھیں وہ ایل ڈی اے کے پاس موجود ہیں اور حال ہی میں گزشتہ چار ماہ ہوئے پانچ کروڑ کے قریب روپے ایل ڈی اے کو دیے جا چکے ہیں اور ان مختلف سکیموں پر ڈویلپمنٹ کے لیے بھی اور ان سکیموں کے لیے بھی کام جلدی شروع ہو رہا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس سے پیشتر بھی جب ہمارا بجٹ سیشن تھا اس وقت بھی میرے اس سوال کے جواب میں جناب وزیر موصوف نے یہ فرمایا تھا کہ ہم نے ٹاؤن شپ کی تعمیر و ترقی کے لیے پانچ کروڑ روپے کی گرانٹ release کر دی ہے اور اسی فلور پر کھڑے ہو کر جناب وزیر موصوف نے کہا تھا اور آج پھر یہ کہہ رہے ہیں کہ چار ماہ پیشتر ہم نے یہ پیسے دے دیئے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ کیا مجھے یہاں کوئی ایسا document دکھا سکتے ہیں کہ جس کے تحت پانچ کروڑ روپے کی رقم ایل ۔ ڈی ۔ اے کو دی جا چکی ہے کیا اس کا کوئی document وزیر موصوف دے سکتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا آپ کا یہ سوال ہے کہ آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ کب شروع ہوئی یعنی definite date آپ کو چاہئے ۔ کیا آپ کا یہ مقصد ہے ۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر ! میرا یہ مقصد ہے کہ وزیر موصوف گول مول جواب دیتے ہیں کہ اس کا ثبوت چاہیے کہ اس سے پیشتر بھی ضمنی بجٹ میں وزیر موصوف ایسا فرما چکے ہیں ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر ! میں اس کا جواب دیتا ہوں ۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ میں اپنے فاضل دوست کو کیسے یقین دہانی کراؤں ۔ جناب والا! اس وقت بھی میں نے جھوٹ نہیں بولا تھا اور آج بھی میں وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ پی اینڈ ڈی سے ایل۔ ڈی۔ اے کو پانچ کروڑ کی رقم مختلف ترقیاتی کاموں کے لیے منتقل ہو چکی ہے اور کام کچھ پر

شروع کیا جا چکا ہے اور کچھ پر ہونے والا ہے۔ جناب والا! اس کی یقین دہانی اگر یہ چیمبر میں چاہتے ہیں تو میں ان کو علیحدہ بھی یقین دہانی کرانے کے لیے تیار ہوں۔

میاں فضل حق ، جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ حلقہ میرا اور عمران سلہری کا متعلقہ حلقہ ہے جس حلقے سے متعلق یہ سوال آیا ہے۔

جناب والا! پچھلے بجٹ سیشن میں وزیر صاحب نے فرمایا تھا کہ پانچ کروڑ کی رقم ہم نے رکھ دی اور اب بھی انہوں نے یہ بات کی ہے۔ ہمارا ضمنی سوال فاضل وزیر صاحب سے یہ ہے کہ پانچ کروڑ کی کون سی سکیمز ہیں جو سڑکوں سے متعلق۔ واٹر سپلائی سے متعلق اور سیوریج سے متعلق ہیں۔ اور پھر اس کے ساتھ آیا واٹر سپلائی کی کتنی نئی سکیمیں کر رہے ہیں کتنی سکیموں کو up - grade کر رہے ہیں کتنے نئے سیوریج سسٹم لگا رہے ہیں اور کتنے کو صحیح کر رہے ہیں۔ جناب والا! ہمارا اصلی سوال یہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔۔۔ جی وہ پوچھتے ہیں کہ کیا آپ ان سکیموں کے نام بتا سکتے ہیں جو پانچ کروڑ میں آپ بنانا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد ریاض ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس سائڈ سے کیسی غلط باتیں کی جاتی ہیں آپ انہیں تو اجازت فرما دیتے ہیں اور آج جب میرے بھائی چودھری ظہیر صاحب عوام کے حق کی بات کر رہے تھے۔۔۔

MR DYPUTY SPEAKER. This is not a point of order.

چودھری محمد ریاض ، تو آپ ان کو اجازت نہیں دے رہے تھے۔

MR DEPUTY SPEAKER: This is no point of order.

چودھری محمد ریاض ، تو پھر جناب والا! اور کیا point of order ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، سپیکر کا conduct زیر بحث نہیں آسکتا۔ آپ کی مہربانی۔ شکریہ۔

چودھری محمد ریاض ، اگر حکومت کے حق میں کوئی بات ہو تو آپ اس پوائنٹ آف آرڈر کو مان لیتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! مجھے امید ہے کہ آپ کو میری بات پر غصہ نہیں آئے گا۔ جناب ابھی تھوڑی دیر پہلے رانا ظہیر صاحب کا ذکر خیر آیا ہے اور وہ اپنی تقریر کرتے ہوئے اپنی پارلیمانی سیکرٹری شپ سے استعفیٰ دے چکے ہیں۔ ہم اس بارے میں چاہتے تھے کہ ذرا مزید confirm ہو جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کیا آپ خبر لگوانے کے لیے استعفیٰ کی بات کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہی بات ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! انہوں نے ایوان میں اپنا استعفیٰ دیا ہے اور اب ہم اس کو confirm کرنا چاہتے ہیں لہٰذا رانا ظہیر صاحب بتا دیں کہ واقعی انہوں نے استعفیٰ دے دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان: اگر عوام کے حقوق اور ان کی تکالیف کی نمائندگی کرنے میں یہ عہدہ اگر حائل ہوتا ہے تو میں اس کو چھوڑتا ہوں۔

(اپوزیشن ارکان کی طرف سے تالیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سب کی یہ خبر بڑی ٹھیک لگ گئی۔ دیکھیں اب آپ اپنی بات پر رہیے۔ دیکھیں اب اگر میں بھی کہہ دوں کہ اگر رولز کے مطابق کوئی نہ چلے گا تو میں بھی ڈپٹی سپیکر شپ چھوڑ دوں گا تو یہ خبر لگ جائے گی اب دیکھوں آپ نے یہ کیا فساد بنا دیا۔ میں اس بات کو سمجھ رہا تھا۔

چودھری شوکت داؤد: جناب والا! آپ انہیں حق کی بات کہنے پر کیوں روک رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ میں نہیں روکتا۔ آپ آگے چلیں یہ کیا بات ہوئی۔ یہ ساری دنیا جانتی ہے کہ آپ یہ کیا شور و غوغا کر رہے ہیں۔ ظہیر الدین صاحب مجھے بڑے پیارے ہیں۔ یہ بڑے ٹھیک ہیں لیکن یہ سمجھ ہی نہیں رہے کہ آپ کی سازش کیا ہے۔ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ (قطع کلامیاں) میں نے کہا ہے کہ میں رولز کے مطابق چلوں گا کوئی بھی فاضل رکن ہو میرا کتنا بھی پیارا دوست ہو کتنا بھی بھائی ہو ان سب کو میں نے کہنا ہے میں نے اسی طرح برخوردار ظہیر الدین صاحب کو کہا ہے لیکن آپ ماہر ہیں میں آپ کو تسلیم کرتا ہوں۔ آپ اس بات میں ماہر ہیں آپ ان لوگوں کو بھی جو سچے ہیں اور جو اپنی جماعت کے ساتھ مخلص ہیں آپ ان کو ورغلا کر اپنی بات کروا لیتے ہیں میں آپ کو مانتا ہوں۔

میاں فضل حق: جناب والا! وزیر موصوف کا جواب آنا چاہیے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ میں بھائی ایسے بات نہیں چلنے دوں گا۔ میں نے کہہ دیا ہے یہ کیا صورت حال ہے۔ ان کو جواب دینے دیجئے۔ یہ بڑا اہم سوال ہے۔ اور یہ لاہور کے متعلق ہے۔ جی وزیر صاحب۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! مندرجہ ذیل سکیموں پر اسی سال ہی کام شروع ہو گا جس میں نمبر ۱۔ نئے ٹیوب ویلوں کی تنصیب۔ نمبر ۲۔ ڈسپوزل ورک۔ نمبر ۳ انڈسٹریل سیوریج کی تعمیر نو۔ نمبر ۴۔ augmentation۔ نمبر ۵ سڑکوں کی مرمت۔ یہ جو پانچوں نئی سکیمیں ہیں ان پر انشاء اللہ اسی سال کام شروع ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

انسداد رشوت ستانی کے تحت مقدمات

*۴۷۴۔ سید تابش الوری، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) جولائی ۱۹۹۳ء سے اب تک صوبہ میں ان کی وزارت کے ماتحت محکموں میں رشوت و بدعنوانی کی کتنی شکایات موصول ہوئیں ان کی الگ الگ نوعیت کیا تھی اور ان میں الگ الگ کتنی رقم کا معاملہ تھا۔

(ب) ان شکایات پر الگ الگ کیا کارروائی ہوئی کس کس شکایت کو محکمانہ کارروائی کے لئے رکھا گیا اور کس کس شکایت پر انسداد رشوت ستانی کے تحت کس کس تاریخ کو مقدمہ درج کیا گیا۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) جولائی ۱۹۹۳ء سے اب تک محکمہ ہاؤسنگ فزیکل اینڈ اینوائرمنٹل پلاننگ میں رشوت اور بدعنوانی کی کل ۲۷ شکایات موصول ہوئیں ۔ ان شکایات کی الگ الگ تفصیل "تتمہ" الف" پر لف ہے۔ جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

(ب) ۲۲ شکایات پر محکمانہ کارروائی کی گئی اور ۵ شکایات پر محکمہ انسداد رشوت ستانی کے تحت مقدمات درج ہوئے جن کی تفصیل (تتمہ الف) پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے ۔(نمبر شمار ۹،۱۰،۱۴، ۲۵ اور ۲۶)

"تتمہ" الف" ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

حلقہ پی پی ۱۱ کی ڈرینج سکیم کی تکمیل

*۵۹۳۔ راجہ جاوید اخلاص، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی ۱۱ کے موضع سکھو اور موہڑہ نوری میں ڈرینج سکیم کے لئے وزیر اعلیٰ کا ڈائریکٹو ۹۳-۱۹۹۲ء میں جاری ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکیموں کے لئے تمام کارروائی مکمل ہو چکی ہے۔ مگر ابھی تک کام شروع نہیں ہوا۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک ان سکیموں پر کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور یہ سکیمیں کتنے عرصے میں مکمل ہونگی؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) امر واقع یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے چیئر مین پی اینڈ ڈی بورڈ کو بحوالہ چٹھی نمبر ۲۹۷۲۹۔ ۹۳۔پی اے۔ یو ایس سی ڈی سی ایم ایس مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۹۳ء ہدایت فرمائی تھی کہ ذریج سکیم موضع موہڑہ نوری اور سکھو کو سالانہ ترقیاتی پروگرام ۹۴-۱۹۹۳ء میں شامل کیا جائے۔

(فوٹو کاپی لف ہے)۔

(ب) چونکہ درج بالا سکیمیں سالانہ ترقیاتی پروگرام ۹۴-۱۹۹۳ء میں شامل نہیں کی گئیں اور نہ ہی کوئی فنڈ مہیا کئے گئے تھے۔ اس لئے ان سکیموں پر کام نہیں ہو سکا۔

(ج) سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال ۹۴-۱۹۹۳ء کا چار ماہ کا بجٹ عبوری حکومت نے منظور کیا۔ جس میں کوئی نئی سکیم شامل نہیں کی گئی تھی بعد ازاں منتخب صوبائی اسمبلی نے جون ۱۹۹۴ء تک بجٹ کی منظوری دی۔ جس میں صرف ان سکیموں کو شامل کیا گیا جو کہ عبوری حکومت کے دوران منظور ہوئیں تھیں۔لہذا ان سکیموں پر کام شروع نہیں ہوا۔ البتہ ان سکیموں کو آئندہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کےبارے میں جملہ ترجیحات کو پیش نظر رکھ کر باقاعدہ زیر غور لایا جائے گا۔

جوہر ٹاؤن میں پلاٹ کی الاٹمنٹ

* ۱۶۷۔ حاجی عبدالرزاق، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقع ہے کہ جوہر ٹاؤن لاہور میں پلاٹ نمبر ۶۶۴ /جی۔۱ ایک کالج کے لئے مختص کیا گیا تھا۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ متذ کرہ پلاٹ اب کسی انٹرنیشل سکول آف شوئفات کو الاٹ کر دیاگیا ہے اگر ایسا ہے تو اس پلاٹ کی فی کنال کیا قیمت وصول کی گئی ہے اور اسے کتنی رعایت دی گئی ہے ۔

(ج) آیا کالج کے قیام کے لئے کوئی متبادل پلاٹ دیا گیا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) درست ہے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ پلاٹ نمبر ۶۶۲ بلاک جی ۔۱، ایم اے جوہرٹاون سکیم رقبہ تعدادی ۶۸۰۲۶ کنال فسٹ جامعہ سروس لمیٹڈ بذریعہ مسٹر اشرف نوابی بحکم جناب وزیر اعلیٰ پنجاب مورخہ۹۱-۵-۴ کو مخصوص رعائتی قیمت بحساب ۹۶ ہزار روپے فی کنال الاٹ کیا گیا ۔ الاٹمنٹ پالیسی کی رو سے تعلیمی اداروں کے لئے مختص پلاٹ مخصوص رعائتی قیمت پرعوام الناس کی تعلیمی ضروریات پوری کرنے کے لئے الاٹ کئے جاتے ہیں ۔ ان تعلیمی اداروں کی انتظامیہ میں ادارہ ہذا کے نمائندے کو بطور رکن شامل کیا جاتا ہے جب کہ متذ کرہ سکول کی انتظامیہ میں ادارہ ہذاکے کسی نمائندے کو شامل نہیں کیا گیا ۔ یہ پلاٹ ایک نجی ادارے کو الاٹ کیا گیا جس کے تعلیمی اخراجات کی وجہ سے ایک مخصوص طبقہ مستفید ہو رہا ہے ۔ درحقیقت یہ پلاٹ اس تعلیمی ادارہ کو ریزرو قیمت پر دیا گیاجو مارکیٹ پرائس سے بہت کم تھی اگر مارکیٹ کے حساب سے قیمت لی جاتی تو یہ رقم کم ازکم ۔/۱۳۶۵۰۰۰۰ روپے بنتی تھی ۔ جب کہ ریزرو قیمت جو اس ادارے سے وصول کی گئی وہ اس سے بہت کم ہے یعنی۔ ۶۶۲۲۴۳۷۹/روپے ۔

(ج) کالج کے لئے کوئی متبادل پلاٹ مختص نہیں کیا گیا کیونکہ سکیم کے مطابق اس سکیم کی آبادی کے لئے یہی جگہ تھی جو انٹرنیشنل سکول کو الاٹ کر دی گئی ہے۔

واٹر سکیمیں چالو کرنے کے لئے اقدامات

*۱۰۳۴۔ راجہ جاوید اخلاص: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی ۔ ۱۱ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی میں درج ذیل واٹر سپلائیس کی میں عرصہ دراز سے بند پڑی ہیں۔اور ان پر حکومت کا کروڑوں روپیہ خرچ ہوا ہے اور عوام پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں:

۱۔واٹر سپلائی سکیم جھونگل۔ ۲۔ واٹر سپلائی سکیم سسرال

۳۔واٹر سپلائی سکیم کونتریلہ۔ ۴۔ واٹر سپلائی سکیم اڈا سید کسواں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت ان سکیموں کو چالو کر کے عوام کو پانی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک ان سکیموں کو بحال کیا جائے گا اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) محکمہ پبلک ہیلتھ نے یہ سکیمیں مکمل کرنے کےبعد چالو حالت میں متعلقہ لوکل کونسلوں کو اس وقت کی حکومتی پالیسی کے مطابق برائے دیکھ بھال اور چلانے کے لئے حوالے کی تھیں یہ سکیمیں بالترتیب ۱۹۸۴ء، ۱۹۸۱ء، ۱۹۷۹ء اور ۱۹۸۲ء کو متعلقہ کونسلوں کے حوالے کی گئیں تھیں اکتوبر ۱۹۹۲ء میں محکمہ پبلک ہیلتھ نے جب یہ سکیمیں حکومت کی موجودہ پالیسی کے تحت متعلقہ لوکل کونسلوں سے واپس لیں تو بالکل خستہ حالت میں بند تھیں ۔

(ب) محکمہ پبلک ہیلتھ نے ان سکیموں کی دوبارہ بحالی کے لئے تخمینہ جات تیار کئے لیکن وسائل کی کمی کی وجہ سے ان سکیموں اور اس جیسی دوسری سکیموں پر اب تک حکومت کوئی رقم فراہم نہیں کر پائی ۔ آئندہ مالی سال میں ایسی سکیموں کی بحالی کے لئے رقم مختص کرنے کی تجویز زیرغور ہے ۔ ان سکیموں کو دوبارہ چالو کرنے کا کام اگر وسائل نے اجازت دی تو آئندہ مالی سال میں شروع کیا جائے گا۔

راولپنڈی ترقیاتی ادارہ کے تحت ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل

*1158۔جناب محمد بشارت راجا، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
(الف) راولپنڈی ترقیاتی ادارہ کا قیام کب عمل میں آیا اور آج تک اس ادارہ کے لیے کتنے فنڈز مختص ہوئے اور ان فنڈز کی ترقیاتی اور غیر ترقیاتی مدوں میں بریک اپ کیا ہے۔
(ب) مذکورہ ادارہ نے آج تک کتنے ترقیاتی منصوبے مکمل کیے اور کتنے زیر تکمیل ہیں اور ان منصوبوں پر کیا خرچ آیا۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(ملک مشتاق احمد اعوان)،
(الف) راولپنڈی ترقیاتی ادارہ کا قیام 18 مئی 1989ء کو عمل میں آیا۔ اب تک ترقیاتی ادارہ کو مبلغ 8,77,61,465/- روپے حکومت نے مہیا کیے جبکہ ترقیاتی کاموں پر کل خرچ 10,10,70,079/- روپے ہوئے۔ جس میں 1,33,09,322/- روپے ادارہ نے اپنے ذرائع سے حاصل کیے۔ غیر ترقیاتی اخراجات کی کل رقم 3,10,25,938/- روپے ہے۔ تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

سال	ترقیاتی اخراجات	غیر ترقیاتی اخراجات
1989-90ء	5,56,215	17,91,234
1990-91ء	72,92,602	43,54,705
1991-92ء	1,97,04,260	60,03,357
1992-93ء	2,71,70,000	90,11,000
1993-94ء	4,63,47,720	98,65,642
	10,10,70,797	31,025,938

(ب) ادارہ اب تک 29 ترقیاتی سکیمیں مکمل کر چکا ہے۔ جن پر 4.96 کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ پانچ سکیمیں ابھی جاری ہیں جن پر اب تک 2.80 کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں۔

دو رویہ سڑک کی تعمیر

*1171 حاجی عبدالرزاق ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
(الف) آیا یہ درست ہے کہ کینال بینک سے ریلوے کراسنگ مصطفیٰ آباد (دھرمپورہ) اور کینال بینک سے گندہ نالہ انفنٹری روڈ مصطفیٰ آباد (دھرم پورہ) لاہور تک دو رویہ سڑکیں بنانے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔
(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس سلسلے میں آیا اب تک کوئی منصوبہ بندی کی گئی ہے اگر نہیں تو کیا اس منصوبے پر کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(ملک مشتاق احمد اعوان)،
(الف) کینال بینک سے ریلوے کراسنگ مصطفیٰ آباد دو رویہ سڑک بنانے کی کوئی تجویز ایل ڈی

اسے کے زیر غور نہ ہے کیونکہ کینال بنیک روڈ کے بائیں جانب گرین بیلٹ ہے جو لاہور کی خوبصورتی کی مظہر ہے اور یہاں پر دو رویہ سڑک بنانے کے لیے کوئی جگہ موجود نہ ہے۔ البتہ کینال بینک سے گندہ نالہ انفنٹری روڈ دھرم پورہ تک سڑک بنانے کی تجویز زیر غور ہے۔ اور اس سلسلہ میں پی سی۔ 1 بنا کر حکومت کو منظوری کے لیے بھیجا جا رہا ہے۔

(ب) مندرجہ بالا جواب کی روشنی میں جب PC-1 کی منظوری ہو جائے گی اور حکومت فنڈز مہیا کر دے گی تو سڑک کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

گلیوں 'نالیوں اور ڈرینج سکیم کی منظوری

*1178 چودھری محمد اسلم، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ نے اپنے حکم نمبر او ایس -II۔سی ایم ایس ۔ اے پی۔ /19748-94/98 مورخہ 16 مارچ 1994ء کے ذریعے محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ اور چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیات کو موضع جانو چک ۔مانو چک ضلع منڈی بہاؤالدین میں گلی نالیوں اور ڈرینج سکیم کی منظوری دی تھی۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ مراسلہ کی روشنی میں سکیم پر کب تک عمل درآمد شروع ہو گا۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)

(الف) یہ سکیم وزیراعلیٰ پنجاب کے ڈائریکٹو نمبر 98/94-9598 اے پی ۔ سی ایم ایس ۔ ایس او ۔ II کے تحت سوشل ایکشن پرو گرام سال 95-1994ء میں شامل ہے۔

(ب) جونہی فنڈز ملیں گے کام شروع کر دیا جائے گا

واٹر سپلائی سکیم کی تکمیل

*1193 ۔ حاجی احمد خان ہرل، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ منظور حیات کالونی بھلوال واٹر سپلائی سکیم کے لیے مبلغ -/2,52,800 روپے بذریعہ چیک نمبر 3625332 مورخہ 2 جنوری 1994ء کو جمع کروائے گئے۔

(ب) ابھی کام بھی درست ہے کہ کام 27 جنوری 1994ء تک مکمل کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ لیکن ابھی تک کام شروع ہی نہیں ہو سکا۔ جس کی وجہ سے شہریوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکیم کے کام کو مکمل کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ کام جلد مکمل کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا لیکن کام کو شروع کرنے کے لیے دوسری ضروری کارروائی مثلاً تیاری تخمینہ اس کی تکنیکی منظوری ٹینڈروں کی اخبارات میں تشہیر وغیرہ عمل میں لانا ہوتی ہے یہ تمام کارروائی مکمل کرنے کے بعد کام مورخہ 4-5-1994 کو الاٹ ہو چکا ہے اور یہ کام ماہ اگست تک مکمل ہونے کی امید ہے۔

(ج) ۔ایضاً۔

گٹرز کی صفائی کے اقدامات

*1204 حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گلی نمبر 20 سالک آباد نزد موہڑا شریف نواں کوٹ لاہور میں میں بارہ سال قبل گٹرز ڈالے گئے تھے۔ جب کہ اب مذکورہ علاقے کی آبادی میں سو فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ علاقے کے گٹرز ہفتے میں چار دن بند رہتے ہیں اور واسا والوں کے پاس شکایت درج کرانے کے باوجود ان کی صفائی نہیں کی جاتی اور یہ مٹی سے بھرے پڑے ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت موجودہ گٹرز کی صفائی کے علاوہ وہاں بڑے گٹرز ڈالنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) یہ حقیقت ہے کہ گلی نمبر 20 سالک آباد نزد موہڑا شریف میں تقریباً بارہ سال پہلے گٹر ڈالے گئے تھے۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ آبادی میں بھی بتدریج اضافہ ہوتا رہا ہے۔

(ب) یہ درست نہیں کہ مذکورہ گلی علاقہ کا سیور 12 انچ قطر سے 42 انچ قطر تک کے سیور سے منسلک ہے جس کی وجہ سے اس میں پانی کا فلو بہترین ہے۔ اگر کبھی کبھار مذکورہ سیور بند ہونے کی شکایت ملتی ہے تو اسے فوری طور پر درست کر دیا جاتا ہے اور اس کی صفائی بھی شیڈول کے مطابق کی جاتی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا سیور کی صفائی شیڈول کے مطابق کی جاتی ہے اور آئندہ بھی کی جاتی رہے گی۔ جہاں تک یہاں نئے گٹر ڈالنے کا تعلق ہے تو وہ پہلے سے ہی موجود ہیں۔

میاں چنوں کے دیہات میں نکاسی آب کے منصوبوں کی تفصیل

*1260 ۔ پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1985ء سے آج تک تحصیل میاں چنوں کی حدود میں کتنے دیہات میں نکاسی آب کے منصوبے مکمل کیے گئے ہیں کتنے زیر تکمیل ہیں ان منصوبوں کے نام اور ان پر خرچ آنے والی رقم کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) نکاسی آب کی جو سکیمیں مکمل کی گئی ہیں ان کی دیکھ بھال پر اب تک کتنی رقم خرچ ہو چکی

ہے تفصیل سال وار بتائی جائے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ نکاسی آب کی اکثر سکیموں کی نامناسب دیکھ بھال کے باعث حکومت کا قیمتی سرمایہ ضائع ہو رہا ہے اگر ہاں تو آیا حکومت ان کی مناسب دیکھ بھال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) تحصیل میاں چنوں کی حدود میں دیہاتی علاقوں میں 1985ء تا 1994ء نکاسی آب کے 28 منصوبہ جات محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈویژن خانیوال نے مکمل کی ہیں۔ جبکہ نکاسی آب کے 12 منصوبے سوشل ایکشن پروگرام کے تحت زیر تکمیل ہیں(تتمہ الف)

(ب) نکاسی آب کی جو سکیمیں مکمل کی گئی ہیں ان کی دیکھ بھال پر اب تک تیس لاکھ ترپنھ ہزار کی رقم خرچ ہوئی ہے۔ خرچ شدہ رقوم کی سال وار تفصیل لف ہے۔(تتمہ ب)

(ج) نکاسی آب کی جو سکیمیں مکمل ہوئی ہیں حکومت محدود وسائل کے مطابق ان کی مناسب دیکھ بھال کر رہی ہے اور لوگوں کو نکاسی آب کی مناسب سہولت مہیا کی جا رہی ہے نئی پالیسی کے تحت حکومت تکمیل شدہ سکیموں کی دیکھ بھال ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت مقامی لوگوں کے سپرد کرنا چاہتی ہے جس کے مطابق گاؤں میں USERS COMMITTEES بنائی جائیں گی جو ان منصوبوں کی دیکھ بھال کی ذمہ دار ہوں گی۔

نوٹ: تتمہ "الف" اور "ب" لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

ہیڈ ڈرافٹسمین کی ترقی

*1352۔ بادشاہ میر خان آفریدی: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل نمبر 1 راولپنڈی کا سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین ماہ نومبر 1993ء کو ریٹائر ہو گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈرافٹسمین سروس رولز کے تحت سرکل نمبر 1 کے ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمینوں میں سے کسی ایک کو سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین کی اسامی پر پروموٹ کرنا ضروری تھا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ چیف انجینئر نارتھ زون پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل II کے سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین کو پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل نمبر1 میں بحوالہ چٹھی نمبر 4 ۔ ای ایس 154 مورخہ 20 اپریل 1994ء کے تحت تبدیل کر دیا اور لوکل ڈویژنل ڈرافٹسمین کو سرکل نمبر II میں پوسٹ کر دیا حالانکہ جس ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمین کو پوسٹ کیا گیا وہ راولپنڈی سٹیشن پر سب سے جونیئر ہے اور مذکورہ دونوسرکلوں کے ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمینوں میں بھی سب سے جونیئر ہے اور مذکورہ دونوں سرکلوں کے ڈویژن ہیڈڈرافٹسمینوں میں بھی سب سے جونیر ہے۔ جس کی وجہ سے ڈویژنل

ہیڈ ڈرافٹسمین اور ڈرافٹسمین میں بد دلی پھیلی ہوئی ہے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جب سرکل نمبر I کے سٹاف نے اس ناانصافی کے خلاف چیف انجینئر کو اپیل کی تو چیف انجینئر نے چٹھی نمبر ای - ایس - (4) 196 مورخہ 31 مئی 1994ء کے تحت ایس ای ہیلتھ انجینئرنگ سرکل نمبر I راولپنڈی کو مطلع کیا کہ یہ عارضی انتظام ہے اور سرکل نمبر I کے elocatee ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمینوں میں سے کسی ایک کو جلد ہی promote کر دیا جائے گا۔ لیکن اب تک سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین کو پروموٹ نہیں کیا گیا اور نہ تو ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمین کے عہدہ پر کسی ڈرافٹسمین کو ترقی دی گئی اور نہ ہی کسی ٹریسر کو ڈرافٹسمین کے عہدہ پر ترقی دی گئی۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک سرکل نمبر I کے ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمینوں میں سے کسی ایک کو سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین کے عہدہ پر ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) جی ہاں مسٹر مظہر الحق سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین 30۔ نومبر 1993ء کو ریٹائر ہو گیا تھا۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) جی ہاں۔ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل نمبر II راولپنڈی کا سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین سیکرٹری ہاؤسنگ فزیکل پلاننگ کے لیٹر نمبری 2-6-/93 ایچ پی اینڈ ای پی(سی) ایس او مورخہ 20 اپریل 1994ء کی ہدایت کی روشنی میں سرکلر نمبر 1 راولپنڈی میں تبدیل کیا تھا۔ جہاں تک جونیئر ہیڈ ڈرافٹسمین کو سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین کی اسامی پر پروموٹ کرنے کا تعلق ہے اسے ترقی نہیں دی گئی بلکہ اس پوسٹ کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔

(د) یہ سچ ہے۔

(ہ) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل نمبر 1 راولپنڈی کے سینئر ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمین کو سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین کے عہدہ پر ترقی دی جائے گی مگر اس وقت اس کے خلاف ایک انٹی کرپشن انکوائری چل رہی ہے جونہی اس کا فیصلہ ہو گا سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین کی اسامی پر کر دی جائے گی۔

معاوضہ کی ادائیگی کے اقدامات

*1358۔ چودھری محمد اسلم، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ترقیاتی ادارہ لاہور نے تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم میں اپروچ روڈ کی تعمیر کے لیے بذریعہ ایوارڈ مورخہ 30 دسمبر 1984ء خسرہ نمبر 1500 رقبہ موضع فتح گڑھ لاہور میں نجی مکینوں کی زمینیں حاصل کی تھیں۔ جس میں کھاتہ نمبر 214 کھتونی نمبر 667 کے حامل مالک کی 13 مرلہ اراضی بھی شامل تھی۔ جس کا معاوضہ مبلغ 2750.90 روپے لگایا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ مالک نے بذریعہ ڈائری نمبر ایل اے سی - 1-3433 مورخہ 9

اکتوبر 1994ء کو منظور شدہ معاوضہ کی ادائیگی کی استدعا کی۔ لیکن مالک مذکور کو تاحال معاوضہ کی ادائیگی نہیں کی گئی۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مالک اراضی کو معاوضہ کی ادائیگی کر کے وصولی کی رسید ایوان میں پیش کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) درست ہے کہ سائل نے مورخہ 19 اکتوبر 1994ء کو معاوضہ کی ادائیگی کے لیے استدعا کی تھی لیکن معاوضہ کی کل رقم -/2750 90 روپے ہے جو کہ ایل ڈی اے کے قواعد کے مطابق نقدی کی صورت میں قابل ادائیگی نہ ہے۔ بلکہ اس معاوضہ میں سے -/1408 روپے معاوضہ بسلسلہ موقع پر موجود ملبہ تشخیص ہوا۔ کی نقد ادائیگی کا حق دار ہے جہاں تک باقی رقم مبلغ -/1342.90 روپے کا تعلق ہے اس رقم کا 70 فیصد یعنی مبلغ 940.26 روپے سائل کے ذمہ ترقیاتی اخراجات ایڈجسٹ کر لیے گئے ہیں اور بقایا 30 فیصد یعنی مبلغ -/402.64 روپے قابل ادائیگی نہ ہیں چونکہ سائل کے ملکیتی رقبہ 13 مرلے کا 30 فیصد استحقاق 3 مرلے 203 مربع فٹ کے عوض اسے تاج پورہ سکیم بلاک اے میں پلاٹ نمبر 416 مورخہ 16-04-91 میں exempt کیا جا چکا ہے۔ اور سائل پلاٹ کے ترقیاتی اخراجات کی ادائیگی اور معاوضہ کی ادائیگی اور معاوضہ کی ایڈجسٹمنٹ کرا چکا ہے۔

(ج) جز "ب" میں وضاحت کی روشنی میں سائل کو مبلغ -/1408 روپے تشخیص شدہ بسلسلہ معاوضہ ملبہ / عمارت کی ادائیگی میں کوئی امر مانع نہ ہے بشرطیکہ سائل از سر نو مبلغ -/2750.90 روپے کی بجائے -/1408 روپے کی ادائیگی کے لیے درخواست دے۔

سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی کے پلاٹوں پر ناجائز قبضہ

*1368 ۔ سید ظفر علی شاہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی کے بلاک ایف میں دو رہائشی پلاٹ نمبر 442 اور 443 کے پچھلے نصف حصوں پر بعض افراد کا ناجائز قبضہ ماہ جنوری 1983ء میں مارشل لاء آرڈر نمبر 820 کے تحت ختم کرایا گیا تھا اگر ایسا ہے تو کیا یہ قبضہ آج تک محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے پاس ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ قبضہ واگذار ہونے کے بعد محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے مذکورہ پلاٹوں کو چار حصوں میں تقسیم کر کے محمد رمضان اور بیوہ پیر شاہ وغیرہ تین افراد کے نام الاٹ کیا تھا مگر ان افراد کو پلاٹوں کا قبضہ نہیں مل سکا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ متعلقہ کے اہلکاروں کی ملی بھگت سے سابقہ ناجائز قابضین نے نصف کی بجائے اب تک مذکورہ بالا دونوں سالم مکمل پلاٹوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اگر ایسا ہے

تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) یہ درست ہے کہ ماہ جنوری 1983ء میں مارشل لاء آرڈر نمبر 821 کے تحت پلاٹ نمبر 442-f اور 443-f سیٹلائٹ ٹاون راولپنڈی کا کچھ حصہ جس پر ناجائز تعمیر تھی گرا دی گئی لیکن سابقہ قابضین مسماۃ سفینہ جان اور مسمی محمد اقبال وغیرہ نے 26 اپریل 1989ء کو مذکورہ پلاٹوں کے پچھلے حصہ (رقبہ سات سات مرلہ) کی سول کورٹ راولپنڈی سے ڈگری حاصل کر لی۔ اسی ڈگری کی روشنی میں محکمہ ہذا نے مورخہ 10 جولائی 1989ء کو پلاٹ نمبر 442-f اور 443-f کے پچھلے حصہ جات(سات سات مرلہ) 30 فیصد examption مسمیان کرامت حسین، محمد اقبال وغیرہ کے نام (allocate) کر دیے جو اب مذکورہ رقبہ پر قابض ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ قبضہ واگزار کروانے کے بعد محکمہ ہذا نے پلاٹ نمبر 443-f کا اگلا حصہ محمد رمضان کو الاٹ کیا اور موقع پر قبضہ دے دیا لیکن بعد میں محمد اقبال (پچھلے حصہ کا مالک) نے محمد رمضان کو موقع پر تعمیر کرنے سے روک دیا۔ محمد رمضان اس معاملہ کو 1990ء میں سول کورٹ میں لے گیا جو تاحال زیر سماعت ہے۔ البتہ پلاٹ مذکورہ موقع پر خالی ہے۔

(II) پلاٹ نمبر 442-f کا اگلا حصہ (سات مرلہ) عبدالحمید کو الاٹ کیا گیا جو کہ بعد میں پلاٹ نمبر 1032-f کے ساتھ تبدیل کر دیا گیا۔

(III) پلاٹ نمبر 442-f کا پچھلا حصہ مسماۃ ساجدہ شاہ بیوہ شاہد حسین جیلانی کو مورخہ 2 فروری 1985ء کو الاٹ ہوا البتہ اس کا موقع پر قبضہ نہ دیا جا سکا۔ کیونکہ مقدمہ عدالت میں زیر سماعت تھا اور بالآخر 26۔ اپریل 1989ء کو زمین متدعویہ سفینہ جان وغیرہ کے حق میں ڈگری ہو گیا۔اور اس وقت یہ انہی کے قبضہ میں ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ پلاٹ نمبر 443-f کے اگلے حصہ (سات مرلہ) پر محمد رمضان کا قبضہ ہے۔ البتہ موقع پر تعمیر بوجہ مقدمہ نہ ہو سکی ہے۔ پلاٹ نمبر 442-f کا اگلا حصہ (سات مرلہ) بھی موقع پر خالی ہے اور اس پر کسی کا قبضہ نہ ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

گلستان کالونی فیصل آباد میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ

384۔ راجہ ریاض احمد، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) فیصل آباد ترقیاتی ادارہ نے گلستان کالونی سکیم واقع فیصل آباد میں کتنے مرے کے پلاٹ تیار کیے ان میں سے کتنے پلاٹ کن افراد کو کس تاریخ اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے الاٹ کیے گئے الاٹیوں کے نام پتے اور مجاز اتھارٹی کی تفصیلات کیا ہیں۔

(ب) متذکرہ سکیم میں کتنے پلاٹ قرعہ اندازی اور کتنے بذریعہ نیلامی الاٹ کیے گئے اور ان سے حکومت کو کتنی رقم حاصل ہوئی ہے۔

(ج) متذکرہ سکیم میں وزیر اعلیٰ کے حکم پر کتنے پلاٹ الاٹ کیے گئے تعداد پلاٹ اور الاٹیوں کے نام

و پتے کیا ہیں۔

(د) متذکرہ سکیم میں کتنے پلاٹ عدم ادائیگی کی بناء پر منسوخ کیے گئے تعداد پلاٹ اور الاٹیوں کے نام و پتے کیا ہیں۔

(ہ) کتنے پلاٹس بعد ازاں دیگر افراد کے نام منتقل کروائے گئے اور حکومت نے کن قواعد کے تحت ان کو اجازت دی تفصیلاً بتایا جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) فیصل آباد ترقیاتی ادارہ نے گلستان کالونی سکیم واقع فیصل آباد میں کنال، دس مرلہ، سات مرلہ، پانچ مرلہ اور ساڑھے تین مرلہ کے 4135 پلاٹ تیار کیے ان میں سے 93 افراد کو مختلف مجاز اتھارٹی نے اپنے احکامات سے پلاٹ الاٹ کیے جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) متذکرہ سکیم میں 3513 پلاٹ بذریعہ قرعہ اندازی اور 526 پلاٹ بذریعہ نیلام الاٹ / فروخت کیے گئے اور اس سے حکومت (ایف ڈی اے) کو مبلغ -/67339000 روپے کی رقم حاصل ہوئی۔

(ج) متذکرہ سکیم میں وزیراعلیٰ کے حکم پر کل 25 پلاٹ الاٹ کیے گئے۔ تتمہ "ب" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(د) متذ کرہ سکیم میں 58 پلاٹس بوجہ عدم ادائیگی منسوخ کیے گئے۔ فہرست تتمہ "ج" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کل 1633 پلاٹ دیگر افراد کے نام منتقل کیے گئے جس کا ایف ڈی اے کے مروجہ قواعد و ضوابط کے تحت ایسا کرنے کا الاٹی اختیار تھا۔

راولپنڈی میں ترقیاتی کاموں کی تکمیل

627۔ **سید ظفر علی شاہ**: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی شہر کی مختلف آبادیوں کے ترقیاتی کاموں کے بارے میں مورخہ 7 جون 1993ء کو روزنامہ جنگ راولپنڈی میں ڈپٹی ڈائر کٹر (انجینئر۔I) راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی راولپنڈی کی طرف ٹینڈر شائع ہوا تھا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا وہ ترقیاتی کام مکمل ہو چکے ہیں اگر کام ادھورا ہے یا بعض جگہ شروع ہی نہیں ہوا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور آیا مندرجہ بالا ترقیاتی کاموں کا فنڈ لیپس ہو چکا ہے اگر نہیں تو وہ رقم کہاں پر پڑی ہوئی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) یہ درست ہے

(ب) ٹینڈر سیریل نمبر 1,2,4,5,7 پر کام مکمل ہو چکا ہے۔ ٹینڈر نوٹس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ سیریل نمبر 6 ڈی جی آر ڈی اے کے پی ایل اے میں پڑے ہیں۔ پی

یل اے کے فنڈز لیپس نہیں ہوتے۔ سیریل نمبر 3 پر کنٹونمنٹ بورڈ راولپنڈی کی طرف سے این او سی نہ ملنے کی وجہ سے کام شروع نہ ہو سکا اور فنڈز ڈی جی آر ڈی اے کی پی ایل اے میں پڑے ہیں۔ پی ایل اے کے فنڈز lapse نہیں ہوئے۔ سیریل نمبر 8 تا 22 کے لیے حکومت پنجاب سے فنڈز مہیا نہ ہوئے ہیں اور ان سکیموں پر کام شروع نہیں کیا جا سکا۔

سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین کے عہدہ پر ترقی

628۔سید ظفر علی شاہ ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل نمبر 1 راولپنڈی کا سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین ماہ نومبر 1993ء کو ریٹائر ہو گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈرافٹسمین سروس رولز کے تحت سرکل نمبر 1 کے ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمینوں میں سے کسی ایک کو سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین کی اسامی پر پروموٹ کرنا ضروری تھا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ چیف انجینئر نارتھ زون پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ لاہور نے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل II کے سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین کو پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل نمبر 1 میں بحوالہ چٹھی نمبر 4 - ای ایس 154 مورخہ 20 اپریل 1994ء کے تحت تبدیل کر دیا اور لوکل ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمین کو سرکل نمبر II میں پوسٹ کر دیا حالانکہ جس ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمین کو پوسٹ کیا گیا وہ راولپنڈی سٹیشن پر سب سے جونیئر ہے اور دونوں سرکلوں کے ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمینوں میں بھی سب سے جونیئر ہے جس کی وجہ سے ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمینوں اور میں بد دلی پھیلی ہوئی ہے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جب سرکل نمبر I کے سٹاف نے اس ناانصافی کے خلاف چیف انجینئر کو اپیل کی تو چیف انجینئر نے چٹھی نمبر ای - ایس - (4) 196 مورخہ 31 مئی 1994ء کے تحت ایس ای ہیلتھ انجینئرنگ سرکل نمبر I راولپنڈی کو مطلع کیا کہ یہ عارضی انتظام ہے اور سرکل نمبر I کے elocatee ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمینوں میں سے کسی ایک کو جلد ہی promote کر دیا جائے گا لیکن اب تک سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین کو پروموٹ نہیں کیا گیا اور نہ ہی ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمین کے عہدہ پر کسی ڈرافٹسمین کو ترقی دی گئی۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک سرکل نمبر I کے alocatee ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمینوں میں سے کسی ایک کو سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین کے عہدہ پر ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) جی ہاں مسٹر مظہر الحق سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین 30 نومبر 1993ء کو ریٹائر ہو گیا تھا۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) جی ہاں۔ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل نمبر II راولپنڈی کا سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین سیکرٹری

ہاؤسنگ فزیکل پلاننگ کے لیٹر نمبری 2-6-/93 ایچ پی اینڈ ای پی(سی) ایس او مورخہ 20 اپریل 1994ء کی ہدایت کی روشنی میں سرکل نمبر 1 راولپنڈی میں تبدیل کیا تھا۔ جہاں تک جونیئر ہیڈ ڈرافٹسمین کو سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین کی اسامی پر پروموٹ کرنے کا تعلق ہے اسے ترقی نہیں دی گئی بلکہ اس پوسٹ کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔

(د) یہ سچ ہے۔

(ہ) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرکل نمبر 1 راولپنڈی کے سینئر ڈویژنل ہیڈ ڈرافٹسمین کو سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین کے عہدہ پر ترقی دی جائے گی مگر اس وقت اس کے خلاف ایک انٹی کرپشن انکوائری چل رہی ہے جونہی اس کا فیصلہ ہو گا سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین کی اسامی پر کر دی جائے گی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، (پوائنٹ آف آرڈر) ۔ شکریہ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ چار بج کر پینتس منٹ ہو چکے ہیں ۔ جناب یہ کیا چکر ہے جوں جوں شام ڈھلتی ہے ہمارے افضل سندھو صاحب بھی سیٹ پر ڈھلنا شروع ہو جاتے ہیں ۔

جناب ایس ۔ اے حمید، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا آپ بھی تو کوئی ایسا ہی پوائنٹ آف آرڈر نہیں کرتے جیسا محترم فاضل رکن---

جناب ایس ۔ اے حمید، جناب والا! آپ تو مجھے ہی نہیں کرنے دیتے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا جی ۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ---

جناب ڈپٹی سپیکر، اس سے ایک اور بات میں آپ کو سمجھا دوں کہ آپ اکثر یہ کہہ دیتے ہیں کہ آپ بات نہیں کرنے دیتے اکثر کہہ دیتے ہیں کہ آپ جانبدار ہیں خدا کے لیے ان الفاظ کو ذرا محتاط طریقے سے استعمال کیجیے ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ہر ایک فاضل رکن کی بات سننا چاہتا ہوں میں ہر ایک کو وقت دیتا ہوں سب سے یکساں سلوک رکھتا ہوں رولز کے مطابق اور میں اپنی عقل کے مطابق چلتا ہوں جو بات ٹریژری بنچز سے ہو چاہے وہ اپوزیشن کی طرف سے ہو سب کو میں مساوی اپنے ذہن میں رکھتا ہوں ۔ میرے ذہن میں قطعاً کوئی فرق نہیں۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! ابھی آپ فرما رہے تھے کہ آپ سب کے ساتھ یکساں سلوک کرتے ہیں۔ جناب والا! آج میں ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتا تھا ۔ آپ نے کہا تھا کہ پارلیمانی سیکرٹری کو مسئلہ کیبنٹ میں اٹھانا چاہیے تھا لہذا میں یہ point out کرنا چاہتا تھا کہ پارلیمانی سیکرٹری کیبنٹ کا ممبر نہیں ہوتا اور وہ cabinet کی میٹنگ میں شامل ہی نہیں ہو سکتا وہ اس میں حصہ نہیں لے سکتا---

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ آپ کی مہربانی--- جناب ایس۔ اے۔ حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر تھے۔

پوائنٹ آف آرڈر

نوٹس برائے طلبی توجہ کے بارے میں تردد

جناب ایس۔ اے حمید، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جمعرات کو وزیر اعلیٰ اس ایوان میں تشریف لائے تھے اور میں نے Call Attention Notice پڑھا تھا۔ Call Attention Notice پڑھنے کے بعد سپیکر نے وزیر اعلیٰ صاحب کو اس کے جواب کے لیے نہیں کہا اور جناب سپیکر! انہوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ جناب والا! میرا وہ انتہائی اہم اور ضروری Call Attention Notice تھا۔ گجرات میں یونس نامی ایک شخص کو قتل کر کے اور اس کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نہر میں بہا دیے گئے تھے لیکن جناب سپیکر! نہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کے بارے میں کوئی بات کی نہ سپیکر صاحب نے کوئی بات کی۔ تو جب یہ Call Attention Notice پڑھا گیا تو کیا اس کے بعد اس کا جواب آنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر قانون صاحب۔ یہ question arise ہوا ہے کہ پچھلی بدھ وار کو Call Attention Notice تھا اور وزیر اعلیٰ تشریف لائے تھے سوال یہاں ہوا وہ اپنا جواب دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو وہ کہتے ہیں کہ اس پر کوئی بات ہی نہیں ہو سکی آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! رولز کے تحت Call Attention Notice کا جواب اگر اس روز آ جائے تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں آتا تو جس طرح باقی کا سارا بزنس lapse ہو جاتا ہے۔ جناب سپیکر! اگر Call Attention Notice کا جواب اس روز آ جائے تو ٹھیک ہے۔ اگر نہیں آتا تو جس طرح باقی سوالات کے حوالے سے سارا بزنس lapse ہو جاتا ہے اسی طریقے سے Call Attention Notice کے زمرے میں آتا ہے۔ وہ بزنس بھی lapse ہو جاتا ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! اس بارے میں میں ایک دوسری گزارش کروں گا کہ یہی Call Attention Notice دوبارہ ایجنڈے پہ آیا۔ لیکن جمعرات کے روز چونکہ کوئی کارروائی نہیں ہو سکی لہذا اس کے بارے میں دوبارہ بات نہیں ہو سکی۔ اگر یہ lapse ہو گیا تھا تو جمعرات کو دوبارہ ایجنڈے پر کیوں لایا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ جو آپ نے پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے۔ جو بھی ایجنڈے پر بزنس ہو۔ جس طرح سے Call Attention Notice کا جواب اس روز نہیں آیا یا آگے چلے گئے۔ یہ بھی اسی طرح lapse ہو جاتا ہے جس طرح اور بزنس lapse ہو جاتا ہے۔ تاوقتیکہ سپیکر خود یہ نہ کہے کہ یہ دوبارہ ایجنڈے پہ آئے گا یا اس پہ دوبارہ بات ہو گی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! رائے صاحب نے اسے جمعرات کے لیے pending کر دیا تھا۔ جمعرات کو ایوان میں کورم ہی نہیں تھا۔ چار وزیر تھے اور پندرہ ایم پی اے تھے۔ اجلاس منعقد ہی نہ ہو سکا۔ اس لیے وہ pending ہی تصور کیا جائے گا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اسے pending نہیں کیا گیا تھا۔ جناب والا! پہلے تو میں وضاحت کرنا

چاہتا ہوں کہ جناب وزیر اعلیٰ انہی کے سوال کا جواب دینے کے لیے تشریف لائے تھے ۔ اس سے قبل بھی ایک روز مسلسل وہ یہاں تشریف فرما رہے اور اپوزیشن نے اپنے دوسرے پوائنٹ آف آرڈرز کے ذریعے Call Attention Notice کا موقع نہ آنے دیا۔ Call Attention Notice کا جواب دینے کے لیے یہ بدھ کے روز ایجنڈے پہ رکھا گیا لیکن بدھ کے روز جب وزیراعلیٰ جواب دینے کے لیے تشریف لائے تو فاضل اراکین اپوزیشن کو put کرنے کے بعد انہوں نے ایوان کے ماحول کو اس نہج پر لے گئے کہ اس کا جواب نہ آ سکا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ یہ فرمائیں' کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ رامے صاحب نے اس کو pending کر دیا تھا ۔ انہوں نے pending کیا تھا یا نہیں ۔؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! pending نہیں کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کھوسہ صاحب! آپ نے فرمایا تھا کہ انہوں نے اس کو pending کر دیا تھا لیکن اس روز کورم نہ ہونے کی وجہ سے کارروائی شروع نہ ہو سکی۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ pending نہیں کیا گیا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا ! میں وزیر قانون کی اس سٹیٹمنٹ پہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔ جناب والا! یہ کہنا کہ وزیر اعلیٰ بلڈنگ میں کہیں بیٹھے ہوئے تھے ۔ اس کا اس ایوان سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاؤس کے اندر جب وہ آئیں گے تو ہم تسلیم کریں گے کہ وہ ہاؤس کے اندر بیٹھے تھے اور Call Attention Notice نہیں دیا گیا۔ اگر کہیں احاطے میں پھر رہے ہوں تو ہمارا اس سے کیا تعلق ۔ اور بقول وزیر قانون جس وقت وہ یہاں تشریف لائے ۔ توپھر انہوں نے وہ سوال اٹھا لیا کہ آج اس کا فیصلہ ہو جانا چاہیے ۔ وہ لفظ کہتے ہیں لیکن اس کا نام نہیں لیتے ۔یعنی لوٹے کا فیصلہ ہو جانا چاہیے ۔ اس پہ سپیکر صاحب نے رولنگ دی تھی کہ وزیر قانون نے اور میں نے اپنی اپنی پارٹیوں کی طرف سے ان کے چیمبر میں ملنا تھا اور اسی پہ وہ بات ختم ہوئی ۔ وزیراعلیٰ تو جواب دینے کے لیے تو اٹھے ہی نہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! وزیر اعلیٰ جواب دینے کے لیے کھڑے ہوئے ۔ انہوں نے جواب پڑھنا شروع کیا تو ادھر سے فاضل اراکین اپوزیشن نے ایوان کے اندر شوروغل ڈال کر ان کا جواب نہ سنا جس کی بنیاد پر بحث کا رنگ مختلف ہو گیا۔اس کے بعد جب سپیکر صاحب نے ایوان کی کارروائی ملتوی کی تو انہوں نے قطعی طور پر اس بزنس کے لیے کسی آئندہ وقت کے لیے ملتوی نہ کیا۔ لہذا یہ بزنس lapse ہو چکا ہے ۔ یہ Call Attention Notice لائیں ۔ وزیر اعلیٰ اس کا جواب دینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ میرے خیال میں اب اس پہ بحث ہو گئی ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا ! بدھ کی کارروائی کو ایوان میں دوبارہ سن لیں کہ قائد ایوان نے جواب شروع ہی نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لیکن ایک بات تو ہے کہ انہوں نے پڑھا۔ وہ جواب دینے کے لیے کھڑے ہوئے ۔ لیکن آگے بات نہ ہو سکی اور بات دوسری طرف چلتی رہی ۔ پھر آپ نے اس کے لیے کہا تھا کہ

اس کو pending رکھیں۔
سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، ہمارے ممبر کی طرف سے متواتر یہ مطالبہ ہوتا رہا۔
جناب ڈپٹی سپیکر، جناب ایس اے حمید صاحب۔
جناب ایس اے حمید، ہم نے یہ کہا تھا کہ Call Attention Notice کا جواب دیں لیکن سپیکر صاحب نے اس کو فوری طور پر ملتوی کر دیا۔ پھر اس کا واضح طور پر ثبوت یہ ہے کہ بدھ کے روز یہ Call Attention Notice لگا۔بدھ کے روز وزیر اعلیٰ نے اس کا جواب دینے کی بجائے اپنی تقریر شروع کر دی۔ یہ اس کی ذمہ داری بنتی تھی کہ پہلے اس کا جواب دیتے بعد میں ہمارے قائد حزب اختلاف کی طرف سے جو مناظرے کا چیلنج تھا اس کی بات کرتے۔ لیکن انہوں نے سوال کا جواب نہیں دیا۔ بلکہ پہلے وہ بات کی۔ اس کے بعد جمعرات کے روز اگلے دن وہ دوبارہ Call Attention Notice ایجنڈے پہ آیا۔

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر۔ (سیکرٹری اسمبلی سے مخاطب ہوتے ہوئے) ایجنڈا منگوا کر یہ دریافت کیا جائے۔ ابھی ہم ایجنڈا منگوا رہے ہیں۔ جب وہ آجاتا ہے تو پھر بات کرتے ہیں--- اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ کیونکہ کافی عرصہ سے انعام اللہ خان نیازی صاحب کی تحریک استحقاق جو بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو take up کر لیں اور اس پر کوئی فیصلہ کریں۔
ملک محمد عباس کھوکھر، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر، گزارش یہ ہے کہ جب میں کل اسمبلی کا اجلاس اٹینڈ کرنے کے لیے اسمبلی آرہا تھا تو مجھے معلوم ہوا کہ میرے اور میرے کچھ ساتھیوں کے خلاف دیپالپور میں کچھ پرچے زیر دفعہ 16MPO اور دفعہ 124 کر لیے گئے ہیں۔ جب ہم نے جا کر پوچھا تو تھانے والوں نے کسی کو کوئی جواب نہ دیا۔ مجسٹریٹ صاحب وہاں تشریف فرما تھے۔ میرے ساتھی وہاں گئے۔ پولیس میرے اور میرے ساتھیوں کے پیچھے پیچھے تھی۔ انہوں نے ہمیں ایف آئی آر کی نقل بھی نہ دی۔
جناب ڈپٹی سپیکر، میری بات سنیں، آپ نے اس مسئلے کو تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار کی صورت میں یا کسی طرح اسمبلی سیکرٹریٹ میں دیا ہے۔
ملک محمد عباس کھوکھر، میں یہی گزارش کر رہا ہوں کہ میں تحریک استحقاق دے رہا ہوں۔
جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تحریک استحقاق دیں۔
ملک محمد عباس کھوکھر، میری یہ استدعا ہے کہ اس کو out of turn لے لیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ایک دفعہ اس کو سیکرٹریٹ میں تو دیں۔ میرے پاس اس کی کاپی تو آئے۔
ملک محمد عباس کھوکھر، مہربانی!
جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ!
جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر، میں آپ کے ساتھ ساتھ اسمبلی کے گاڈ

قادر جناب سپیکر! کی توجہ بھی اس طرف مبذول کرانی چاہوں گا۔ جناب والا! 20 نومبر کو مجھے اسمبلی کی طرف سے ایک مراسلہ موصول ہوا ہے۔ جس میں نوٹس نمبر 25 تحریک التوائے کار۔ ڈاکٹر جیلانی چارلس کے بارے میں ایک تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے۔ غالباً "خبریں" اخبار کی فوٹو کاپی بھی لگی ہوئی ہے۔ اس پہ میرے جعلی دستخط کیے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کو کب ملی تھی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! پرسوں اپوزیشن آفس نے مجھے یہ دی ہے کہ کیا آپ نے یہ ڈائریکٹ جمع کرائی ہے۔ میں نے کہا کہ میں کبھی بھی کوئی تحریک استحقاق، تحریک التوائے کار یا کوئی دوسری چیز ڈائریکٹ جمع نہیں کراتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا یہ آپ کے نام سے دی گئی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! میرے نام سے دی گئی ہے۔ یہ تین صفحوں کی ہے اور دستخط بھی جعلی ہیں۔ اور مجھے یہ لگتا ہے کہ اسمبلی آفس کا خدا ہی حافظ ہے۔ نہ سیکرٹری صاحب کے آفس نے یہ پتا کرنے کی کوشش کی کہ اگر میرے نام پر کوئی اس قسم کی غلط حرکت کر سکتا ہے۔ کل وہ میرے نام کا استعفیٰ لکھ کر دے گا تو آپ تو بڑے خوش ہوں گے۔ جناب یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انعام اللہ نیازی صاحب آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کی میں انکوائری کرواتا ہوں۔ اگر واقعی آپ کے دستخط نہیں ہیں تو یہ ٹھیک نہیں۔

سیکرٹری صاحب! دو دن کے اندر اندر آپ اس معاملے کی انکوائری کریں اور ہمیں جائیں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں ایسا کیوں ہوا؟۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! تحریک التوائے کار کے بارے میں ایک اور بات ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب تحریک التوائے کار کا ابھی وقت نہیں ہے۔ وہ اس کے بعد آئے گا۔ پھر آپ بات کیجیے گا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب میں صرف آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب آپ میری توجہ اس وقت مبذول کروانا جب ہم تحریک التوائے کار کو لیں گے۔ ابھی ہم تحریک استحقاق پر ہیں اور وہ بھی آپ کی تحریک استحقاق ہے لہذا آپ اس پر بات کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب آپ سن تو لیں۔ بات اتنی بڑی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں نیازی صاحب جب ہم تحریک التوائے کار پر آئیں گے تو پھر بات کریں۔ کیونکہ آپ کی بات تحریک التوائے کار سے متعلق ہے۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سید ظفر علی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! قبل اس سے کہ انعام اللہ نیازی صاحب اپنی تقریر شروع کریں۔ ایک تحریک استحقاق نمبر 2 ہے۔ ایک تو یہ short matter ہے اور دوسرا آپ سے متعلق ہے اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کو آپ کی sitting میں take up کیا جائے۔ یہ بہت short matter ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب! یہ تحاریک ہائے استحقاقات جو ہیں ان میں تین چار ایک ہی نوعیت کی ہیں۔ اس میں 72 ممبران کی ایک تحریک ہے۔ جو کہ ہم نے شروع کی ہوئی تھی صرف انعام اللہ نیازی صاحب رہتے ہیں جنہوں نے اس پر تقریر کرنی ہے۔ پھر میں نے اس پر فیصلہ دینا ہے چونکہ یہ کافی عرصے سے ' اجلاس کے شروع سے pending چلی آ رہی ہے۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ پہلے انعام اللہ نیازی صاحب کو وقت دیا جائے اس کے بعد ہم آپ کی تحریک کو لے لیں گے۔

سید ظفر علی شاہ، آپ بجا فرما رہے ہیں۔ لیکن میں اس لیے عرض کر رہا ہوں چونکہ نیازی صاحب کی تحریک استحقاق لمبی چلے گی اس لیے ---

جناب ڈپٹی سپیکر، پہلے میں انعام اللہ نیازی صاحب کو وقت دینا چاہتا ہوں۔ اور اگر آپ کی تحریک کو لوں تو پھر اس کو drop کرنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ چل رہی تھی ' انعام اللہ نیازی صاحب نے تقریر کرنی تھی اور وقت ختم ہو گیا تھا۔ اگلے دن انہوں نے تقریر کرنی تھی لیکن وقت نہیں مل سکا لہذا اب ان کو پہلے تقریر کر لینے دیں۔ جی انعام اللہ نیازی صاحب۔ میرے خیال میں آپ تقریر کرنے کے موڈ میں نہیں۔ آپ کی تحریک استحقاق ہے۔ آپ نے اس پر اپنی statement دینی ہے۔ تو میں چاہوں گا کہ آپ اس میں اپنا موقف بیان کریں۔

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، عمران مسعود صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں عمران مسعود، شکریہ' جناب سپیکر! تحریک استحقاق کے حوالے سے میرا پوائنٹ آف آرڈر بڑا متعلق ہے۔ جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں جو کہ اپوزیشن نے بلایا تھا۔ جب وہ اجلاس شروع ہوا تو اس وقت میں حبیب اللہ کیس جو کہ ایک جھوٹا کیس ہے کے سلسلے میں جیل میں تھا۔ میں نے جیل سے جناب سپیکر کے نام ایک خط لکھا جس میں یہ درخواست کی تھی کہ یہ میرا ایک آئینی اور قانونی حق ہے کہ مجھے اجلاس میں شرکت کی اجازت دی جائے۔ جناب والا! نہ تو مجھے اس خط کا کوئی جواب ملا ---

جناب ڈپٹی سپیکر، عمران مسعود صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جیل سے آپ نے جناب سپیکر کو ایک خط لکھا۔۔۔ ایسا پوائنٹ آف آرڈر first available opportunity پر اٹھایا جا سکتا ہے۔ یعنی جونہی آپ ہاؤس میں تشریف لائے تو اس وقت آپ یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتے۔ اس لحے پر اس کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی میں اس کی اجازت دیتا ہوں۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! میں ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی آیا ہوں۔ میں ہائی کورٹ گیا ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، عمران مسعود صاحب آج نہیں بلکہ آپ جس روز رہا ہو کر آئے تھے اس دن یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا تھا۔ لہذا میں اس کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ لہذا

تشریف رکھیں۔ جی انعام اللہ نیازی صاحب۔

اسمبلی کی حدود سے رکن اسمبلی کی گرفتاری

جناب انعام اللہ خان نیازی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ شکریہ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو آپ ہاؤس کو in order کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، I call the House to order نیازی صاحب آپ کی آواز ان شاء اللہ کنٹرول کرے گی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، شکریہ۔ جناب سپیکر! تین دن پہلے جب یہ تحریک استحقاق جو ہمارے 72 اراکین کی طرف سے اسمبلی میں پیش کی گئی ہے۔ جب میرے دوست اراکین نے اس تحریک استحقاق کے بارے میں بات کی تو مختلف لوگوں کی باتوں کا جواب تو اسی وقت میرے ذہن میں کافی موزوں سا آیا تھا۔ چودھری اقبال صاحب بولے۔۔۔ اور میرے دو تین دوستوں نے کہا کہ وزیراعلیٰ کو کیا ہو گیا ہے؟ اچھے مزاج کے شخص تھے، اچھی عادات کے شخص تھے اب انہیں اقتدار میں آتے ہی کیا ہو گیا ہے؟ تو مجھے اس وقت ایک شعر بڑا یاد آ رہا تھا جو میں چاہتا تھا کہ ان کے سامنے سناتا۔ آج کاش کہ اس پنجاب کے بے نام، بے تاج بادشاہ بھی سامنے بیٹھے ہوتے اور اپنی ان تعریفوں کو اپنے کانوں سے سنتے جو آج ان کی شان میں، اپنی طرف سے میں کوشش کر کے شاید بڑے ہی اچھے انداز میں پیش کروں گا۔ تو وہ شعر تھا۔۔۔

تخت تاج بدل دیتے ہیں شاہوں کے مزاج
ورنہ چنگیز بھی گود میں خونخوار نہ تھا

جناب والا! ان حالات کا ذکر جو اس وقت اپوزیشن کے ساتھ مختلف انداز اور مختلف طریقوں سے روا رکھے جا رہے ہیں۔ میں ان شاہوں کے مزاج، اس سیٹ سے اترنے کے بعد ایک دفعہ ضرور پوچھوں گا کہ جناب والا! اب وہ مزاج کہاں ہیں؟ وہ اب جھٹکے ہاتھ کہاں ہیں؟ وہ اب دلیری کہاں ہے؟ وہ اب شاہوں والے انداز کہاں ہیں؟ جو کل آپ حکومت میں بیٹھے ایک جابر اور آمر کی طرح ارکان اسمبلی پر آزماتے رہے۔ اور آپ نے ان کو اپنی انگلیوں پر نچانے کا ارادہ کرتے ہوئے جس انداز سے، جس طریقے سے اس پنجاب کی حکومت کو چلانے کی کوشش کی اب وہ انداز کہاں ہے؟ جناب والا! اسمبلی کے ماحول کی بات ہوتی ہے اور جب بھی اپوزیشن جناب سپیکر کے سامنے کسی مسئلے پر احتجاج کرنے کی کوشش کرتی ہے تو یہاں پر اتنا بڑا propaganda cell کھل جاتا ہے اور اپوزیشن کے اس احتجاج کو منفی نام دے کر اس کے مقاصد ختم کر دینے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن آج تک اس احتجاج کے محرکات کی طرف کسی نے نہیں دیکھا، اپوزیشن کے احتجاج کے ان حالات کی طرف کوئی نہیں دیکھتا جو اپوزیشن کے ارکان اسمبلی کے لیے پیدا کیے جا رہے ہیں۔ یہاں پر گھروں میں پولیس گھس جائے، ارکان اسمبلی کو خاموش رہنا چاہیے، منشاء اللہ بٹ کا بیٹا شہید کر دیا جائے ارکان اسمبلی کو خاموش رہنا چاہیے، یہاں پر ظہور پیلس میں ایک بندے کو گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے تو ارکان کو خاموش رہنا چاہیے، یہاں پر ایس پی اور ڈی سی کی بربریت کا نشانہ ہونے والے، چھتوں سے نیچے پھینکے

جانے والے لوگوں کی موت پر' ان کی شہادتوں پر اگر احتجاج کیا جائے تو یہ اپوزیشن کے منفی ہتھکنڈے ہیں - جناب والا ! آپ جس سیٹ پر بیٹھے ہیں میں آپ کے بارے میں آپ کے علاقے کے وہ حالات جانتا ہوں جو آپ کے ساتھ پنجاب کی حکومت کی طرف سے روا رکھے جا رہے ہیں یا جو آپ کے ساتھ پیش آ رہے ہیں - میں حنیف رامے صاحب کے وہ واقعات جانتا ہوں جو حنیف رامے صاحب کے حلقے میں حنیف رامے صاحب کے ساتھ پیش آ رہے ہیں - یہ انتقامی کارروائیاں--- آپ لوگوں نے تو ایک نقاب اوڑھ رکھا ہے اس کے پیچھے آپ لوگوں کے جو حالات ہیں ان سے ہم باخبر ہیں - شاید آپ لوگوں میں اتنی دلیری نہیں ہے ' اتنی جرأت نہیں ہے ' اتنا حوصلہ نہیں ہے کہ آپ ان حالات کو اسمبلی کے فلور پر لا کر discuss کریں- کیونکہ ان حالات کے discuss کرنے سے آپ کی پارٹی میں بہت بڑی دراڑیں پیدا ہو جائیں گی - آپ کے حلقے میں خادم حسین وٹو آپ کے ساتھ جو کر رہا ہے- وہ بہت سے ارکان اسمبلی اچھی طرح جانتے ہیں میاں روحیل اصغر صاحب جو جناب حنیف رامے صاحب کے ساتھ کر رہے ہیں پیپلز پارٹی کے ایک واحد رکن اسمبلی حنیف رامے صاحب جیتے ہوئے ہیں - اور ان کے ساتھ جو (ج) گروپ کا ایک غیر منتخب نمائندہ جس انداز میں کھیل کھیل رہا ہے حنیف رامے صاحب کے حالات میرے سامنے ہیں اس اسمبلی کے اندر سپیکر اور ڈپٹی سپیکر ---

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)، پوائنٹ آف آرڈر !

جناب ڈپٹی سپیکر ، ریاض فتیانہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں -

وزیر تعلیم ، جناب سپیکر! میں فاضل رکن سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کس پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر رہے ہیں اور ان تمام باتوں کا تحریک استحقاق کے ساتھ کیا تعلق ہے - یہ irrelevant باتیں کر رہے ہیں ان کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ---

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے -

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! میں قربان جاؤں اپنے وزیر موصوف سے ---

جناب ڈپٹی سپیکر ، انعام اللہ خان صاحب بات سنیں-

جناب انعام اللہ خان نیازی ، آپ نہ بولیں مجھے بولنے دیں ---

جناب ڈپٹی سپیکر ، انعام اللہ صاحب آپ حوصلہ کریں آپ کی باتیں بھی حوصلے سے سنی جا رہی ہیں ریاض فتیانہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے کیونکہ اس وقت آپ نے اپنی گرفتاری کی تحریک پر short statement دینی ہے یہ نہیں کہ آپ نے دو گھنٹے کے لیے over all تمام پالیسیوں کو زیر بحث لانا ہے یہ بات نہیں- اس لیے ریاض فتیانہ صاحب نے جائز پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے آپ کو کہا ہے کہ آپ relevant رہیں - جس طرح آپ کو گرفتار کیا گیا اور جو بات آپ کے ساتھ ہوئی ہے آپ اس کو زیر بحث لائیں - مہربانی شکریہ -

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں آپ کے سامنے اسی چیز کی تو وضاحت کر رہا ہوں ----

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی مہربانی شکریہ -

جناب انعام اللہ خان نیازی، یہ کل کے فنکار جنھوں نے اپنی فنکاریوں سے ابھی تک اپنے اقتدار کی رسی تھام رکھی ہے ۔ میں انہی محرکات کی بات کر رہا ہوں سٹیٹمنٹ تو یہ ہے کہ میں باہر نکلا پکڑا گیا چلا گیا اور چھٹی کیا آپ یہی statement چاہتے ہیں ؟ جناب والا! میں اسی بات پر زور دے رہا ہوں کہ ان محرکات کی طرف دیکھیں ان محرکات کی وجہ سے اس وقت یہ اسمبلی مچھلی منڈی بن چکی ہے آپ ان حالات کو دیکھیں ۔ بہرحال 6 تاریخ کو میری رہائی ہوئی میں 10 تاریخ کو میانوالی گیا تو میرے علاقے کے لوگوں نے میرا استقبال کیا تو ڈپٹی کمشنر نے مجھ پر پرچہ درج کر دیا ۔ اندازہ کریں بات یہاں پر ختم نہیں ہوئی اس وقت پنجاب ایک سیاسی ٹھگ کے حوالے ہے ۔ ایک سیاسی ٹھگ جو ساری پارٹیوں کو ٹھگ کر اپنے اقتدار کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا ہے ۔ میں ان طبلہ بجانے والوں سے پوچھتا ہوں کہ اگر کل منظور موہل صاحب کے ساتھ یہی واردات ہو گی ---

وزیر قانون، جناب سپیکر ! ایک تو معزز رکن اسمبلی کو relevant کیا جائے اور انھوں نے جو انتہائی ناشائستہ انداز میں غیر پارلیمانی الفاظ کہے ہیں ---

جناب انعام اللہ خان نیازی ، کون سے الفاظ غیر پارلیمانی ہیں ؟ ---

جناب ڈپٹی سپیکر ، انعام اللہ صاحب آپ تشریف رکھیں ذرا آپ صبر کے ساتھ برداشت کریں ۔ وزیر قانون بول رہے ہیں

وزیر قانون، جناب والا ! سیاسی ٹھگ کے ناشائستہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔ اور انھیں relevant کیا جائے اور ان سے کہا جائے کہ یہ پارلیمانی انداز میں بات کریں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، انعام اللہ صاحب آپ تشریف رکھیں

جناب انعام اللہ خان نیازی ، میں یہ الفاظ بار بار کہوں گا کل کے لونڈے آج کی سیاست کے علمبردار بنے بیٹھے ہیں یہ کل جب اقتدار سے باہر ہوں گے تو سڑکوں پر بیٹھ کر بھیک مانگیں گے ---

جناب ڈپٹی سپیکر ، انعام اللہ خان آپ یہ بات نہ کیجیے ۔ آپ آرام سے تقریر کیجیے اور جو آپ کی گرفتاری سے متعلق ہیں انھیں نکات پر بات کیجیے ۔ یہ تو ایک ایسا chapter ہو گیا جیسے ہم بجٹ تقریر کر رہے ہیں اور قائد حزب اختلاف ہیں جنھوں نے تین چار گھنٹے تقریر کرنی ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، پوائنٹ آف آرڈر !

وزیر محنت (ملک اقبال احمد خان لنگڑیال) ،جناب سپیکر ---

جناب ڈپٹی سپیکر ، کھوسہ صاحب کے بعد آپ کو ٹائم دوں گا ۔

وزیر محنت، جناب والا! **

جناب ڈپٹی سپیکر ، اقبال لنگڑیال صاحب نے جو بات کی ہے یا جو ایسی بات ہے جو غیر جمہوری ہے کسی کے بارے میں تضحیک آمیز ہے میں وہ کارروائی سے حذف کرتا ہوں ۔ جی کھوسہ صاحب ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ حزب اقتدار کے حضرات

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

بلاوجہ جذبات میں آ رہے ہیں کیا اس شخص سے پوچھا گیا ہے کہ جس کو اسمبلی کے احاطہ سے جس ظالمانہ طریقے سے گرفتار کیا گیا اگر وہ جذبات سے بات کرتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کھوسہ صاحب ان کو اسی لیے floor دیا ہے اسی لیے ان کی بات سن رہے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! مجھے عرض مکمل کرنے دیں۔ جو میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے وہ تو سن لیں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جسے یہ قائد حزب اقتدار کہتے ہیں ان کا بیان اخبار میں چھپا ہے کہ انھوں نے اس امر کی سخت مذمت کی ہے تو ان کی مذمت کا کیا اثر ہوا؟ کیا وہ تھانیدار یا وہ ڈی ایس پی جو اس کے محرک تھے ان کو معطل کیا گیا یا ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی؟ کیا اب بھی یہ حق بجانب نہیں کہ ان کو سیاسی ٹھگ کہیں؟ یہ سیاسی بیان نہیں تھا تو اور کیا تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہی بات اچھے طریقے سے بھی کی جا سکتی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! میں یہی بات بہت اچھے انداز میں کر رہا ہوں۔ یہی سیاسی ٹھگ بازی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اذان ہو رہی ہے نماز کا وقت ہو گیا ہے

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: لیکن یہی بحث دوبارہ جاری ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نماز کے لیے 25 منٹ کے لیے ہاؤس کو ملتوی کرتا ہوں۔ انشاء اللہ نماز کے وقفہ کے بعد 5.30 پر ہاؤس دوبارہ شروع کریں گے۔

(اس مرحلے پر نماز مغرب کے لیے 25 منٹ کے لیے ہاؤس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفے کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر پانچ بج کر تینتیس منٹ پر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب انعام اللہ خان۔ اس سے پہلے کہ انعام اللہ صاحب تقریر شروع کریں، تحریک التواء کے لیے آدھ گھنٹہ ہوتا ہے، تحریک استحقاق کے لیے وقت کی fixation نہیں۔ لیکن روایت یہی رہی ہے کہ آدھ پونے گھنٹے تک ہم تحریک استحقاق کے لیے وقت مقرر کرتے رہے ہیں۔ لیکن اس اجلاس میں چونکہ یہ ایک خاص وقوعہ ہوا تھا جس کے لیے ہم نے اس کو latitude دیا اور تحریک استحقاق پر بڑا وقت دیا۔ اگر ہم ان پر ہی بحث کرتے رہے تو قانون سازی جو ہمارا اسمبلی کا اصل کام ہے۔ اس پر ہم پہنچ نہیں پائیں گے۔ لہذا میں فاضل رکن کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ذرا اختصار سے اپنے موقف کو بیان کیجیے تاکہ ہم آگے اپنا کام شروع کریں۔ مہربانی، شکریہ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری تقریر پر بہت سے لوگوں کو تکلیف ہو رہی تھی۔ بہت سے لوگ یہ کوشش کر رہے تھے کہ میری باتوں کا جواب دے سکیں۔ لیکن آج میں ایوان

کے ان مہربانوں سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ میری گرفتاری پر جس انداز سے ڈرامہ رچایا گیا' جس انداز سے یہ بیانات دیے گئے' پوری پنجاب کی سیاسی باڈی نے ایک بات کو لوگوں پر واضح کر دیا کہ میری گرفتاری ایک غیر قانونی حرکت تھی۔ میں ان مہربانوں کی سیاسی بیان بازی کو مانتا ہوں۔ میں ان کو اس وقت تو کچھ نہ کہہ سکا لیکن آج ایوان کے اندر میں یہ بات آپ سے پوچھتا ہوں جناب سپیکر! بیان بازی کی عملی کارروائی کے بعد عمل دکھانے کی بات۔ ایک طرف وزیر اعلیٰ یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ گرفتاری ایک غیرقانونی حرکت ہے۔ یہ گرفتاری غلط ہوئی ہے۔ ایک طرف گورنر پنجاب کہتے ہیں کہ یہ گرفتاری غیرقانونی تھی۔ میں پوچھتا ہوں' میری گرفتاری کے پیچھے اگر نہ گورنر کا ہاتھ تھا' نہ وزیر اعلیٰ کا ہاتھ تھا تو وہ کون سی طاقت ہے جس نے اسمبلی کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے ایک رکن اسمبلی کو ان بدمعاشوں کے حوالے ہونے دیا؟ ان بدمعاشوں کے ذریعے غنڈہ گردی کروائی گئی؟ یہ کون لوگ ہیں؟ اس کے بعد بیان آیا کہ جناب' ہم تحریک استحقاق پیش کریں گے۔ یہاں پر وزیر موصوف اٹھ کر اعتراض کر رہے تھے کہ سیاسی ٹھگ غیرپارلیمانی الفاظ ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ سیاسی ٹھگی نہیں تو کیا ہے کہ میرے بارے میں تحریک استحقاق داخل کرنے کے دعوےداروں نے آج کے دن تک کون سی عملی کارروائی کی ہے؟ اس اسمبلی کے استحقاق کو جس برے طریقے سے ایک سابقہ سپیکر جس انداز سے پامال کر رہا ہے اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ یہاں کا سپیکر' یہاں کا ڈپٹی سپیکر سب وزیر اعلیٰ کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔ کوئی کام اسمبلی کے اندر وزیر اعلیٰ کی مرضی کے بغیر نہیں ہوتا۔ میں آج وزیر اعلیٰ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ریاض فتیانہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! معزز رکن اسمبلی نے جناب سپیکر اور جناب ڈپٹی سپیکر کے conduct کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کیے ہیں۔میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ ان الفاظ کو واپس لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ بہرحال ذرا احتیاط کیجیے۔ مہربانی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: **

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

وزیر تعلیم: سر، میری گزارش ہے کہ ان الفاظ کو اسمبلی کی کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں آپ کی بات میں نے سن لی ہے۔جی، شروع کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: میں آج جمہوریت کے ان جھوٹا پروپیگنڈا کرنے والوں سے ایک بات پوچھتا ہوں کہ کیا وہ ٹوپی ڈرامہ جو اخباروں کی زینت بنتا رہا جب وہ اخباروں میں بیانات دے رہے تھے اور ساتھ مجھے تھانے کے اندر یہ پیغامات سی ایم ہاؤس سے آرہے تھے کہ ذاتی مچلکے پر رہائی لے لو۔ میں نے تو اپنے اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس بھیک میں ملتی ہوئی رہائی کو اپنے جوتے کی نوک پر پھینکا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین) لیکن آج میں پوچھتا ہوں ان جمہوری دعوے داروں سے کہ جو یہاں پر ہر ایکشن کو، ہر اپوزیشن کی اس حرکت کو جو ہم تحریک استحقاق کے ذریعے دیتے ہیں یا تحریک التوائے کار کے ذریعے دیتے ہیں، اوپر سے وزیر اعلیٰ پوری اسمبلی کے نظام کو چلا رہا ہے۔ ****************

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں۔ یہ بہت سخت الفاظ ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! میں وہ الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی۔ (قطع کلامیاں) وہ الفاظ واپس ہوگئے ہیں۔اور میں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! میں وہ الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ (قطع کلامیاں) میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کردیے ہیں۔ اور انہوں نے بھی بڑی فراخدلی کامظاہرہ کیا ہے۔ جی شکریہ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! میں نے الفاظ واپس لے لیے ہیں۔ یہ نمبر ٹانگنے والوں کو کہیں کہ نمبر گھر جا کر ٹانگیں۔ یہاں پر نمبر نہ ٹانگیں۔

وزیر محنت: جناب والا۔ کیا ہمارے موصوف ممبر short statement دے رہے ہیں؟ آدھا گھنٹہ انہوں نے پہلے بھی لے لیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ میرے خیال میں ہاؤس میں دیر سے آئے ہیں۔میں نے آتے ہی ان سے گزارش کی ہے کہ آپ نے اپنی short statement کو جلدی ختم کرنا ہے۔

وزیر محنت: جناب والا! اس کے ساتھ relevant بھی ہونی چاہیے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: لنگڑیال صاحب تشریف رکھیں۔ ہاؤس میں نے چلانا ہے۔(قطع کلامیاں) ***** یہ

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا)

تمام الفاظ جو لنگڑیال صاحب نے کھڑے ہوکر کہے ہیں یا اس طرف سے کہے گئے ہیں میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں ۔ جی۔

راجہ ریاض احمد. پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر. جی میں پہلے راجہ ریاض احمد صاحب کوسن لوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر کے نام پر کیا گل کھلاتے ہیں ۔ جی فرمایئے ۔ (قطع کلامیاں) میری بات سنیں ۔ شوکت صاحب آپ شائد سنجیدہ نہیں ہیں۔ کیونکہ جو اخبارات میں حقیقت بیان ہوتی ہے کہ اسمبلی کے لوگ آئے ' کورم نہیں تھا' اجلاس اگلے دن پر چلا گیا۔ پھر آئے اور اجلاس اگلے دن ہو گیا ۔ آپ سنجیدہ نہیں ہیں ۔ میں بھی جانتاہوں کیسے روکنا ہوتا ہے۔ اگر میں ابھی روک دوں وہ واک آؤٹ کر جائیں اور پوائنٹ آف آرڈر raise کردیں کہ ہاؤس میں کورم نہیں ۔ تو پھر کیا ہوگا ؟ میں بھی وقت کے انتظار میں ہوتا ہوں کہ کب کچھ کہنا ہے۔ اس لیے وزراء صاحبان برائے مہربانی خیال رکھیں کہ سپیکر دونوں سائیڈ کا ہوتا ہے ۔ وہ بیٹھا ہے ۔اس نے ہاؤس چلانا ہے' وہ کیسے چلائے گا ۔ اگر میں آپ کے کہنے پر لگوں تو پھر یہ ہوگا کہ ہاؤس چل نہیں سکے گا۔ برائے مہربانی ذرا صبر کریں ۔ وہ اگر کوئی ایسی بات کرتے ہیں تو آپ کی طرف سے ایسی بات نہیں ہونی چاہیے ۔ آپ تحمل اور بردباری سے کام لیں ۔ تاکہ پنجاب کے عوام دیکھیں کہ یہاں ہاؤس میں کیا ہو رہا ہے ۔ مہربانی ۔

چودھری شوکت داؤد. پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر. شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

چودھری شوکت داؤد . جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر تحریک استحقاق کے حوالے سے ہی ہے ۔ جیسے کہ آج آپ نے فرمایا اور میں نے اس دن بھی یہ کہا تھا کہ میرا خیال ہے کہ یہ تحریک استحقاق اپنی نوعیت کی واحد تحریک استحقاق ہے جس پر 78 ممبران کے دستخط ہیں ۔ بلکہ میں ایمانداری سے یہ کہوں گا کہ ـــ

جناب ڈپٹی سپیکر . اب آپ یہ کیا بات کررہے ہیں ۔ اس بات کا سب کو پتا ہے ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

چودھری شوکت داؤد . جناب والا! میں اسی طرف آرہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر. نہیں ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر میں کون سی ایسی بات کررہے ہیں ۔ یہ تو سب کو پتا ہے ۔

چودھری شوکت داؤد . جناب والا! میں اسی طرف آرہا ہوں ' میں ہاؤس کی سنجیدگی کی طرف آرہا

ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے خود کہہ دیا ہے۔ میں نے بڑے سخت الفاظ کہے ہیں۔ بڑی مہربانی۔ جی انعام اللہ خان صاحب۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: شکریہ جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: میری وہی گزارش ہے جو میں نے پہلے کی تھی۔ آپ ذرا ہاؤس کی طرف آئیں کہ اسے کمیٹی کے سپرد کریں----

جناب انعام اللہ خان نیازی: جی بالکل صحیح ہے۔ جناب والا! جمہوری تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اس ڈھونگ رچانے والی حکومتی پارٹی جو اس وقت جمہوری دعوے کررہی ہے' آج اس بات کا فیصلہ ہو جانا چاہیے کہ ایک اسمبلی کے ممبر کو اسمبلی کے احاطے سے صرف اس لیے اٹھا لیا جاتا ہے کہ اس کا قصور' اس کے بعد میں اپنا قصور بھی بتاتا ہوں' جب حکومت ضلعی انتظامیہ کو جیالوں اورلٹیروں کے حوالے کر دے جب ضلعی انتظامیہ سیاستدانوں کے اشاروں پر طوائف کا ناچ ناچے تو میں پوچھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب کی میرے بارے میں وہ آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی؟ میں بار بار اس اسمبلی کی فلور پر کہہ چکا ہوں کہ ایک شرابی ڈپٹی کمشنر جو وزیر اعلیٰ پنجاب کا چھ سال دیپالپور میں بطور اے سی ساتھ دے کر میانوالی میں پہلی دفعہ ڈپٹی کمشنر لگا۔ جس شخص نے ایک ممبر اسمبلی کو یہ کہہ کر ٹیلیفون کرایا کہ تم پر میں نے پرچہ دے دیا ہے تم میانوالی شہر چھوڑ جاؤ۔ جناب والا! ایسے ڈپٹی کمشنروں کے مزاج درست کرنے مجھے آتے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ شرابی جواری اور لٹیرے ضلعوں پرحکومتیں کریں۔اور ان کے عیب ان ڈاکوؤں لٹیروں کے نیچے دبے رہیں۔آج میں پوچھتا ہوں کہ آج تک ان کے کانوں پر جوں اس لیے نہیں رینگی کہ اپوزیشن کی طرف یہ اعتراض لگا ہے کہ جب بھی کوئی تحریک پیش کی جاتی ہے تو اس لیے reject کر دی جاتی ہے کہ وہ اپوزیشن بنچز کی طرف سے ہے۔ جناب والا! میں پوچھتا ہوں کہ یہ کل کے آنے والے دور کو کیوں بھول رہے ہیں؟ یہ کیوں اس چیز کو ignore کر رہے ہیں کہ کل یہی حالات جب ان پر آئیں گے تو کیا ہوگا۔ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بڑے بیٹھے ہوتے ہیں ایک ادھر' ایک اُدھر۔ ایک ادھر کی پالیسی اگر آج نہیں چلی تو کل بھی نہیں چلنے دیں گے۔ جن لوگوں نے اپنے تحفظ کی ضمانتیں اپنے ایک آدھ ممبر کو دوسری طرف بٹھا کر حاصل کی ہوئی ہیں ان کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ سیاسی دشمنیاں ذاتیات کی طرف دھکیلی جارہی ہیں۔ میرا جرم کیا تھا؟ جناب سپیکر! میں جانتا ہوں۔ میرا جرم تھا کہ جب میں نے قادیانیوں کے خلاف آواز اٹھائی تھی اور یہ حقیقت ہے۔ ان

محرکات کے باقاعدہ ثبوت میرے پاس موجود ہیں ۔ میں نے کہا تھا کہ قادیانیوں کی اس سازش کو بے نقاب کیا جائے ۔ شیعہ سنی کے درمیان فساد کی جڑ قادیانیوں کی وہ سازشیں ہیں جس کو صوبے کی protectionل رہی ہے ۔امریکہ نیویارک میں بیٹھا ہوا سابقہ چیئرمین پلاننگ کمشن جو پورے پنجاب کو اس وقت اپنی انگلیوں پر نچا رہا ہے ۔ اس سازش کو بے نقاب کرنے کا میں نے عہد کیا تھا اور پریس کانفرنس میں میں نے کہا تھا۔ آج اللہ کا لاکھ لاکھ فضل ہے شکر ہے کہ میں آج بھی اس سے زیادہ مضبوط کھڑا ہوں ۔ آج بھی میں اس فلور پر اعلان کرتا ہوں کہ اس سازش کو ' قادیانیوں کو اس ملک میں رہنے کا آئینی حق ہے ۔ جناب والا! ہم اس حق کو تسلیم کرتے ہیں ۔ قادیانیوں کے گروہ تسلیم نہیں کرتے جو اس ملک میں شیعہ سنی فسادات کی آڑ میں اپنے گھناؤنے عزائم پایہ تکمیل تک پہنچا رہے ہیں۔ جناب والا! جس دن میری گرفتاری ہوئی جناب وزیر اعلیٰ فرمانے لگے کہ انعام اللہ نیازی اسمبلی میں بیٹھنے کے آداب سیکھیں۔ میں کہتا ہوں کہ جہاں پر وزیر اعلیٰ کے اپنے آداب ابھی تک بلدیاتی نظام میں پھنسے ہوئے ہیں ۔ ابھی تک بلدیاتی لیول کے تھانے اور تھانے دار کی سیاست کو فروغ دیا جا رہا ہے وہاں پر یہ صوبے کی باگ ڈور سنبھالنے کے لیے آج یہاں پر یہ کہا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کے لیے اب میں صرف تین چار منٹ دیتا ہوں۔ اس میں آپ اپنی تقریر کو wind-up کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب والا ! آپ کی بات بجا۔ میں بات ختم کر دوں گا۔ مجھے انہی کی انتظامیہ کے پولیس آفیسر نے بتایا کہ آپ کی قسمت اچھی تھی کہ پولیس تھوڑا سی پلاننگ mis-feed کر گئی۔ پلاننگ کو صحیح طریقے سے پایہ تکمیل تک نہیں پہنچایا گیا اور غلطی سے صحافی حضرات اور میرے بہتر ' پچھتر ممبران اسمبلی کے سامنے مجھے گرفتار کرنے کی پولیس کی غلطی سامنے آ گئی ورنہ یہ بات پکی تھی کہ یہاں اپوزیشن کے آٹھ دس ممبرز اسمبلی کو ایک دلائی کیمپ میں پہنچایا جانا تھا۔

معزز ممبران اپوزیشن ، شیم شیم

جناب انعام اللہ خان نیازی ، اور دو اڑھائی مہینے کے لیے واویلا ڈالتی ' اپوزیشن احتجاج کرتی لیکن انھوں نے برآمد نہیں ہونا تھا۔ تو میری گرفتاری کے بعد سول لائن تھانے کے اندر ایک دفتر کھل گیا تھا کہ میرے طالب علمی کے زمانے کے کیس بھی نکالے جائیں۔ میرے میانوالی کے کیس بھی لائے جائیں۔ فائلیں کھولنے کی ڈپٹی کمشنر اور ایس پی اوز کو اطلاعیں بھیجی گئی تھیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ ہر کوئی اپنی طرح ہم لوگوں کو جرائم پیشہ سمجھتے ہیں۔ گھوڑیوں کے پرچے ان پر درج ہوئے۔ گھوڑی چوری

کا پرچہ دیپالپور کی تاریخ میں on record ہے اور ہمارے پرانے پرچے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ بے داغ ماضی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج ایک وزیر اعلیٰ بدنیتی انداز میں اور اس کے بعد کیا ہوا؟ یہاں پر پولیس افسروں کو ہدایات دی گئیں۔ میں یہ بات on record لانا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کے ممبر اسمبلی کو اخلاقی جرموں میں بند کیا جائے۔ ابھی تک اللہ کا شکر ہے۔ جس طرف جاتے ہیں، جس کونے میں جاتے ہیں، اخلاقی جرموں کے ارکان اسمبلی پکڑنے کے لیے جو دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں تو آگے سے اپنی ہی پارٹی کا بندہ باہر آتا ہے۔ اندازہ کر لیں۔ جدھر جاتے ہیں پتا چلتا ہے کہ یہاں پر ایم پی اے غلط کاری کر رہا ہے۔ جب دروازہ کھٹکتا ہے تو اندر سے اپنا اسمبلی کا ممبر باہر آ رہا ہے۔ تو وہاں پر چپ ہو جاتے ہیں۔ میں آپ کے ذہن میں یہ بات on record لا رہا ہوں کہ ممبران اسمبلی اپوزیشن کو اخلاقی جرائم میں بند کرنے کی بات کی جا رہی ہے۔ آپ ہمیں بتائیں۔ بات ہوتی ہے اپوزیشن کے رویے کی۔ بات ہوتی ہے اپوزیشن کے احتجاج کی۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! میری تو تمنا تھی کہ آپ یہ کہانی جو لیلیٰ مجنوں کی بڑے عرصے سے اس ایوان میں چھڑ رہی ہے، جب سے آپ نے یہ سیٹ سنبھالی ہے میری بڑی تمنا تھی کہ آپ اپنے کانوں سے وہ کہانی سنتے۔

جناب سپیکر: میں نے پوری کہانی سنی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب! آپ چھپ چھپ کر کہانیاں نہ سنا کریں۔ ذرا سامنے آ کر میدان میں۔ ذرا آنکھوں سے آنکھیں ملا کر۔

جناب سپیکر: دیکھیے یہ درمیان میں آتا ہے۔ میں اسے اٹھا رہا ہوں۔ (تلاوت کے لیے رکھا گیا مائیک اٹھایا گیا) اب آپ کے پاس ایک منٹ ہے آپ wind-up کریں پلیز۔ (قہقہے)

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا! نہیں، یہ ناانصافی ہے۔ یہ ناانصافی ہے۔ بہر حال میں ختم کرتا ہوں۔ ایک منٹ ہی گے گا۔ میں اس floor پر آپ کی اور سپیکر کی بے بسی کی داستان سنا چکا ہوں۔

جناب سپیکر: میں سن چکا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: اور میرا خیال ہے کہ آپ کو اس بات کا احساس ہو گا کہ میں اس داستان میں جھوٹا نہیں ہوں۔ میں صحیح بیان کر رہا تھا۔ آپ نے اللہ کو جان دینی ہے۔

ایک آواز، آپ نے کس کو دیتی ہے؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، آپ دیکھ لیں - میں نے غلط نہیں کہا تھا۔ بہرحال آپ کے ساتھ جو ہو رہا ہے - ہم تو پھر کسی کھاتے میں نہیں آتے۔

جناب سپیکر! ہمارے احتجاج کی بات کی جاتی ہے۔ اسمبلی کو مچھلی منڈی کے طور پر پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔ میں پہلے گزارش کر چکا ہوں کہ ان کے پیچھے محرکات کی طرف کوئی نہیں دیکھتا۔ ہم اسمبلی میں احتجاج نہ کریں۔ ہم عدالتوں سے انصاف کی توقع نہ رکھیں۔

جناب سپیکر! آپ پنجاب کی انتظامیہ کی حرکات کا اندازہ کر لیں۔ ایک انعام اللہ خان ایڈیشنل سیشن جج تھا اس کی ٹیبل پر صبح سویرے صرف اس لیے ٹرانسفر آرڈر پڑا ہوا تھا کہ اس نے مسلم لیگی کارکنوں کی ایک دن پہلے ضمانتیں لے لی تھیں۔ ہائی کورٹ میں جائیں تو ریڑھیاں لگی ہیں۔ ہر انصاف ملے گا اڑھائی آنے۔ آپ مجھے بتائیں کہ وہ کون سا فورم ہے جس پر یہ بات کی جائے؟ آپ ہماری تحریک استحقاق کو اس لیے رد کر دیتے ہیں کہ ایوان کے اندر بدمزگی پھیلے گی۔ میں پوچھتا ہوں آپ ہمیں ایک pattern بنا کر دیں جس کے تحت ہم تحریک التواء یا تحریک استحقاق پیش کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم نہیں کر سکتے۔ یہاں پر اپوزیشن لیڈر کی جو عزت داری کی جا رہی ہے وہ on paper آپ کے سامنے چودھری پرویز الہیٰ پہلے گزارشات کر چکے ہیں۔ باہر نکلیں پولیس کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ اندر آئیں آپ کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ عدالتوں میں جائیں جیالے ججوں کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! پھر ایک ہی راستہ ہے کہ پہاڑوں پر چڑھ جائیں۔

کہاں لا کر مارا ہے آدمیت کی تمنا نے
یہاں پر منصفوں کے فیصلے قاتل بدلتے ہیں

آوازیں، واہ واہ۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیے۔ بڑی مہربانی۔ لاء منسٹر۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس پر صحیح معنوں میں ایک ہفتے کے اندر اندر رپورٹ تیار کر کے آپ کے سامنے پیش کی جائے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیے۔ لاء منسٹر۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ مختلف تحاریک پیش کی گئیں۔ اس بارے میں میری گزارش ہے کہ پہلی تحریک جو قائم مقام قائد حزب اختلاف چودھری پرویز الہیٰ کی طرف سے ہے اس کا مجھے الگ جواب

دیے جانے کی اجازت دی جائے۔ باقیوں کا میں الگ جواب دوں گا۔

جناب سپیکر : اجازت ہے۔ پہلی تحریک پر آپ جو کہنا چاہتے ہیں کہیے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! یہ واقعہ جس کے حوالے سے جناب قائد حزب اختلاف نے تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ یہ ایک افسوس ناک واقعہ ہے اور میں بھی یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ واقعہ قابل تحسین نہیں ہے۔ بے شک نفس مضمون کے لحاظ سے یہ واقعہ اسمبلی کے purview میں نہیں آتا کیونکہ اس میں اس قسم کے الفاظ لکھے گئے ہیں کہ فاضل رکن اسمبلی کو یہاں سے اغواء کیا گیا۔ ایک تو یہ بات طے شدہ ہے کہ انھیں اغواء نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہی انھیں جناب قائد ایوان کے حکم پر arrest کیا گیا۔ یہ بھی غلط بیان ہے۔

معزز ممبران اپوزیشن : جھوٹ۔ جھوٹ۔

وزیر قانون : البتہ چونکہ اسمبلی کی حدود سے گرفتاری ہوئی ہے اور یہ issue ضرور raise ہوتا ہے کہ کیا اس حدود سے گرفتاری سے privilege breach ہوا ہے یا نہیں؟ یہ انتہائی غور طلب ہے۔ جہاں تک اغواء کے حوالے سے تعلق ہے تو فاضل رکن اسمبلی نے کورٹ سے رجوع کیا اور کورٹ سے جسٹس مشتاق احمد صاحب نے اپنے فیصلے میں یہ بات establish کی کہ انھیں legally arrest کیا گیا تھا لیکن چونکہ اسمبلی کی حدود سے ایک رکن اسمبلی کو اغواء کیا گیا اور جہاں پر محترم قائد حزب اختلاف بھی موجود تھے اور دیگر اراکین اسمبلی بھی موجود تھے اور یہ تحریک جو ہے یہ recent accurrence سے بھی تعلق رکھتی ہے اس لیے جناب سپیکر! میں اس تحریک کو technically knock out کروانے کی بجائے اور یہ reference دینے کی بجائے کہ رول 65 کے زمرے میں نہیں آتی میں یہ سمجھتا ہوں کہ چونکہ Assembly کی premises سے کسی بھی رکن اسمبلی کا arrest کیا جانا ہماری اسمبلی کے وقار کے حوالے سے ایک ایسا issue ہے کہ جس کی مزید تحقیقات ضروری ہے اور یہ معاملہ ایوان کے اراکین کی استحقاق کمیٹی سے تحقیقات ہونے کے بعد ایوان کے سامنے ضرور آنا چاہیے۔

جناب والا! جہاں تک محض اس واقعے سے اغوا کا تعلق ہے میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ وہ معاملہ کورٹ سے establish ہو چکا ہے کہ انہیں اغوا نہیں کیا گیا اور پھر جناب انعام اللہ نیازی صاحب کی گرفتاری کے واقعے پر جناب قائد ایوان نے بھی افسوس کا اظہار کیا اور انہوں نے بھی اس انداز سے اس گرفتاری کو واضح طور پر قابل مذمت کہا اور انہوں نے اس سلسلے میں میرے ساتھ بھی بات کی اور انہوں نے کہا کہ کسی بھی رکن اسمبلی کا اس طریقے سے arrest کیے جانے سے ہم یہ

محسوس کرتے ہیں کہ یہ قابل تحسین نہیں۔ تو جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ واقعہ افسوس ناک ہے یہ قابل تحسین نہیں یہ قابل دفاع بھی نہیں اور جناب قائد حزب اختلاف کی جو یہ تحریک ہے یہ میں سمجھتا ہوں کہ میری ان معروضات کے باوجود ان کی اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس تحریک کو منظور کیا جائے۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جناب وزیر قانون صاحب نے اس کو rightly Privileges Committee کے سپرد کرنے کی تجویز پیش کی ہے اور یہ تجویز ہماری طرف سے بھی پیش کی جا رہی ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ لیکن اس سے پہلے ہم ان سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو technical ہے اس کی تحقیقات ہونی ہے اسمبلی کی بلڈنگ سے گرفتاری ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ہے اس کی کیا سزا ہونی چاہیے لیکن ایک بات دونوں طرف سے تسلیم کر لی گئی ہے کہ یہ بات نہایت غلط نہایت قابل مذمت نہایت افسوس ناک ہے اور خود وزیر اعلیٰ کی طرف سے بھی ابھی وزیر قانون صاحب نے کہا کہ یہ نہیں ہونا چاہیے تھا تو جناب والا! پھر یہ کس کے حکم سے ہوا اور ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کے خلاف اب تک کیا کاروائی کی گئی ہے جنہوں نے یہ گھناؤنا اقدام کیا یہ توہین آمیز حرکت کی جس کی وزیر اعلیٰ اور گورنر کو خود معذرت کرنی پڑی اور وزیر قانون کو کرنی پڑی۔ تو جناب والا! ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس Privileges Committee سے قطع نظر ان لوگوں کو suspend کرنے کا اعلان کیا جائے جنہوں نے یہ توہین آمیز کارروائی کی۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! جب ہم ایک معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر رہے ہیں تو اب یہ فیصلہ استحقاق کمیٹی کا کرنا ہے اور بہتر یہ ہو گا کہ کوئی فیصلہ اپنے طور کرنے کی بجائے ایک معاملہ جو استحقاق کمیٹی کو refer کیا جا رہا ہے تو اس کمیٹی کے حوالے سے کوئی فیصلہ ہو تو وہ زیادہ قابل تحسین ہو گا

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

یہ تحریک استحقاق جو چودھری پرویز الہیٰ صاحب کی ہے اس میں خاص طور پر دو پہلو سامنے آئے ہیں کہ کیا وہ جگہ جہاں سے معزز ممبر کو پکڑا گیا تھا یا گرفتار کیا گیا تھا کیا یہ اسمبلی کی حدود میں شامل ہے اور کیا اسمبلی کی حدود سے کسی بھی معزز ممبر کو گرفتار کیا جا سکتا ہے یا نہیں یہ خاص طور پر زیر بحث آئیں گے اس کے علاوہ اس تحریک کو جب استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنے کی تجویز آئی ہے اور میں اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں اور اسے یہ کہتا ہوں کہ وہ ان دو technical points پر اپنی رائے دیں اور اس کی رپورٹ ایک ماہ کے اندر اندر پیش کر دیں۔ باقی جو تحریکیں ہیں ان کے بارے میں کیا آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 2 آ رہی ہے۔

جناب سپیکر، جی۔ میں ان کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے بارے میں آپ کچھ کہنا چاہتے

ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! کل بھی سیشن ہے ان پر میں کل بھی جواب دے لوں گا۔ ابھی تحاریک التوائے کار بھی take up کی جانی ہیں۔ تحاریک استحقاقات کا وقت بھی تقریباً ختم ہو چکا ہے ---

جناب سپیکر، نہیں۔ یہ سب ایک ہی طرح کی تحریکیں ہیں ان کے بارے میں آپ کچھ فرمانا پسند کریں گے۔

وزیر قانون، اگر اجازت ہو تو میں ان پر short جواب دے دیتا ہوں ورنہ میں ان پر کل جواب دے لوں گا۔

جناب سپیکر، چلیے۔ کل ان کا جواب دیجیے۔

سید تابش الوری، جناب والا! یہ تحریکیں ہمارے 72 اراکین کی طرف سے ہیں---

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ اتنے بہت سے دنوں سے یہ تحریک استحقاق پر بحث ہو رہی تھی آج اس پر کافی بحث ہو گئی ہے اب تحاریک التوائے کار لے لیتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! مجھے بحث کرنے دیں کوئی بات نہیں اس کا جواب کل آجائے گا۔

جناب سپیکر، دیکھیے نا۔ پھر اسی طرح سے اور بہت سی تحریکیں ہیں۔ تو کل لے لیں گے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آج تو کوئی بھی تحریک استحقاق پیش نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر، دیکھیے۔ اس پر اتنے دنوں سے بحث ہو رہی ہے۔ اس پر اتنا وقت خرچ ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کافی وقت لگ گیا ہے

سید تابش الوری، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے---

جناب سپیکر، نہیں۔ آج نہیں۔ کل لے لیں گے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! استحقاق کا کوئی وقت مقرر نہیں۔

جناب سپیکر، جی مجھے پتا ہے۔ میں مقرر کر سکتا ہوں۔ میں نے اس کا وقت آج ختم کیا ہے۔ تحریک استحقاق ختم ہوتی ہیں اور اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! یہ جو تحریک استحقاق یہ تقریباً 70 ارکان کی طرف سے آئی ہے؟

جناب سپیکر، جناب ان کے بارے میں کل بات کریں گے۔ جب وزیر قانون صاحب---

سید تابش الوری، جناب والا! جو تحریک استحقاق انعام اللہ نیازی صاحب سے متعلق ہے یہ 70 ارکان کی طرف سے دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، یہ پہلی dispose of ہوئی ہے۔

سید تابش الوری، آپ ان سب کو ایک ساتھ take up کر کے ان پر short statement دلوائیں تاکہ ان سب کی تحریکیں refer ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ باقی تحریکوں پر وہ الگ الگ جواب دیں گے۔ ان پر بھی میں اپنی رولنگ دوں گا۔

فی الحال پہلے نمبر کی تحریک admit ہوئی ہے اور یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی گئی ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آپ غلط فہمی میں مبتلا ہیں آپ ہی نے یہ رولنگ دی تھی کہ اس موضوع پر جتنی تحاریک استحقاق ہیں ان سب کو ہم ایک ساتھ take up کرتے ہیں چنانچہ آپ نے ان 72 اراکین میں سے آٹھ اراکین کو یہ موقع دیا کہ وہ اس پر short statement دیں ان سب نے short statement دیا اس کا اکیلا جواب آج وزیر قانون صاحب نے دیا۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں۔ اکیلا جواب نہیں آیا۔ انہوں نے صرف پہلی تحریک کا جواب دیا ہے۔

سید تابش الوری، پھر تو جناب والا! پہلی جو تحریک ہے وہ تو ابھی جاری ہے۔ وہ ختم کیسے ہو گئی۔ پھر تو اس کا مطلب یہ ہے کہ باقی جو تحریکیں ہیں ان کو take up کریں۔

جناب سپیکر، انہوں نے ابھی مجھ سے اجازت لی ہے کہ بقیہ تحاریک استحقاقات جو اسی سلسلے کی ہیں ان پر کل اپنی رائے دیں گے۔

سید تابش الوری، جناب والا! جب ایک ساتھ سب تحریکیں take up ہوتی ہیں تو ان کا فیصلہ بھی ایک ساتھ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، میں نے ان کی پہلی تحریک کو ابھی admit کیا ہے۔ اس کا جواب انہوں نے دیا ہے اور جب وہ بقیہ کا جواب دیں گے تو ان پر میں اپنی رولنگ دوں گا۔۔۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

ملک عبدالرحمٰن کھر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس ہاؤس کی توجہ آج کے جنگ اخبار کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ آج کے اخبار میں کالا باغ ڈیم کے اوپر بہت کچھ لکھا ہوا ہے۔ میں نے یہ قرارداد 3-7-94 کو پیش کی تھی لیکن جناب سپیکر! ابھی تک اس کے لیے کوئی وقت نہیں ملا لہٰذا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ رولز کو suspend کر کے اس اہم موضوع پر بحث کیجیے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ ایسا کیجیے۔ اگر آپ اسے out of turn لینا چاہتے ہیں۔۔۔ پتا نہیں اس دفعہ تو اس ایجنڈے میں یہ شامل بھی نہیں۔ اس کے لیے آپ کو الگ درخواست دینی پڑے گی۔ آپ مجھے درخواست دیں۔۔۔

ملک عبدالرحمٰن کھر، جناب سپیکر! یہ چونکہ پنجاب کا مسئلہ ہے اور ہم اس اسمبلی میں بیٹھے پنجاب کی نمائندگی کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر، بجا ہے۔

ملک عبدالرحمٰن کھر، اور میں یہ سمجھتا ہوں اور آپ ان سب ممبران سے پوچھ لیں اگر ان کو کوئی اعتراض نہ ہو تو جناب اس معاملے کو take up کیا جائے۔

جناب سپیکر، یہ ایجنڈے پر نہیں ہے اس لیے یہ آج نہیں آسکتی۔

ملک عبدالرحمٰن کھر، جناب سپیکر! سندھ اسمبلی بھی یہ قرارداد پاس کر چکی ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ میں نے بھی پنجاب کے متعلق ایک قرارداد دی تھی مگر آپ نے اس پر بات کرنے کی اجازت نہیں دی تھی تو جناب والا! میری آپ سے التجاء ہے کہ آپ ہمیں بھی پنجاب کی بات کر لینے دیا کریں۔

جناب سپیکر: کرنے دیں گے۔

ملک عبدالرحمٰن کھر: جناب والا! یہ اتنا اہم مسئلہ ہے۔ جنگ اخبار میں جو انہوں نے figures دی ہیں اگر یہی حال رہا اور انہوں نے جو کچھ کہا کہ تین سال کے بعد یہاں ایتھوپیا جیسا نظارہ ہوگا تو جناب والا! میری آپ سے درخواست ہے کہ اسے فوری طور پر اسمبلی میں take up کیا جائے

جناب سپیکر: میں اسے اس لیے نہیں لے سکتا کیونکہ یہ ایجنڈے میں نہیں اگر یہ ایجنڈے پر ہوتی تو پھر تو یہ بات زیر بحث آسکتی تھی اور اس پر بات ہو سکتی تھی۔

ملک عبدالرحمٰن کھر: جناب والا! میں نے تو request کی ہے میں نے یہ 3-7-94 کو دی تھی

جناب سپیکر: جب تک یہ ایجنڈے پر نہیں آتی اسے میں out of turn نہیں لے سکتا۔ آپ پہلے اسے ایجنڈے پر لانے کے لیے درخواست دیں۔

سید ظفر علی شاہ: کھر صاحب کی طرف سے کالا باغ ڈیم پر بحث کے مسئلے پر جو تجویز آئی ہے میں اس کی مکمل تائید کرتا ہوں۔ ایجنڈا کوئی آسمان سے نہیں گرتا۔ آپ اس کو ایجنڈے پر رکھیں۔ اس پر بحث کریں اور اس پر فیصلہ کرائیں۔ ہم اپوزیشن والے کھر صاحب کی تجویز کی تائید کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی پرویز الٰہی صاحب!

چودھری پرویز الٰہی: ابھی جو کھر صاحب کی طرف سے تجویز آئی ہے۔ آپ کو تو کم از کم اس کی ضرور اجازت دینی چاہیے۔ یہ پنجاب کا مسئلہ ہے۔ اس پر کھل کر بات سامنے آنی چاہیے۔ سارا ایوان چاہتا ہے کہ کالا باغ ڈیم پر آج ہی بحث کی جائے۔

جناب سپیکر: جو تحریک التوائے کار کھر صاحب لائے تھے۔ وہ lapse ہو چکی ہے۔ اب وہ نئی تحریک التوائے کار لے آئیں۔ اس کو دیکھ لیتے ہیں کہ ایجنڈے پہ لاکر اس کو بغیر باری کے لیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

سید تابش الوری: ایوان کی دونوں اطراف سے اس رائے کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ کالا باغ ڈیم کے مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔ اس میں پنجاب کے عوام کی رائے کا اظہار کیا جائے۔ تو یہ ضروری ہے کہ ہم اس کو قرارداد کی شکل میں کل زیر بحث لا سکتے ہیں یا ابھی ہم ایک قرارداد draft کر لیتے ہیں۔ کالا باغ ڈیم پنجاب کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ یہ ہماری معیشت کا مسئلہ ہے ہماری زراعت کا مسئلہ ہے اور ہماری توانائی کا مسئلہ ہے۔ ہم اس کو کسی قیمت پر بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: جس طرح rules & regulation اجازت دیتے ہیں اس کے مطابق لے آئیے۔ اب جو صورت انہوں نے بتائی ہے وہ لے آئیں۔ اس کو ایجنڈے میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ اور اس کو بغیر باری کے بھی لینے پر غور کیا جا سکتا ہے--- اب تحریک التوائے کار ہے میاں عثمان ابراہیم صاحب کی

طرف سے۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر، میرے بھائی نے جو پوائنٹ اٹھایا۔ میں مصطفٰی کھر صاحب کی بات کر رہا ہوں۔ ان کی تو قومی اسمبلی میں کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ یہ ہمارے بھائی ہیں۔ کبھی کبھار بولتے ہیں۔ انہوں نے بڑا جائز پوائنٹ اٹھایا ہے۔ اسے آپ منظور فرمائیں۔ جناب والا! بڑے کھر صاحب تو ناراض بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر، جناب عثمان ابراہیم--- 6.05 پر تحریک التوائے کار کا کام شروع ہوا ہے۔ آدھے گھنٹے میں یہ ختم ہو جاتا ہے۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! آج کل گندم کی کاشت کا سیزن ہے۔ ڈیزل کی کمی ہے۔ اس پہ میں نے ایک تحریک التوائے کار دی ہے۔ اگر اس کو ایوان کی اجازت سے بغیر باری کے لے لیں تو میرا خیال ہے کہ یہ وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں آپ کی توجہ ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ میں آپ کے چیمبر میں آپ سے ملنے گیا تھا۔ میں نے آپ سے ایک گزارش کی تھی۔ میں نے آپ کے حضور ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی۔ آپ نے یہ کہا تھا کہ یہ مسترد ہو گئی ہے کیونکہ اس میں پاسکو کے لوگوں کا "خبریں" اخبار پر حملے کا ذکر تھا۔ آپ نے یا آپ کے سیکرٹری صاحب نے اس لیے اس کو مسترد کر دیا تھا کہ یہ وفاقی معاملہ تھا۔ جناب والا! میں نے آپ سے ملاقات کے بعد یہ بات واضح کی تھی کہ پاسکو کا محکمہ وفاقی معاملہ ضرور ہے۔ اگر پاسکو کے آدمی پنجاب کے علاقے میں غنڈہ گردی کرتے ہیں تو پنجاب اسمبلی کے اختیارات میں یہ بات آتی ہے۔ جناب سپیکر، آپ نے وعدہ کیا تھا۔

جناب سپیکر، میری بات سنیے۔ یہ 22 نمبر پر موجود ہے۔ میں نے اس کی اجازت دے دی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، میرے پاس جو مراسلہ ہے۔ اس میں وہ مسترد کی دی گئی ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ 22 نمبر پر موجود ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جو میرے پاس مراسلہ ہے۔ اس میں دیکھ لیں۔ یہ مسترد ہوئی ہے۔ آپ کے پاس ریکارڈ پر موجود ہے۔ میرے پاس مسترد شدہ ہے۔ یہ سیکرٹری صاحب اسمبلی کے اندر من مانی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ 22 نمبر پر موجود ہے۔ آپ فکر نہ کیجیے۔ آپ فکر زیادہ کرنے لگ گئے ہیں۔ اس طرح آپ دبلے ہو جائیں گے۔ یہ میرے پاس ریکارڈ پر موجود ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، اب تو اخباروں میں بھی ان کی من مانیوں کا ذکر آنے لگ گیا ہے۔ اب تو سیکرٹری صاحب پینتیس پینتیس ہزار کے ٹشو پیپرز لے لیتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، ایہہ جمہوریت اے ۔ بولن نہ دینا۔
جناب سپیکر، یہ نہایت ہی ناواجب رویہ ہے کہ آپ کی تحریک کو شامل کیا جائے اور اس کے بارے میں آپ کو ثبوت دیا جائے اور آپ اس کے بعد بیٹھتے ہوئے یہ کہیں کہ بولنے نہیں دیتے ۔ آپ سے زیادہ کوئی بولتا ہے ۔
جناب انعام اللہ خان نیازی، میں آپ کو rejected document پیش کروں ۔
جناب سپیکر، یہ rejected نہیں۔ بلکہ ایجنڈے میں شامل ہے ۔ آپ تشریف رکھیں۔
سردار حسن اختر موکل، جناب والا! اگر ایوان سے اجازت لے کر اس کو بغیر باری کے لے لیا جائے تو پنجاب جس کی زراعت بہت بڑی بنیاد ہے اس پر بات ہو جائے ۔
جناب سپیکر، آپ امن سے کارروائی کو چلنے دیں ۔ اس کی باری ابھی آ جاتی ہے ۔ آپ بیٹھیے تو سہی ۔
سردار حسن اختر موکل، میں یہی عرض کر رہا تھا کہ آپ اس کو بغیر باری کے لے رہے ہیں یا نہیں لے رہے ۔ میں صرف یہ ہی پوچھنا چاہتا ہوں۔
جناب سپیکر، دیکھیں جی ۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ جو پہلے آئی ہیں ' ان کی باری بھی تو آئی ہے۔
سردار حسن اختر موکل، جناب والا ! یہ گندم کا مسئلہ ہے۔ گندم نہیں ہو گی تو کہاں سے کھائیں گے۔
جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیے۔۔۔ اگر اپوزیشن اور ہاؤس تحریک التوائے کار میں دلچسپی نہیں رکھتا تو ہم قانون سازی پہ پہلے آ جاتے ہیں۔
جناب عثمان ابراہیم، جناب والا ! میری یہ گزارش ہے کہ میری ایک اور تحریک التوائے کار نمبر 13 ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 2 کو موخر کر کے 13 نمبر پہلے لے لی جائے۔ یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔
وزیر قانون، جناب والا ! یہ اپنی تحریک التوائے کار نمبر 2 اگر پیش نہیں کرنا چاہتے تو اسے lapse تصور کیا جائے ۔ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ اس پر زور نہیں دیتے ۔ اس کے بعد دیکھتے ہیں کہ تحریک التوائے کار نمبر 13 لی جاتی ہے یا نہیں ۔
جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ 2 نمبر کی بجائے 12 نمبر لے لی جائے۔ 2 نمبر کو بعد میں لے لیا جائے گا۔
جناب سپیکر، آپ تحریک التوائے کار نمبر 2 کو چھوڑنا چاہتے ہیں۔
جناب عثمان ابراہیم، فی الحال چھوڑنا چاہتا ہوں ۔
جناب سپیکر، اس کو چھوڑ دیجیے ۔
جناب عثمان ابراہیم، ٹھیک ہے جناب والا!
جناب سپیکر، تو پھر ہم تحریک التوائے کار 3 لے لیتے ہیں۔
وزیر قانون، تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تحریک dispose of ہو گئی ۔ جناب سپیکر! اب

تحریک التوائے کار نمبر 3 کا نمبر آتا ہے ۔ بلکہ تحریک التوائے کار نمبر 6 آرڈر پہ آتی ہے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت تحریک التوائے کار نمبر 13 اس وقت بغیر باری کے نہیں لی جا سکتی ۔ تحریک التوائے کار نمبر 6 کے بارے میں متعلقہ رکن اسمبلی بات کرلیں کہ وہ اسے پیش کرنا چاہتے ہیں یا نہیں ۔

جناب سپیکر! یہ قربانی اگر انہوں نے دی ہے تو ان کو یہ حق ملنا چاہیے ۔ آپ تحریک التوائے کار نمبر 13 پیش کریں۔

رانا محمد اقبال خان، جناب سپیکر! ایک تحریک التوائے کار آج جناب کے سامنے پیش ہوئی ہے۔ جناب حسن اختر موکل صاحب جس کے بارے میں بات کر رہے تھے ۔ وہ پنجاب سے متعلقہ ہے اور نہایت ہی اہم ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ آج کل گندم کی کاشت کا وقت ہے ۔ لیکن لوگوں کو ڈیزل نہیں مل رہا۔ انتہائی اہم تحریک ہے ۔ مہربانی فرما کر اس کو ضرور ٹیک اپ کریں۔

جناب سپیکر، کون سے نمبر پر ہے ؟

سردار حسن اختر موکل، جناب والا ! یہ 28 نمبر پر ہے ۔ اگر آپ اس پر بھی بات کرنے کی اجازت نہیں دیں گے تو یہ بہت غلط بات ہو گی ۔

جناب سپیکر، یہ میرے پاس ریکارڈ میں تو نہیں ہے۔ کیا یہ منظور ہو گئی ہے ؟

سردار حسن اختر موکل، جناب میرے پاس تو ہے ۔ اور منظور ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں تو آپ ہی جانتے ہیں ۔

جناب سپیکر، میرے پاس آپ کی یہ تحریک التوائے کار فائل میں نہیں ہے ۔ ہم فائل منگوا لیتے ہیں۔ دیکھ لیتے ہیں پھر اس پر بات کریں گے ۔ آپ تھوڑا صبر کر لیجیے ۔ جی تحریک التوائے کار نمبر 13 ۔

گوجرانوالہ میں امن عامہ قائم کرنے میں حکومت کی ناکامی

میاں عثمان ابراہیم، جناب سپیکر ! ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 8-11-1994 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن گوجرانوالہ کے 118۔ ارکان نے گوجرانوالہ میں روز بروز بگڑتی ہوئی امن و امان کی صورت حال پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور ضلعی انتظامیہ اور موجودہ حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ گوجرانوالہ میں لوٹ مار ، ڈکیتی ، قتل ، اغواء اور خواتین کی بے حرمتی کے واقعات کی روک تھام میں فوری طور پر کارروائی کرے ۔ اس وقت کسی بھی شہری کی جان مال اور عزت محفوظ نہیں ہے ۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ میں چوروں ، ڈاکوؤں اور قاتلوں کی حکومت ہے اور موجودہ حکومت ان کے سامنے بے بس نظر آتی ہے ۔ اگر کوئی شہری اپنی حفاظت خود کرکے ڈاکوؤں کا مقابلہ کرتا ہے تو پولیس انتظامیہ الٹا اسی شہری کے خلاف کارروائی کرنے پر کمربستہ ہو جاتی ہے جیسے پولیس ڈاکوؤں سے ملی ہوئی ہے ۔ اس کے برعکس پولیس نہتے اور پر امن شہریوں پر تشدد کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی جس کا عملی مظاہرہ اس نے 11۔ اکتوبر 1994ء کو سارا دن گوجرانوالہ میں بلا جواز شہریوں پر تشدد کیا جس کے نتیجے میں دو شریف شہری محمد وارث اور حاجی منظور احمد شہید ہو گئے۔ اس کے علاوہ گوجرانوالہ میں

کرکٹ کے میچ کے موقع پر پولیس نے بلا جواز ان شہریوں پر لاٹھی چارج کیا جو ٹکٹ ہاتھ میں لیے سٹیڈیم میں داخل ہونے کا انتظار کر رہے تھے ۔ غرض یہ کہ پولیس ہر وقت تاک میں رہتی ہے کہ کس طرح عوام کی سر کوبی کی جائے اور اس سلسلے میں ان پر تشدد کرنے میں کبھی بھی لیت و لعل سے کام نہیں لیتی ۔ اور ابھی حال ہی میں کالے روڈ پر نہتے عوام پر بے پناہ لاٹھی چارج کیا ہے اور بے بنیاد پرچے درج کیے ہیں ۔ اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی ' اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذ کرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے ۔ جناب سپیکر! میرے ساتھ اس تحریک کے دوسرے محرک عبدالروف مغل صاحب ہیں

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب آپ اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون: جناب سپیکر ! فاضل رکن اسمبلی نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے یہ مختلف واقعات پر مبنی ہے اور اخباری خبر کے حوالے سے انہوں نے ضلعی انتظامیہ اور پولیس کے خلاف یہ تحریک پیش کی ہے اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اخباری خبر پر بنیاد بنائی جانے والی یہ تحریک التوائے کار قابل پذیرائی نہیں اور چونکہ یہ رول 67 کے زمرے میں بھی نہیں آتی اس لیے کہ یہ تحریک التوائے کار کسی مخصوص معاملہ کے بارے میں نہیں بلکہ مختلف واقعات اور مختلف معاملات کے حوالے سے یہ تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے ۔یہ عمومی نوعیت کی ہے اس لیے قابل پذیرائی نہیں۔ لہذا میں اسے oppose کرتا ہوں ۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو rule out کیا جاتا ہے ۔

میاں عثمان ابراہیم: جناب سپیکر ! آپ میرا ایک point تو سن لیں ۔

جناب سپیکر: عثمان ابراہیم صاحب یہ تحریک rule out ہو گئی ہے اب اس پر بات نہیں ہو سکتی ۔

میاں عثمان ابراہیم: جناب والا ! وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ یہ تحریک التوائے کار مختلف واقعات پر مبنی ہے ۔ یہ مختلف واقعات پر مبنی نہیں۔ اس میں ہم نے پولیس کا رویہ discuss کرنا ہے ۔ وزیر قانون صاحب میری اس تحریک التوائے کار کو سمجھ نہیں سکے ۔ میں نے صرف ایک واقعہ بیان کیا ہے یعنی گوجرانوالہ کی پولیس کا رویہ ۔ صرف ایک واقعہ زیر بحث لایا ہوں ----

جناب سپیکر: عثمان ابراہیم صاحب یہ تحریک التوائے کار rule out ہو چکی ہے لہذا اب آپ تشریف رکھیں۔ سردار حسن اختر موکل صاحب آپ کی تحریک کا نمبر 38 ہے ۔ اور میں ہاؤس کی sense لیتے ہوئے مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اس پر out of turn بات کر لیں ۔یعنی آپ اسے out of turn پیش کر لیں ۔

گندم کی کاشت کے موقع پر ڈیزل کی نایابی

سردار حسن اختر موکل: مہربانی جناب ۔ ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ واقعہ یہ ہے کہ پنجاب میں آج کل گندم کی کاشت کا موقع ہے ۔ اور ملک کی اس اہم ترین فصل کی کاشت کے موقعہ پر ڈیزل تیل کی نایابی نہ صرف ملک کے کاشت کار عوام کے لیے نہایت ہی

تکلیف دہ امر ہے بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ملکی معیشت کو ختم کرنے کے لیے ایک گھناؤنی سازش ہے ۔ گندم کی فصل پہلے ہی ملک کی ضروریات کے مطابق پیدا نہیں ہو رہی اس پر ڈیزل آئل کی کمی کی سازش یوں محسوس ہوتا ہے کہ باہر سے گندم ملک کے اندر درآمد کرنے کے لیے کمیشن خوروں اور ملک کی معیشت تباہ کرنے والوں کے لیے ایک نادر موقع فراہم کیا جارہا ہے ۔ اس کی وجہ سے پنجاب کے عوام میں سخت بے چینی اور اشتعال پایا جاتا ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ ہاؤس کی کارروائی معطل فرما کر تحریک التوائے کار پر بحث فرمانے اجازت دی جائے ۔

جناب سپیکر، جی وزیر قانون صاحب ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر ! چونکہ یہ تحریک التوائے کار out of turn لی گئی ہے۔ یہ تحریک غالباً کل اسمبلی سیکرٹریٹ کو دی گئی ہے اور میرے نوٹس میں بھی نہیں آج ابھی جب فاضل رکن اسمبلی یہ تحریک پڑھ رہے تھے تو اس دوران اس تحریک التوائے کار کا مسودہ مجھے ملا ہے ۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ اس کے جواب کے لیے مجھے ایک دو روز کی مہلت عطا کی جائے تا کہ متعلقہ محکمہ جات سے میں اس کے بارے میں صحیح کوائف معلوم کر سکوں۔

جناب سپیکر، آپ پرسوں تک اس پر بات کر سکیں گے ؟

وزیر قانون، ٹھیک ہے پرسوں تک مجھے وقت دے دیا جائے ۔

جناب سپیکر، تو پرسوں تک کے لیے اس تحریک التوائے کار کو ملتوی کیا جاتا ہے ۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (جناب آفتاب احمد خان)۔جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر، جی فرمایئے ۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر ! اس تحریک التوائے کار کے بارے میں تھوڑا سا عرض کروں گا کہ ہم نے پہلے ہی وفاقی حکومت کو لکھ دیا ہے کہ ڈیزل کی shortage ہے ۔ وزارت زراعت نے move کیا ہے ۔ اور وزارت پٹرولیم و قدرتی وسائل سے بھی رابطہ کیا گیا ہے انہوں نے یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ اس کی سپلائی بہت جلد دے دی جائے گی اور یہ shortage ایک دو روز میں ختم ہو جائے گی ۔

سردار حسن اختر موکل، جناب سپیکر ! ہم خوشی سے مر نہ جاتے جو اعتبار ہوتا ----

جناب سپیکر، نہیں نہیں آپ مریئے نہیں اعتبار کیجیے ۔

جناب عبدالرؤف مغل، پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر ، جی فرمائیں ۔

جناب عبدالرؤف مغل، جناب سپیکر ! گوجرانوالہ کے ایک اہم واقعے کے حوالے سے میری ایک تحریک التوائے کار ہے جس کا نمبر 31 ہے ۔ جس میں ایک کانسٹیبل ہلاک ہو گیا ۔ اور وہاں بد انتظامی کی وجہ سے سات سکول کے بچے زخمی ہوئے ، دو خواتین شدید زخمی ہوئیں اور 23 ۔ دکانوں کو مسمار کر دیا گیا یہ تحریک التوائے کار 16 تاریخ کو circulate ہو چکی ہے ۔

جناب سپیکر، اس تحریک التوائے کار کا نمبر کون سا ہے؟

جناب عبدالرؤف مغل، اس کا نمبر 31 ہے۔

جناب سپیکر، آپ کیا چاہتے ہیں؟

جناب عبدالرؤف مغل، اسے out of turn لے کر بحث کی جائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تحریک التوائے کار اپنی اہمیت کے لحاظ سے out of turn آچکی ہے۔ لیکن باقی تحاریک اگر غیر اہم ہیں یا فوری نوعیت کی حامل نہیں تو پھر انہیں dispose of کر دیا جائے ورنہ یہ out of turn والے سلسلے سے کوئی بزنس ہاؤس میں آگے نہیں چل سکے گا۔

جناب عبدالرؤف مغل، جناب یہ انتظامیہ کی لاپرواہی اور غلط منصوبہ بندی کی وجہ سے سارا سلسلہ پیش آیا ہے کہ ایک کانسٹیبل گیس کا شیل لگنے سے وہاں مر گیا اور بجلی کے سات پول گرے ہیں اور دو ٹرانسفارمر بھی گر گئے۔ اور علاقے کے لوگ اتنے مشتعل ہو گئے کہ وہاں یہ سارا ہنگامہ پیش آیا۔

جناب سپیکر، آپ میری بات سنیئے۔ ہر تحریک کو out of turn نہیں لیا جا سکتا۔

جناب عبدالرؤف مغل، لیکن جناب یہ 16۔ تاریخ سے circulate ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر، مجھے علم ہے کہ یہ circulate ہو چکی ہے لیکن اس کا نمبر 31 ہے۔

جناب عبدالرؤف مغل، آپ نے ابھی 38 نمبر تحریک التوائے کار out of turn لی ہے۔

جناب سپیکر، وہ میں نے ہاؤس کی sense لینے کے بعد out of turn لی ہے۔ اس کی ضرورت تھی کیونکہ وہ ایک وسیع تر اجتماعی مسئلے کے بارے میں تھی۔ جبکہ یہ ایک لوکل مسئلہ ہے لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسے out of turn لینے کی بجائے اس کی باری پر لیا جائے

جناب عبدالرؤف مغل، جناب عثمان ابراہیم کی تحریک جو انتظامیہ کے بارے میں تھی آپ نے ابھی out of turn لی ہے ---

جناب سپیکر، میں معافی چاہتا ہوں۔

جناب عبدالروف مغل، جناب والا! وہاں پر انتظامیہ نے اتنے زیادہ ٹکٹ فروخت کر دیے جس کی وجہ سے وہ ہنگامہ پیش آیا۔

جناب سپیکر، جی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! آپ نے ابھی فرمایا کہ اہمیت کی حامل نہیں ہے۔

جناب سپیکر، نہیں میں نے یہ نہیں کہا۔ میں نے کہا کہ فوری یا وسیع تر اہمیت کی حامل نہیں ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! اس میں اور اس تحریک میں ذرا فرق ہے کہ یہ اس لیے اہمیت کی حامل ہے کہ ایک کانسٹیبل قتل ہو گیا 7 یا 8 بچے زخمی ہوئے ہیں طالبات زخمی ہوئی ہیں اور ایک پورے علاقے میں اضطراب پھیل چکا ہے۔ براہ مہربانی اسے اہمیت دیجے اگر آپ اسے out of turn

لے لیں تو کم از کم اس علاقے کی دلجوئی ہوگی۔

جناب سپیکر: کھوسہ صاحب' زیادہ تر تحاریک التوائے کار آپ دوستوں کی ہی ہیں مجھے اس میں کوئی خاص اعتراض نہیں ہے لیکن ایک طریقہ ہے۔ ایک تحریک پہلے آتی ہے دوسری آتی ہے آخر آپ خود ہی ان تحریکوں کی اہمیت گھٹاتے چلے جاتے ہیں جن کو آپ نظر انداز کر رہے۔ اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تحریکیں کم اہم ہیں اور یہ تحریک زیادہ اہم ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا' واقعات کے مطابق تحاریک التوائے کار آپ کے دفتر میں جمع کرائی جاتی ہیں۔ براہ کرم آپ اسے out of turn لے لیں۔

جناب سپیکر: اگر اس طرح آپ کی زیادہ تسلی ہوتی ہے تو بڑی خوشی سے اسے out of turn پیش کر دیجئے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر---

جناب سپیکر: میں نے اجازت دے دی ہے۔

وزیر قانون: جی جناب والا! آپ کی اجازت ہو گئی۔ میں قطعی طور پر آپ کے فیصلے کو oppose کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

وزیر قانون: اس سلسلے میں میں صرف ایک گزارش پیش کرنا چاہتا ہوں کہ معزز ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن نے ارشاد فرمایا ہے کہ واقعات کے حوالے سے اہمیت کے حوالے سے ترتیب کے ساتھ تحاریک جمع کروائی گئی ہیں۔ جناب والا! تحاریک اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروائی جاتی رہیں اب یہ جو معاملہ ہے چونکہ یہ زیادہ اہمیت کا ہے اس لیے اسے take up کیا جائے آپ نے اجازت دی۔ آپ کا شکریہ۔ لیکن ان کی جو یہ بات ہے یا تو آپ دوسری تحاریک کے حوالے سے بھی کوئی فیصلہ کر دیں کہ اس نمبر سے جو پچھلی تحاریک ہیں ان کے بارے میں کیا فیصلہ ہوا ہے کیا وہ lapse ہو گئی ہیں کہ فاضل اراکین ان پر زور نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر: نہیں وہ lapse نہیں ہوئیں بلکہ ہم اسے پہلے لے رہے ہیں۔ لیکن اس بات سے ظاہر ہے کہ جیسے میں نے خود بات کی ہے کہ جب یہ بار بار یہ کہیں گے کہ یہ زیادہ ضروری ہے تو اس کا مطلب ہے کہ دوسری کم ضروری ہیں۔

وزیر قانون: شکریہ جناب والا! میں یہی بات on record لانا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: جی چلیے۔ جناب مغل صاحب۔

گوجرانوالہ میونسپل کارپوریشن میں بد انتظامی

جناب عبدالرؤف مغل: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جنگ لاہور 13-11-1994 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ گوجرانوالہ میونسپل

کارپوریشن کی انتظامیہ نے بد انتظامی ' لاپرواہی اور نا اہلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پولیس کی بھاری نفری کے ہمراہ ' تجاوزات ہٹاؤ مہم ' کے سلسلے میں گرلز ہائر سیکنڈری سکول کالج روڈ پر دھاوا بول دیا اور سکول کے ارد گرد تجاوزات ہٹانے کے لیے بلڈوزر چلانے شروع کر دیے۔۔۔جناب والا! اگر میری بات سنی جائے تو میں بات کروں ۔ اس وقت سکول میں بچوں کو چھٹی ہونے والی تھی اور سکول کی چار دیواری کے باہر بچوں کو لینے کے لیے سینکڑوں کی تعداد میں تانگے اور ویگنیں کھڑی تھیں ۔ لوگوں نے بلدیہ کے عملہ کو کہا کہ چھٹی ہونے کے بعد آپ جو جی چاہے کر لیں مگر اس وقت یہ آپریشن نہ کریں مگر انھوں نے ایک نہ سنی اور بلڈوزر چلانے شروع کر دیے جس کے نتیجے میں بجلی کے سات پول اور دو ٹرانسفارمر گر گئے بجلی کی تاریں ایک غریب تانگہ بان کے تانگے پر گریں جس سے اس کا گھوڑا مر گیا اور تانگہ ٹوٹ گیا۔ دو خواتین اور کئی بچے شدید زخمی ہوئے ۔ اس آپریشن کے دوران وہاں پر ضلعی انتظامیہ کا کوئی ذمہ دار عہدیدار موجود نہ تھا جو اس کارروائی کی نگرانی کرتا اور حالات کو کنٹرول کرتا۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے جس میں سات بچیاں اور دو خواتین شدید زخمی ہوئیں لوگوں نے سمجھا کہ یہ بچیاں اور خواتین بجلی کا جھٹکا لگنے سے شاید مر گئی ہیں تو وہاں بہت ہیجان پیدا ہوا جس کی وجہ سے اس افراتفری میں دو بلڈوزر اور فائر کی گاڑیوں کو بھی نقصان پہنچا اور پولیس کی بھی ایک بڑی گاڑی جل گئی ۔ پولیس نے آنسو گیس کے بے شمار شیل برسائے۔ جس سے ان کا اپنا ایک سپاہی شیل لگنے سے ہلاک ہو گیا۔ یہ تمام واقعات غلط منصوبہ بندی ' لاپرواہی ' نااہلی اور غفلت کی وجہ سے پیش آئے ہیں۔ جس سے نہ صرف ایک سپاہی ہلاک ہوا بلکہ بے شمار خواتین اور بچے بھی زخمی ہوئے ۔ اس سے صوبے بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے ۔

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر

وزیر قانون: جناب والا! اس کا جواب وزیر بلدیات دیں گے۔

وزیر بلدیات(سید ناظم حسین شاہ) : جناب سپیکر! آپ نے یہ تحریک out of turn لی ہے ۔ میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ آج تحریک نمبر 6 اور 7 آئے گی ۔ اگر آپ اجازت دے دیں ویسے تو میرے پاس جواب ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ٹائم لینا چاہتے ہیں ؟

وزیر بلدیات: جی میں ٹائم لینا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر: کب تک کا ٹائم لینا چاہتے ہیں ؟

وزیر بلدیات: پرسوں تک ٹائم دے دیں ۔

جناب سپیکر: یہ تحریک جواب کے لیے پرسوں تک ملتوی کی جاتی ہے ۔ وزیر بلدیات پرسوں اس کا جواب دیں گے ۔

میاں عمران مسعود: پوائنٹ آف آرڈر !

جناب سپیکر، جی؟

میاں عمران مسعود، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں ۔ اس دن وقفہ سوالات محکمہ بلدیات کے متعلق تھا۔

جناب سپیکر، اب آپ کس بات پر پوائنٹ آف آرڈر کر رہے ہیں ۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! منسٹر صاحب اس دن یہاں موجود نہیں تھے اور پھر جب آج ہمارے معزز رکن نے تحریک التوائے کار پیش کی ہے تو اس کے جواب کے لیے۔۔۔

جناب سپیکر، یہ تحریک التوائے کار out of turn لی گئی ہے ۔

میاں عمران مسعود، براہ مہربانی آپ انھیں پابند کریں کہ محنت کیا کریں اور یہاں تیاری کر کے آیا کریں ۔

جناب سپیکر، پابند ہیں آپ فکر نہ کریں ۔ وہ ہاؤس میں اکثر تشریف لاتے ہیں موجود ہوتے ہیں ۔ اور سوالات کے جوابات دینے سے کبھی نہیں گھبراتے آپ فکر نہ کیجیے وہ جواب دیں گے ۔

وزیر بلدیات، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس تحریک التوائے کار کا جواب ہے مگر چونکہ آپ نے اسے out of turn لیا ہے لیکن جب تک میں اپنی تسلی نہ کر لوں ۔ کیونکہ اس معزز ہاؤس کا بہت تقدس ہے اور میں یہ نہیں چاہتا کہ کوئی بھی discrepancy رہ جائے جس کے لیے بعد میں سبکی ہو اس لیے میں نے ٹائم مانگا ہے ۔ اور جہاں تک اسمبلی کے سوالوں کے جواب کا تعلق ہے وہ آپ بھی اخبارات میں پڑھ چکے ہوں گے کہ مجھے بلا لیا گیا تھا اور میں چلا گیا تھا ۔ ورنہ قطعاً ایسی بات نہیں I welcome it پھر زندگی باقی صحبت باقی ۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی یہ تشنگی بھی ختم کر دیں گے ۔

میاں فضل حق، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر، تحاریک التوائے کار کا وقفہ ختم ہوتا ہے ۔

میاں فضل حق، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ کھڑا ہوں ۔

جناب سپیکر، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

میاں فضل حق، جناب والا! آپ اجازت دیں تو میں بات کروں ۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

میاں فضل حق، جناب والا! ابھی منسٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ تحریک التوائے کار out of turn لی گئی ہے۔ جب یہ تحاریک التوائے کار آپ کے پاس move ہو جاتی ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے جوابات متعلقہ منسٹر صاحبان کو تیار کرنے چاہئیں' چاہیے وہ out of turn آئے چاہیے وہ اپنی باری سے آئے۔ اب اگر یہ out of turn آ گئی ہے تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ انھوں نے جواب تیار نہیں کیا ہوا تھا۔ چاہیے کوئی بھی منسٹر ہو ہمیں اس سے واسطہ نہیں ہے ۔ جناب والا! میں اس معاملے میں آپ کی رولنگ چاہوں گا ۔

جناب سپیکر، میری رولنگ یہ ہے کہ بعض تحریکیں بالکل آخری وقت پر آتی ہیں اور یہ بھی آخری

نمبروں پر ہے ابھی سردار حسن اختر موکل نے جو تحریک پیش کی ہے میں نے چند منٹ پہلے یہ منظور کی میرے عملے کو معلوم بھی نہیں تھا کہ میں نے منظور کی ہے مجھے پتہ تھا کہ میں نے منظور کی ہے۔ اس لیے بعض اوقات فوری طور پر ان کا جواب تیار نہیں ہوتا۔

میاں فضل حق ، جناب سپیکر اس پر میں عرض کروں گا کہ جس تحریک کے متعلق ذکر ہو رہا ہے یہ چند منٹ یا چند گھنٹے پہلے نہیں دی گئی یہ 16 تاریخ کو دی گئی تھی اور اب اس کا جواب آنے میں اتنی دیر کیوں ہے؟

جناب سپیکر ، کوئی بات نہیں دو دن کی کوئی بات نہیں میں نے اجازت دے دی ہے اس کا فیصلہ ہو چکا ہے اس میں بحث نہیں ہو سکتی۔ Now we take up the Government business

وزیر قانون ، جناب سپیکر!

جناب سپیکر ، جی عارف صاحب آپ نے کوئی رپورٹ پیش کرنی ہے؟

سید عارف حسین بخاری، جی جناب والا!

جناب سپیکر ، ایک منٹ میں نے عارف صاحب کو floor دیا ہے

مجلس قائمہ برائے امور حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید عارف حسین بخاری ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

> مسودہ قانون انضباط ذبح مویشی پنجاب مصدرہ 1994ء مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1994ء پیش کردہ سید تابش الوری ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور حیوانات اور ڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے

> "کہ مسودہ قانون انضباط ذبح مویشی پنجاب مصدرہ 1994ء مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1994ء پیش کردہ سید تابش الوری ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور حیوانات اور ڈیری ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1994ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ایس اے حمید ، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر ، جی فرمائیے

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر ، ریکارڈ کی درستگی کے لیے میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے محترم قائد حزب اختلاف چودھری پرویز الہیٰ صاحب نے اسی فورم پر وزیر اعلیٰ صاحب کو بچہ سقہ کا خطاب دیا تھا اور اس کے بارے میں---

جناب سپیکر ، نہیں وہ کارروائی کا حصہ نہیں ہے ۔ اس لیے اس پر بات نہیں ہو سکتی ۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میں ریکارڈ کی درستگی کے لیے یہ بات کر رہا ہوں وزیر بلدیات سید ناظم حسین شاہ نے یہ کہا تھا کہ بچہ سقہ نے ہمایوں پر بہت بڑا احسان کیا تھا اور ہمایوں کو مرنے سے بچایا تھا۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ نظام سقہ تھا بچہ سقہ نہیں تھا ' بچہ سقہ تو وہ شخص تھا جس نے امان اللہ کے خلاف لڑائی لڑی یہ ایک بحری قزاق تھا۔ جناب والا میں! یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی وزیر بلدیات ---

جناب سپیکر ، درست ہے ۔ آپ تشریف رکھیں لیکن میں اس بحث کی اجازت نہیں دیتا---

جناب ایس اے حمید، جناب والا! وزیر بلدیات ابھی بضد ہیں ---

جناب سپیکر ، نہیں وہ کوئی ضد نہیں کر رہے آپ تشریف رکھیں۔

Now we take up the government business .Minster for Law

حکمت عملی کے اصولوں پر عمل درآمد کے بارے میں رپورٹ بابت سال 1992ء

(جو ایوان کی میز پر رکھی گئی)

MINISTER FOR LAW AND PARLIMENTARY AFFAIRS: Mr. Speaker sir, I lay on the table of the House. The report on Observance and Implementation of Principles of Policy for the year 1992."

MR SPEAKER. " The report on Observance and Implementation of Principles of Policy for the year 1992"has been laid on the Table of the House.

سید تابش الوری ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میں آپ کی اجازت سے کشمیر کے بارے میں ایک اہم قرارداد پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں ....

جناب سپیکر ، نہیں اس وقت گورنمنٹ بزنس شروع ہو گیا ہے ۔ اب قرارداد پیش نہیں ہو سکتی ۔

سید تابش الوری ، جناب والا! آپ ---

جناب سپیکر، نہیں آپ اس قرارداد کو میرے پاس پہلے لائیں ۔میں اس وقت اسے پیش کرنے کی اجازت نہیں دے رہا---

سید تابش الوری ، جناب والا! آپ اس طرح تو نہیں کہہ سکتے---

جناب سپیکر ، نہیں میں اس کی اجازت نہیں دے رہا---

سید تابش الوری ، جناب والا! آپ نے تو میری بات ہی نہیں سنی ۔میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کشمیر کے متعلق حکومت کی جو خارجہ پالیسی کی ناکامی ہے اس پر پنجاب کے عوام اور ملک کے عوام کے ---

پنجاب پبلک سروس کمشن کی سالانہ رپورٹ بابت سال 1992ء

(جو ایوان کی میز پر رکھی گئی)

جناب سپیکر، وزیر قانون ۔ (اس مرحلے پر اپوزیشن کی طرف سے شور وغل برپا کیا گیا اور معزز اراکین اپوزیشن اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو گئے)۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIMENTARY AFFAIRS: Mr. Speaker Sir, I lay on the Table of the House "the Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 1992."

MR SPEAKER: "The Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 1992", has been laid on the table of the House.

سید تابش الوری ، جناب یہ سارے ملک کا مسئلہ ہے صرف پنجاب کا مسئلہ نہیں---

جناب سپیکر ، پہلے آپ مجھے اس کا باقاعدہ نوٹس دیجیے---

سید تابش الوری ، جناب والا! ہم اس کا نوٹس دے چکے ہیں۔

جناب سپیکر ، نہیں مجھے کوئی نوٹس موصول نہیں ہوا---

سید تابش الوری ، جناب والا ہمارے پاس اس کی رسید موجود ہے---

جناب سپیکر ، تو کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اس میں آپ لے آئیے (قطع کلامیاں)۔میں اس کی اجازت نہیں دے رہا۔(قطع کلامیاں) (اس مرحلے پر اپوزیشن کے اراکین اپنی سیٹوں سے کھڑے ہو گئے اور سپیکر کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور نعرہ بازی کرتے رہے) (اس مرحلے پر سپیکر صاحب اپوزیشن کے معزز اراکین سے یہ کہتے رہے کہ وہ اپنی سیٹ پر چلیں لیکن معزز اراکین مسلسل نعرہ بازی کرتے رہے) کسی نے move نہیں کیا اس لیے اسے disposed of سمجھا جائے گا۔

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) بیت المال پنجاب مصدرہ 1994ء

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Baitul Mall (Amendment) Bill, 1994.

FIRST READING

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFARIS: Sir, I move:-

> "That Punjab Baitul Mall (Amendment) Bill, 1994 as reported by the Special Committee be taken into consideration at once"

MR SPEAKER: The motion moved is:-

> "The Punjab Baitul Mall (Amendment) Bill, 1994 as reported by the Special Committee be taken into consideration at once".

OPPOSITION: Opposed.

MR SPEAKER: Two amendments have been received in it the first amendment is from Sardar Hasan Akhtar Mokal, Ch Tanveer Khan, Mr Arshad Imran Sulerhri, Mr S.A. Hameed, Mian Abdul Sattar, Sardar Hasan Akhtar Mokal please move the amendment.

(The amendment was not moved by the Honourable Members)

As no member is moving the amendment the amendment would be treated as disposed of. Next amendment has been received in this bill from Syed Tabish Alwari, Mian Usman Ibrahim, Mr S. A. Hameed, Mr Abdur Rauf Mughal, Mr Arshad Imran Sulehri, Mr Inamullah Khan Niazi, Syed Zafar Ali Shah, and Ch Tanveer Khan. Syed Tabish Alwari may move the amendment.

(The amendment is not being moved by any member of the opposition as they are protesting to seek permission to let them move a resolution in the House on recent disturbances in Kashmir. Mr Speaker is not permitting this protest and agitation on the floor of the House)

MR SPEAKER: (Interruption). You please take your seat. For God's sake don't exploit the prevailing peaceful atmosphere.

(Interruption by the opposition members)

I know the whole affair better than you. Please take your seat. As no body has taken the trouble to move the amendment, the amendment would be treated as disposed of. Now, the motion moved and the question is:-

> That the Punjab Baitul Mall (Amendment) Bill, 1994 as reported by the Special Committee be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

(At this stage also the Opposition Members were chanting slogans in the House.

MR SPEAEKR: Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Clause 2 of the Bill is under consideration. Five amendments have been received in it. First amendment is from Syed Zafar Ali Shah, Syed Tabish Alwari, Mr S. A. Hameed, Mr Arshad Imran Sulehri, Ch Shaukat Dawood, Sardar Hasan Akhtar Mokal. Ch Muhammad Iqbal, Ch Tanveer Khan, Rana Muhammad Iqbal Khan, Mian Abdul Sattar, Mian Usman Ibrahim and Syed Zafar Ali Shah Syed Zafar Ali Shah may move the amendment.

(Protest by the opposition continued)

MR SPEAKER: As no body is moving the amendment, it would be treated as disposed of.

Next amendment has been received in it from Syed Zafar Ali Shah, Syed Tabish Alwari, Mr S. A. Hameed, Mr Arashd Imran Sulehri, Ch Shaukat Dawood, Sardar Hasan Akhtar Mokal, Ch Muhammad Iqbal, Ch Tanveer Khan, Rana Muhammad Iqbal Khan, Mian Abdul Sattar, Mian Usman Ibrahim. Syed Zafar Ali Shah may move the amendment.

(Protest continued by the opposition members pressing their demand to bring a resolution in the House)

MR SPEAKER: As no body is moving the amendment it would be treated as disposed of.

Next amendment has been received in it from Syed Zafar Ali Shah, Syed Tabish Alwari, Mr S. A. Hameed, Mr Arashd Imran Sulehri, Ch Shaukat Dawood, Sardar Hasan Akhtar Mokal, Ch Muhammad Iqbal, Ch Tanveer Khan, Rana Muhammad Iqbal Khan, Mian Abdul Sattar, Mian Usman Ibrahim. Syed Zafar Ali Shah may move the amendment.

(Protest continued by the opposition members pressing their demand to bring a resolution in the House.)

MR SPEAKER: As no body is moving the amendment it would be treated as disposed of.

Next Amendment has been received in it from Syed Zafar Ali Shah, Syed Tabish Alwari, Mr S. A. Hameed, Mr Arshad Imran Sulehri, Ch Shaukat Dawood, Sardar Hasan Akhtar Mokal, Ch Muhammad Iqbal, Ch Tanveer Khan, Rana Muhammad Iqbal Khan, Mian Abdul Sattar and Mian Usman Ibrahim. Syed Zafar Ali Shah may move the amendment. No body is moving it. It is disposed of.

Next amendment has been received in it from Syed Zafar Ali Shah, Syed Tabish Alwari, Mr S. A. Hameed, Mr Arashd Imran Sulehri, Ch Shaukat Dawood, Sardar Hasan Akhtar Mokal, Ch Muhammad Iqbal, Ch Tanveer Khan, Rana Muhammad Iqbal Khan, Mian Abdul Sattar, Mian Usman Ibrahim. Syed

Zafar Ali Shah may move the amendment. Nobody is moving it. It is disposed of.

Next amendment has been received in it from Syed Tabish Alwari. He may move it. It is not being moved, it is disposed of. The question is:-

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Four amendments have been received in it. The first amendment is from Syed Tabish Alwari. He may move it. He is not moving it. It is disposed of. Next amendment has been received in it from Syed Zafar Ali Shah, Syed Tabish Alwari, Mr S. A. Hameed, Mr Arashd Imran Sulehri, Ch Shaukat Dawood, Sardar Hasan Akhtar Mokal, Ch Muhammad Iqbal, Ch Tanveer Khan, Rana Muhammad Iqbal Khan, Mian Abdul Sattar and Mian Usman Ibrahim. Syed Zafar Ali Shah may move the amendment. No body has moved the amendment, it is disposed of.

Next amendment has been received in it from Syed Zafar Ali Shah, Syed Tabish Alwari, Mr S. A. Hameed, Mr Arashd Imran Sulehri, Ch Shaukat Dawood, Sardar Hasan Akhtar Mokal, Ch Muhammad Iqbal, Ch Tanveer Khan, Rana Muhammad Iqbal Khan, Mian Abdul Sattar, Mian Usman Ibrahim. Syed Zafar Ali Shah may move the amendment. No body is moving it. It is disposed of.

Next amendment has been received in it from Syed Tabish Alwari. He may move the amendment. He is not moving it It is considered as disposed of. The question is:-

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it , the question is:-

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. It becomes part of the Bill. -

THIRD READING

MR SPEAKER: Minister for Law.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:-

"That the Punjab Baitul Mall (Amendment) Bill, 1994" be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Baitul Mall (Amendment) Bill, 1994" be passed".

(No one has opposed it)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is :-

"That the Punjab Baitul Mall (Amendment) Bill, 1994" be passed".

(The motion was carried)

The Bill was passed.

مسودہ قانون ترمیم و توثیق مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1994ء

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Local Government (Amendment and Validation) Bill, 1994.

FIRST READING

Minister for Law and Parliamentary Affairs may move.

(Mr Deputy Speaker occupied the Chair)

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Mr Speaker Sir, I

move:-

> "That the Punjab Local Government (Amendment and Validation) Bill, 1994" as reported by the Standing Committee be taken into consideration at once.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

> "That the Punjab Local Government (Amendment and Validation) Bill, 1994" as reported by the Standing Committee be taken into consideration at once.

Two amendment have been received in it The first amendment is from Syed Zafar Ali Shah, Ch Shaukat Dawood, Mr Arshad Imran Sulehri. Mr S A. Hameed, Mian Abdul Sattar.

No body is present to move the amendment The amendment is disposed of.

Next amendment has been received in it from Syed Tabish Alwari, Mr S. A Hameed, Mian AbduL Sattar, Mian Usman Ibrahim, Mr Inamullah Khan Niazi, Syed Zafar Ali Shah, Rana Muhammad Iqbal Khan and Ch Tanveer Khan. Syed Tabish Alwari may move the amendment. No body is present to move the amendment the motion is disposed of The motion moved and the question is:-

> "That the Punjab Local Government (Amendment and Validation) Bill, 1994" as reported by the Special Committee be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause.

وزیر قانون، جناب سپیکر! گزارش ہے کہ فاضل اراکین اپوزیشن واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ کوئی دو وزراء صاحبان کو بھیجا جائے۔ اس دوران شاید وہ انہیں منا کر لے آئیں۔ شاہ نواز چیمہ صاحب اور ان کے ساتھ جناب افضل سندھو صاحب کو بھیجا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لاء منسٹر صاحب کی تجویز معقول ہے چونکہ اپوزیشن باہر تشریف رکھتی ہے۔ ان کا قانون سازی میں حصہ لینا پنجاب کے عوام کے لیے ایک بڑی خدمت اور کارنامہ ہو گا اس لیے میں چاہتا ہوں کہ ہاؤس میں ان کا آنا ضروری ہے۔ تو مسٹر شاہنواز چیمہ افضل سندھو صاحب باہر تشریف لے جائیں اور ہمارے ان فاضل اراکین کو یہاں لائیں۔ اور ان کو خاص طور پر بتائیں کہ ان کا یہاں آنا نہایت

ضروری ہے۔ کیونکہ یہ قانون سازی کا کام ہے اصل میں ہمارا کام ہی قانون سازی ہے۔ جی شکریہ۔

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Clause 2 of the Bill is under consideration. Oneamendment has been received in it from Syed Tabish Alwari, Syed Zafar Ali Shah, Mr S. A. Hameed, Mr Arshad Imran Sulehri, Ch Shaukat Dawood, Sardar Hasan Akhtar Mokal, Ch Muhammad Iqbal, Rana Muhammad Iqbal Khan, Mian Usman Ibrahim, and Mian Abdul Sattar. Mr Tabish Alwari may move the amendment. Since the amendment has not been moved, it may be considered as disposed of . The question is:-

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration One amendment has been received in this Clause from Syed Tabish Alwari, Syed Zafar Ali Shah, Mr S. A. Hameed, Sardar Hasan Akhtar Mokal, Ch Muhammad Iqbal, Rana Muhammad Iqbal Khan, Mian Usman Ibrahim and Mian Abdul Sattar. Syed Tabish Alwari may move the motion. Since the motin has not been moved, it may be considered as disposed of. The question is -

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment, I will put the question. The question is:-

That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration Since there is no amendment, the question is

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(That motion was carried)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. It becomes part of the Bill.

THIRD READING

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we start third reading. Minister for Law and Parliamentary Affairs.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:-

"That the Punjab Local Government (Amendment and Validation) Bill, 1994, be passed".

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Local Government (Amendment and Validation) Bill, 1994, be passed".

(The motion was not opposed)

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:-

That the Punjab Local Government (Amendment and Validation) Bill, 1994, be passed.

(The motion was carried)

The Bill was passed

مسودہ قانون لازمی بنیادی تعلیم پنجاب مصدرہ 1994ء

MR DEPUTY SPEKAER: Now, we take up the Punjab Compulsory Primary Education Bill, 1994. Minister for Law and Parliamentary Affairs may move the motion.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move,-

That the Punjab Compulsory Primary Education Bill, 1994, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is.-

That the Punjab Compulsory Primary Education Bill, 1994, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once. Two amendments have been received. First one is from Mian Usman Ibrahim, Syed Tabish Alwari, Mian Abdul Sattar, Syed Zafar Ali shah, Mian Imran Masood, Mr Arshad Imran Sulehri and Rana Muhammad Iqbal Khan. Mian Usman Ibrahim may move the amendment. Since the motion has not been moved, it is considered to be disposed of.

Next amendment has been received from Mr S. A. Hameed, Syed Zafar Ali Shah, Syed Tabish Alwari, Mr Arshad Imran Sulehri, Sardar Hasan Akhtar Mokal, Ch Shaukat Dawood, Mian Usman Ibrahim, Mr Inamullah Khan Niazi and Rana Muhammad Iqbal Khan. As the amendment has not been moved, it isconsidered to be disposed of I will now put the question. The motion moved and the question :-

"That the Punjab Compulsory Primary Education Bill, 1994, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once"

(The motion was carried)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration.
Two amendments have been received in this Clause. First one has been
received from Mian Usman Ibrahim. As the amendment has not been moved, it is considered to be disposed of The second amendment has been received from Mr Arshad Imran Sulehri, Syed Zafar Ali Shah. Sardar Hasan Akhtar Mokal, Mr S A Hameed, Mian Usman Ibrahim and Syed Tabish Alwari. Since the motion has not been moved, it is considered to be disposed of. I will put thequestion. The question is:-

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

CLAUSE 4

MR DEPTUY SPEKAER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration Seven amendments have been received in this clause. First amendment has

been received from Mian Usman Ibrahim. Since the amendment has not been moved, it is considered to be disposed of. Next Amendment is also from Mian Usman Ibrahim. This motion has also not been moved. it is considered to be disposed of. Next amendment is also by Mian Usman Ibrahim. The amendment has not been moved. It is disposed of accordingly. Next amendment too is by Mian Usman Ibrahim. It is also not moved. It is disposed of accordingly. Last amendment has been moved by Mr Arshad Imran Sulehri, Syed Zafar Ali Shah, Sardar Hasan Akhtar Mokal, Mr S A Hameed, Mian Usman Ibrahim and Syed Tabish Alwari. Since the amendment has not been moved, it is considered to be disposed of. The question is:-

That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration Three amendments have been received in this Clause. The first one is by Mian Usman Ibrahim. He may move it Since the amendment has not been moved, it is disposed of accordingly

The second amendment has been received from Mian Usman Ibrahim. The amendment has not been moved It is considered to be disposed of. The third amendment has been received from Mian Usman Ibrahim also This too has not been moved The amendment is considered to be disposed of I will now put the clause. The question is:-

That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEKAER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. First amendment has been received from Mr. Arshad Imran Sulehri, Syed Zafar Ali Shah, Sardar Hassan Akhtar Mokal, Mr. S A Hameed, Mian Usman Ibrahim and Syed Tabish Alwari Mr. Arshad Imran Sulehri may move his amendment As the amendment has not been moved, it is considered to be disposed of. Next amendment is by Mian Usman Ibrahim He may move his amendment. Since the amendment has not been moved, it is disposed of

accordingly. Next amendment has been received from Mr. Arshad Imran Sulehri, Syed Zafar Ali Shah, Sardar Hassan Akhtar Mokal, Mr. S. A. Hameed, Mian Usman Ibrahim and Syed Tabish Alwari Mr. Alwari may move his amendment As the amendment has not been moved, it is considered to be disposed of. Next amendment has been received form Mr. Arshad Imran Sulehri, Syed Zafar Ali Shah, Sardar Hassan Akhtar Mokal, Mr. S. A. Hameed, Mian Usman Ibrahim and Syed Tabish Alwari. Mian Usman Ibrahim may movethe amendment. As the amendment has not been moved, it is considered to be disposed of. Next amendment is from Mian Usman Ibrahim. He may move his amendment. As the amendment has not been moved, it is considered to be disposed of. the last amendment has also been received from Mian Usman Ibrahim who may move his amendment. Since the amendment has not been moved, it is disposed of accordingly. I will now put the question. The questionis:-

That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. As no amendment has been received in this clause, I will put the question. The question is:-

That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEKAER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. As no amendment has been received in this clause, I will put the question. The question is:-

That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Two amendments have been received in this clause. First one is from Mian

Usman Ibrahim. He may move the amendment. As the amendment has not been moved, it is considered to be diposed of. The second amendment has been received from Mr Arshad Imran Sulehri, Syed Zafar Ali Shah, Sardar Hasan Akhtar Mokal, Mr S. A. Hameed, Mian Usman Ibrahim and Syed Tahish Alwari. Mr Arshad Imran Sulehri may move his amendment please. As the amendment has not been moved, it is considered to be disposed of The question is:-

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, I will put the question. The question is:-

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, The question is.-

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEKAER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it. It becomes part of the Bill.

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we start the third reading. Minister for Law and Parliamentary Affairs Please.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:-

"That the Punjab Compulsory Primary Education Bill, 1994, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Compulsory Primary Education Bill, 1994, be passed".

As the motion has not been opposed, I will put the question. The motion moved and the question is:-

"That the Punjab Compulsory Primary Education Bill, 1994,be passed "

(The motion was carried)

The Bill was passed

مسودہ قانون (ترمیم) (تنخواہیں، بھتہ جات و استحقاقات برائے اراکین) صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1994ء

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1994. Minister for Law and Parliamentary Affairs.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:-

> "That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1994 as reported by the Special Committee, be taken into considerationat once".

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

> "That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1994 as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once".

Two amendments have been received in this motion. First one is from Syed Tabish Alwari, Mian Abdul Sattar, Syed Zafar Ali Shah, Mr. Arshad Imran Sulehri, Rana Muhammad Iqbal Khan and Mr S. A. Hameed. Mr Tabish Alwari may move the amendment. As the amendment has not been moved, it is considered to be disposed of.

Next amendment is from Mr. S. A. Hameed, Syed Zafar Ali Shah, Syed Tabish Alwari, Mr. Arshad Imran Sulehri, Sardar Hasan Akhtar Mokal, Ch Shaukat Dawood, Mian Usman Ibrahim, Mr Inamullah Niazi and Rana Muhammad Iqbal Khan. Mr S. A. Hameed may move the amendment. As the amendment has not been moved, it is considered to be disposed of accordingly. Now, the motion moved and the question is-

> "That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1994 as reported by the Special Committee, be taken into

consideration at once."

(The motion was carried)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we start second reading and take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEKAER: Clause 2 is under consideraton. No amendment has been received in Clause 2, Now, the question is:-

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEKAER: Clause 3 is under consideration. There is no amendment received in Clause 3. Now, the question is.-

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEKAER: Clause 1 is under consideration. There is no amendment received in Clause 1. Now, the question is:-

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, The question is:-

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. It becomes part of the Bill.

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we start the third reading. Minister for Law and Parliamentary Affairs may move the next motion please.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move.-

"That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and

Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1994 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members)(Amendment) Bill, 1994 be passed.

(The motin was not opposed)

MR DEPUTY SPEAKER: As the motion has not been opposed, now, I put the question. The motion moved and the question is:-

"That the Punjab Provincial Assembly (Salaries, Allowances and Privileges of Members) (Amendment) Bill, 1994 be passed".

(The motion was carried).

The Bill was passed.

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاء منسٹر۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ہمارا نئے پارلیمانی سال کا پنجاب اسمبلی کا یہ انتہائی اہم اجلاس تھا اور ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ عوام اپنے نمائندوں کو ایوان میں اس لیے منتخب کر کے بھیجتے ہیں کہ وہ ایوان میں پہنچ کر ان کی نمائندگی کریں اور قانون سازی کا کام کریں لیکن ایوان کے اندر جو صورت حال کئی دنوں سے سامنے آ رہی تھی اس کے پیش نظر عوام یہ محسوس کرنے میں حق بجانب تھے کہ عوامی نمائندے اسمبلی میں جا کر عوام کی نمائندگی کرنے کی بجائے محض اپنے استحقاق کے لیے اور محض اپنے معاملات کو اچھالنے کے لیے اسمبلی کے اندر بھی ہنگامہ آرائی اور محاذ آرائی کی کیفیت پیدا کر رہے ہیں اور ایوان سے باہر بھی اپوزیشن ایسی سر گرمیوں میں مصروف ہے جس کی وجہ سے جمہوری نظام کو استحکام ملنے کی بجائے عوام کو مسلسل پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔ اس صورت حال میں ہم نے یہ کوشش کی کہ اپوزیشن کو مذاکرات کی بھی دعوت دی۔ اپوزیشن کو ایک ٹیبل پر بیٹھنے کی بھی دعوت دی اور ایوان کے اندر بھی یہ گزارش کی کہ آئیے مل کر آپ بے شک اپنے سیاسی نظریات پر کاربند رہیں لیکن عوام نے جس مقصد کے لیے ہمیں ایوان کے اندر بھیجا ہے ہمیں وہ مقصد بھی پورا کرنا چاہیے اور وہ پارلیمانی کردار بھی ادا کرنا چاہیے۔ لیکن افسوس کہ اپوزیشن جونہی legislation کا نام سنتی ہے تو اس وقت وہ یہاں ایوان سے باہر چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! اپوزیشن اپنی جس ذمہ داری کو محسوس کرتی ہے، جس مقصد کے لیے اسے ایوان میں آنا چاہیے وہ اس مقصد کی بجائے یہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے صرف اپنے استحقاقات کی بات کرنی ہے۔ گذشتہ اسمبلی سیشن انھوں نے بلایا۔ مہنگائی بزنس میں رکھی گئی لیکن اپوزیشن نے مہنگائی کے عنوان پر کوئی بات نہیں کی۔ عوام کی نمائندگی انھوں نے نہیں کی۔ لاء اینڈ آرڈر کی اگر بات چلی تو اس موضوع پر بھی بات نہیں ہوئی اور آج پھر آپ نے دیکھا کہ جب legislation کا موقع آیا تو وہ اپنی

نشستوں سے اٹھ آئے اور انھوں نے ایوان کے اندر ایسی صورت حال پیدا کرنے کی کوشش کی کہ جس کے نتیجے میں قانون سازی کا عمل روکا جاسکے۔ میں آج آپ کی وساطت سے اپوزیشن کے اراکین کو جہاں دوبارہ اسمبلی کے اندر مثبت کردار ادا کرنے کی دعوت دیتا ہوں وہاں پر ان سے یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ حکومت ان کے ساتھ تعاون کو تیار ہے لیکن براہ کرم وہ محاذ آرائی کی کیفیت چھوڑ دے۔ وہ محاذ آرائی اور ہنگامہ آرائی کی فضاء پیدا کرنا چھوڑ دے اور باہر سڑکوں کے اوپر وہ جو صورت حال پیدا کر رہے ہیں وہی صورت حال وہ اس ایوان کے اندر پیدا نہ کریں۔ ایوان میں انھیں عوام نے قانون سازی کے لیے بھیجا ہے لیکن قانون سازی کا جب بھی موقع آتا ہے تو وہ ایوان سے باہر چلے جاتے ہیں۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ایوان میں واپس آئیں۔ آج ان کے بغیر بھی ' ان کی تمام تر رکاوٹوں کی کوششوں کے باوجود پنجاب اسمبلی کے ان اراکین نے چار قانونی مسودے پاس کیے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر ! وہ اراکین اسمبلی جنھوں نے آج legislation کی کارروائی میں حصہ لیا۔ میں انھیں مبارک باد کا مستحق تصور کرتا ہوں۔ یہ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اسمبلی کے اندر اپنا آئینی اور اپنا پارلیمانی کردار ادا کیا۔

جناب سپیکر ! آج کی قانون سازی میں لازمی پرائمری تعلیم کا ایک ایسا قانون ' ایک ایسا بل تھا کہ جس کے اوپر میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کے اراکین کو حصہ لینا چاہیے تھا یہ قائد ایوان اور قائد ایوان کی ٹیم کی طرف سے پنجاب کے عوام کا مستقبل سنوارنے کے لیے صوبے کے اندر طبقاتی نظام تعلیم کے فرق کو ختم کرنے کے لیے اور پنجاب کے اندر غریب عوام کے بچوں کو وہ تعلیمی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے کہ جس کے لیے سنتالیس سال سے پنجاب کے عوام ترس رہے تھے کہ کوئی ان کے غریب بچوں کے تعلیمی مستقبل کے بارے میں بھی سوچے یہ کریڈٹ موجودہ حکومت کو جاتا ہے۔

یہ credit treasury benches کے ان اراکین کو جاتا ہے کہ جنھوں نے پنجاب کے غریب عوام اور دیہاتی علاقوں میں بسنے والے عوام کے لیے اور سرکاری سکولوں کے اندر تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کے مستقبل کو سنوارنے کے لیے آج قانون سازی کے اس عمل میں حصہ لیا اور پنجاب کے اندر لازمی پرائمری تعلیم جو ہے اس کا قانونی مسودہ آج پاس کیا جس کے نتیجے میں یقیناً ہمارے صوبے کے غریب عوام کے بچوں کا مستقبل روشن ہو گا اور وہ بھی تعلیمی میدان میں ترقی کر سکیں گے۔

جناب سپیکر! میں آج آخر میں اس ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے تمام اراکین اسمبلی کا ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے قانون سازی کے عمل میں حصہ لیا اور اپنا صحیح پارلیمانی کردار ادا کیا۔ میں توقع کرتا ہوں کہ اپوزیشن آئندہ اسمبلی سیشن کے دوران ہونے والی legislation کے عمل میں

حصہ لے گی۔

جناب سپیکر ! اس وقت میرے سامنے تین ایسے مسودات قانون موجود ہیں کہ جنھیں ہم آج ہی کے روز ایوان سے اجازت لے کر ان مسودات کو بھی پاس کرا سکتے ہیں لیکن چونکہ ہم نے اپنی طرف سے دو فاضل وزراء صاحبان کو اپوزیشن کی طرف بھیجا ہوا ہے کہ وہ انھیں منا کر ایوان میں لے آئیں اور اس کے پیش نظر کہ ابھی تک اپوزیشن کے ارکان ایوان میں نہیں آئے اور یہ تینوں مسودات جو ہیں اسمبلی کے آج کے ایجنڈے میں چونکہ شامل نہیں تھے اس لیے میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ بے شک ابھی وقت موجود ہے ۔ ہم یہ تینوں بل بھی پاس کر سکتے ہیں لیکن اپوزیشن کو بھی اس قانون سازی کے عمل میں حصہ لینے کا موقع فراہم کرنے کے لیے میں ان مسودات کو موخر کرتا ہوں اور آئندہ کے بزنس کے لیے میں یہ توقع کرتے ہوئے سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن قانون سازی کے عمل میں حصہ لے گی۔ محض مخالفت برائے مخالفت اور تنقید برائے تنقید کی سیاست نہیں کرے گی۔

آپ کا ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں اور اسمبلی سٹاف کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ سیکرٹریٹ کا اور متعلقہ محکموں کے اس عملے کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنھوں نے اس تمام عمل میں ، تمام کارروائی میں ہمارے ساتھ تعاون کیا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر : میرے خیال میں دو فاضل وزراء کو اپوزیشن کو منانے کے لیے بھیجا گیا تھا۔

چودھری محمد افضل سندھو : جناب سپیکر ! ابھی بات چیت جاری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ابھی بات چیت جاری ہے۔ جی شکریہ ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دو فاضل وزراء کو منانے کے لئے بھیجا گیا تھا اور ابھی بات چیت جاری ہے ۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! مجھے ایک تحریک move کرنی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وزیر قانون صاحب ۔

مجلس قائمہ برائے آب پاشی و قوت برقی میں ایک اسامی پر رکن کا انتخاب

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں ایک تحریک پیش کرتا ہوں کہ ،

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1973ء کے قاعدہ 121-A کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کی اتفاق رائے سے مسٹر عادل شریف گل ایم ۔ پی ۔ اے کو مجلس قائمہ برائے آبپاشی و برقی قوت کا ممبر متذکرہ قاعدہ کے تحت منتخب کیا جائے"۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1973ء کے قاعدہ 121-A کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کی اتفاق رائے سے مسٹر عادل شریف گل ایم ۔ پی ۔ اے کو مجلس قائمہ برائے آبپاشی و برقی قوت کا ممبر متذکرہ قاعدہ کے تحت منتخب کیا جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب غلام عباس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے یہاں یہ بلز پیش کئے اور یہ منظور ہو گئے مگر جناب والا میری ایک گزارش ہے کہ جناب ہم نے اپنی تنخواہوں میں تو اضافہ کر لیا ہے ---

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں آپ نے پورا بل غور سے نہیں پڑھا--- جی وزیر قانون صاحب۔ آپ ایک ایسی بات کر رہے ہیں میرے خیال میں آپ نے وہ سارا بل نہیں پڑھا کہ اس میں کیا ہے۔

جناب غلام عباس، اگر نہیں ہوا تو پھر آپ میری تجویز سن لیں -----

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر قانون صاحب ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میری خواہش تھی کہ معزز اراکین اپوزیشن ایوان کے اندر تشریف لے آئیں۔ جناب والا! آج افسوس کا مقام ہے کہ قانون سازی کے عمل کو روکنے کے لئے اپوزیشن نے کشمیر جیسے sensitive اور اہم issue کا سہارا لیا اور اس کا حوالہ دیا حالانکہ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اگر اپوزیشن کشمیر cause کے ساتھ مخلص ہوتی اور کشمیر issue پر وہ کوئی مثبت قرارداد لانا چاہتے تو وہ کل کے روز کے لئے بھی کشمیر کے حوالے سے resolution دے سکتے تھے لیکن جناب سپیکر! کل کے لئے وہ انتظار کر سکتے تھے اور کل وہ کشمیر issue پر resolution لا سکتے تھے لیکن انہوں نے کشمیر issue کے حوالے سے ایوان کے اندر یہ گفتگو محض اس لیے کی کہ کسی طرح قانون سازی کو روکا جا سکے اور اخباروں میں اپنی خبر لگوائی جا سکے کہ ہم نے کشمیر کے لئے پنجاب اسمبلی کے اندر آواز اٹھائی ہم اب بھی اپوزیشن کو دعوت دیتے ہیں کہ کشمیر کے لئے صرف وہ مخلص نہیں ہیں انہوں نے بھی برسوں حکومت کی ہے کشمیر کے حالات آج جو بین الاقوامی سطح پر ہیں اس میں اپوزیشن کا بھی بہت بڑا دخل ہے اگر انہوں نے ماضی میں کشمیر issue پر کوئی مثبت خارجہ پالیسی اپنائی ہوتی اگر ان کے دور میں حکومت نے صحیح زاویئے پر خارجہ پالیسی ترتیب دی ہوتی اور حکومت نے

اگر بین الاقوامی سطح پر کشمیر issue کو حل کرنے کوشش کی ہوتی تو آج اقوام متحدہ میں پاکستان کو اس صورت حال کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ کشمیر کے ساتھ اپوزیشن نہ کل مخلص تھی نہ آج مخلص ہے انشاء اللہ ہماری حکومت نے جس طرح آج کشمیر کے issue کو بین الاقوامی سطح پر سوال کی شکل میں اجاگر کیا ہے اسے اٹھایا ہے انشاء اللہ ہم کشمیر کی آزادی تک ہماری موجودہ حکومت اور پی۔ ڈی۔ ایف کا اتحاد اپنی کوششیں جاری رکھے گا اور انشاء اللہ کشمیر کی آزادی کے لیے ہماری جان بھی حاضر ہے ہمارا اقتدار بھی حاضر ہے اور جناب سپیکر! ہماری سیاست بھی حاضر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اپنی طرف سے جو بات کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ نے ---

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قائد ایوان صاحب! کیا آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ: جی۔ میں آپ کی اجازت سے چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی قائد ایوان۔

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔

جناب سپیکر! آج پنجاب اسمبلی نے قابل قدر کام سرانجام دیا ہے اور چار بل پاس کئے ہیں میں پنجاب اسمبلی کے معزز اراکین کو جنہوں نے اس میں حصہ لیا ہے کو دلی طور پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بحیثیت Legislators کے اور بحیثیت قانون ساز اسمبلی کے ہمارا بنیادی فریضہ ہے جس کو ہم نے ہر حالت میں ادا کرنا ہے۔ اور جناب سپیکر! مجھے خوشی ہے کہ آج جو بل پاس کئے گئے ہیں ان بلوں میں لازمی پرائمری تعلیم کا بل شامل ہے جس کے مطابق اب صوبہ پنجاب میں کوئی شخص اپنے بچوں سے مزدوری نہیں کروا سکے گا جو school-going بچے ہونگے کوئی شخص ان کے ہاتھوں سے کتابیں اور قلم چھین کے ان کے ہاتھوں میں مزدوری کے آلات نہیں دے سکے گا اور صوبہ پنجاب میں آج کے اس تاریخ ساز موقع کے مطابق جو پنجاب اسمبلی نے کارہائے نمایاں سر انجام دے کر یہ بل پاس کیا ہے اس کے بعد میں پنجاب میں پچاس فیصد جو ہمارے ہونہار بچے پانچویں جماعت تک پہنچتے پہنچتے سکولوں سے drop out ہو جاتے ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ drop out نہیں ہوں گے اور ستر فیصد ہماری بچیاں جن کا پانچویں کلاس تک پہنچتے پہنچتے سکولوں سے drop out ہوتا ہے ان کا انشاء اللہ تعالیٰ drop out نہیں ہو گا اور وہ بچے اور بچیاں لاکھوں کی تعداد میں جو اس وقت تعلیم کے زیور سے آراستہ نہیں ہو رہے ہیں اور جو سکول چھوڑ کر کھیتوں میں مزدوری کر رہے ہیں جو دکانوں پر کام کر رہے ہیں

جو کارخانوں میں کام کر رہے ہیں اب ان بچوں کے والدین کو اس قانون سازی کے ذریعے اپنے بچوں کو درسگاہوں میں لانا ہو گا اور انہیں سکولوں میں بٹھانا ہو گا اور آج کے اس تاریخ ساز فیصلے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان کی تاریخ میں جو 1947ء سے لے کے قیام پاکستان سے لے کے آج تک اس ملک کی شرح خواندگی پچیس فیصد سے آگے نہیں بڑھی ہے انشاء اللہ اس فیصلے کے بعد آپ کے ملک کی شرح خواندگی آپ کے صوبے کی شرح خواندگی اگلے پانچ سال کے اندر پچیس فیصد سے بڑھ کر پچاس فیصد تک جائے گی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور جہالت کے اندھیروں کو ختم کر کے آج اس قانون سازی کے بعد آپ علم کا نور ہر سو پھیلا سکیں گے اور پاکستان اور پنجاب کے شہری بڑے فخر کے ساتھ اور عزت اور افتخار کے ساتھ نئی صدی میں داخل ہونے کی پوزیشن میں ہو نگے جناب سپیکر! مجھے اس بات کا خیال ہے کہ ہماری اپوزیشن کے بھائی بھی اتنی اہم قانون سازی میں حصہ لیتے تو یہ ہمارے لئے بڑے فخر کی بات تھی۔ اور اس اسمبلی کے لیے اور اس ایوان کے لیے بے حد فخر اور خوشی کی بات تھی کہ ہمارے اپوزیشن کے بھائی اس میں حصہ لیتے ۔ اگر اس میں کوئی کمزوری یا کوتاہی تھی تو اس کی نشان دہی کرتے۔ اس کے اچھے پہلوؤں کی تعریف کرتے اور وہ ہمارا ساتھ دیتے ۔ علم کی روشنی پھیلانے کے لیے وہ ایوان کا ساتھ دیتے ' اور حکومت کا ساتھ دیتے ۔ علم کے اندھیروں کے خلاف لڑنے کے لیے وہ ہمارا ساتھ دیتے اور اپنا رول ادا کرتے ۔ مجھے افسوس ہے کہ آج اس قانون سازی کے عمل میں انہوں نے حصہ نہیں لیا۔ جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ شرح خواندگی کو بڑھانے کے لیے جو بل آج ایوان نے پاس کیا ہے اس میں انہوں نے آج حصہ نہیں لیا۔ میری یہ ان سے گزارش ہے اور آپ کے توسط سے میں ان سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اپوزیشن کا معزز کردار ادا کریں۔ اور اپوزیشن کی ذمہ داریاں ادا کریں۔ اور ان کے لیے میں انہیں تجویز کروں گا کہ کل کے پرائیویٹ ممبرز ڈے میں بھی شرکت کریں اور اس کے بعد اگلے روز قانون سازی ہو گی اس میں بھی وہ شرکت کریں۔ ہمارے پاس مفاد عامہ کے اور بھی بل ہیں جن کو ہماری حکومت لانا چاہتی ہے ۔ ہم بے قرار ہیں اور قانون سازی کے ذریعے ہم اپنے ملک اور صوبے کے عوام کی تقدیر بدلنا چاہتے ہیں' ہم ان کی زندگیوں میں بنیادی تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں اور ان کو زندگی کی بنیادی سہولتیں بہم پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے ہم اور قانون سازی کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہم اگلے بل لے کر آ رہے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے اپوزیشن کے معزز ممبران سے اور اپنے بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ ایوان میں تشریف لائیں 'قانون سازی کے عمل میں شرکت کریں۔ ہم ان کو خوش آمدید کہیں گے ۔ ہم ان کی آراء اس میں شامل کرنا چاہتے ہیں' ہم ان کی تعمیری

تنقید اس میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہم ان کی سوچ اور فکر اس میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس میں آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اگر ان کی کوئی تعمیری بات ہو گی، ان کی constructive تجویزیں ہوں گی اور ان کی کوئی قابل عمل باتیں ہوں گی جن کو اس میں شامل کیا جاسکے تو ہم ان باتوں کو اس میں شامل کرنے اور ان کو پذیرائی بخشنے سے hesitate نہیں کریں گے ۔(نعرہ ہائے تحسین) مجھے توقع ہے کہ وہ اپنا تعمیری کردار ادا کرنے کے لیے ایوان میں تشریف لائیں گے اور اس میں حصہ لیں گے ۔

آج میں اجلاس کے اختتام کے موقع پہ یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو ایوان میں بہتر working relationship کے لیے ہم اس وقت بھی بات کرنے کو تیار ہیں۔ ان کا اعتراض اور ان کی شکایت ہم دور کرنے کو تیار ہیں۔ ایوان کی working پر اگر ان کو کوئی اعتراض ہو تو ہم اس میں بہتری پیدا کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ہمارے نمائندے سپیکر کے چیمبر میں ان کے ساتھ بات کرنے کو اور مسائل کو حل کرنے کے لیے اور ان کو accommodate کرنے کے لیے اور ہر طرح کی سہولت دینے کے لیے تیار ہیں جس میں وہ اپنا آئینی و قانونی اور ایک legislator رول بامقصد طریقے سے ادا کر سکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ابھی ہمارے رفقائے کار جناب چیمہ صاحب اور محمد افضل سندھو صاحب کو سرکاری بنچز کی طرف سے معزز اراکین کو منانے کے لیے اور لانے کے لیے بھیجا گیا تھا ۔ یہ ایک بڑی خوبصورت رسم ہے جو کھلے دل کے لوگ جو سرکاری بنچز پہ بیٹھے ہوں اس کو ادا کرتے ہیں۔ اور اپوزیشن کے اپنے روٹھے ہوئے بھائیوں کو منانے کے لیے جاتے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ ہمارے بھائیوں نے یہ اچھی اور خوبصورت رسم کو اچھے طریقے سے نبھایا ہے اور اپوزیشن سے جا کر بات چیت کی ہے اور ان کو کہا ہے کہ آپ آئیں اور ایوان کی کارروائی میں حصہ لیں۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ کشمیر پر ایک متفقہ قرارداد لانے کے لیے آمادہ ہیں جناب سپیکر! کل غیر سرکاری کارروائی کا دن ہے ۔ میں اپنی طرف سے چودھری محمد افضل سندھو صاحب کو سرکاری بنچز کی طرف سے مامور کرتا ہوں اور ان کی طرف سے بھی کوئی ممبر یہ قرارداد draft کرنے کے لیے بیٹھے اور یہ دونوں صاحبان کشمیریوں کے حق خود ارادیت کے لیے ایک مشترکہ قرارداد لائیں اور ان کے خلاف ڈھائے جانے والے مظالم سے نجات دلانے کے لیے اور کشمیریوں کی جدوجہد آزادی میں اپنے جذبات اور اپنے خلوص اور اپنی مساعی کو شامل کرنے کے لیے جو بھی قرارداد یہ لائیں گے اس کو سرکاری بنچز کی طرف سے اور ہماری طرف سے پوری تائید حاصل ہو گی اور ہم اس کو بھرپور انداز سے support کریں گے ۔

جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور پھر اپنے بھائیوں کو اپنے ساتھیوں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ آج آپ نے تاریخ ساز کارنامہ سرانجام دیا ہے ۔ اور آپ کے نام کہ جنہوں نے یہ بل پاس کیے ہیں اور خاص طور پر لازمی پرائمری تعلیم کا جو بل آپ نے پاس کیا ہے اس میں آپ کے نام تاریخ میں سنہری الفاظ میں لکھے جائیں گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں اب قائد ایوان کی بات کے بعد کسی فاضل رکن کو بات کرنے

کی ضرورت نہیں ۔ کیونکہ جو فاضل وزراء ان کو منانے کے لیے گئے تھے وہ موقف بھی انہوں نے بیان کر دیا ہے ۔ بدرالدین صاحب کی ایک بات آئی تھی کہ رول 202 کو معطل کر کے مبارکباد دی جائے ۔ میں وہ بھی مناسب نہیں سمجھتا ۔ کیونکہ کل غیرسرکاری کارروائی کا دن ہے ۔ ہم ایسی روایات قائم نہیں کرنا چاہتے کہ اپوزیشن نہیں اور ہم ایک ایسی روایت پیدا کر دیں جس پہ ہمیں آئندہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے ۔ بہر حال میں بھی اس بارے میں ایک آدھ منٹ لوں گا۔ بات یہ ہے کہ فاضل اراکین نے اور پریس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اس اجلاس میں اور گزشتہ اجلاس میں یہاں کیا ہوتا رہا ہے ۔ پہلے تو یہ ہوا کرتا تھا کہ فاضل اراکین اپوزیشن کو اگر اختلاف ہوتا تھا وہ اپنی سیٹ پر کھڑے ہو کر احتجاج کرتے تھے ' پھر ایک اچھے طریقے سے ٹوکن واک آؤٹ کیا کرتے تھے ۔ بعد میں جب آپ کی طرف سے دوست جاتے تھے تو وہ منا کر لاتے تھے ۔ یہ ایک طریق کار تھا ۔ لیکن آپ نے یہ بھی دیکھا کہ یہاں ایک دفعہ نہیں بلکہ متعدد دفعہ جب بھی کوئی ایسی بات آتی ہے ' قانون سازی کی طرف ایوان کی کارروائی بڑھتی ہے جس کے لیے کہ آپ کو منتخب کیا گیا ہے ۔ آپ کو عوام نے صرف اس لیے منتخب نہیں کیا ہے کہ آپ صرف اپنے ہی حقوق کی بات کرتے رہیں۔ اپنے ہی استحقاق کی بات کرتے رہیں۔ بلکہ عوام نے آپ کو صوبہ پنجاب کی قسمت بدلنے کے لیے بھیجا ہے ۔ اور وہ قسمت قانون سازی کے ذریعے بدلی جائے گی۔ آپ کا کام قانون سازی ہے ۔ لیکن آپ نے بھی دیکھا اور صوبہ پنجاب کے عوام نے بھی دیکھا اور پریس نے بھی دیکھا کہ جونہی ہم ایک قدم قانون سازی کی طرف جاتے ہیں تو سپیکر کی کرسی پر دھاوا بول دیا جاتا ہے ۔ مقصد کیا ہوتا ہے ' مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ سپیکر ایوان کی کارروائی ملتوی کر کے چلا جائے ۔ لیکن اب ہم نے ان کی اس بات کے خلاف کہ سپیکر کرسی نہیں چھوڑے گا ۔ وہ چاہے کچھ کرتے رہیں۔ ہم اپنی کارروائی کریں گے ۔ وہ جمہوریت کے لیے ایک بڑا احسن طریقہ ہو گا۔ میں جناب محمد حنیف رامے سپیکر پنجاب اسمبلی کو بھی سلام پیش کرتا ہوں کہ وہ ان کی طرف سے اتنی گڑبڑ کے باوجود یہاں پر تشریف فرما رہے اور انہوں نے قانون سازی کے اس کام کو آگے بڑھایا۔ اور میرے بارے میں تو آپ جانتے ہیں کہ وہ چاہے کچھ کریں میں تو اپنا کام کرتا رہتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان کو اس مسئلہ میں بھی شکست دیں گے ۔ وہ ہمیں کہتے ہیں کہ ہم جانبدار ہیں۔ ہم قطعاً جانبدار نہیں ہیں ۔ لیکن جو حق کی بات ہے وہ ضرور کہیں گے ۔ اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ لیکن میں اس لیے کہ میں سپیکر ہوں سچ بات بھی نہ کہوں ۔ یہ میری فطرت میں نہیں سچ بات میں ضرور کہوں گا ۔ سچی بات یہ ہے کہ انہوں نے اس ہاؤس کو ہاؤس نہیں رہنے دیا بلکہ ایک نئی روایت قائم کر دی ہے ۔ لہذا اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور اللہ تعالیٰ ان کو قانون سازی میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور میں قائد ایوان کو بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ ایسے حالات میں جس طرح بردباری اور تحمل سے کارروائی میں حصہ لیتے ہیں یہ انہی کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس صوبہ کو ان حالات میں جو ان کو وزیر اعلیٰ منتخب کیا ہے وہ پنجاب کے لیے ایک بہت اچھا کارنامہ ہے ۔ آخر میں میں اجلاس کی کارروائی کو کل شام تین بجے تک کے لیے ملتوی کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی مورخہ 22۔ نومبر 1994ء تین بجے تک سہ پہر تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیرھواں اجلاس)

منگل '22_نومبر 1994ء

(سہ شنبہ 16_جمادی الثانی 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر لاہور میں 3 بج کر 20 منٹ پر سہ پہر منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ ○

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ○

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا
يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ
كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ
يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ
وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ
اتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٧٢﴾

سورۃ الانعام آیات 71_72

کہو کیا ہم اللہ کے سوا ایسی چیز کو پکاریں جو نہ ہمارا بھلا کر سکے نہ برا اور جب ہم کو اللہ نے سیدھا رستہ دکھا دیا تو کیا ہم الٹے پاؤں پھر جائیں؛ (پھر ہماری ایسی مثال ہو) جیسے کسی کو جنات نے جنگل میں بھلا دیا ہو (اور وہ) حیران (ہو رہا ہو) اور اس کے کچھ رفیق ہوں جو اس کو رستے کی طرف بلائیں کہ ہمارے پاس چلا آ۔ کہہ دو کہ رستہ تو وہی ہے جو اللہ نے بتایا ہے اور ہمیں تو یہ حکم ملا ہے کہ ہم خدائے رب العالمین کے فرمانبردار ہوں اور یہ (بھی) کہ نماز پڑھتے رہو اور اس سے ڈرتے رہو۔ اور وہی تو ہے جس کے پاس تم جمع کیے جاؤ گے۔ وما علینا الا البلاغ○

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر ، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ خوراک، منصوبہ بندی و ترقیات اور اطلاعات، ثقافت و سیاحت کے سوالات ہیں۔ پہلا سوال راجہ جاوید اخلاص صاحب کی طرف سے ہے۔

راجہ جاوید اخلاص ، سوال نمبر 48

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس کے پارلیمانی سیکرٹری نہیں ہیں ۔ اس سوال کو میں pending کرتا ہوں۔ اگلا سوال ہم لیتے ہیں۔

میاں عمران مسعود ، جناب والا! وزیر اطلاعات کو اطلاع کی جائے کہ اجلاس کی کارروائی شروع ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ان کو اطلاع ہے۔۔۔۔۔۔ راجہ جاوید اخلاص۔ یہ سوال منصوبہ بندی و ترقیات کے بارے میں ہے۔

ملازمین کے تبادلوں کی تفصیل

*57۔ **راجہ جاوید اخلاص** ، کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

18 مئی 1993 سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ ایک سے گریڈ 20 تک کے کتنے ملازمین کا تبادلہ کیا گیا تبادلہ کیے جانے والے ملازمین کا اس اسٹیشن پر عرصہ تعیناتی کتنا تھا۔ ہر ملازم کا نام عہدہ اور جگہ تعیناتی الگ الگ بیان کی جائے۔ نیز ہر ملازم نے ٹرانسفر کے سلسلے میں کتنا ٹی۔اے، ڈی۔اے وصول کیا اور محکمہ کو دیگر کتنے متفرق اخراجات برداشت کرنا پڑے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (رانا آفتاب احمد خان) ،

محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات اور اس کے ذیلی اداروں میں 18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک مندرجہ ذیل تبادلے کیے گئے تبادلہ جات اور وصول کردہ / تخمینہ شدہ ٹی۔اے، ڈی۔اے کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اس پر کوئی ضمنی سوال ہے ۔

راجہ جاوید اخلاص ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اتنے مختصر عرصہ میں اتنی زیادہ تعداد میں تبادلوں کی کیا ضرورت پیش آئی؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ، جناب والا! جیسے کہ آپ کو بھی یہ علم ہے کہ یہ عرصہ نگران دور کا تھا۔ ہمارا اس میں کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ یہ تبادلے نگران حکومت نے کیے ہیں۔ مگر میں ان کے علم کے لیے یہ بھی تفصیل سے بتاتا ہوں کہ اس میں حکومت کے 2,12,540.09 روپے خرچ ہوئے تھے۔ میری اس پر پوری تیاری ہے۔ کوئی اور بھی ضمنی سوالات ہوں تو پوچھ سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی راجہ صاحب!

راجہ جاوید اخلاص ، کیا اب بھی اس محکمے میں ایسے لوگ تعینات ہیں ۔ جن کا عرصہ تعیناتی ایک سیٹ پر تین سال سے زیادہ ہو چکا ہے ۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ، جناب سپیکر! یہ جو تبادلے ہوتے ہیں۔ اس کے لیے یہ نہیں کہ تین سال تک میعاد ہے۔ مگر یہ convenience to the department اور اس کی ضرورت کے مطابق رکھتے ہیں۔ اگر ان کو کسی افسر کے بارے میں کوئی شکایت ہے جو کہ پالیسی کے خلاف ہے تو یہ اس کی نشان دہی کر دیں ہم اس پر ایکشن لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اور کوئی ضمنی سوال نہیں تو اگلا سوال سید تابش الوری صاحب کا ہے ۔

جناب عمران مسعود ، سوال نمبر 474۔ ان کے ایماء پر-----

انسداد رشوت ستانی کے تحت مقدمات

*474۔سید تابش الوری ، کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ---------

(الف) جولائی 1993ء سے اب تک صوبہ میں ان کی وزارت کے ماتحت محکموں میں رشوت و بدعنوانی کی کتنی شکایات موصول ہوئیں۔ ان کی الگ الگ نوعیت کیا تھی اور ان میں الگ الگ کتنی رقم کا معاملہ تھا۔

(ب) ان شکایات پر الگ الگ کیا کارروائی ہوئی کس کس شکایت کو محکمانہ کارروائی کے لیے رکھا گیا اور کس کس شکایت پر انسداد رشوت ستانی کے تحت کس کس تاریخ کو مقدمہ درج کیا گیا؟

وزیر خوراک (جناب محمد اقبال ٹکا)،

(الف) جولائی 1993ء سے اب تک محکمہ خوراک میں موصول ہونے والی شکایات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1)	گوجرانوالہ ڈویژن	=	3 شکایات
(2)	بہاولپور ڈویژن	=	4 شکایات
(3)	ڈیرہ غازی خان ڈویژن	=	9 شکایات
(4)	لاہور ڈویژن	=	2 شکایات
(5)	ملتان ڈویژن	=	28 شکایات
	میزان ،		46

(ب) ان شکایات پر درج ذیل کارروائی ہوئی۔

شکایات برائے محکمانہ کارروائی	=	44
شکایات برائے انٹی کرپشن کارروائی	=	2

مندرجہ بالا شکایات میں سے 2 شکایات کا فیصلہ ہو چکا ہے اور دوسری شکایات پر حتمی فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے۔

میاں عمران مسعود ، جناب والا! اس کا جواب تو ہمیں مہیا ہی نہیں کیا گیا۔ یہ جواب کی جگہ پر کٹنگ ہوئی ہوئی ہے اور صفحہ نمبر 23 پر لف ہے۔ یہ عجیب سلسلہ ہے۔ جناب والا! خوراک کے بارے میں جتنے جواب دیے گئے ہیں۔ ان میں بڑا ابہام پایا جا رہا ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ کسی چیز کو چھپایا جا رہا ہے۔ انہوں نے آگے پیچھے کا سلسلہ چلایا ہوا ہے ۔ محکمہ جات کو اتنا وقت دیا جاتا ہے کہ وہ جوابات کو اکٹھا کریں اور compile کریں۔ جتنے بھی ہم نے سوالات دیے ہیں اور ان کے جتنے بھی جوابات موصول ہوئے ہیں ان سب میں کٹنگ ہے۔ کیا وجہ ہے کہ یہ ہر وقت کیوں کٹنگ کی جاتی ہے۔ جناب والا! اس کا سختی سے نوٹس لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ دیکھیں 22 صفحے کے بعد 23 صفحہ ہے۔ کیونکہ پہلے تو جواب آیا نہیں تھا اور جب آیا ہے تو اس کو صفحہ نمبر 23 پر اضافہ کر دیا گیا۔ تابش صاحب! آپ کے پاس ہے؟

میاں عمران مسعود ، جناب سپیکر! میرے پاس صفحہ 23 نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، منسٹر صاحب! آپ نے جواب دے دیا ہے؟

وزیر خوراک ، جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کوئی ضمنی سوال ہے ؟

سید تابش الوری ، جناب والا! میں نے اپنے سوال میں یہ کہا تھا کہ جو شکایات موصول ہوئیں ان کی الگ الگ نوعیت کیا ہے اور ان میں الگ الگ کتنی رقم کا معاملہ تھا۔ اس جواب میں شکایات تو بتا دی گئی ہیں کہ 48 شکایات موصول ہوئیں لیکن جو اصل بات پوچھی گئی تھی کہ اس کی نوعیت کیا تھی اور اس میں کتنی رقم کی خورد برد کا معاملہ تھا۔ اس کا جواب موجود نہیں۔ کیا وزیر موصوف اس بارے میں بتائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ بات واقعی ٹھیک ہے۔ انہوں نے اپنے سوال میں لکھا ہے کہ "ان میں الگ الگ کتنی رقم کا معاملہ تھا"۔ اگر آپ جواب دے سکتے ہیں تو دے دیں۔

وزیر خوراک ، جناب سپیکر! ہر ایک کے ساتھ رقم درج کی ہوئی ہے اور کارروائی بھی ساتھ لکھی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کیا وہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

وزیر خوراک ، جی ہاں۔ وہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔ کیونکہ اس کا جواب کافی لمبا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر صاحب! سیکریٹریٹ نے بتایا ہے کہ یہ ایوان کی میز پر نہیں آئی ہے۔ لہذا میں اس کو مؤخر کرتا ہوں۔

جناب عمران مسعود ، جناب سپیکر! اس میں بڑی confusion ہے اور ایسا لگتا ہے جیسے کسی چیز کو چھپایا گیا ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے میں اس کو pending کرتا ہوں۔

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! میرے پاس تو یہ صفحہ ہی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ کے پاس صفحہ نمبر نہیں؟

جناب ایس اے حمید ، نہیں۔ جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے اس سوال کو میں pending for fresh answer کرتا ہوں ۔ اگلا

سوال سید تابش الوری صاحب کا ہے۔

سید تابش الوری، سوال نمبر 543۔

آرٹ کونسل کے ملازمین کو پنشن کی سہولیات کی فراہمی

*543۔ سید تابش الوری، کیا وزیر اطلاعات و ثقافت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے سال 1975ء سے آرٹس کونسل کو محکمہ اطلاعات و ثقافت کے تحت تشکیل دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اٹھارہ سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود آرٹس کونسل کے ملازمین کو ابھی تک پنشن اور گریجوایٹی کی سہولتیں میسر نہیں ہیں اور کئی ملازمین کافی سروس کرنے کے بعد وفات پا گئے یا ریٹائر ہو گئے ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت آرٹس کونسل کے باوجود اور ریٹائرڈ / فوت شدہ ملازمین کو دیگر سرکاری ملازمین کی طرح سہولتیں دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (مہر سعید احمد ظفر)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) پنجاب آرٹس کونسل ایک خود مختار ادارہ ہے اس ادارہ کے وسائل فی الحال اپنے ملازمین کو پنشن اور گریجوایٹی کی سہولیات دینے کے متحمل نہیں۔ البتہ ملازمین کو سی۔پی فنڈ، گروپ انشورنس اور بہبود فنڈ میں سے اعانت کی سہولت حاصل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

سید تابش الوری، کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ انہی کی وزارت کے ماتحت لاہور میوزیم اور بہاول پور میوزیم بھی ایک خود مختار ادارہ ہے اور کیا وہاں پر گریجوایٹی اور پنشن کی سہولت میسر ہے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت، جناب والا! چونکہ یہ سوال specifically آرٹس کونسل کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔ اس لیے جواب بھی آرٹس کونسل کے بارے میں دیا گیا ہے۔ جہاں تک میوزیم کا سیکشن ہے۔

وہ ایک مختلف autonomous body ہے۔ اس کے اپنے رولز ہیں تو اس کے لیے fresh question required ہے۔ جونہی معزز ممبر fresh question دیں گے میں اس کا جواب دینے کی پوزیشن میں ہوں گا۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ آرٹس کونسل کے ملازمین کو پنشن یا گریجوایٹی کی facility دینے کے لیے کل کتنی رقم درکار ہو گی؟

وزیر اطلاعات و ثقافت :جناب سپیکر! سر دست تو میں یہ جواب نہیں دے سکتا کہ اس کے لیے کتنی رقم درکار ہو گی کیونکہ اس معاملے کو ہم فنانس کے ساتھ take up کرنے کے بعد calculations کر کے ہی جواب دے سکتے ہیں۔

میاں فضل حق ، جناب والا! وزیر موصوف کہہ رہے ہیں کہ میں جواب نہیں دے سکتا تو ان کی سہولت کے لیے چٹ پہنچ گئی ہے اس کو دیکھ کر اب وہ جواب دے دیں۔

میاں عبدالستار ، کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ آرٹس کونسل کے جو ملازمین ہیں حکومت کا کوئی ایسا خیال ہے کہ ان ملازمین کو پنشن اور گریجوایٹی دی جائے۔ وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ وسائل نہیں ہیں تو کیا وسائل پیدا کیے جا رہے ہیں؟

وزیر اطلاعات و ثقافت ، جی۔ حکومت کی یہ کوشش ہے کہ ان کے rules & regulations کو حکومتی سطح پر لایا جائے اور ان کو بھی وہی سہولتیں دی جائیں جو کہ ایک سرکاری ملازم کو حاصل ہیں۔ اس کے لیے ہم پروگرام کو chalk out کر رہے ہیں اور انشاء اللہ توقع ہے کہ ہم اس معاملے کو take up کر لیں گے اور فیصلہ کر لیں گے۔

میاں عبدالستار ، کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ کام مکمل کرنے میں کتنی دیر لگے گی کیونکہ یہ جو perity کا نہ ہونا میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہیں ہونی چاہیے۔ برابری کی بنیاد ہونی چاہیے۔ کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ ان ملازمین کو باقی ملازمین کے at par کرنے میں کتنی دیر لگے گی؟

وزیر اطلاعات و ثقافت ، جناب والا! جہاں تک گریجوایٹی کی سہولت کا تعلق ہے اس بارے میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ سہولت ان ملازمین کو حاصل ہے لیکن ان میں جو تفاوت ہے اس کے لیے ہم کوشش کریں گے کہ انشاء اللہ آئندہ سال کے بجٹ میں اس تفاوت کو دور کر دیا جائے اور ان کے

لیے فنڈز مہیا کر دئیے جائیں۔
سید تابش الوری : وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ ان ملازمین کو گریجوایٹی کی سہولت میسر ہے۔ کیا وہ اپنی اس statement پر قائم ہیں؟ کیونکہ میرا خیال یہ ہے کہ انہیں گریجوایٹی کی سہولت میسر نہیں۔
جناب وزیر اطلاعات و ثقافت : جناب والا! خیال کی بات نہیں۔ حکومت کی طرف سے ان ملازمین کو یہ سہولت میسر ہے اور حکومت ان کو پورا facilitate کرتی ہے۔
سید تابش الوری : جناب والا! محکمے کی طرف سے اس سوال کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ اس ادارہ کے وسائل فی الحال اپنے ملازمین کو پنشن اور گریجوایٹی کی سہولیات دینے کے متحمل نہیں۔ یہ تحریری جواب ہے۔ جبکہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ سہولت ان ملازمین کو میسر ہے ۔ لہذا یہ بتایا جائے کہ ان دونوں بیانات میں سے کون سا بیان درست ہے؟
وزیر اطلاعات و ثقافت : جناب والا! یہ بات درست ہے کہ جہاں تک اس autonomous body کا تعلق ہے۔ اس ادارے کے پاس اپنے وسائل نہیں۔ لیکن میں نے عرض کیا ہے کہ حکومتی سطح پر ہم ان کے ساتھ پوری معاونت کرتے ہیں اور ان کو facilitate کرتے ہیں۔ یہ بات درست ہے کہ ادارے کے پاس اپنے اتنے وسائل نہیں۔ لیکن حکومت کی سطح پر ہم ان کے ساتھ پوری معاونت کرتے ہیں اور ان کو facilitate کرتے ہیں اور ان کو ہم help out کرتے ہیں۔
سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ کسی ایک ملازم کو بھی انہوں نے گریجوایٹی دی ہے؟
وزیر اطلاعات و ثقافت : اس بارے میں، میں یہ عرض کروں گا کہ جب میں نے ہاؤس میں اٹھ کر ایک statement دی ہے کہ ہم ان کو facilitate کرتے ہیں تو اب میرے فاضل بھائی کو یہ بتانا چاہیے کہ فلاں نے apply کیا اور حکومت نے اس کی مدد نہیں کی۔
خواجہ محمد اسلام : کیا وزیر موصوف آرٹس کونسل کے ملازمین کی تعداد بتا سکیں گے؟
جناب ڈپٹی سپیکر : خواجہ اسلام صاحب! کیا آپ اپنی سیٹ سے بول رہے ہیں؟ کیونکہ مجھے شک ہے کہ آپ اپنی سیٹ پر نہیں ہیں۔

خواجہ محمد اسلام ، جی ہاں یہ میری سیٹ نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تو پہلے اپنی سیٹ پر جائیں پھر سوال کرنا۔

میاں عبدالستار ، کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ جو ملازمین ریٹائرڈ ہو چکے ہیں یا جن ملازمین کی death ہو چکی ہے ان کو بھی گریجوایٹی ' پنشن یا دوسری مراعات فراہم کی جائیں گی؟ یعنی وزیر موصوف نے ابھی فرمایا ہے کہ ہم اگلے سال بجٹ میں ان ملازمین کو یہ مراعات دینے کے لیے فنڈز رکھیں گے تو کیا یہ مراعات ریٹائرڈ ملازمین یا وہ ملازمین جو فوت ہو چکے ہیں کو بھی دی جائیں گی۔

وزیر اطلاعات و ثقافت ، جناب سپیکر! میں نے پہلے بڑی واضح بات عرض کی ہے کہ یہ ایک autonomous body ہے۔ اس کے اپنے Rules and Regulations ہیں اور یہ govern ہوتی ہے Through those Rules and Regulation جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جو لوگ ریٹائرڈ ہو چکے ہیں یا جن لوگوں کی death ہو چکی ہے ان کے بارے میں ' میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم ان کو یہ facilities دیں گے۔

خواجہ محمد اسلام ، کیا وزیر موصوف آرٹس کونسل کے ملازمین کی تعداد بتا سکیں گے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت ، جناب والا! اگر فاضل ممبر کو exact نمبر چاہیے تو اس کے لیے یہ fresh question دیں۔ میں ان کو جو accurate information ہے وہ دے دوں گا۔ کیونکہ on the floor of the House میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جو بھی information دی جائے وہ exact ہو اور اگر اس کے لیے فاضل ممبر fresh question دیں تو میں اس کو welcome کروں گا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کھوسہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! فاضل رکن نے جو سوال کیا ہے یہ عین اسی سوال کے سلسلے میں ہے۔ اس وقت آرٹس کونسل کے ہی ملازمین کو discuss کیا جا رہا ہے اور انہی کی تعداد پوچھی گئی ہے۔ تو یہ fresh question نہیں بنتا۔

وزیر اطلاعات و ثقافت ، جناب والا! چونکہ اصل سوال میں ملازمین کی تعداد نہیں پوچھی گئی لیکن اس کے باوجود میں یہ کہتا ہوں کہ اگر فاضل ممبر fresh question کرنے سے کتراتے ہیں تو آرٹس

کونسل کے ملازمین کی کل تعداد 205 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، 205 ہے -

سید تابش الوری ، جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ آرٹ کونسل کے ملازمین کو گریجوئٹی کی سہولت حکومت کی سطح پر دے رہے ہیں - کیا وہ فرمائیں گے کہ آرٹ کونسل کے جو ملازمین وفات پا گئے ہیں یا ریٹائر ہو گئے ہیں ان میں سے کسی کو یہ سہولت دی گئی ہے چونکہ یہ سہولت تو پیدا ہی اس وقت ہوتی ہے جب وہ ریٹائر ہوں یا وفات پا جائیں وہ کہتے ہیں کہ ہم یہ سہولت دے رہے ہیں تو وفات یا ریٹائر ہونے والوں میں کس کو سہولت دے رہے ہیں؟

وزیر اطلاعات و ثقافت ، جناب والا! مجھے تو اپنے بھائی کی اردو دانی پر بڑا فخر تھا لیکن شاید میں ان کو یہ بات سنا نہیں سکا میں نے یہ کہا ہے کہ حکومت معاونت کرتی ہے facilitate کرتی ہے ان کے کیسز کو process کر کے ان کو facility دیتی ہے اور اس میں سے میں ایک مثال آپ کو دے سکتا ہوں کہ آرٹ کونسل میں نور خان ایک چپڑاسی تھا اس کو یہ facility دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی میاں فضل حق صاحب -

میاں فضل حق ، جناب والا! وزیر موصوف نے ابھی وہاں بیٹھے بیٹھے فرمایا کہ میں پرچی دیکھ کر جواب نہیں دیتا ۔بڑی اچھی بات ہے پرچی دیکھ کر جواب دینا بھی نہیں چاہیے وزراء صاحبان کو prepare ہو کر آنا چاہیے۔ میرا ایک اہم سوال ہے کہ وزیر موصوف کو اتنا تو پتہ ہونا چاہیے کہ آرٹ کونسل میں کتنے ملازم ہیں ان کی سروسز کتنی ہیں کتنے عرصے سے ہیں اور اگر ریٹائر ہو جاتے ہیں یا خدانخواستہ وہ فوت ہو جاتے ہیں تو گورنمنٹ ان کے لیے کیا کر رہی ہے یہ تو وزیر موصوف کو پتہ ہونا چاہیے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، انھوں نے بتا دیا ہے -

میاں فضل حق ، انھوں نے تو کہا ہے کہ نیا سوال دیں۔

He is not fully prepared to answer this question This is very simple question

وزیر اطلاعات و ثقافت ، جناب والا! میں پہلے بھی عرض کرچکا ہوں۔ لیکن میں پھر بھی میاں صاحب

کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں کہ آرٹ کونسل کے ملازمین کی تعداد 205 ہے۔

میاں عمران مسعود : جی اگلا سوال ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میرے خیال میں اس پر کافی ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔ اب آگے بھی چلیں تو راجہ جاوید اخلاص صاحب کا پہلا سوال رہ گیا تھا اس وقت وزیر اطلاعات نہیں تھے تو میں نے پہلا سوال ہی pending کر دیا تھا۔ جی راجہ جاوید اخلاص صاحب ۔

راجہ جاوید اخلاص : سوال نمبر 48 ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : 48 پہلا ہی سوال ہے جب یہ سوال پکارا گیا تھا تو اس وقت وزیر موصوف نہیں تھے۔ اس لیے میں نے اسے pending کر دیا تھا کہ جب آئیں گے تو جواب دیں گے۔ جی وزیر اطلاعات۔

وزیر اطلاعات و ثقافت : جناب والا! میرے فاضل بھائی نے جو اطلاع مانگی تھی اس کی تفصیل پیش کر دی گئی ہے۔ یہ جواب کافی لمبا ہے لیکن اس کے باوجود اگر وہ چاہیں تو میں اس کو read out کرنے کے لیے بھی تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں اس کو پڑھا ہوا تصور کرتے ہیں ۔ کوئی ضمنی سوال ہے ۔

ملازمین کے تبادلوں کی تفصیل

*48۔ **راجہ جاوید اخلاص** : کیا وزیر اطلاعات و ثقافت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ اطلاعات و ثقافت اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ 1 سے گریڈ 20 تک کے کتنے ملازمین کا تبادلہ کیا گیا تبادلہ کیے جانے والے ملازمین کا اس اسٹیشن پر عرصہ تعیناتی کتنا تھا ہر ملازم کا نام عہدہ اور جگہ تعیناتی الگ الگ بیان کی جائے نیز ہر ملازم نے ٹرانسفر کے سلسلے میں کتنا ٹی۔اے، ڈی۔اے موصول کیا اور محکمہ کو دیگر کتنے متفرق اخراجات برداشت کرنا پڑے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (مہر سعید احمد ظفر) :

محکمہ اطلاعات و ثقافت اور اس کے ذیلی اداروں میں 18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک

ملازمین کا تبادلہ' وصول کردہ / تخمینہ شدہ ٹی۔اے' ڈی۔اے اور دیگر اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

راجہ جاوید اخلاص ، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ ضرورت کیوں محسوس کی گئی کہ اس عرصے میں اتنی زیادہ تعداد میں تبادلے کیے گئے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت ، جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ کوئی اتنی بڑی تعداد نہیں اور اگر میرے بھائی تفصیل سے دیکھیں تو جن ملازمین کو transfer کیا گیا ان کے عرصہ تعیناتی کی تفصیل بھی دی گئی ہے اور میرا خیال ہے کہ کسی کو بھی premature transfer نہیں کیا گیا اور یہ ایک public interest کی بات تھی کہ ان کا اتنا long stay تھا کہ آخر in the public interest یہ تبادلے کرنے ضروری تھے اور انھوں نے تقریباً اپنے tenure مکمل کیے ہوئے تھے۔ تو اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ایسا تبادلہ کوئی بھی نہیں ہو گا جو کہ premature نہ ہو۔

چودھری محمد ریاض ، جناب والا! میں وزیرموصوف سے پوچھوں گا کہ ابھی وہ فرما رہے تھے کہ ان کا tenure پورا تھا مگر یہاں پر تو کوئی چھ دن کے بعد کوئی دو ماہ کے بعد اور کوئی چار ماہ کے بعد اور کئی چھ چھ سال بعد تبادلے کیے گئے۔ وزیر موصوف صاحب نے تو یہ فرمایا تھا----

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ بتائیے کہ دو دن کا اور چھ دن کا کون سا ہے؟

چودھری محمد ریاض ، چھ دن کا بارہ نمبر ہے۔ اور جو گیارہ نمبر ہے وہ سات سال سات ماہ اور سات دن ہے پھر اس کے بعد آپ دیکھ لیں کہ 11 ماہ' 4 ماہ' 6 ماہ' 2 ماہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، چلو مسئلہ تو ایک ہی ہوا۔ جی منسٹر صاحب چودھری صاحب کہتے ہیں کہ آپ نے premature سے بھی تھوڑے عرصے بعد جو تبادلے کیے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت ، جناب والا! میں نے تو کہا تھا کہ قریب قریب premature transfers کو ہم نے نہیں کیا لیکن اگر ایک دو ایسی مثالیں مل سکتی ہیں تو وہ یقینی ہم نے public interest میں کیا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ریاض احمد صاحب! آپ ضمنی سوال کر کے بھول گئے۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ یہ کس تاریخ کو ہوا کس دور میں ہوا؟

چودھری محمد ریاض ، جناب والا! یہاں پر لکھا ہے کہ چھ دن کے بعد -----

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہ نہ وہ وقت کون سا ہے؟

چودھری محمد ریاض ، یہاں پر تاریخ نہیں ڈالی گئی۔ ہم تو ساری ذمہ داری وزیر موصوف پر ہی ڈال سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یعنی اس پر تاریخ نہیں لکھی گئی؟

چودھری محمد ریاض ، نہیں جی اس پر تاریخ نہیں لکھی گئی ۔ صرف پیریڈ لکھا ہے کہ دو مہینے بعد یا تین مہینے بعد ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اچھا جی ۔ جی عمران مسعود صاحب ضمنی سوال پر ہیں ۔

میاں عمران مسعود ، شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی وزیر موصوف نے فرمایا کہ جو معلومات ان کو دی گئی ہیں انھوں نے کوئی بھی premature transfer نہیں کی-----

وزیر اطلاعات و ثقافت ، جناب والا! میں نے یہ کہا تھا کہ عمومی طور پر ------

جناب ڈپٹی سپیکر ، اچھا ۔

میاں عمران مسعود ، جناب۔ اگر آپ نمبر 9 پر دیکھیں کہ غلام عباس صاحب جن کا سیالکوٹ میں سات سال گیارہ ماہ دو دن،جہلم اٹھارہ دن ، پھر سیالکوٹ گیارہ دن اور اسی طرح نارووال پتہ نہیں انھوں نے عجیب قسم کا جواب دیا ہے بالکل واضح جواب نہیں دیا گیا ۔ تو میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ انھوں نے کیا criteria رکھا ہوا ہے کہ ان کے نزدیک premature transfer کون سی ہے اور mature transfer کون سی ہے ۔ early trasfer کون سی ہے اور delayed transfer کون سی ہے؟ جناب والا! یہ تھوڑا سا criteriaبتا دیں کہ یہ کس طریقے سے تبادلے کرتے ہیں تاکہ ہمیں کچھ پتہ تو چل سکے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت ، جناب والا! یہ غلام عباس صاحب کے تبادلے کا ذکر فرما رہے ہیں یہ نگران دور میں تبادلہ ہوا تھا اور یہ اس transparent اور صاف اور شفاف انتخاب کو یقینی بنانے کے لیے اور ہمارے معزز سیاستدانوں کے کہنے پر اس دور میں طوفان نوح کی طرح تبادلوں کا طوفان آیا تھا تو یہ تبادلہ بھی اس دور کا ہے ۔ جہاں تک transfer policy کا تعلق ہے ۔ transfer policy میں normal tenure دو سے تین سال کا ہوتا ہےلیکن یہ قدغن کہیں بھی نہیں کہ public interest میں کسی

وقت بھی کسی ملازم کا تبادلہ ہو سکتا ہے اور کیا جا سکتا ہے۔ نہ کوئی early transfer ہوتی ہے اور نہ کوئی old transfer ہوتی ہے تو transfer دو قسم کے ہوتے ہیں ایک کو premature کہہ لیں تو اس کے لیے that transfer is premature اور وہ اگر public interest میں ہو تو وہ ٹرانسفر بھی ٹھیک ہے۔ لیکن عمومی طور پر ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ premature transfer نہ کیے جائیں۔

جناب ایس اے حمید : جناب والا! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی۔ ایس اے حمید صاحب! ضمنی سوال یہ ہیں۔

جناب ایس اے حمید : جناب والا! اسی نمبر پر جو غلام عباس صاحب کا تبادلہ کیا گیا ہے اس پر ایک خرچہ -/4513 روپے کا ہے -/4,000 کا ایک خرچہ ہے اور -/4233 روپے کا ایک خرچہ ہے۔ یعنی ایک ملازم کے تبادلہ میں حکومت کو ٹی۔اے ڈی۔اے کی شکل میں -/13000 روپے خرچ کرنا پڑا ہے۔ کیا انھوں نے عوامی مفاد میں یہی کیا ہے؟ کہ ایک ایک آدمی کو ٹرانسفر کرنے کے لیے بارہ بارہ تیرہ ہزار روپے خرچ کیے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ پہلے نگران دور میں ہوئے ہیں؟

وزیر اطلاعات و ثقافت : جی۔ میں وہی عرض کر رہا ہوں اور ہم نے اس میں place of postings بتائی ہیں کہ ان کا تبادلہ پہلے سیالکوٹ سے جہلم ہوا وہاں پر گیارہ ماہ دو دن رہے پھر ان کا سیالکوٹ اور پھر نارووال تبادلہ ہوا تو یہ نگران دور میں ہوئے تھے میں نے تو بڑا واضح کر دیا ہے۔

میاں عبدالستار : جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار : جناب والا! وزیر موصوف نے ابھی فرمایا ہے کہ انھوں نے public interest میں تبادلے کیے ایک منٹ کے لیے مان لیتے ہیں کہ انھوں نے سیالکوٹ سے جو تبادلہ جہلم کیا جو وہاں پر 7 سال 11 ماہ دو دن رہے اس وقت الیکشن تھے۔ جناب والا! غلام عباس کو پہلے تو عبوری دور میں جہلم سے سیالکوٹ میں ٹرانسفر کر دیا لیکن وہاں پر 18 دن رہنے کے بعد نارووال کیوں ٹرانسفر کر دیا۔ یہ آپ کی گورنمنٹ نے کیا یا عبوری حکومت نے کیا تھا؟

وزیر اطلاعات و ثقافت : جناب والا! میں اس وقت ہاؤس کے سامنے صحیح جواب نہیں دے سکتا کہ

اس کی تفصیلات کیا ہیں لیکن as a matter of policy میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کوئی بھی ٹرانسفر جو کہ عوام کے مفاد میں ہو اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ اس کے لیے کوئی خاص عرصہ درکار ہوتا ہے عوامی مفاد میں ٹرانسفر کسی بھی وقت ہو سکتی ہے۔

میاں عبدالستار : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سوالات کی باری چار 5 مہینے کے بعد آتی ہے اور اس پر لاکھوں روپے حکومت کا خرچ ہوتا ہے تو کیا وزیر موصوف جن پر حکومت لاکھوں روپے خرچ کرتی ہے یہ ٹھیک طرح سے تیاری کر کے نہیں آ سکتے؟ سوالات کے جوابات کی اچھی طرح سے تیاری کر کے آیا کریں۔ اس سے حکومت پنجاب کا لاکھوں روپیہ ضائع ہو رہا ہے

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ کے سوال کا پہلا حصہ تو ٹھیک ہے کہ حکومت کا بہت خرچ ہوتا ہے لیکن آپ کے سوال کے دوسرے حصے سے میں اتفاق نہیں کرتا کہ وزیر موصوف نے تیاری نہیں کی ہوئی انہوں نے تیاری کی ہوئی ہے۔ اگلا سوال جناب ایس اے حمید صاحب۔

کوالیفائڈ ریسرچ افسران کی تعیناتی

*546- **جناب ایس۔اے حمید :** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ----

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جو ریسرچ آفیسرز ستمبر 1993ء میں منتخب ہوئے ان کی تقرری روک دی گئی اگر جواب اثبات میں ہو تو ان کی تعداد کیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب نفی میں ہے تو سوا سال گزرنے کے باوجود پنجاب پبلک سروس کمشن سے کوالیفائڈ ریسرچ افسران کو ابھی تک ملازمتیں نہ دینے کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت مستقبل قریب میں انہیں ملازمتیں دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ کیا ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی (رانا آفتاب احمد خان) :

(الف،ب) مورخہ 26 ستمبر 1993ء کو پبلک سروس کمشن نے 13 امیدواروں کو بطور ریسرچ آفیسرز تقررکرنے کی سفارشات محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو بھیجی تھیں۔ ان منتخب امیدواروں کو تقرری کے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔ تو آٹھ دن کے اندر اندر جو مقررہ وقت ہوتا ہے اس کے اندر اندر ہمارے محکمے کی طرف سے جواب چلا جاتا ہے۔ ان کا ضمنی سوال تھا کہ کیا

ان کو آرڈر چلے گئے ہیں میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان میں سے 9 نے join کیا ہے اور چار امیدواروں نے join نہیں کیا۔ اس میں ستمبر کے بعد جو وقت لگا ہے اس میں procedural formalities ہوتی ہیں اس میں پولیس رپورٹ بھی ہوتی ہے اس میں میڈیکل بھی ہوتا ہے پھر initial آفر جاتی ہے اس کے بعد تقرری کے letter جاتے ہیں۔ لہٰذا محکمے کی طرف سے کوئی دیر نہیں ہوئی ہے اور اب اس پر implementation ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں تمام ضمنی سوالوں کا جواب وزیر موصوف نے دے دیا ہے

جناب ایس اے حمید ، جناب سپیکر! میں صرف آپ کی اور وزیر موصوف کی اجازت سے اور آپ کی وساطت سے اپنے پورے ایوان میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سوال میں نے 08-12-1993 کو کیا تھا اور اب سال 1994ء ختم ہونے والا ہے یعنی کہ ایک مہینہ باقی ہے------

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ ہمارا اجلاس چل رہا ہے متعلقہ محکمے کا ایک دن ہوتا ہے اور کورم نہ ہونے کی وجہ سے اجلاس ہی نہیں ہوتا ۔ بہرحال مقصد آپ کا پورا ہو گیا ہے ......

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ، جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ سوال کا جواب دینا ہمارا فرض ہے آگے اس کو Circulate کرنا اور اس کو اسمبلی میں لانا اسمبلی سیکرٹریٹ کا بزنس ہے۔ اگر تو ہمارے سوال میں کوئی delay ہوئی ہے تو پھر ہم آپ کو جواب دے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ اگلا سوال چودھری شوکت داؤد صاحب 628۔

شوگر سیس فنڈ سے سڑکوں کی تعمیر

*628 ۔ **چودھری شوکت داؤد** ، کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان میں شوگر سیس فنڈز سے کون کون سی سڑکوں پر 1992-93ء میں کام ہونا تھا اور اس عرصہ کے دوران کن سڑکوں پر کام شروع کیا گیا۔ نیز اگر ان سڑکوں کے ٹینڈرز منظور ہو چکے ہیں تو جن سڑکوں پر کام ابھی تک شروع نہیں ہوا ہے۔ وہ کب تک شروع ہو گا؟

وزیر خوراک (جناب محمد اقبال ٹکا)،

دوران سال 93-1992ء میں مندرجہ ذیل سڑکیں شوگر کین ڈویلپمنٹ فنڈز کی مد سے تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان ہونا تھیں جن کی تعمیر محکمہ ہائی وے (ایگزیکیوٹنگ ایجنسی) نے بعد از تکمیل ضروری لوازمات یعنی ٹینڈروں کی تشہیر اورمنظوری شروع کر دی۔ اس طرح تمام سڑکیں جن کی منظوری شوگر کین ڈویلپمنٹ سیس فنڈز کمیٹی برائے یونائیٹڈ شوگر مز نے دی تھی۔ ان پر کام شروع ہو چکا ہے اور کوئی سڑک پیچھے نہیں چھوڑی گئی۔

محکمہ ہائی وے سے تعمیر کردہ سڑکیں

(1) ٹلو گوٹھ سے چک (264 پی) (3079 تا 5089) (2-10) میل لمبائی۔

(2) واللہ رحیم آباد سڑک از 8 میل تا داؤ والا قاسمی (4095) میل

(3) صادق آباد ٹلو گوٹھ سڑک از 10 میل تا چک (189-پی) از چک نمبر (173/P — 189/P) 6 میل لمبائی۔

(4) چک نمبر (197/P) تا چک (208/P) (میل تا 2/4 میل) یعنی (2/50) میل لمبائی۔

(5) احمد پور لمبا تا صادق آباد - جمال دین والی سڑک براستہ چک (25 N.P)۔ مجموعی لمبائی (6) میل لمبائی۔

(6) صادق آباد ہسپتال تا آدم سوھاب 5 میل لمبائی

(7) چک 140 از میل -/2 تا -/7 (لمبائی 5 میل)

(8) چک 135/P تا 137/P براستہ چک 136/P، 138/P میل 3077 تا 9017 لمبائی 6 میل

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ان سڑکوں پر کام شروع ہو چکا ہے اور کوئی سڑک چھوڑی نہیں گئی - میں وزیر موصوف سے یہ پوچھوں گا کہ ان سڑکوں کے لیے کتنی کتنی رقم آپ نے مختص کی ہے؟

وزیر خوراک، جناب والا معزز رکن کا سوال بہت اچھا ہے لیکن اس کے لیے یہ نیا سوال کریں میں محکمہ ہائی وے سے پوچھ کر اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کے محکمے نے اس کا جواب دیا ہے اور آپ کے محکمے نے محکمہ ہائی وے کو پیسے دیے ہونگے آپ اس کی رقم نہیں بتا سکتے؟

وزیر خوراک : جناب والا! اس وقت میرے پاس رقم لکھی ہوئی نہیں۔ بعد میں بتا دیں گے

جناب ڈپٹی سپیکر : وزیر خوراک فرما رہے ہیں کہ اس وقت ان کے پاس اعداد و شمار نہیں۔ کوئی اور ضمنی سوال پوچھ لیں۔

چودھری شوکت داؤد : جناب والا! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ یہ رقم انہوں نے محکمہ ہائی وے کو ٹرانسفر کر دی ہے۔

وزیر خوراک : جناب والا ہم نے یہ تمام رقم محکمہ ہائی وے کو ٹرانسفر کر دی ہوئی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! وزیر خوراک نے کہا ہے کہ یہ محکمہ ہائی وے سے پوچھ کر بتائیں گے ان کے اپنے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ وہ executing agency ہے رقم انہوں نے دینی ہے پلان انہوں نے دینا ہے سڑکیں انہوں نے دینی ہیں انہوں نے صرف execute کرنا ہے تو یہ ہاؤس میں مکمل جواب کیوں نہیں دیتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ تو آپ کا ضمنی سوال بھی بہتر ہے ' ضمنی سوال بھی ٹھیک ہے ۔ ان کا یہ سوال جائز ہے کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے محکمے نے رقم دی ہے اور executing agency ہائی وے ہے تو آپ براہ کرم اس کی رقم کی تفصیل بتا دیں۔

وزیر خوراک : جناب والا! رقم کی تفصیل اس وقت میرے سامنے نہیں ہے یہ تفصیلات میں محکمے سے معلوم کرکے بتا سکوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ اپنے چیمبر میں اس کی تفصیل بتا دیں گے؟

وزیر خوراک : جناب والا میں بتا دوں گا۔

چودھری شوکت داؤد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میرا سوال کرنے کا قطعاً یہ مقصد نہیں کہ وزیر موصوف کو مشکل میں ڈالا جائے بلکہ اپنے علاقے کے مسائل کی طرف ان کی توجہ دلانا مقصود ہے اور میرا سوال بھیجنے کا مقصد بھی یہی تھا کیونکہ یہ رقم جب مختص کی گئی تھی تو وہ پچھلی گورنمنٹ کے دور میں مختص کی گئی تھی اور بدقسمتی سے یہ تمام سڑکیں میرے اور میاں امتیاز کے حلقے کی ہیں ابھی میں نے پرسوں محکمہ ہائی وے کے ایس ڈی او سے بات کی اور میں نے کہا کہ آپ نے سڑکیں شروع نہیں کیں ٹینڈر منظور ہو چکے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس تو پیسے ہی نہیں۔ لہذا میں اس بحث

میں نہیں پڑوں گا مجھے صرف وزیر موصوف اس بات کی یقین دہانی کروا دیں کہ جو رقم مختص کی گئی تھی اور جس کے ٹینڈر بھی ہو چکے ہیں وہ رقم کب تک ٹرانسفر کروا دیں گے اس ہاؤس میں یہ یقین دہانی کروا دیں------

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے یہ اچھی بات ہے ۔ وہ صرف یہ یقین دہانی چاہتے ہیں کہ جو کام وہاں پر نہیں ہوا وہ ہو جائے۔

وزیر خوراک، جناب والا! ہم انشاء اللہ بہت جلد ان کا کام شروع کروا دیں گے اور Sugar Cess Fund سے اگر رقم transfer نہیں ہوئی تو مہیا کر دی جائے گی ۔

جناب عثمان ابراہیم : جناب والا! ابھی وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ انشاء اللہ یہ کام جلدی شروع کروا دیں گے لیکن جناب سپیکر! انہوں نے written جواب دیا ہے کہ ان سڑکوں پر کام شروع ہو چکا ہے------

جناب ڈپٹی سپیکر ، انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ کام مکمل ہو جائے گا؛

جناب عثمان ابراہیم ، جناب والا! یہاں تو لکھا ہے کہ ان پر کام شروع ہو چکا ہے------

جناب ڈپٹی سپیکر ، آپ نے مکمل کام کے بارے میں کہا ہے کہ کام مکمل ہو جائے گا اور فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

وزیر خوراک ، جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ کام مکمل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، مکمل ہو جائے گا اور متعلقہ فاضل رکن کو ------

چودھری محمد اقبال ٹکا : جناب والا! معزز وزیر سے میرا سوال ہے کہ محکمہ ہائی وے کی سڑکیں جو Sugar Cess کے تحت منظور ہوئی ہیں اس کا criteria کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ یہ سڑکیں جب خراب ہوتی ہیں تو محکمہ خوراک کی طرف سے کس criteria کی بنیاد پر رقم دی جاتی ہے ؟

وزیر خوراک ، جناب والا! اس کے لیے ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے جس کا چیئرمین کمشنر ہوتا ہے اس کے علاوہ ڈپٹی کمشنر اور علاقے کا ایک ممبر ہوتا ہے Sugar Mill کا جنرل منیجر یا مالک اس کا ممبر ہوتا اور کسی کو حکومت مقرر کر دیتی ہے۔ پانچ ممبر ہوتے ہیں وہ فیصلہ کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یعنی Sugar Cess Fund سے۔

وزیر خوراک، جی ہاں۔ Sugar Cess Fund سے وہ کمشنر سے مل کر علاقائی طور پر فیصلہ کرتے ہیں کہ کون کون سی سڑک بنائی جائے۔

میاں عمران مسعود، ضمنی سوال جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں عمران مسعود ضمنی سوال۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! اس میں شوکت داؤد صاحب نے جو سوال پوچھا تھا۔ جس میں انہوں نے آٹھ سڑکوں کے بارے میں Allocation of Funds کے بارے میں پوچھا تو اس کا جواب نہیں ملا اور نہ ہی یہ معلوم ہوسکا ہے کہ محکمہ ہائی وے کو پیسہ transfer ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ اس کا جواب بھی نہیں مل سکا۔ تو میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے بڑے ادب سے پوچھنا چاہوں گا۔ انھیں یہ تو ضرور پتا ہو گا کہ انہوں نے جو Sugar Cess پچھلے ایک سال کا اکٹھا کیا ہے وہ کتنا ہے؟ اس کے بارے میں یہ ہمیں exact رقم بتائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آپ کون سی Sugar Mill کا پوچھ رہے ہیں؟

میاں عمران مسعود، سر یہ سارے پنجاب کا بتا دیں یا ایک ضلعے کا بتادیں۔ یا یہی متعلقہ رحیم یار خان ضلع کا بتادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہی متعلقہ رحیم یار خان ضلع کا بتادیں۔ جی۔

وزیرخوراک، میں جناب والا! پورے پنجاب کا بتاتا ہوں۔ ہمارے پاس پورے پنجاب کا 45 کروڑ 68 لاکھ 19 ہزار 919 روپے 40 پیسے ہے۔ مل کی طرف سے ادا شدہ 40 کروڑ 16 لاکھ 82 ہزار 13 روپے ہے۔ مل کی طرف بقایا جو ہیں وہ 48 لاکھ روپے ہیں۔(قطع کلامیاں------)

MR DEPUTY SPEAKER: No Cross talk please.

وزیر خوراک، مل کے ذمے جو ہیں وہ 48 لاکھ 38 ہزار 690 روپے بقایا ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔جب آپ کبھی کبھار بولیں گے تو میں آپ

کو ضرور اجازت دوں گا۔جی خواجہ صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! چند روز پہلے اخبارات کے ذریعے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی صدارت میں ایک میٹنگ میں جو ان کو رپورٹ پیش کی گئی ہے۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ جو running year ہے اس میں پانچ فیصد ڈویلپمنٹ پر خرچ کیا گیا ہے۔ یہاں پر ہمیں جو رپورٹ دی جارہی ہے اس میں یہ کہا جارہا ہے کہ محکمے کے پاس فنڈز نہیں۔ جناب والا ! یہ بتایا جائے کہ محکمے کے پاس فنڈز نہیں اور وزیر اعلیٰ کو کہا جارہا ہے کہ پانچ فیصد خرچ ہوا ہے ۔ یہ رقم کون کھا گیا ہے۔ جناب والا یہ بتایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ایک منٹ۔ جی میاں فضل حق صاحب۔

میاں فضل حق، یہ جو سوال آیا ہے اس کے متعلق وزیر موصوف نے کوئی بھی کسی قسم کا جواب نہیں دیا ۔ نہ فنڈز کے متعلق نہ اس کے شروع ہونے کے متعلق۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس کو pending کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں یہ اس میں آگیا ہے ۔ انہوں نے کافی وضاحت کی ہے۔

میاں فضل حق،جناب والا! میری عرض ہے کہ اگر آپ اس پر غور کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، دیکھیں انہوں نے سارے پنجاب کا بتا دیا ہے جتنے پیسے وغیرہ تھے سب کچھ بتا دیا ہے۔

میاں فضل حق، یہاں انہوں نے صرف فنڈز کا ذکر کیا ہے جو یہاں Cess جمع ہوا ہے۔ ہم نے تو یہ پوچھا تھا کہ جو سڑکیں بن رہی ہیں۔ اس کے لیے tender call ہوا ہے ۔ یہ کتنی رقم کے Tender Call ہوئے ہیں۔ کتنی کتنی سڑک ہے ۔ ان کو تو یہ ہی پتا نہیں کہ کون سی سڑک کہاں سے شروع ہوئی ہے۔ یہ تو منسٹر صاحب کو پتا ہونا چاہئے۔ میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ اگر اس کو Pending کر لیا جائے تو بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں I rule it out. اگلا سوال______

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، 826 on his behalf ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی۔ چودھری غلام عباس صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب غلام عباس، جناب والا! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہوں گا۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ تو اب آگے چلے گئے ہیں۔ اب اس پر 826 کا جواب دینے دیں۔

جناب غلام عباس، یہ ہی ہے اسی پر میں پوچھنا چاہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں طریقہ یہ ہے کہ جب سپیکر اگلا سوال call کر دے۔ وہ جب پڑھ لیں گے تو پھر آپ بات کرسکتے ہیں۔

جناب غلام عباس، جناب والا ! میں تو پہلے بھی کھڑا ہوا تھا۔ آپ نے ادھر دیکھا ہی نہیں۔ آپ ذرا مہربانی فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میری غلطی سمجھ لیں۔ اب اگلا سوال ہے۔

جناب غلام عباس، میرے ضلعے کا سارا Sugar Cess Fund ہی غائب ہو گیا ہے۔ نہ پچھلے سال کوئی سڑک بنی ہے نہ ہی اس سال کوئی سڑک بنی ہے۔ مجھے پوچھ لینے دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اب کیا پوزیشن ہے۔ کتنا پیسہ ہے اور کہاں خرچ ہوا ہے۔ یہ پیسہ خرچ ہو گا بھی یا نہیں۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلے سوال پر آجاتے ہیں یہ ہے 826

جناب ایس اے حمید ، جناب والا! وزیروں اور مشیروں کا یہ حال ہے تو ہمارا کیا حال ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، سوال نمبر 826 ——

راولپنڈی کی فلور ملوں کو گندم کی فراہمی

*826۔ **جناب بادشاہ میر خان آفریدی ،** کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی میں واقع فلور ملوں کو راولپنڈی کی بجائے اسلام آباد کے گوداموں سے اپنے حصے کی گندم کا کوٹہ لینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے فلور ملوں کو محصول چونگی ادا کرنا پڑتا ہے۔ جو کہ مروجہ طریق کار اور مفاد عامہ کے خلاف ہے اور اس طرح مالی مشکلات بھی درپیش ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سابقہ طریق کار کے مطابق راولپنڈی کے گوداموں سے اپنے حصہ کی گندم کا کوٹہ لینے کی اجازت دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر خوراک (جناب محمد اقبال ٹکا)۔

(الف) محکمہ خوراک کے پنجاب کے راولپنڈی / اسلام آباد کے شہروں میں صوبائی محفوظ ذخائر گندم کے چار مراکز ہیں جن میں سے ایک مرکز راولپنڈی کے ریونیو حدود میں اور تین اسلام آباد کے ریونیو حدود میں واقع ہیں۔ راولپنڈی میں واقع مرکز کی گنجائش ذخیرہ 23,500 ٹن اور اسلام آباد کے مراکز کی گنجائش 60,000 میٹرک ٹن ہے۔ راولپنڈی میں واقع مرکز چکلالہ اپنے محل وقوع کے اعتبار سے اب انتہائی گنجان آبادی میں گھر چکا ہے۔ جس کے ایک طرف راولپنڈی میڈیکل کالج اور دوسری طرف وقار النساء کالج تعمیر ہو چکے ہیں اس لیے وہاں گندم کی نقل و حمل کے لیے استعمال ہونے والے بڑے ٹریلر مرکز تک نہیں پہنچ سکتے۔ جب کہ پنجاب کے جنوبی اضلاع سے گندم کی باربرداری کے لیے زیادہ تر بڑے ٹریلر استعمال کیے جاتے ہیں اس لیے مرکز پر گندم کا وافر ذخیرہ اب ہر وقت مہیا نہ ہو سکتا ہے۔ مزید برآں کسی بھی قسم کی ممکنہ بدعنوانی کی روک تھام کے لیے راولپنڈی / اسلام آباد میں واقع چاروں مراکز کو ہر سال باری باری خالی کیا جاتا ہے۔ اس لیے راولپنڈی کی فلور ملوں کو اسلام آباد کے مراکز پر صرف اس صورت میں بھیجا جاتا ہے جب اوپر بیان کی گئی دونوں وجوہات کی بناء پر چکلالہ مرکز پر گندم موجود نہ ہو۔ رواں سیزن میں چونکہ گندم کی نقل و حمل میں کمی رہی ہے۔ اس وجہ سے چکلالہ مرکز گندم کا وافر ذخیرہ مہیا نہ ہونے کی وجہ سے راولپنڈی کی فلور ملوں کو اسلام آباد کے مراکز سے گندم جاری کی گئی تھی اور جیسے ہی وافر ذخیرہ مہیا ہوا۔ متذکرہ فلور ملوں کو دوبارہ چکلالہ مرکز سے گندم کا اجراء شروع کر دیا گیا تھا۔ جو اب تک جاری ہے۔ ماسوائے ان ملوں کے جو وقتاً فوقتاً تحریری طور پر اسلام آباد کے مراکز سے گندم کے اجراء کی درخواست کرتی ہیں۔

(ب) مزید وضاحت طلب نہ ہے۔

خواجہ ریاض محمود : جناب والا! یہ تو ان کے مشیر ہیں ماشاء اللہ ۔ انہوں نے اس بات کی تائید کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ ان کی جواب طلبی کریں گے۔ آپ بیٹھیں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! میں تو اس سلسلے میں ہاؤس کے پر زور اصرار پر یہ بات کہوں گا کہ،

میرے دامن میں شراروں کے سوا کچھ بھی نہیں
آپ پھولوں کے خریدار نظر آتے ہیں
ذہن میں جب بھی کبھی آیا ہے بہاروں کا خیال
دامن وقت سے کچھ خار بکھر جاتے ہیں

(نعرہ ہائے تحسین-----)

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی۔ میرے خیال میں اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کوئی ضمنی سوال ہو تو کریں۔ ہاں ریاض احمد صاحب۔ دونوں ریاض احمد ہیں۔ راجہ ریاض احمد۔

چودھری محمد ریاض، جناب والا! میرا نام چودھری محمد ریاض ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کا نام ریاض احمد نہیں بلکہ محمد ریاض ہے۔ لیکن ہے تو ریاض ہی نا۔ ایک ہی بات ہے۔

چودھری محمد ریاض، اس سے بھی بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی---

چودھری محمد ریاض، جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ راولپنڈی شہر کی فلور ملوں کو کتنا گندم کا کوٹہ روزانہ کے حساب سے دیا جاتا ہے۔ اور اسلام آباد کی فلور ملوں کو کتنی گندم دی جاتی ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ ٹکا خاں۔

وزیر خوراک: جناب والا! یہ جو سوال ہے کہ خوراک کے راولپنڈی/ اسلام آباد کے شہروں میں صوبائی محفوظ ذخائر گندم کے چار مراکز ہیں۔ جن میں سے ایک مرکز راولپنڈی کے ریونیو حدود میں ----- (قطع کلامیاں)

چودھری محمد ریاض: ہم نے یہ مان لیا کہ آپ نے پڑھ لیا ہے۔ مگر اس میں بات یہ ہے کہ ---

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ No Cross talk please. چودھری محمد ریاض صاحب۔ آپ تو پرانے

پارلیمنٹیرین ہیں۔ آپ مجھ سے مخاطب ہوں۔

چودھری محمد ریاض ، جی۔ میں آپ سے ہی مخاطب ہوں۔ میں جناب والا کی وساطت سے ہی انھیں بتا رہا تھا کہ جناب وزیر صاحب ہم نے اس سوال کو پڑھا ہوا تصور کر لیا ہے۔ اب اس پر میرا ضمنی سوال ہے کہ راولپنڈی شہر کی فلور ملوں کو کتنی گندم دی جاتی ہے۔ اور اسلام آباد کی فلور ملوں کو کتنی گندم دی جاتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ پڑھا ہوا تصور کر لیا گیا ہے۔ اس کو نہ پڑھیں۔(قطع کلامیاں ــــــ)

جناب غلام عباس ، جناب والا! میں چاہوں گا کہ وزیر موصوف ساتھ ہی یہ جواب بھی دے دیں۔ کہ پچھلے سال گندم کا جو کوٹہ ملوں کو دیا گیا ہے اس کا کیا طریق کار تھا۔ زیادہ سے زیادہ کسی مل کو کتنا دیا گیا اور کم سے کم کتنا دیا گیا ہے؟ اور زیادہ اور کم کے تناسب کا معیار کیا تھا ۔ کس معیار پر زیادہ دیا گیا اور کس معیار پر کم دیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ صبر کرتے۔ اس کا جواب آلینے دیتے۔ نہیں ایک وقت میں دو ضمنی سوال نہیں ہوتے۔

وزیر خوراک ، جناب والا! ریاض صاحب نے پوچھا ہے کہ فلور ملوں کو کتنا کوٹہ اسلام آباد اور راولپنڈی شہر میں دیا جاتا ہے۔ یہ نیا سوال ہے۔ اس کا تو میں پوچھ کر ہی جواب بتا سکتا ہوں۔ یہ ضمنی سوال نہیں۔ وہ سوال اور تھا یہ سوال اس کے متعلقہ نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، دیکھیں میں اپوزیشن کو یہی کہوں گا کہ یہ وزیر اتنے اچھے ہیں کہ کبھی پوائنٹ آف آرڈر پکڑے نہیں ہوئے ۔ کبھی انہوں نے آپ کو زچ نہیں کیا۔ تو آپ بھی انھیں کیوں زچ کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں) دیکھیں یہ آپ سے کتنا تعاون کرتے ہیں۔ یہ بڑی بات ہے۔ جی بریگیڈئر صاحب----

چودھری محمد ریاض ، وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کے بارے میں تازہ سوال دیں۔ چلئے میں یہ بات بھی مان لیتا ہوں۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ کس پالیسی کے تحت فلور ملوں کو گندم دی جاتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، بات یہی ہوئی ہے کہ اگلے محکمے کا سوال ہے۔ رانا آفتاب صاحب کا محکمہ ہم آگے لیتے ہیں کہ وہ آپ کو بتائیں۔

چودھری محمد ریاض: پہلے اس کا جواب آنے دیں، پھر بات آگے بڑھے گی۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ فلور ملوں کو کس چیز کی بنیاد بنا کر گندم کا کوٹہ روزانہ بنیادوں پر دیا جاتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہ بتائیں کہ جو آپ فلور ملوں کو permit وغیرہ دیتے ہیں یہ کس بنیاد پر دیتے ہیں، اس کا کیا criteria ہوتا ہے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ہم باڈیوں کی بنیاد پر دیتے ہیں۔ لیکن Liberal Releases بھی ان ملوں کو کرتے ہیں جس کا Brand ان شہروں میں بکتا ہے۔ بڑی ملیں ہیں اور بڑے شہروں میں ان کے آٹے کی مانگ ہوتی ہے۔ ان کو ہم زیادہ کوٹہ ریلیز کرتے ہیں۔

جناب غلام عباس: جناب سپیکر! خوشاب میں ایک مل کو 2000 بوری کا کوٹہ دیا گیا۔ خوشاب سیالکوٹ سے چھوٹا شہر ہے۔ سیالکوٹ میں 200 بوری دیا گیا تو بڑے اور چھوٹے کا کیا تناسب ہے؟ یہ تو سمجھایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ serious ہیں؟

جناب غلام عباس: میں seriously پوچھ رہا ہوں۔ آپ سمجھ رہے ہیں کہ میں غیر سنجیدہ ہوں! میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ جناب والا! یہ بتایا جائے کہ یہ کوٹے کا تناسب کیسے ہو رہا ہے۔ اور اگر سیالکوٹ بڑا شہر ہے، سیالکوٹ اور خوشاب کا تناسب کر لیں۔ سیالکوٹ میں دو سو بوری دی جاتی ہے، خوشاب میں دو ہزار بوری دی جاتی ہے اور پھر وہ بندہ پکڑا بھی گیا جو کہ باہر بیچ رہا تھا۔ انسپکٹر کے اوپر پرچہ بھی ہوا۔ میں یہ بھی پوچھوں گا کہ جو گندم بلیک کر رہا تھا اس انسپکٹر کا کیا ہوا؟ اس کو چھوڑا گیا ہے یا رکھا گیا ہے؟ اور وہ دو ہزار بوری دینے کا کیا طریق کار تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نکا صاحب۔ ان کا سوال یہ ہے کہ خوشاب کو دو ہزار بوری، سیالکوٹ کو دو سو بوری۔ تو کیا criteria ہے۔

وزیر خوراک: جناب والا! خوشاب میں کوئی کوٹہ ہی نہیں دیا گیا۔ جس مل کی بات کر رہے ہیں اس کو کوٹہ ہی کوئی نہیں دیا گیا۔ پچھلے سال کی کوئی بات کرتے ہوں تو مجھے نہیں پتا۔ اس دفعہ تو کوئی کوٹہ بھی جاری نہیں ہوا۔ باڈی کی بنیاد پر ہم کوٹہ جاری کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، راجہ جاوید اخلاص!

راجہ جاوید اخلاص: جناب والا! ضمنی سوال ہے کہ یہ جو کوٹے کا سلسلہ ہے' وزیر موصوف نے دیا ہوا ہے' یہ کوٹہ جاری کرنے کا اختیار کس کے پاس ہے؟ محکمے کے پاس ہے یا منسٹر صاحب کے پاس ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ نواز چیمہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی شاہ نواز صاحب!

وزیر اوقاف: جناب سپیکر! وقفۂ سوالات کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب سیف اللہ چیمہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ مجھے اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ضمنی سوال' میجر صاحب۔

راجہ جاوید اخلاص: جناب والا! میرے سوال کا ابھی جواب نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں' پہلے میں نے راجہ جاوید اخلاص صاحب کو فلور دیا تھا' انھوں نے سوال کیا ہے۔ اس کے بعد میجر صاحب۔ جی' راجہ صاحب۔

راجہ جاوید اخلاص: میرا سوال یہ ہے کہ یہ جو کوٹہ دیا جاتا ہے اس کا اختیار محکمے کے پاس ہے یا وزیر صاحب کے پاس ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ٹکا صاحب! وہ کہتے ہیں کہ یہ جو کوٹہ دیا جاتا ہے اس کا اختیار وزیر کے پاس ہے یا محکمے کے پاس ہے؟

وزیر خوراک: جناب والا! یہ محکمے کے پاس ہوتا ہے۔ لبرل پالیسی ہے۔ محکمہ ایک پالیسی بناتا ہے۔ پہلے بھی بڑی ملوں کے لیے لبرل پالیسی تھی جن کا میں نے پہلے آپ سے ذکر کیا ہے۔ ان کا برانڈ بڑا مشہور ہوتا ہے' لوگ ان کے آٹے کی مانگ کرتے ہیں۔ ویسے ہم ریلیز کرتے ہیں۔ منسٹر بھی اس میں آرڈر کرتے ہیں۔ یہ کوئی بات نہیں۔ کئی لوگ آ جاتے ہیں۔ زیادہ ملوں والے اُدھر ہی بیٹھے ہیں۔ اور وہی اس بات کو سمجھتے ہوں گے کہ کوٹہ ان کو ملتا ہے یا نہیں ملتا۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ ہم Releases Body کی بنیاد پر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میجر سیف اللہ صاحب۔

جناب سیف اللہ چیمہ: میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ از راہ کرم فرمائیں کہ پنجاب کے اندر جو storage بنے تھے گندم کے لیے' وہ storage محکمہ خوراک نے چونکہ ان

کو سرٹیفکیٹ جاری کیے تھے تب وہ storage بنے تھے اور وہ بھی گورنمنٹ کے پیسوں سے بنے تھے' Public Money تھی۔ بنکوں کا اس میں پیسہ لگا تھا۔ وہ بعد میں انھوں نے بغیر کسی نوٹس کے وہ سٹوریج چھوڑ دیے جن کے ساتھ ان کا دس دس سال کا معاہدہ تھا۔ وہ نقصان جو ان لوگوں کا ہو رہا ہے اور پبلک منی ضائع ہو رہی ہے وہ پیسہ بنکوں کو واپس نہیں کر پا رہے۔ وہ کیا وجہ ہے ' کیوں ایسے کیا گیا؟ یہ پالیسی پہلے غلط تھی یا اب غلط ہے؟ اس کی وضاحت ہونی چاہیے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ بھی fresh question ہے۔ یہ نیا سوال دے دیں' اس کا جواب ہم دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ جی' عثمان ابراہیم صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! ابھی وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ محکمہ جو پالیسی بناتا ہے۔ اس کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ پالیسیاں وزیر بناتے ہیں محکمہ ان پالیسیوں پر عمل درآمد کرواتا ہے۔ ان کو بتائیں کہ یہ پالیسیاں یہ خود بنائیں۔ محکمے کی بنائی ہوئی پالیسیوں پر عمل درآمد نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عثمان ابراہیم صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ پوچھیں۔ آپ کا یہ پوائنٹ valid ہو سکتا ہے۔ لیکن اس سے نہیں۔ جی' ظفر علی شاہ صاحب۔ لیکن پہلے میجر سیف اللہ صاحب کے سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔ میجر سیف اللہ کے ضمنی سوال کو آپ نے fresh question کہا ہے؟

وزیر خوراک: جناب' fresh question ہے۔ آپ نیا سوال دیں' اس کا ہم جواب دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ fresh question کہتے ہیں۔ آپ ویسے بھی ان سے جا کر پوچھ لینا۔ جی' ظفر علی شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ: جناب سپیکر! وزیر خوراک صاحب آج ہتھے چڑھے ہوئے ہیں۔ تو میرا ایک ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ جس دن انھوں نے وزیر خوراک کی حیثیت سے حلف لیا تھا اس دن آٹے کا ریٹ کیا تھا اور آج بائیس نومبر کو آٹے کا ریٹ کتنا ہے؟ صرف ریٹ بتا دیں۔ میں ان کو اپنا استاد کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' شاہ صاحب! یہ تو ہر ایک کو پتا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، ہم مزدور آدمی ہیں' ہمیں پتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بات یہ ہے کہ ضمنی سوال clarification کے لیے ہوتا ہے جس میں کوئی الجھاؤ پیدا ہو گیا ہو' اس الجھاؤ کو سلجھانے کے لیے.....

وزیر صنعت، پوائنٹ آف آرڈر۔ مجھے آج پتا چلا ہے کہ شاہ صاحب نے یونیورسٹی کھول لی ہے ـــ

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے ابھی آپ کو فلور نہیں دیا۔ میں آپ کو یہی کہہ رہا ہوں کہ یہاں پر ہم نے وزرائے کرام کی یادداشت کا حساب کتاب نہیں لینا۔

سید ظفر علی شاہ، میں یادداشت کا حساب کتاب نہیں لے رہا۔ میں حلفاً کہہ رہا ہوں۔ میں serious ہوں' میں یادداشت کی بات نہیں کر رہا۔ میں تو مہنگائی کے ریٹ کا پوچھ رہا ہوں کہ جس دن آپ نے حلف لیا تھا اس دن آٹے کا ریٹ کیا تھا اور آج آٹے کا ریٹ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تو تقریباً آدھے سے زیادہ لوگوں کو پتا نہیں ہو گا کہ اس دن ریٹ کیا تھا۔ ضمنی سوال' مولانا سعید شرقپوری صاحب۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری،

اک ہووے کملا' سمجھائے ویہڑا
تے ویہڑا ہووے کملا سمجھائے کہڑا

سوال یہ ہے کہ اقبال ٹکا صاحب ہمارے بڑے پرانے دوست ہیں۔ مجھے کوئی علم نہیں یہ کیا کرتے ہیں کیا نہیں کرتے۔ یہ تو اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اب پورے پاکستان میں corruption روئیں روئیں میں رچ چکی ہے۔ (مداخلت) میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شرقپوری صاحب کو ہم نے مولانا ہونے کی حیثیت سے تھوڑی سی رعایت دی ہے۔ ان کی بات سن لینے دیں۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں ٹکا صاحب پر objection کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔ مجھے تو علم ہی نہیں اقبال ٹکا صاحب کیا کرتے ہیں کیا نہیں کرتے' اللہ جانتا ہے۔ بات یہ ہے۔ میں نہیں کہتا۔ proof میرے پاس کوئی نہیں۔ بات یہ ہے کہ جتنے بھی کوئے

مقرر ہوتے ہیں ان کے متعلق میری رائے یہ ہے کہ 240 ارکان اسمبلی کو بٹھا کر ہر چیز کے کوٹے مقرر کیے جائیں۔ بس یہی حل ہے۔ اور کوئی حل نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (جناب آفتاب احمد خان): جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر اطلاعات، ثقافت و سیاحت: جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر خوراک: جناب والا! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گندم کو سٹور کرنے کا طریقہ کار

*887۔ **ملک مختار احمد**: کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

1985ء سے اب تک گندم کی پیداوار کو سٹور کرنے کا حکومت کا کیا طریق کار رہا ہے اور اس وقت کیا طریقہ کار ہے؟

وزیر خوراک (جناب محمد اقبال ٹکا):

محکمہ خوراک پنجاب نے 1985ء سے اب تک خرید کردہ گندم کا حسب ذیل طریقہ پر ذخیرہ کیا۔

(1) گوداموں کے اندر بھری ہوئی بوریوں کی صورت میں۔

(2) بنوں (BINS) کے اندر کھلے ذخیرے کی صورت میں۔

(3) گوداموں کی گنجائش سے زائد گندم بھری ہوئی بوریوں کو گنجی کی صورت میں۔

گنے کی سرکاری قیمت بڑھانے کے لیے اقدامات

*1026۔ **چودھری احمد یار گوندل**: کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی طرف سے گنے کی قیمت تقریباً 43 روپے فی کوئنٹل مقرر ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تقریباً ہر شوگر مل 150 میل دور سے بھی گنا خرید کر رہی ہے اور خرید کردہ گنا کی قیمت کاغذات میں وہی درج کی جاتی ہے جو مقرر ہے لیکن کرانے کی شکل میں قیمت فی کوئنٹل زیادہ ادا کی جاتی ہے جو تقریباً 60/65 روپے بنتی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت گنے کی سرکاری قیمت بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک (جناب نکا محمد اقبال)۔

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ گنے کی قیمت تقریباً 43 روپے فی کوئنٹل مقرر ہے بلکہ سال رواں 1993-94ء میں گنے کی سرکاری قیمت خرید -/45 روپے فی کوئنٹل مقرر ہے۔

(ب) چونکہ گنے کی خریداری کے لیے علاقائی خرید کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ اس لیے شوگر مز مالکان آزاد ہیں کہ وہ جہاں سے چاہیں گنا خرید سکتے ہیں۔ حکومت نے گنے کی کم از کم قیمت خرید مقرر کی ہے اگر شوگر ملیں گنے کی مقررہ قیمت سے زائد قیمت کاشتکاروں کو ادا کریں تو اس میں حکومت کو کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں۔

(ج) گنے کی قیمت خرید کا تعین وفاقی حکومت کرتی ہے وفاقی حکومت جو بھی سفارش کرتی ہے حکومت پنجاب اس کے مطابق قیمت خرید کا نوٹیفکیشن کر دیتی ہے لہذا گنے کی قیمت میں اضافہ وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے۔

صوبہ کے پریس کلبوں کو گرانٹ کی عطائیگی

*1114۔ حاجی محمد اسماعیل، کیا وزیر اطلاعات و ثقافت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

مالی سال 1977-78ء سے 1993-94ء کے دوران صوبے بھر میں کون کون سے پریس کلب کو کتنی کتنی رقم بطور گرانٹ کس کس تاریخ میں کس کے حکم کے تحت ادا کی گئی ہے۔ ایسے کلبوں کے نام بمعہ تاریخ ادائیگی رقم / امداد کی تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (مہر سعید احمد ظفر)۔

1977-78ء تا 1979-80ء کسی پریس کلب کو کوئی گرانٹ نہیں دی گئی۔ البتہ 1980-81ء تا 1993-94ء کے دوران دی گئی گرانٹوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ملتان میں فلور ملوں کی تعداد

*1121- جناب ایس۔اے حمید ، کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں اس وقت کتنی فلور ملیں کام کر رہی ہیں ان کے مالکان کے نام کیا ہیں اور ان کا گندم کا کتنا کتنا کوٹہ مقرر ہے۔ سابقہ تین سال کا موزانہ مہیا کیا جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کوٹہ کی تقسیم میں کچھ ملوں کو دوسری ملوں پر ترجیح دی گئی ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب ہاں میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک (جناب نکا محمد اقبال):

(الف) اس وقت ضلع ملتان میں 36 فلور ملیں کام کر رہی ہیں۔ ان کے مالکان کے نام اور سابقہ تین سالوں کے گندم کا اجراء کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ البتہ گندم کا کوئی کوٹہ مز کے لیے مقرر نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے گندم کا اجراء ملوں کو حکومت کی آزادانہ پالیسی کے تحت ہوتا ہے ملیں اپنی ضرورت اور استعداد کے مطابق گندم محکمہ خوراک کے گوداموں سے لیتی ہیں۔

(ج) وضاحت پیرا (ب) میں کر دی گئی ہے۔

شوگر ملوں کو کماد کی سپلائی

*1188- چودھری احمد یار گوندل ، کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) شوگر ملوں کو جو کماد سپلائی کیا جاتا ہے اس کی زمیندار کو ادائیگی کا طریق کار کیا ہے۔ اس کو کتنی دیر کے بعد ادائیگی کی جانی ضروری ہے۔

(ب) اگر بر وقت ادائیگی نہ کی جائے تو آیا دیر سے ادائیگی کرنے پر زمیندار کو بمہ سود یا منافع ادائیگی کرنی ضروری ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو کس کس مل نے کتنی کتنی رقم دیر سے ادائیگی کرنے پر فالتو رقم متعلقہ زمیندار کو ادا کی ہے؟

وزیر خوراک (جناب محمد اقبال نکا):

(الف) شوگر فیکٹری کنٹرول رولز 1950ء کے قاعدہ نمبر 14 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت زمیندار کو

سپلائی کردہ گنے کی قیمت کی تمام ادائیگی 15 یوم کے اندر کرنا ضروری ہے۔ بوقت سپلائی گنا زمیندار کو مل انتظامیہ کی جانب سے (سی پی آر) جاری کر دی جاتی ہے جس پر گنے کا وزن اور قیمت درج ہوتی ہے۔ زمیندار اس سی۔پی۔ آر کو متعلقہ بینک شاخ میں پیش کر کے اپنے گنے کی قیمت وصول کر لیتا ہے۔

(ب) اگر گنے کی قیمت کی ادائیگی بروقت یعنی پندرہ دن کے اندر نہ کی جائے تو مذکورہ رولز کے قاعدہ نمبر 14 کی ذیلی دفعہ (10) کے تحت مل مالکان کو بمع گیارہ فیصد سالانہ منافع کے حساب سے بقایا جات کی ادائیگی کرنا ضروری ہے۔ مگر اس بات کی اطلاع کہ کسی مل نے دیر سے ادائیگی کرنے پر کتنی زائد رقم متعلقہ زمیندار کو ادا کی ہے۔ دفتر کین کمشنر میں موصول نہیں ہوتی۔ تاہم زمیندار از خود عدم ادائیگی کی شکایت کین کمشنر کو کر سکتا ہے اور ایسی شکایات کا فیصلہ کرنا اندریں ساٹھ یوم ضروری ہے۔ بصورت دیگر زمیندار متعلقہ علاقہ مجسٹریٹ کی عدالت میں شکایت زیر دفعہ نمبر 22 شوگر فیکٹریز کنٹرول ایکٹ 1950ء کر سکتا ہے۔ مزید برآں اس قسم کی کوئی شکایت دفتر ہذا میں زیر التواء نہیں ہے۔

چولستانیوں کو متبادل رقبہ کی الاٹمنٹ

*1201۔ سردار محمد نواز خان ، کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی بہاولپور کے فنڈز سے ضلع رحیم یار خان میں 1988ء سے اپریل 1994ء تک کتنے منصوبے تعمیر کیے گئے ان کی تفصیل کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ 1970ء اور 1978ء میں چولستانیوں کو 20 سالہ اور 15 سالہ سکیم کے تحت رقبہ کو آباد کرنے کے لیے پانی کا بندوبست نہ کیا گیا ہے۔ مزید برآں متذکرہ رقبہ 20 سالہ سکیم 1970ء اور 15 سالہ سکیم 1978ء میں الاٹ ہوا تھا جس کی میعاد لیز ختم ہو چکی ہے۔ کیا حکومت ان کو پٹہ ملکیت جاری کرنے یا متبادل رقبہ الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی بہاولپور کے دفتر میں رقبہ کی الاٹ منٹ کے لیے چولستانی لوگوں کی منظور شدہ درخواستیں پڑی ہیں۔ کیا حکومت ان کو رقبہ الاٹ کرنے کا ارادہ

رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک یہ رقبہ الاٹ ہو گا؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات :

(الف) چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی بہاولپور کے فنڈز سے علاقہ چولستان رحیم یار خان میں سال 1988ء سے اپریل 1994ء تک 208 منصوبہ جات تعمیر ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	تعداد		تعداد
1۔ پختہ ڈگی	35	2۔ کنڈرز	16
3۔ کچا ٹوبہ جات	73	4۔ عمارات پرائمری سکول	20
5۔ عمارات مڈل سکول	4	6۔ پلیاں	60
کل :	208		

منصوبہ وار تفصیل منسلکہ (الف) پر ہے۔ جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ 1970ء اور 1978ء میں چولستان کو بیس سالہ اور پندرہ سالہ سکیم کے تحت رقبہ الاٹ کیا گیا تھا۔ ان میں سے کچھ چکوک (CHAKS) کے الاٹیاں کو نہری پانی میسر آ گیا۔ آبی وسائل محدود ہونے کے اراضی پر نہری پانی تاحال میسر نہیں۔ بیس سالہ سکیم 1970ء کے میعاد مستاجری سال 1990ء میں ختم ہوئی۔ ادارہ ہذا نے سال 1993ء میں بیس سالہ عارضی کاشت سکیم کے لیے الاٹیاں کو پتہ ملکیت جاری کرنے کے بارے میں بورڈ آف ریونیو سے اجازت طلب کی۔ بورڈ آف ریونیو نے چٹھی نمبر 4859-89/5709-c-I-i-v مورخہ 24 دسمبر 1993ء کے تحت میعاد مستاجری میں دو سال کی مزید توسیع کر دی ہے۔ پندرہ سالہ سکیم سال 1978ء کی میعاد پوری ہو چکی ہے۔ ریونیو بورڈ پتہ ملکیت کی اجازت دینے کا مجاز ہے جس کے لیے سفارش کی جا رہی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ چولستانی ترقیاتی ادارہ میں تقریباً 4500 رجسٹرڈ درخواست ہائے چولستانی موجود ہیں۔ جن کو ریونیو بورڈ کی طرف سے منظور شدہ پالیسی کے مطابق الاٹمنٹ ہو سکتی ہے۔ فی الحال نہری پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے الاٹمنٹ بند ہے۔

اے-ڈی-پی 95-1994ء کی تیاری کے وقت تجاویز کی طلبی

*1241- **چودھری محمد اسلم**، کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا 95-1994ء کے اے-ڈی-پی کی تیاری کے وقت محکمہ نے کسی ایم-پی-اے سے اس کے حلقہ انتخاب کی ترقیاتی سکیموں کے متعلق کوئی تجویز یا رائے طلب کی گئی تھی اگر جواب اثبات میں ہے تو ان تجاویز ایم-پی-اے حضرات کے نام حلقہ وار بمعہ تجاویز کی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب نفی میں ہے تو ایسا کیوں کیا گیا اور اس کا ذمہ دار کون ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (رانا آفتاب احمد خان)،

(الف) جی نہیں! سالانہ ترقیاتی پروگرام کی تشکیل ایم-پی-ایز کی تجاویز پر نہیں کی جاتی بلکہ پانچ سالہ منصوبے کے اہداف حکومت کی مروجہ پالیسی / حکمت عملی اور سکیموں کی تکنیکی feasibility اور وسائل کی فراہمی کی بنیاد پر شعبہ وار کی جاتی ہے۔ البتہ ایم-پی-اے صاحبان کی مشاورت ان کے صوابدیدی پیکج میں شامل پروگراموں میں کی جاتی ہے۔ سال 95-1994ء کے لیے ایم-پی-ایز پیکج کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(i) خصوصی پروگرام برائے مقامی ترقی کے تحت ایم-پی-اے پروگرام

جاری شدہ ہدایات کے مطابق ہر ایم-پی-اے کی طرف سے 60 لاکھ روپے تک لاگت کی سکیموں کی نشاندہی۔

(ii) دیہات میں بجلی کی فراہمی کا وفاقی پروگرام

محکمہ کی طرف سے جاری کردہ چٹھی نمبری I-242-RO (W&P) P& D/93 بتاریخ 14 دسمبر 1993ء میں دی گئی ہدایات کے مطابق ہر ممبر اسمبلی کی طرف سے بجلی کی فراہمی کے لیے 2 دیہات کی نشاندہی۔

(iii) سوشل ایکشن پروگرام (SAP)

سوشل ایکشن پروگرام کے تحت ہر ایم-پی-اے مندرجہ ذیل سکیموں کی نشاندہی کر سکتا ہے۔

ا- بغیر عمارات کے تین گرلز پرائمری سکولوں کے لیے عمارت کا مہیا کرنا۔

ب- بغیر عمارت کے ایک پرائمری سکول برائے طلباء کے لیے عمارت مہیا کرنا۔

3۔ چھ عدد نئے گرلز پرائمری سکولوں کا اجرا۔

4۔ 2 پرائمری سکولوں کا مڈل کی سطح تک درجہ بڑھانا۔

5۔ ایک دیہی آب رسانی / نکاسی آب / سیوریج سکیم۔

(iv) مساوی اعانت (Matching Grant) کی بنیاد پر آبی گزر گاہوں کی مرمت / اصلاح

اپنی 60 لاکھ روپے کی خصوصی گرانٹ میں سے ایم۔پی۔اے کی طرف سے آبی گزرگاہوں کی مرمت / اصلاح کے لیے مختص کی جانے والی رقم کے برابر وزیر اعلیٰ مساوی گرانٹ مہیا کریں گے۔

(v) شجر کاری

1994-95ء میں صوبہ میں شجرکاری کی حوصلہ افزائی کے لیے ایم۔پی۔اے کی طرف سے اپنی 60 لاکھ روپے کی خصوصی گرانٹ سے مہیا کی جانے والی رقم کے برابر وزیر اعلیٰ مساوی گرانٹ مہیا کریں گے۔

(ب) جز "ب" کا جواب جز "الف" کے جواب میں دے دیا گیا ہے۔

رحیم یار خان کی فلور ملوں پر دفعہ 144 کا نفاذ

*1291۔ جناب امتیاز احمد، کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ ضلع رحیم یار خان میں ڈپٹی کمشنر نے فلور ملوں پر دفعہ 144 کے تحت آٹے کی ضلعی ایکسپورٹ پر پابندی لگا دی ہے۔ جبکہ آٹے کی ضلعی ایکسپورٹ پر دفعہ 144 کا اطلاق نہیں ہوتا۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ضلع رحیم یار خان میں دفعہ 144 کے ناجائز نفاذ کا کیا جواز ہے۔ تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر خوراک (جناب محمد اقبال نکا):

(الف) ہر ضلع کی فلور مل کو صوبہ بھر میں اجازت ہے کہ وہ اپنی مل کا آٹا جس ضلع میں فروخت کرنا چاہے کر سکتی ہے۔ رحیم یار خان سرحدی ضلع ہے۔ اس لیے رحیم یار خان میں گندم و آٹے کی غیر ضروری و غیر قانونی نقل و حمل پر پابندی ضلع و صوبہ کی عوامی بھلائی و دستیابی آٹا کو یقینی بنانے کے لیے عائد کی گئی تھی۔

(ب) جیسا کہ جز الف میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ ڈپٹی کمشنر صاحبان نے ناجائز نقل و حمل کو روکنے کے لیے ضلع و صوبہ کی عوامی بھلائی اور ارزاں نرخوں پر دستیابی آٹا کو یقینی بنانے کے لیے دفعہ 144 کا اطلاق کیا ہے جو کہ سراسر ملکی مفاد میں ہے۔

اراکین اسمبلی کو خصوصی سہولت کی عطائیگی

*1298۔ میاں شیخ محمد چوہان، کیا وزیر اطلاعات و سیاحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ان کے محکمہ کے ڈویژن میں کتنے سیکشن ہیں اور ہر سیکشن کے انچارج کا نام مع عرصہ تقرری کیا ہے۔

(ب) ان کے ڈویژن میں ہوٹل اور موٹلز کی تعداد کیا ہے۔

(ج) آیا محکمہ سیاحت اراکین صوبائی اسمبلی کو ترجیح یا خصوصی سہولت دے رہا ہے۔ اگر نہیں تو آیا اراکین صوبائی اسمبلی کو خصوصی سہولت دینے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے؟

وزیر اطلاعات و سیاحت (مہر سعید احمد ظفر)،

(الف)

	عرصہ تقرری
1۔ منیجنگ ڈائریکٹر جناب طارق فاروق صاحب (20 مئی 1993، تاحال)	1 سال 3 ماہ 10 دن
2۔ جنرل منیجر (سنٹرل ریجن) میاں شاہد محمود صاحب (17 اگست 1988، تاحال)	6 سال 20 دن
3۔ جنرل منیجر (ساؤتھ ریجن) محمد جمیل گنگوری صاحب (24 مئی 1988، تاحال)	6 سال 3 ماہ 6 دن
4۔ جنرل منیجر (نارتھ ریجن) عبد الحفیظ مرزا صاحب (21 اگست 1998، تاحال)	6 سال 8 دن
5۔ جنرل منیجر (فنانس) کمپنی سیکرٹری عبد الحمید مرزا صاحب (28 فروری 1989، تاحال)	5 سال 6 ماہ
6۔ جنرل منیجر (ٹرانسپورٹ) میاں نعیم الدین قریشی صاحب آن ڈیپوٹیشن (21 فروری 1989، تاحال)	5 سال 6 ماہ 8 دن
7۔ ڈپٹی جنرل منیجر (انتظامیہ) محمد اظفر طاہر صاحب (7 مئی 1988، تاحال)	6 سال 3 ماہ 22 دن

(ب) تعداد موٹل بمعہ نام انچارج

1۔ میاں شاہد محمود صاحب۔ جنرل منیجر (سنٹرل ریجن)

1۔ جلو پارک موٹل 2۔ ایمن آباد موٹل 3۔ کھاریاں موٹل 4۔چھانگا مانگا موٹل

2۔ محمد جمیل گنگوری صاحب جنرل منیجر (ساؤتھ ریجن)

1۔ چنیوٹ موٹل	2۔لال سوہانرا بہاولپور	3۔ فورٹ منرو	4۔ساہیوال (زیر تعمیر)

3۔عبد الحفیظ مرزا صاحب جنرل منیجر (نارتھ ریجن)

1۔ کلر کہار	2۔چھتر باغ سا لگراں (چھرہ پانی ۔ گھوڑا گلی)	3۔پتریاٹہ چیئر لفٹ

بمطابق کمپنی پالیسی تمام موٹلز ٹھیکہ پر دیے ہوئے ہیں۔

(ج) ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب لمیٹڈ جو کہ تجارتی ادارہ ہے اور تجارتی بنیادوں پر ہی کام کر رہا ہے اور کمپنی پالیسی کے مطابق اگرچہ تمام موٹلز ٹھیکہ پر دیئے ہیں پھر بھی اراکین صوبائی اسمبلی کے وقار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ممکنہ حد تک سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

حافظ آباد میں ضلعی دفتر اطلاعات کا قیام

*1334۔ چودھری نذر عباس بھٹی ، کیا وزیر اطلاعات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حافظ آباد کو ضلع کا درجہ دیئے ہوئے ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن ابھی تک وہاں ضلعی دفتر اطلاعات قائم نہیں کیا گیا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو وہاں ڈسٹرکٹ انفرمیشن آفس قائم نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اطلاعات(مہر سعید احمد ظفر) ،

(الف) درست ہے۔

(ب) حافظ آباد کو ضلع کا درجہ یکم جولائی 1993ء کو دیا گیا تھا۔ نظامت اعلیٰ تعلقات عامہ نے ضلعی دفتر اطلاعات کے قیام کی تجویز حکومت کو مورخہ 6 جولائی 1993ء کو بھیجی تھی جو کہ منظور نہ ہوئی۔

حافظ آباد میں ضلعی دفتر اطلاعات کے قیام کے لیے دوبارہ تجویز بذریعہ ایس۔ این ۔ای 1994-95ء حکومت کو ارسال کی گئی تھی جو کہ پھر بھی منظور نہ کی گئی۔

تیسری بار مورخہ 31 جولائی 1994ء کو مذکورہ ضلع میں ضلعی دفتر اطلاعات کے قیام کی تجویز حکومت کو ارسال کی گئی ہے جو کہ تاحال زیر غور ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ترقیاتی منصوبوں کے لیے گرانٹس کی تفصیلات

562۔ رانا محمد فاروق سعید خان: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 92-1991ء اور 94-1993ء کے دوران کن ترقیاتی سکیموں اور منصوبہ جات کے لیے وفاقی حکومت سے مالی امداد کی درخواست کی گئی ایسے منصوبہ جات اور سکیموں کے نام کیا ہیں اور ان کے تجویز کنندہ افراد کے نام کیا ہیں۔

(ب) متذ کرہ منصوبوں میں سے وفاقی حکومت نے کن منصوبوں کے لیے کتنی مالیت کی گرانٹس جاری کیں نیز کتنی سکیمیں و منصوبہ جات تاحال وفاقی حکومت کے پاس زیر غور ہیں۔ وفاقی حکومت نے جن منصوبوں کے لیے گرانٹس جاری کیں ان کے نام کیا ہیں اور جو زیر غور ہیں ان کے نام کیا ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ،

(الف) وفاقی حکومت صوبوں کو مالی امداد سکیم وار مہیا نہیں کرتی بلکہ بلاک رقوم (BLOCK ALLOCATION) صوبوں کو دی جاتی ہیں۔ جس کے بعد صوبے میں عوامی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف محکموں اور عوامی نمائندوں کی مشاورت سے منصوبے تشکیل دیئے جاتے ہیں اور ہر منصوبہ کی اہمیت اور نوعیت کی بناء پر رقوم مختص کی جاتی ہیں۔ شعبہ وار / سکیم وار پروگرام کی تفصیل سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شائع ہو کر معزز ایوان میں متعلقہ سالوں کے بجٹ سیشن کے دوران پیش کر دی گئی تھی۔ تاہم مطلوبہ سال 92-1991ء اور 94-1993ء کے دوران مرکزی حکومت کی فراہم کردہ رقوم کے تحت جاری شدہ سکیموں کی تفاصیل شائع شدہ کتابوں کی شکل میں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) اس حصہ کے جواب کے جزو "الف" میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

پریس انٹرنیشنل کی گرانٹس کی تفصیلات

*573۔ رانا محمد فاروق سعید خان ، کیا وزیر اطلاعات و ثقافت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

حکومت نے پریس انٹرنیشنل کو کتنی رقم بطور امداد یا گرانٹ کن تاریخوں میں کس کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے اور کس مد سے دی۔ مجاز اتھارٹی کا حکم اور قواعد میں موجود گرانٹس فراہم کرنے کے اختیارات کی نقل ایوان میں پیش کیا جائے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (مہر سعید احمد ظفر):

حکومت پنجاب نے پاکستان پریس انٹرنیشنل (پی-پی-آئی) کو مبلغ 15 لاکھ روپے کی گرانٹ مورخہ 9 ستمبر 1989ء بہ امید منظوری ضمنی بجٹ برائے 1989-90ء گرانٹ نمبر 25 کی مد سے دی گئی۔ جاری شدہ حکم نامہ کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جمہوری میلہ پر صرف شدہ رقم کی تفصیل

618- **سید تابش الوری**، کیا وزیر اطلاعات و ثقافت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) باغ جناح لاہور میں 23 مارچ 1994ء کو جو جمہوری میلہ منعقد کیا گیا اس پر مختلف محکموں اور دوسرے سرکاری و نیم سرکاری اداروں کی جانب سے کس کس مد پر الگ الگ اور مجموعی طور پر کتنی رقم صرف کی گئی۔ فنکاروں اور دیگر افراد کو میلے میں شرکت کے عوض انفرادی اور اجتماعی طور پر کتنا معاوضہ ادا کیا گیا۔

(ب) متذکرہ جمہوری میلے پر حکومت اداروں کا کل کتنا صرفہ ہوا اوراس میں سے کتنے صرفے کی ادائیگی باقی ہے۔

وزیر اطلاعات و ثقافت (مہر سعید احمد ظفر):

(الف) 23 مارچ 1994ء کو باغ جناح لاہور میں جو جمہوری میلہ منعقد کیا گیا تھا اس میں محکمہ اطلاعات و ثقافت پنجاب کے ذمہ صرف فنکاروں وغیرہ کا انتظام و اسٹیج کی زیبائش اور انہی سے متعلقہ اقدامات تھے۔ جن پر مبلغ -/4,08,376 روپے خرچ ہوئے (تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں) تمام فنکاروں کو ادائیگیاں بذریعہ چیک ہوئیں اور محکمہ اطلاعات و ثقافت پنجاب کے ذمہ کسی مد میں کوئی خرچ واجب الادا نہ ہے۔ باقی محکموں اور دوسرے سرکاری و نیم سرکاری اداروں سے جو اخراجات کیے گئے محکمہ اطلاعات و ثقافت کے علم میں نہ ہیں۔

(ب) درج بالا جز (الف) میں جواب دے دیا گیا ہے۔

بہاولپور اور چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی گرانٹ کی تفصیلات

620- سید تابش الوری ، کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی بہاولپور کے لیے گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کتنی گرانٹ یا قرضہ منظور کیا گیا ہے۔

(ب) ان گرانٹس یا قرضوں میں سے کتنی رقم متذکرہ اداروں کو ادا کی جا چکی ہے اور کتنی رقم کی ادائیگی ابھی باقی ہے۔ نیز واجب الادا رقوم کی ادائیگی کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (رانا آفتاب احمد خان) ،

(الف)

1- بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی

بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا قیام سال 1991ء میں عمل میں آیا تھا۔ مالی سال 1994-95ء تک ادارہ ہذا کو مجموعی طور پر 21.77 کروڑ روپے کے فنڈز ترقیاتی کاموں کے لیے مختص کیے گئے۔

2- چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی

اس ادارہ کا قیام سال 1976ء میں عمل میں آیا تھا۔ پچھلے پانچ سال یعنی 1990-91ء تا 1994-95ء تک ادارہ ہذا کو مختلف پروگراموں کے ذریعے 25.43 کروڑ روپے کے فنڈز کی منظوری دی گئی۔

(ب)

1- بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو تاحال 9.80 کروڑ روپے موصول ہو چکے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	مختص رقوم	موصول شدہ رقوم (کروڑ روپے)
1-	1990-91ء	1.00	1.00
2-	1991-92ء	2.50	2.50
3-	——	5.00	5.00 (وزیر اعظم گرانٹ)
4-	1992-93ء	5.00	0.30
5-	1993-94ء	3.27	1.00

6-	1994-95ء	5.00	——
	میزان،	21.77	9.80

ادارہ ہذا نے رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام کی منظوری نہیں دی۔ جونہی سکیموں کی منظوری ہو گی محکمہ خزانہ فنڈز مہیا کر دے گا۔ مالی سال 93-1992ء میں ادارہ کو 5 کروڑ روپے مختص کیے گئے جس میں سے 29.67 لاکھ روپے لیاقت پور ضلع رحیم یار خان میں سٹیڈیم کی تعمیر کے لیے جاری کر دیے گئے۔ بقایا رقم جاری نہ کی جا سکی کیونکہ بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی اپنے ترقیاتی پروگرام کی بروقت منظوری نہ کر سکی۔ اس طرح بقایا فنڈز (4.70 کروڑ روپے) lapse ہو گئے۔

مالی سال 94-1993ء میں ادارہ ہذا کو 3.27 کروڑ کے فنڈز مہیا کیے گئے۔ جس میں سے محکمہ خزانہ نے 1.00 کروڑ روپے ضلع رحیم یار خان کی سکیموں کے لیے جاری کر دیئے۔ جبکہ باقی فنڈز 2.27 کروڑ روپے مہیا نہ کیے گئے اور یہ فنڈز بھی lapse ہو گئے۔

مذکرہ بالا فنڈز (6.97 کروڑ روپے) Lapse ہو چکے ہیں اس لیے ان کی ادائیگی ممکن نہ ہے۔

نوٹ، ڈائریکٹر جنرل B.D.A کے P.L.A میں تقریباً 3.50 کروڑ روپے جمع ہیں جس میں سے ادارہ ہذا ضروری کارروائی مکمل کرنے کے بعد مالی سال 93-1992ء اور 94-1993ء کے ترقیاتی منصوبے مکمل کر سکتا ہے۔

2- چولستان ترقیاتی ادارہ کو پچھلے 5 سال کے دوران دیے گئے فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	سال	مختص رقوم	موصول شدہ رقوم (کروڑ روپے)
1-	1990-91ء	15.47	15.47
2-	1991-92ء	1.75	1.75
3-	1992-93ء	3.27	3.27
4-	1993-94ء	2.07	2.07
5-	1994-95ء	2.87	——
	میزان	25.43	22.56

پچھلے پانچ سالوں کے دوران چولستان ترقیاتی ادارہ کو مجموعی طور پر 25 کروڑ 43 لاکھ روپے کے فنڈز مختص کیے گئے جن میں سے 22 کروڑ 56 لاکھ روپے ادا کیے جا چکے ہیں۔ بقیہ فنڈز 2 کروڑ 87

لاکھ روپے جو کہ مالی سال 95-1994ء کے لیے مخصوص ہیں۔ ادارہ ہذا کو ترقیاتی سکیموں کی منظوری اور ضروری کارروائی کے بعد ادا کر دیے۔

میاں عمران مسعود : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : عمران مسعود صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں عمران مسعود : جناب والا! ہمارے پنجاب کے فوڈ منسٹر صاحب آج بہت ہی تیاری کرکے یہاں تشریف لائے تھے۔ ان کو کئی بار آپ نے بھی بہت سارا latitude دیا۔ بڑی تعریف بھی کی۔ بڑے خوش لباس بھی ہیں تو بڑی تیاری بھی کرکے آئے ہیں ـــــ

جناب ڈپٹی سپیکر : ویسے آپ کی طرح خوبصورت بھی ہیں۔

میاں عمران مسعود : جناب والا! باقی جو جوابات ہیں ان کے بارے میں وہ کیا سوچ رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر : انہوں نے ایوان کی میز پر رکھ دیے ہیں۔

میاں عمرن مسعود : شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے معمول اور روایات یہ ہیں کہ وقفہ سوالات میں عام طور پر ایک محکمہ کے سوالات دیے جاتے ہیں اور اگر وہ کم ہوں تو پھر اس کے ساتھ اسی ایک دن میں کوئی دوسرا محکمہ منسلک کردیا جاتاہے ۔ یہاں آپ نے خود ملاحظہ فرمایا کہ خوراک کے سوالات بھی تھے۔ اطلاعات کے بھی سوالات تھے اور ایک اور محکمے کے سوالات بھی تھے تو ہماری وہ تشنگی رہ گئی ہے کہ خوراک کے بہت زیادہ اہم سوالات تھے جو نہ آسکے اور ان پر ضمنی سوالات نہ ہو سکے اور وہ میز پر رکھ دینے کے بعد تصور ہو جاتاہے کہ وہ سوال ختم ہو گیاہے اور اس پر اب بحث نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں آپ کو اس کے متعلق بتاتا ہوں ۔ یہ بات جائز ہے ۔ سردار صاحب نے جو بات کی ہے وہ اس حد تک تو درست ہے کہ پہلے روایت یہ رہی ہے ۔ لیکن یہ ایسا بھی ہوتا آیاہے کہ جب دو تین محکموں کے جوابات دیے جاتے تھے تو پہلے جس وزیر کا محکمہ آجاتا تھا وہی جوابات دیتے

رہتے تھے اور اگلے وزیر کے جوابات بالکل نہیں آتے تھے۔ فیصلہ پھر یہی کیا کہ اگر دو تین وزراء کے ایک دن سوالات اکٹھے آتے ہیں تو پھر انہوں نے یہ کیا کہ ایک اس کا سوال ' ایک دوسرے کا سوال اور ایک تیسرے کا۔ پھر اسی طرح ہوتا رہا تاکہ ہر محکمے پر ایک دو تین سوالات کے جوابات آ جائیں۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ ایک محکمے کے سارے جوابات آجائیں اور دوسرے محکمے کا کوئی جواب بھی نہ آئے۔ تو اس لئے یہ ایسا کیا گیا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! میں آپ کی وساطت سے پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کروں گا کہ اس پر آپ نے دیکھا کہ اطلاعات وغیرہ کے محکمے ہیں تو وہ سب اہم محکمے ہوں گے لیکن خوراک کا ہر خاص و عام شہری سے تعلق ہے۔ امیر سے ' غریب سے ' متوسط سے ہر طبقے سے تعلق ہے۔ اور اس میں ہمارے ارکان کچھ ایسی باتیں کرنا چاہتے تھے جو کہ پبلک کے سامنے آنی چاہئیں۔ اب وہ ضمنی سوالات ان پر نہ ہو سکے کیونکہ وہ میز پر رکھ کر ختم کر دیے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ کی بات بھی درست ہے۔ میں اس کو غلط نہیں کہتا۔ لیکن ایک فیصلہ ہوا۔ یہ سپیکر صاحب نے فیصلہ کیا تھا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! اگر آپ میری تجویز سن لیں اس کے بعد آپ کی مرضی جیسا فیصلہ فرمائیں۔ اگر آپ خود بھی اس پر عمل فرمائیں اور سپیکر صاحب کو بھی ہماری درخواست پہنچائیں کہ اس قسم کے اہم سوالات ایک دن میں ایک ہی محکمے کے ہونے چاہئیں۔ اور اس پر ہمیں اچھا وقت ملنا چاہیے کہ ہم مکمل طور پر ضمنی سوالات کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جی شکریہ۔

مسئلہ استحقاق

اسمبلی کی حدود سے رکن اسمبلی کی گرفتاری (۔۔۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر : اب چونکہ ایک تحریک استحقاق کل admit ہو گئی تھی اور سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ باقی جو اسی nature کی ہیں ان پر وہ فیصلہ دیں گے۔ وزیر قانون صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ بقیہ

جو اسی nature کی تھیں ان پر میرے خیال میں سات آٹھ فاضل اراکین کی short statements ہو چکی تھیں تو وزیر قانون صاحب نے اس بارے میں جواب دینا ہے جس طرح انہوں نے کل نمبر ایک کے جواب میں admit کیا تھا۔ اب جو اسی nature کی باقی تحاریک استحقاق ہیں وہ میرے خیال میں نمبر 14، 8، 3، 1 اور 16 ہے۔ ایک admit ہوگئی ہے۔ نمبر 3، 8، 14 اور نمبر 16 کے بارے میں وزیر قانون صاحب نے اپنی طرف سے اپنا موقف بیان کرنا ہے۔ تو میں اب وزیر قانون صاحب کو کہوں گا کہ وہ اس بارے میں اپنا موقف بیان کریں کہ گورنمنٹ کا کیا موقف ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! شکریہ۔ جناب والا! یہ نمبر 3، 8، 14 اور 16 ہیں جن کے لیے آپ نے ابھی مجھے موقف بیان کرنے کی اجازت دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اسی specific معاملے سے تعلق رکھتی ہیں اور same nature کی ہیں جو کہ کل ایک تحریک استحقاق نمبر 1 قائد حزب اختلاف کی طرف سے پیش کی گئی تھی۔ یہ بالکل اسی سے متعلقہ ہیں اور ان تحاریک کو بھی اغوا کے واقعہ پر base کیا گیا ہے۔ حالانکہ ان تحاریک کو بھی جناب سپیکر! فاضل رکن کے اغوا پر base کیا گیا ہے۔ جبکہ ہائی کورٹ سے 'عدالت سے یہ معاملہ establish ہو چکا ہے کہ فاضل رکن اسمبلی کو اغوا نہیں کیا گیا تھا بلکہ انہیں قانون کے مطابق valid گرفتار کیا گیا۔ اور habeas corpus کی جو پٹیشن انہوں نے عدالت عالیہ میں کی تھی اس میں جناب فاضل جج صاحب نے یہ قرار دیا ہے کہ مذکورہ رکن کو قطعی طور پر اغوا نہیں کیا گیا بلکہ انہیں گرفتار کیا گیا تھا اور فیصلے کے صفحہ نمبر 12 پر جو لکھا گیا ہے میں اس میں سے دو sentences پڑھ کر آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

چودھری شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شوکت داؤد صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری شوکت داؤد: جناب والا! میرا تو خیال ہے کہ وزیر موصوف کوئی الف لیلیٰ کی کہانی سنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ میں اسے rule out کرتا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر قانون صاحب یہ فرمارہے ہیں اور ہائی کورٹ کے ایک جج صاحب کے فیصلے کے حوالے سے فرمارہے ہیں کہ جج صاحب نے کہہ دیا کہ وہ اغواء نہیں تھا بلکہ باقاعدہ گرفتاری تھی ۔ میرے خیال میں سپیکر کا منصب علیحدہ آپ خود قانون دان بھی ہیں۔ باقاعدہ گرفتاری' گرفتاری کے وارنٹ دکھا کر کی جاتی ہے۔ اس اسمبلی کے 72 ارکان موجود تھے۔ کوئی باوردی پولیس والا وہاں نہیں تھا بلکہ سادہ کپڑوں میں تھے اور سادہ کپڑوں میں بدمعاش بھی ہو سکتا ہے ' لوفر بھی ہوسکتا ہے ' لفنگا بھی ہو سکتا ہے اور خفیہ پولیس والے بھی ہو سکتے ہیں۔ اب ہم کسی کو نہیں پہچانتے کہ وہ کون تھے ۔ یہ کس طرح سے کہہ رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ کھوسہ صاحب! دیکھئے ان کا موقف کوئی بھی ہو وہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔ ان کو mis-information بھی ہو سکتی ہے۔ ان کو بیان کرنے دیجئے۔ آپ نے اپنا موقف بیان کر دیاہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ ان سے اتفاق نہ کریں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کا موقف درست ہو ۔ لیکن میرے خیال میں ان کو اپنا موقف بیان کرنے دیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ۔ جناب والا! میں آپ سے اتنی indulgence چاہتا ہوں کہ یہی موقف وہ پچھلی مرتبہ بھی اسی تحریک پر بیان کر چکے ہیں۔ اب دہرانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ نئی کوئی دلیل ہو تو وہ بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ۔

سید تابش الوری ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جی تابش الوری صاحب۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر! کل آپ نے ایک تحریک استحقاق پر دونوں کا موقف سننے کے بعد اسے admit کر لیا۔ میرا موقف یہ تھا اور کل بھی میں نے یہ کہا تھا کہ آپ نے تمام تحاریک جو ایک ہی نوعیت اور ایک ہی واقعہ سے متعلق تھیں الفاظ کے فرق کے ساتھ آپ نے انہیں اکٹھا take up کیا۔ کل بھی میں نے یہ کہا تھا کہ آپ نے یہ تمام تحاریک جو کہ ایک ہی نوعیت ' ایک ہی واقعے سے متعلق تھیں ' الفاظ کے فرق کے ساتھ آپ نے انھیں اکٹھا take up کیا ۔ آپ نے اکٹھا آٹھ آدمیوں کو short

statement دینے کے لیے اجازت دی۔ اس کے بعد آپ نے انھیں کہا کہ آپ اس کا جواب دیں۔ آخری سپیکر جناب انعام اللہ نیازی تھے۔ انعام اللہ نیازی صاحب کی اپنی جو تحریک استحقاق ہے یہ اسی 72 ارکان میں شامل ہے۔ تو جناب ! یہ جب ایک فیصلہ ہو گیا تو اسی کے مطابق ان کو بھی انھیں refer کر دینا چاہیے۔ اب یہ کہ اغواء تھا تو اس میں بھی یہی باتیں کہی گئی تھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے۔ لاء منسٹر صاحب کو بھی سننے دیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ حکومت کا کیا موقف ہے؟

چودھری شوکت داؤد : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی۔ شوکت داؤد صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری شوکت داؤد : جناب! آپ مجھے بات تو کرنے دیں کیونکہ ان 72 آدمیوں میں میرا نام بھی تھا۔ میری طرف سے بھی تھا اور میں دیانت داری سے کہتا ہوں کہ اس دن جتنی تذلیل ہوئی ہے 'خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا دل کرتا تھا کہ اس ایوان کا ممبر ہی نہ رہوں ۔ اگر صرف ایک بات میرے سامنے نہ ہوتی کہ پارٹی کے ساتھ وفاداری اور ان لوگوں نے جنھوں نے ہمیں ووٹ دیے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : بات سنیں۔ یہی بات فاضل اراکین سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ اور تابش الوری صاحب 'دونوں نے کہی ہے۔ آپ repeat کر رہے ہیں۔ بیٹھیں۔

چودھری شوکت داؤد : آپ وہ طوفان جو ہمارے دلوں میں اٹھے ہوئے ہیں اس کو نہیں روک سکتے۔ جو ہمارے ساتھ ہو رہا ہے 'جس انداز سے ہمارے ہاتھوں کو باندھ کر ہم پر تشدد کیا جا رہا ہے اور ہمیں بات کرنے کا موقع بھی نہیں دیا جا رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : بیٹھیں ۔ وہی بات ہم کر رہے ہیں۔ وہی بات ہو رہی ہے۔ اب ان کی باری ہے۔ ان کو مجھے باری تو دینے دیجیے۔ جی ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! میں آپ کے سامنے کورٹ کا جو فیصلہ پیش کرنے لگا تھا وہ اس لیے کہ میں اپنے جواب میں یہ بات ایک دفعہ پھر ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ مذکورہ رکن کو اغوانہیں کیا گیا تھا اور یہ تحاریک جو ہیں ان کی بنیاد اغواء بنائی گئی ہے کہ انھیں اغواء کیا گیا تھا اس لیے میں کورٹ کے اس فیصلے کو ریکارڈ کے لیے on table کرتا ہوں اور آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ جہاں تک ابھی

پوائنٹ آف آرڈر بھی raise ہوا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس پوائنٹ آف آرڈر کے حوالے سے فاضل ، رکن کا مؤقف بھی بے شک آپ take up کریں۔ اس لیے کہ فاضل رکن نے پوائنٹ آف آرڈر میں بھی یہ بات کی ہے کہ یہ تحاریک جو ہیں صرف چند لفظوں کے ہیر پھیر کے ساتھ ان کا نفس مضمون وہی ہے جس نفس مضمون کی تحریک نمبر 11 استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میرا یہاں پر مؤقف یہ ہے کہ قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر168(1) کے مطابق جس میں یہ کہا گیا ہے کہ --

168(1) "بجز اس صورت کے کہ قواعد ہذا میں بہ نہج دیگر اہتمام کیا گیا ہو ، کسی تحریک میں کوئی ایسا سوال نہیں اٹھایا جائے گا جو نفس مضمون کے لحاظ سے کسی ایسے سوال کے ساتھ معتدبہ مماثلت رکھتا ہو، جس پر اسمبلی اسی اجلاس میں فیصلہ دے چکی ہو"۔

جناب سپیکر! چونکہ یہ تحریک جس کا نفس مضمون بعینہٖ وہی ہے جس نفس مضمون کی کل ایک تحریک استحقاق ، استحقاق کمیٹی کو جا چکی ہے۔ لہٰذا یہ چاروں تحاریک جو ہیں یہ قابل پذیرائی نہیں ہیں اور رول 168 کے تحت میں ان تحاریک کی admissibility کے بارے میں اختلاف کرتا ہوں اور میرے نقطہ نظر کے مطابق قواعد انضباط کار اس امر کی اجازت نہیں دیتے۔ لہٰذا یہ تحاریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کیے جانے کی ضرورت نہ ہے۔ میں اس امر کی مخالفت کرتا ہوں۔ شکریہ۔

سید تابش الوری: پوائنٹ آف آرڈر ------

جناب ڈپٹی سپیکر : جی تابش الوری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر! چودھری پرویز الہیٰ صاحب نے جو تحریک پیش کی تھی اور جس کی تائید وزیر قانون صاحب نے بھی فرمائی اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا۔ اس میں بھی یہ کہا گیا تھا کہ جس وقت انعام اللہ خان نیازی کو اغواء کیا گیا' اس میں وہی لفظ ہے۔ وہی لفظ "اغواء" جس پر ان کا اعتراض ہے۔ قانون اور عدالت کے وہ حوالے دے رہے ہیں۔ اس تحریک میں بھی جو آپ نے تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی ہے۔ اس میں اغواء ہی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور یہ جو باقی تحریکیں ہیں ان میں بھی اغواء اور جبراً لے جانے کے لفظ استعمال کیے گئے ہیں۔ یہ تو ایک پہلو ہے۔ دوسرا میرا اس میں جو بنیادی اعتراض ہے۔ جو میں نے پہلے آپ کی خدمت میں پیش کیا وہ یہ تھا کہ اگر پرویز الہیٰ صاحب کی تحریک استحقاق کو علیحدہ take up کیا جاتا اور یہ جو دوسری تحریک

استحقاق ہے اسے سپیکر صاحب پیش کرنے کی' پڑھنے کی اور اس پر short statement دے کر اسے ایک ہی معاملہ سمجھنے کی اجازت نہ دیتے تو ان کا موقف درست ہو سکتا تھا لیکن جبکہ جناب سپیکر نے خود ان تمام تحریکو ںکو ایک ساتھ take up کیا۔ ایک ساتھ ان کے short statement دلوائے تو اب بھی ان کو ایک ہی treat کر کے لیا جائے اور اس سے پہلے بھی جناب اس کی مثالیں موجود ہیں کہ ایک ہی موضوع پر دو دو تین تین تحاریک ایک ہی وقت میں admit کر لینے کے بعد انہیں استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا رہا ہے۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ پارلیمانی روایت کے مطابق اور خود جناب سپیکر کے فیصلے کے مطابق یہ تحریکیں ایک ہی نوعیت کی ہیں۔ ایک ساتھ take up ہوئی ہیں اور ایک ساتھ ہی انہیں استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جانے چاہیے۔ وزیر قانون نے جو نکتہ اٹھایا ہے اس کا اطلاق اس پر نہیں ہوتا۔ اگر یہ ایک ساتھ take up نہ کی جاتیں تو ان کا اعتراض درست تھا۔ ایک تحریک قبول کرنے کے بعد اسی قسم کی دوسری جو تحریکیں ہیں ان کو آپ dispose of کر سکتے ہیں۔ یہ بات درست ہے لیکن چونکہ انہیں ایک ساتھ take up کیا گیا اس لیے ایک ساتھ ہی انہیں refer کیا جانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تھا؟

سید تابش الوری ، جناب سپیکر میں رول 168 جس کا وزیر قانون نے حوالہ دیا ہے اس حوالے سے بات کر رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب آپ یہ بتائیں کیونکہ مسئلہ یہ بھی کہ اس مسئلے کی ایک simular nature کی ایک تحریک استحقاق سپیکر صاحب کل decide کر گئے ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو میرا خیال یہ ہے کہ وہی اس کا فیصلہ صادر فرما دیں یا اگر آپ مجھے کہتے ہیں تو میں یہ فیصلہ صادر فرما دیتا ہوں۔

معزز ممبران اپوزیشن ، آپ فیصلہ کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب دیکھیں۔ میں اس کا فیصلہ کرتا ہوں۔ نمبر 1 تحریک استحقاق جو چودھری پرویز الہیٰ صاحب کی طرف سے تھی وہ 3 نومبر کو یہاں سیکرٹریٹ میں دی گئی۔ جو نمبر 3 تھی وہ 6 نومبر کو دی گئی جو نمبر 8 تھی وہ 8 نومبر کو دی گئی۔ جو نمبر 14 تھی میرے خیال میں غالباً جس میں 72 فاضل اراکین کے دستخط تھے وہ 16 نومبر کو دی گئی جو نمبر 16 تھی وہ 13 نومبر کو دی گئی۔یعنی آپ کو مجھ سے زیادہ پتا ہے۔ تحریک استحقاق جو ہوتی ہے' استحقاق کا جو matter ہوتا ہے اس کو فوری طور پر

agitate کیا جاتا ہے۔ چاہے اجلاس نہ بھی ہو۔ تو چونکہ پہلی تحریک جو تھی وہ سب سے پہلے 3 تاریخ کو یہاں آ گئی۔ اس کے ساتھ ہی جو لاء منسٹر نے فیصلہ دیا ہے۔ یعنی وہ میں نے بھی ابھی پڑھا ہے۔ Repitation of motion اس میں یہ واضح طور پر لکھا ہوا ہے ---

Except as otherwise provided by these rules, a motion shall not raise a question substantially identical with one on which the Assembly has given a decision in the same session

ایک ہی سیشن میں اگر کسی پر فیصلہ دے دیا جائے تو اسمبلی کو ضرورت چنداں نہیں رہتی۔ پھر بات تو وہی ہے۔ determine تو وہی بات کرنی ہے جو پہلی تحریک استحقاق میں آ چکی ہے جس میں فاضل قائد حزب اختلاف نے اس پوائنٹ کو raise کیا ہے۔ یہ بعینہ وہی nature ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ان کی بجائے فاضل اراکین کے نام مختلف ہیں تو میں اس کو rule out کرتا ہوں اور وہی جو پہلی آپ کی تحریک ہے وہ admit ہو گئی ہے۔ ان کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ cause of action وہی ہے۔ اب نمبر 2 ظفر علی شاہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! میری تحریک استحقاق کے علاوہ فاضل رکن جناب ایس اے حمید صاحب کی ایک identical اور بھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرے خیال میں چار ہیں۔ 2.4.5.9 تو میں چاہتا ہوں کہ اب ہم اسی طرح لیں۔ آپ کی اکیلی تحریک استحقاق لیں گے۔ اس کے بعد پھر دوسری۔ نہیں تو پھر وہی بات آ جائے گی۔

سید ظفر علی شاہ ، جی ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ظفر علی شاہ صاحب ۔

پولیس انسپکٹر کی معطلی کے بارے میں جناب سپیکر کے احکام کی عدم تعمیل

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر ! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا

متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 31 اکتوبر اور یکم نومبر 1994ء کو اسمبلی کے اجلاس کے دوران جناب سپیکر صاحب (میاں منظور احمد موہل) نے ایک معزز رکن اسمبلی کے پوائنٹ آف آرڈر پر ایوان کو یہ بتایا تھا کہ ایک صحافی سے بدتمیزی سے پیش آنے اور اسے زد وکوب کرنے کے جرم میں ملوث فردوس خان سب انسپکٹر پولیس کو معطل کر دیا گیا ہے۔ سپیکر صاحب نے اس کی معطلی کا ایک باقاعدہ حکم نامہ بھی ایوان میں پڑھ کر سنایا مگر یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ کل مورخہ 2 نومبر 1994ء بروز بدھ مسٹر جسٹس چودھری مشتاق احمد خان صاحب جج لاہور ہائی کورٹ کی عدالت میں اسی سب انسپکٹر فردوس خان نے باوردی ہو کر نہ صرف رکن اسمبلی انعام اللہ خان نیازی کو پیش کیا بلکہ اسے گرفتار کرنا بھی بتایا۔ اس کے علاوہ فردوس خان باوردی ہو کر اے سی لاہور کینٹ کی عدالت سے بھی انعام اللہ خان نیازی کا ریمانڈ لے کر آیا۔ معزز جج لاہور ہائی کورٹ نے انعام اللہ نیازی کی درخواست ضمانت میں بھی واضح طور پر تحریر کیا ہے کہ فردوس خان نے ملزم انعام اللہ خان نیازی کو میری عدالت میں پیش کیا۔ یہ تمام کارروائی قومی پریس میں بھی واضح طور پر شائع ہوئی ہے ۔ سپیکر صاحب نے اس ایوان میں فردوس خان کی معطلی کا جو حکم نامہ پڑھ کر سنایا وہ یا تو جعلی تھا اور یا سپیکر صاحب کے احکام کو جان بوجھ کر نظر انداز کیا گیا ہے اور اس معزز ایوان کے تقدس کو پامال کیا گیا ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی۔ Short statement ۔

جناب ایس۔اے حمید ، جناب سپیکر! میں بھی اپنی تحریک استحقاق پڑھ دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ میرے خیال میں تابش الوری صاحب کا پوائنٹ بڑا valid ہے۔ بعد میں فیصلے کے وقت ایک بڑی پیچیدگی سی پیدا ہوتی ہے۔

جناب ایس۔اے حمید ، جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق تھوڑی سی different ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں۔ لیکن بات یہ ہے کہ پھر وہ بات بن جائے گی کہ جناب ہم سب کو موقع دیا گیا اور پھر یہ بات ہو جائے گی۔

جناب ایس۔اے حمید ، جناب والا! ان کا موقف اور ہے اور میرا موقف اور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، پھر اس پر فیصلہ ہو جانے دیجئے۔

جناب ایس۔اے حمید ، جناب والا! آپ مجھے صرف یہ پڑھنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، میرا مقصد ہے میں آپ کو بعد میں پڑھنے دوں گا۔ میں آپ کو علیحدہ treat کر لوں گا۔ میرے خیال میں تابش صاحب نے بڑی ٹھیک راہبری کی ہے کہ ہر تحریک استحقاق کو علیحدہ لیا جائے پہلے اس کا فیصلہ ہو جائے پھر آگے چلیں۔۔۔۔۔۔

سید ظفر علی شاہ ، theme مختلف ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی ۔۔۔۔۔ سید ظفر علی شاہ صاحب۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! میں اپنی short statement پر میں جناب کا زیادہ وقت ضائع نہیں کروں گا۔

جناب والا! یہ تحریک استحقاق self-speaking ہے میں اگر پولیس کی زیادتیوں کے چکر میں پڑ جاؤں تو جناب کا اور اس معزز ایوان کا بھی وقت ضائع ہو گا۔ جناب یہ اتنی naked violation ہے اور اسمبلی کی proceeding کے دوران جس کا اب ریکارڈ بن چکا ہے اور ہزار ہا سال تک اس ریکارڈ نے رہنا ہے جس کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! پولیس نے یا اس شریف آدمی نے یا اس شریف آدمی کے آقاؤں نے پنجاب گورنمنٹ نے اتنا خیال بھی نہیں کیا کہ ابھی اسمبلی کو prorogue زیادہ وقت نہیں گزرا تھا اور سپیکر صاحب کے اس اعلان کی آواز ابھی تک گونج رہی تھی کہ اس متعلقہ پولیس افسر کے بارے میں ایک معزز صحافی کے ساتھ بدتمیزی اور بد اخلاقی کرنے پر ایک واضح حکم جناب نے یہاں پر سنایا جو کہ ریکارڈ کا حصہ ہے اور یہ committed fact ہے یعنی اس پر کوئی دو آراء نہیں ہیں۔

جناب والا! اس سے پہلے میں جناب کی توجہ قومی اسمبلی کے اسی سیشن کے دوران ہونے والے واقعہ کی طرف دلاؤں گا کہ قومی اسمبلی کے معزز سپیکر جناب گیلانی صاحب کے واضح احکامات کے باوجود صوبائی گورنمنٹ پنجاب نے ان detenues کو ایم۔این۔اے صاحبان کو اسمبلی میں لانے سے انکار کر دیا تھا تو معزز سپیکر قومی اسمبلی نے اپنے طور پر suo-moto نوٹس لیا وہاں پر اس بات کی نوبت ہی نہیں آئی کہ کوئی privilege motion move کرتا۔ انہوں نے وہ matter استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا کہ یہ قومی اسمبلی کے سپیکر کا واضح حکم اگر رولز کے مطابق تھا تو اس کو پنجاب گورنمنٹ یا دوسری صوبائی گورنمنٹ نے کیوں follow نہیں کیا؟ اب جناب سپیکر! اگر میں بار بار یہ کہوں کہ یہ ایوان کی عزت آپ کی عزت اور میری عزت کا سوال ہے۔ جناب سپیکر! فردوس خاں کی جگہ میں applicant

نہیں ہوں اسمبلی کے کسی بھی معزز رکن نے اسے۔ایس۔آئی یا سب انسپکٹر بھرتی نہیں ہونا لیکن جناب سپیکر اگر ایوان کے مشترکہ فیصلوں اور معزز ایوان کی مشترکہ قراردادوں کو سپیکر صاحب کی واضح رولنگ کو گورنمنٹ کی مشینری کے اہل کار اگر اس طرح روندتے رہے تو جناب سپیکر! مجھے اس بات کا خطرہ ہے اور بار بار ہم حزب اختلاف والے اسی خطرے کی نشان دہی کرتے ہیں ہم کیوں چیخ چیخ کر کہتے ہیں کہ ان کو ان کی جگہ پر رکھیں مشینری سے ہماری کوئی دشمنی نہیں۔ مشینری کے بغیر نظام حکومت چل نہیں سکتا مگر مشینری کو رول قانون کے تابع رکھ کر چلانا گورنمنٹ کا اور politicians کا کام ہے۔ اگر ہم نے آج آنکھیں بند کر لیں تو مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ اس مشینری کی آنکھیں اتنی کھل جائیں گی اور میں اس بات میں supplement کروں گا کہ آج کے دن ہی جبکہ ایوان بالا کا اجلاس بھی چل رہا ہے قومی اسمبلی کا اجلاس بھی چل رہا ہے تو آج ہمارے Leader of the Opposition کے بھائی جو ایوان بالا کے معزز رکن ہیں ان کو بغیر بتائے اثر پورٹ سے ایف۔آئی۔اے نے بدتمیزی سے گرفتار کرتے ہوئے اپنی custody میں لے لیا اور ابھی اس وقت جس وقت میں آپ کے ساتھ بات کر رہا ہوں۔۔۔جناب والا! یہ میری انفارمیشن ہے چونکہ میں اسلام آباد سے آ رہا ہوں ----- کہ نہ صرف پرویز الٰہی کے بھائی کو گرفتار کر لیا گیا ہے بلکہ قومی اسمبلی کے Leader of the Opposition میاں نواز شریف کے بھائی عباس شریف کو بھی گرفتار کر لیا ہو گا یا کر لیں گے۔ جناب والا! میں ان باتوں کی طرف جناب کی توجہ اسی لیے دلا رہا ہوں کہ مشینری کو اتنی کھلی چھٹی نہ دیں۔ یہ مشینری جس وقت بے لگام ہو جاتی ہے تو پھر یہ نہیں دیکھتی یہ پھر اپنوں کو بھی روندتی چلی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں میں آپ کی خدمت میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ یہ matter نہایت important ہے اور میری یہ خوش قسمتی ہے کہ آج چیئر پر آپ بیٹھے ہوئے ہیں اور اس وقت بھی یہ رولنگ آپ ہی نے دی تھی۔ شکریہ۔

چودھری محمد وصی ظفر : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جناب یہ رولنگ فرمائیں کہ آیا کوئی بھی شخص قانون سے بالاتر ہے۔ جو شخص جرائم کریں گے وہ پکڑے جائیں گے۔ وہ پکڑیں نہیں جائیں گے تو اور کیا ہوں گے۔ جو بھی جرم کرے اس کو پکڑا جانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ ٹھیک بات ہے۔ لیکن یہ بھی حق ہے کہ کوئی بھی مسئلہ ہو اس کے بارے میں کوئی بھی یہاں پر بات کر سکتا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! بات تو کریں لیکن جناب یہ فرمائیں کہ کیا اس ملک میں قانون سے کوئی بالاتر ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ہر ایک کو پتہ ہے کہ قانون سے کوئی بھی بالاتر نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: تو پھر جناب والا! جنہوں نے جرم کیا وہ پکڑے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بیٹھیں۔ تشریف رکھیں ــــــــ جی۔ وزیر قانون۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اسحاق بچہ صاحب نے وزیر بلدیات ناظم شاہ پر allegations لگائے تھے تو وہ انکوائری کیوں نہیں ہوئی وہ انکوائری اللہ اور رسول کو حاضر کر کے کی جائے ہم مسلمان ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں دل صاف کریں پاکستان کا بیڑہ غرق نہ کریں نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! فاضل رکن اسمبلی جناب سید ظفر علی شاہ نے تحریک استحقاق نمبر 2 آپ کے سامنے پیش کی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ واقعات کی نوعیت کے لحاظ سے اور حقائق کے لحاظ سے ان کا کہیں کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا اور یہ تحریک رول نمبر 55 کے تحت تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ جناب والا! 31۔اکتوبر کو جس واقعہ کی نشان دہی کی گئی ہے اس میں جناب سپیکر صاحب نے جو حکم پڑھ کر سنایا وہ کوئی فرضی حکم نہیں تھا بلکہ 31۔اکتوبر کو آرڈر نمبر 80-4279 کے تحت ایس۔ایس۔پی لاہور نے مذکورہ پولیس افسران کو معطل کیا تھا اور اس آرڈر کی ایک کاپی میں آج بھی آپ کے ملاحظہ کے لیے ایوان میں پیش کرتا ہوں اور اس کے بعد انکوائری ڈی ایس پی ہیڈ کوارٹر کینٹ کو دی گئی۔ جنہوں نے مذکورہ معاملہ کی انکوائری کی اور انکوائری کے بعد ہر 2 انسپکٹروں کو بحال کیا گیا۔ انکوائری کے دوران یہاں پر پیش آئے تھے جن کی بنا پر یہاں ایوان میں احتجاج کیا گیا تھا اس واقعے کو دیکھنے والے گواہان ممبران کے علاوہ اسمبلی کے سکیورٹی گارڈ کی گواہیاں بھی لی گئیں اور اس کے نتیجے میں مذکورہ افسران کی بحالی کا فیصلہ کیا گیا۔

جناب شوکت داؤد: جناب سپیکر! دراصل یہ ایوان کا مسئلہ ہے۔ کم از کم ہماری طرف تو کوئی نہیں دیکھتا۔ یہ آپ کی چیئر کے تقدس کا اور اس معزز ایوان کا معاملہ ہے اور وزیر موصوف کو کہیں کہ کیا وہ

انکوائری رات کے وقت کی گئی تھی۔ یا جو effect ہوئے ان کو اس میں شامل کیا گیا تھا۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! انکوائری کی تفصیلات بھی میں نے آپ کے سامنے ٹیبل کی ہیں اور اس کے علاوہ محمد حنیف رامے صاحب کے چیمبر میں مذکورہ صحافی صاحب کہ جن کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا اور جس کی بنیاد پر فردوس خاں وغیرہ پولیس افسران کی معطلی کی گئی صحافیوں کی موجودگی میں جناب حنیف رامے صاحب کے آفس میں ایس ایس پی لاہور اور ایس پی کینٹ کو جناب سپیکر کے حکم پر طلب کیا گیا اور وہاں پر مذکورہ واقعے کی تفصیلات پر وضاحت آنے کے بعد انہوں نے بھی مذکورہ افسران کے خلاف جو اس وقت تک کارروائی کی گئی تھی اس پر اطمینان کا اظہار کیا اور اس اطمینان کے نتیجہ میں میں نہیں سمجھتا کہ اب مزید اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیے جانے کی ضرورت ہے ۔ لہٰذا جناب محمد حنیف رامے صاحب جو اس ایوان کے سپیکر ہیں ان کی موجودگی میں جو معاہدہ ہوا اور جس میں صحافیوں نے ان افسران کے خلاف کارروائی پر اطمینان کا اظہار کیا۔ اس اطمینان کے معاہدے کے اوپر جناب سپیکر محمد حنیف رامے صاحب کے دستخط موجود ہیں۔ یہ بھی میں آپ کے ریکارڈ کے لیے پیش کرتا ہوں۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی ۔ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیے جانے کی کوئی ضرورت نہ ہے اور سپیکر صاحب کا Conduct بھی بالکل صاف واضح ہے اور انہوں نے کوئی ایسا ابہام کارروائی کے دوران نہ پیدا ہونے دیا اور نہ اب موجود ہے ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ رول 35 کے تحت قابل پذیرائی نہیں۔ اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ! سید ظفر علی شاہ!

سید ظفر علی شاہ ، معزز وزیر قانون نے تفصیلات بتاتے ہوئے انکوائری کا حوالہ بھی دیا ہے ۔ جو بات میں نے اٹھائی ہے وہ 31 ۔ اکتوبر کے حوالے سے ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پوری دنیا کی یہ واحد تیز رفتار انکوائری ہے جس کا انہوں نے حوالہ دیا ہے ۔ جیسے میرے فاضل دوست نے کہا ہے کہ رات کو ہوئی ہے یا دن کو ہوئی ہے۔ ہوئی ہو گی ، ہمیں اس کا پتہ نہیں۔ یہ استحقاق کمیٹی اس بات کی بھی scrutiny کرے گی کہ وہ جو انکوائری ہوئی ہے جس انکوائری کی unique حیثیت ہے۔ پاکستان میں کم از کم یہ پہلی انکوائری ہے جو کہ within hours مکمل ہو گئی ہے اور دوسرے دن وہ خان صاحب بمع وردی سیٹ پر بھی آ گئے ہیں ۔ استحقاق کمیٹی نے تو اپنا فیصلہ ہی دینا ہے ۔ اگر کوئی ایسی بات

ہوئی ہے تو ہم دیکھ لیں گے ۔ کہ اس میں استحقاق مجروح نہیں ہوا یا انکوائری اتنی sufficient تھی کہ ہمیں ان لوگوں کو نعمات دینے پڑیں ۔ جنہوں نے وہ انکوائری کی ہے۔ جناب لاءمنسٹر صاحب نے غالباً اس بات کو سمجھا نہیں ۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ ان کی انکوائری نہیں ہوئی تھی ۔ سوال صرف اتنا ہے کہ کارروائی کے دوران ایوان کے سامنے سپیکر صاحب نے پڑھ کر سنایا اور کہا گیا کہ انہیں معطل کر دیا گیا ہے ۔ اب معطل کرنے کے بعد کے حالات و واقعات کا ہمیں پتہ نہیں۔ اس کے فوراً بعد تین تاریخ کو یہ ہم نے پیش کی ہے ۔ یکم کو ہاؤس prorogue ہوا ہے اور یکم کو ہی انعام اللہ خان نیازی کو اغواء کیا گیا ہے یا گرفتار کیا گیا اس تھانے میں بھی وہ حاضر تھا۔ جس وقت ہم 72 ممبران کی بات کر رہے ہیں ۔ اس وقت بھی وہ وہاں موجود تھا۔ اگلے دن وہ ہائی کورٹ میں بھی موجود تھے۔ انکوائری کن hours میں ہوتی رہی۔ اس کو بھی دیکھ لیں سے اگر یہ اس کے ساتھ connected ہوئی۔ جناب سپیکر! ٹیکنیکل بنیادوں پر اس طرح بات نہیں بنتی اور اگر جناب سمجھتے ہیں کہ نہیں بنتی تو نہ مانیں۔ اس سے ہماری صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن جناب سپیکر کی رولنگ کو government bench اس طرح ٹیکنیکل طریقے سے رول آؤٹ کرے گا تو جناب سپیکر! اگر مطمئن ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ آپ نے پہلی دفعہ ایک نئی پارلیمانی روایت قائم کرتے ہوئے دونوں پولیس افسران کی معطلی کا اعلان کیا تھا۔ وہ حکم نامہ بعد میں سنایا گیا۔ اب وزیر قانون کے بیان سے یہ اندازہ ہو رہا ہے اور ہم یہ ان سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ کتنے منٹ یا کتنے عرصے کے لیے معطل کیے گئے اور اس کے بعد وہ بحال کر دیے گئے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، لاء منسٹر صاحب! میں صرف ایک بات جاننا چاہتا ہوں کہ 31 کو یہاں اسمبلی نے انہیں معطل کیا اور ان کا آرڈر بھی 31 تاریخ کا ہی ہے ۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ 2 تاریخ کو انکوائری میں ان exonerate کیا گیا۔ اب جو درمیانی عرصہ تھا اس طرح کہ یکم نومبر کو وہ آدمی کام سر انجام دے رہا تھا۔ آپ یہ بتائیں کہ جو آدمی معطل ہو جاتا ہے کیا وہ پھر بھی کار سرکار میں حصہ لیتا ہے یا کام کرتا ہے۔ اس بارے میں ذرا آپ بتائیں کہ 31 کو وہ معطل ہوا ۔ 31 تاریخ کو ہی اس کا آرڈر جاری ہوا جو یہاں رانا اکرام ربانی صاحب جو اس وقت محکمہ داخلہ کے انچارج تھے انہوں نے پڑھ کر سنایا۔ اور پھر یکم کو جب انعام اللہ خان نیازی کی گرفتاری ہوتی ہے تو یکم کو وہ تھانے میں بھی باوردی تھا۔ 2 تاریخ کو وہ ہائی

کورٹ میں بھی تھا اور 2 تاریخ کو ہی اس کو exonerate کیا گیا ہے۔ اس کو exonerate کرنا ایک مختلف معاملہ ہے۔ یہ دیکھنا ہے کہ 2 تاریخ تک وہ سرکاری کام سر انجام دے سکتا تھا یا نہیں۔ یہ ذرا وضاحت سے بتائیں۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! جو سرکاری ملازم معطل ہوتا ہے اس کی معطلی کے احکامات میں یہ سزا کی جس عرصہ کے لیے وہ معطل کیا جاتا ہے اس کی بھی وضاحت کر دی جاتی ہے ۔ میں نے آرڈرز آپ کے سامنے پیش کر دیے ہیں۔ اب میرے پاس موجود نہیں۔ لیکن جہاں تک میں نے اسے پڑھا ہے اور مجھے یاد ہے اس میں یہ کہا گیا تھا کہ معطلی کے عرصہ میں وہ آدھی تنخواہ وصول کرے گا ۔ جہاں تک کار سرکار سر انجام دینے کا تعلق ہے چونکہ وہ اس صورت میں بھی سرکاری ملازم ہوتا ہے اور اگر اس کے افسران کسی معاملے پر اس کو depute کریں کہ اس عرصہ کے دوران تم نے یہ کام کرنا ہے تو وہ کر سکتا ہے کیونکہ وہ سرکاری ملازم ہے ۔ لیکن افسران بالا کے احکامات کے بغیر اپنے طور پر وہ کسی ڈیوٹی پر موجود نہیں ہوتا بلکہ بغیر ڈیوٹی کے -------

ملک محمد عباس خان کھوکھر ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ وزیر صاحب کو یہ پتہ نہیں کہ تنخواہ تو انہوں نے بتا دی ہے کہ وہ آدھی وصول کرے گا۔ لیکن ان کو یہ بھی پتہ ہے کہ پولیس رولز کے مطابق ان کو سرکاری ڈیوٹی پر نہیں لگایا جائے گا۔ ان کو یہ علم ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ!

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، راجہ ریاض صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

راجہ ریاض احمد ، جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی میں جو اپوزیشن لیڈر ہیں وہ کافی روز سے اسمبلی میں تشریف نہیں لا رہے اور قائم مقام اپوزیشن لیڈر کام کر رہے ہیں ۔ میری گذارش ہے کہ جو قائم مقام اپوزیشن لیڈر ہیں انہی کو اپوزیشن لیڈر بنا دیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، راجہ ریاض صاحب! اس بات کا اب کوئی مرحلہ نہیں تھا ۔ I rule it out ۔ جی وزیر قانون۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! اس کی سرکاری حیثیت کو ، سرکاری ملازمت کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ وہ

فسر مذکور سرکاری ملازم رہتا ہے اور سرکاری ملازم ہوتے ہوئے افسران بالا اگر اسے کوئی ڈیوٹی سرانجام دینے کا حکم دیں تو وہ دے سکتا ہے۔ یہاں جو صورت حال ہے اس کے مطابق 31 اکتوبر کو انہیں معطل کیا گیا اور 2- تاریخ کو یہ بیان کیا جا رہا کہ مذکورہ افسران نے فاضل رکن اسمبلی کو عدالت میں پیش کیا۔ تو جب وہ 2 نومبر کو بحال ہو چکے ہیں تو وہ اپنی بحالی کی حیثیت میں بھی مذکورہ رکن اسمبلی کو عدالت میں پیش کرنے کے مجاز ہیں اور اگر افسران بالا کسی لحاظ سے انہیں کسی ملزم کو عدالت میں پیش کرنے کی ڈیوٹی دیتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک لگ issue ہے کہ مذکورہ افسر نے ایک معطل شدہ آفیسر سے کیوں کوئی ڈیوٹی لی۔ اگر انہوں نے اس سے بحالی سے قبل کوئی ڈیوٹی لی ہے۔ لیکن جو بات یہاں پر کہی گئی ہے کہ سپیکر صاحب نے جعلی حکم نامہ پڑھ کر سنایا۔ میں یہاں تحریک کے نفس مضمون کے حوالے سے بات کرتا ہوں اور دلیل یہ دیتا ہوں کہ جناب سپیکر نے جعلی حکم نامہ پڑھ کر نہیں سنایا۔ جناب سپیکر نے یکم نومبر کو معطلی کا حکم نامہ پڑھ کر سنایا اور وہ درست تھا کیونکہ محکمے نے انہیں معطل کیا تھا اور ایس پی مذکور کے بھی اس پر دستخط موجود ہیں۔ آرڈر نمبرموجود ہے ۔ لہذا اسمبلی کے اندر سپیکر صاحب کی طرف سے کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی جسے جعلی کہا جا سکے۔ جہاں تک بعد میں بحالی کا تعلق ہے اور بحالی کے دوران اگر کسی آفیسر نے ان سے کوئی ایسی ڈیوٹی لی ہے تو اس سلسلے میں قانون موجود ہے ۔ قانون کے حوالے سے اگر کسی رکن اسمبلی کو کوئی اعتراض ہے تو وہ قانون کے مطابق اپنی کارروائی کروا سکتے ہیں ۔ یہ معاملہ اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی نہیں۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب مذکورہ صحافیوں نے بھی حکومت کی طرف سے کی گئی کارروائی پر اطمینان کا اظہار کیا اور رامے صاحب نے دستخط بھی کر دیے تو یہ تحریک rule out کی جائے۔ یہ قابل پذیرائی نہیں۔

سید ظفر علی شاہ ، جناب سپیکر! ہم مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ صرف وزیر قانون نے جو یہ بات کہی ہے ------

جناب ڈپٹی سپیکر ، مغرب کی اذان ہو رہی ہے ۔ اس لیے وقفہ نماز کرتے ہیں ۔ نماز کے وقفے کے بعد آتے ہی یہی پوائنٹ صرف پانچ منٹ میں decide کر دیں گے ۔ اب نماز مغرب کے لیے ہاؤس 25 منٹ تک adjourn کیا جاتا ہے ۔

(اس مرحلے پر ہاؤس نماز مغرب کے لیے 25 منٹ تک کے لیے adjourn کر دیا گیا)

(نماز مغرب کے وقفے کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر 5 بج کر 39 منٹ پر کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، ظفر علی شاہ صاحب اس وقت کھڑے تھے جب ہاؤس adjourn ہوا ہے۔ سید ظفر علی شاہ صاحب۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جب میں ہاؤس میں آ رہا تھا تو صحافی حضرات سے بات ہوئی۔ ابھی لاء منسٹر نے جو statement دی ہے اس میں صحافی حضرات کا بھی ذکر آیا ہے اور کہا ہے کہ ان کی consent سے ہوا ہے۔ جب کہ انھوں نے یہ کہا ہے کہ ہم نے جو رائے دی تھی وہ رائے کا اظہار نہیں کیا گیا بلکہ لاء منسٹر نے جو رائے کا اظہار کیا ہے ہم نے اس سے اختلاف کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی، سید تابش الوری صاحب۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! جناب وزیر قانون نے آج میرے خیال میں پارلیمانی تاریخ کی سب سے بڑی غلط بیانی کی ہے۔ اور میں آج واقعتاً مایوس ہو رہا ہوں کہ یہ ملک جس میں وزیر قانون ملزموں کا وکیل صفائی بن جائے اور سفید غلط بیانی کو یہاں سچ ثابت کرنے کے لیے پوری اسمبلی، سپیکر، وزیر قانون ساری حکومت کو دو انسپکٹروں کے سامنے بے بس کر دیا جائے اس ملک میں جمہوریت کا کوئی مستقبل ہو سکتا ہی نہیں۔ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

یہ ہماری توہین نہیں۔ یہ آپ کی توہین ہوئی ہے جنھوں نے یہاں اس کو معطل کیا تھا۔ یہ اس ایوان کی توہین ہوئی ہے جس نے متفقہ طور پر مطالبہ کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بات تو ختم ہو گئی ہے۔ میں سید ظفر علی شاہ صاحب کو فلور دیتا ہوں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! خدا کے لیے اس ایوان کے احترام کو، کچھ قانون کی عمل داری کو کسی طور پر تو برقرار رکھیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ سوچ دیکھ لیں ــــ

سید تابش الوری، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ وہ کیسے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ ابھی بات کر رہے ہیں۔ ان کے بعد۔

سید تابش الوری، میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جناب سپیکر! آپ پر یہ بڑا نازک مرحلہ ہے۔ تاریخ نے

بڑی عظیم ذمہ داری آپ پر عائد کی ہے۔ خدا کے لیے چند بہت ہی حقیر مصلحتوں کی خاطر پورے ایوان اور قانون کو مذاق نہ بنائیے۔ یہ لوگ کیا کہیں گے کہ دو انسپکٹروں کو defend کرنے کے لیے سارے official rules کی نفی کر رہے ہیں۔ official rules میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جو آدمی معطل کر دیا جائے۔ جناب والا! میں قانونی نکتے پر ہوں۔ انھوں نے غلط بیانی کی ہے۔ میرا حق ہے کہ میں اس غلط بیانی کی تصحیح کروں، قانون کی تصحیح کروں۔ انھوں نے کہا ہے کہ police official اگر معطل ہو جائے تو اس سے کام لیا جا سکتا ہے۔ یہ صریحاً غلط بیانی ہے۔ آفیشل اگر معطل ہو جائے تو اسے پولیس لائن میں جانا ہے۔ وہ وردی نہیں پہن سکتا۔ وہ پیٹی نہیں پہن سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ سید ظفر علی شاہ صاحب! میں نے آپ کو فلور دیا تھا۔ وصی ظفر صاحب سے میں نے وعدہ کیا ہے۔ اس کے بعد آپ۔

سید تابش الوری، انھیں اس پر شرم محسوس کرنی چاہیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! سب سے پہلے تو میری گزارش یہ ہے کہ یہ جناب کے سامنے Privilege Motion ہے۔ جناب، میں معذرت کے ساتھ، اگر گستاخی نہ ہو تو رولز کو پتا نہیں کس طریقے سے خود ہی automatically relax کر دیتے ہیں کہ ہر تحریک استحقاق پر general debate شروع ہو جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب، اس سے آگے۔ جناب تمام گفتگو دیکھیے۔ ہم تو پہلے دن سے کہہ رہے ہیں کہ ان کا لیول تحصیل کونسل اور ضلع کونسل کا ہے۔ اب وہ کہتے ہیں کہ صرف دو انسپکٹروں پہ تمام جمہوریت قائم ہے اور جب دو انسپکٹر اگر معطل یا بحال نہ ہوئے تو جمہوریت ہی دھڑام سے گر گئی۔ یہ تھانے کچہری سے آگے نکلتے ہی نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ میں سید ظفر علی شاہ صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ جی، پوائنٹ آف آرڈر سن لیں۔

راجہ ریاض احمد، کورم پورا نہیں۔ گنتی کرائی جائے۔

(شیم، شیم)

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ سنجیدہ ہیں یا ویسے ہی بات کر دی ہے؟

راجہ ریاض احمد، آپ گنتی کرا لیں جناب۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ پوائنٹ آف آرڈر ہو گیا ہے۔ گنتی کی جائے۔ (مداخلت) آپ کی بات ٹھیک ہے۔ لیکن کورم کی نشان دہی انھوں نے کر دی ہے۔ گنتی کی جائے۔۔۔۔ گنتی کی گئی ۔۔۔۔ کورم موجود ہے' کارروائی کو جاری کیا جاتا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سید ظفر علی شاہ، میں آپ کا شکر گزار ہوں جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا شکریہ نہیں۔ آپ کی ہاؤس میں حاضری پوری ہے۔ میرا اس میں شکریہ کیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، اس نے شکرگزار ہوں جناب سپیکر! کہ اس وقت حزب اختلاف اہم قومی مسئلوں پر سنجیدگی سے بحث کر رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اس وقت آپ کا کورم پورا ہے اس لیے آپ بات کریں۔

سید ظفر علی شاہ، مہربانی۔ جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے میری تحریک استحقاق پر جواب دیتے ہوئے ایک دو باتیں کہی تھیں جن کے بارے میں مجھے پورا علم نہیں تھا۔ جس پر انھوں نے بڑا اس بات پر زور دیا کہ ایک تو یہ کہ اس معزز صحافی رکن کی اور باقی صحافی برادری کی سپیکر صاحب کی چیمبر میں کوئی بات ہوئی ہے۔ اور وہ ان کا کوئی آپس میں طے ہو گیا ہے۔ یہ ایک الگ بات ہے۔ اس پر بھی میں اپنا احتجاج بھی lodge کرا رہا ہوں۔ مجھے یہ بھی پتا چلا ہے کہ قومی پریس نے اس رکن کو کس طرح حکومت کی مشینری نے under coercion مجبور کیا کہ تم ہمارے ساتھ یہ معاملہ patch up کر لو اور وہ بھی کب کیا؟ 17 تاریخ کو۔ لیکن اس سے بھی میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ میری انفرمیشن کے مطابق نیشنل پریس کے سینیئر صحافیوں کی سپیکر صاحب کے چیمبر میں جو بات ہوئی تھی وہ بھی ان صحافیوں اور پریس کے مطابق نہیں ہوئی اور یہ یہاں پر میں یہ نہیں کہتا کہ وہ غلط بیانی کر رہے ہیں۔ میں یہ نہیں کہا کہ لاء منسٹر صاحب جھوٹ بول رہے ہیں۔ لیکن وہ facts کو distort کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! جو رولنگ پڑھی گئی تھی

اور جو معطلی کا آرڈر بھی تھا اس میں بہت ساری باتیں دیکھنے والی ہیں۔ جس میں روزنامچہ ہے' اس کی حاضری ہے' اس کا انعام اللہ خان نیازی کو گرفتار کرنا ہے' بے شمار ایسے مسائل ہیں۔ جناب سپیکر! اگر یہ ایک طرف معزز ایوان کی عزت کا سوال ہے کہ اس کو گورنمنٹ مشینری نے کس طریقے سے ' اور پریس کا یعنی دو طبقوں کی عزت کا اور honour کا سوال ہے۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ فردوس خان کی جگہ پر نہ کسی صحافی نے سب انسپکٹر بننا ہے نہ ہم نے بننا ہے۔ جناب' اس پر آپ مہربانی فرمائیں - یہ معاملہ اب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ اس پر رولنگ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ دونوں اطراف کی باتیں سنی ہیں۔ چونکہ ایک بات آپ نے اس وقت نئی کر دی ہے۔ ہمارے سپیکر قابل احترام محمد حنیف رامے کی موجودگی میں پریس والوں نے ایک معاہدہ کیا ہے۔ غالباً اس کی کاپی آپ کے پاس ہو۔ چونکہ یہ مسئلہ اصل میں پریس والوں نے ہی اٹھایا تھا' فاضل اراکین نے ان کا ساتھ دیا تھا۔ خصوصاً اپوزیشن نے بھی ہمدردی کا اظہار کیا تھا۔ میں ہی اس وقت یہاں چیئر پر موجود تھا۔ میں نے فوری طور پر کہا تھا کہ اگر ایسی بات ہے تو ان کو معطل کیا جاتا ہے۔ یہ میرا فیصلہ تھا۔ اب بھی میں رولنگ دینا چاہتا تھا۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں نے آپ کی باتیں بھی سنی ہیں۔ سپیکر صاحب کا بھی میرے پاس وہ جو agreement ہے (مداخلت) ایک منٹ' میں بول رہا ہوں۔ آپ میری بات تو سنیں۔ دیکھیں' میں کوئی بھی کچھ کہوں آپ کو بات تو سننی پڑے گی۔ تو میں آپ کی خدمت میں' شاید آپ کو علم نہ ہو' کیونکہ پریس والوں نے بھی ایک معاہدہ کیا ہے جو محمد حنیف رامے صاحب کی موجودگی میں ہوا ہے وہ میں پڑھ کر آپ کو سناتا ہوں۔

پنجاب اسمبلی کے گزشتہ اجلاس میں روزنامہ "مساوات" کے رپورٹر منصور بخاری کے ساتھ پولیس کے انسپکٹر شعیب زمان اور انسپکٹر فردوس خان کی زیادتی کے باعث جو بدمزگی پیدا ہوئی تھی وہ آج پنجاب اسمبلی کے سپیکر محمد حنیف رامے کے ذریعے بخیر و خوبی کے ساتھ دور ہو گئی۔ ایس۔ ایس۔پی لاہور اور ایس پی کینٹ نے سپیکر کے حکم پر پولیس افسروں کو معطل کرنے کا ثبوت پیش کیا اور یہ بھی بتایا کہ صحافی کے خلاف درج مقدمہ بھی خارج کر دیا گیا ہے۔اس کے علاوہ انھوں نے یقین بھی دلایا کہ آئندہ صحافیوں کو کوئی ایسی شکایت پیش نہیں آئے گی اور پولیس افسران ان کے جائز احترام کو ملحوظ خاطر رکھیں گے----

چودھری شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ ایک منٹ ۔ جب سپیکر بول رہا ہو تو پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا ۔(قطع کلامیاں) ایک فاضل رکن بات کرے۔ سب کے بات کرنے سے مجھے پتا نہیں چل رہا کہ کیا کہہ رہے ہیں ۔ ایک منٹ تشریف تو رکھیں ۔ بات تو سن لیجئے۔ میں پھر اسی بات پر آرہا ہوں ۔ دیکھیں وہ جو پولیس اور صحافی کے درمیان ایک agreement ہے ۔ (قطع کلامیاں) میری بات تو سنیں۔ دیکھیں میں نے آپ کو یہی کہا ہے کہ جب آپ کو اختلاف بھی ہو تو حوصلے سے بات تو سنیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ پولیس افسران کے جائز احترام کو ملحوظ خاطر رکھیں گے ۔ سپیکر پنجاب اسمبلی نے اپنے طور پر بھی یقین دلایا کہ پنجاب اسمبلی میں صحافیوں کے ساتھ بدسلوکی کو برداشت نہیں کیا جائے گا اور پنجاب پولیس کو تاکید کیکہ صحافیوں کو پیشہ وارانہ سرگرمیوں میں بھرپور مدد اور تحفظ فراہم کرے۔ صحافیوں کے نمائندوں نے یقین دہانیوں پر سپیکر پنجاب اسمبلی اور پولیس کے افسران کا شکریہ ادا کیا اور اس بات پر اصرار نہیں کیا کہ متعلقہ پولیس انسپکٹروں کے خلاف مزید کارروائی کی جائے۔ یہ ایک معاہدہ ہوا پریس والوں کا۔۔۔

(قطع کلامیاں)

میری بات تو سنیں۔میرا مطلب ہے کہ میری بات تو سن لیں۔ (قطع کلامیاں) تشریف رکھیں ۔ مقصد یہ ہے کہ یہ ایک معاہدہ ہمارے فاضل ' ہمارے قابل احترام سپیکر کی موجودگی میں ہوا ۔ یہ میں بھی سمجھتا ہوں کہ آپ نے بھی پریس والوں کی وجہ سے یہ بات کی اور یہاں اس ہاؤس میں ساری صورت حال ہوئی۔ میں اس وقت تھا ۔ suspension order بھی پڑھا گیا۔ اس کے بعد یہ صورت حال ہوئی چونکہ public interest demand کرتی ہے کہ اگر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے جس سے کہ تمام صورت حال میں جس طرح آپ نے بتایا کہ پریس والے اب پھر بائیکاٹ کر گئے ہیں تو میں یہ فیصلہ دیتا ہوں کہ I rule it out میں اس کو rule out کرتا ہوں کیونکہ یہ بات نہیں۔ (قطع کلامیاں) اور باقی جو اسی nature کی تھیں ان کو بھی میں ان کے ساتھ rule out کرتا ہوں اور ان کو میں پڑھنے کی بھی اجازت نہیں دیتا ہوں کیونکہ وہ ایک ہی نوعیت کی تھیں لہذا ان کا مقصد فوت ہو تاہے۔ اب ہم Adjournment motion لیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

سید ظفر علی شاہ ، جناب والا! میں آپ کی رولنگ کے خلاف پانچ منٹ کے لئے واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر سید ظفر علی شاہ صاحب پانچ منٹ کے لئے ایوان سے باہر چلے گئے)

سید تابش الوری ، جناب والا! سینئر چودھری شجاعت حسین کی گرفتاری کے خلاف تحریک التوا

out of turn آپ پڑھنے کی مجھے اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ (قطع کلامیاں)

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! کیا محترم چیمہ صاحب کا حلقہ کورم توڑنے کے لیے بدل دیا گیا ہے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ کبھی اشارے کر رہے ہیں کہ باہر جاؤ کبھی اشارے کر رہے ہیں اندر جاؤ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جب آپ یہی کچھ کرتے ہیں اور اس طرح کورم توڑتے ہیں تو میں آپ کو بھی دیکھ رہا ہوتا ہوں۔ آج بھی میں دیکھ رہا ہوں اگر آپ یہ کر رہے ہیں تو میں کیا کرسکتا ہوں۔ جی۔

چودھری شوکت محمود، جناب والا! صحافی صاحبان گیلری میں موجود نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، صحافی صاحبان اس وقت نہیں ہیں۔

آوازیں، نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو چیمہ صاحب اور شوکت محمود صاحب دونوں جائیں اور ان کو منا کر واپس لے آئیں۔

نواب شیر وسیر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

کورم کا سوال

نواب شیر وسیر، جناب والا! ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ serious ہیں؟

نواب شیر وسیر، جی۔ میں بالکل serious ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ آپ serious ہیں کیونکہ آپ کے آٹھ دس آدمی بھی بیٹھے ہیں۔ اس لیے میں پوچھ رہا ہوں کہ آپ ایسے ہی تو نہیں کہہ رہے۔ کیونکہ تو اس وقت ایک ہی ہوتا ہے۔

نواب شیر وسیر، نہیں۔ جناب میں serious ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اب میں کیا کرسکتا ہوں۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر : کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر گھنٹیاں بج رہی تھیں)

جناب ڈپٹی سپیکر : پانچ منٹ ہوگئے ہیں لہذا گنتی کی جائے۔ کورم پورا نہیں ہے لہذا میں ہاؤس کو پندرہ منٹ کے لئے adjourn کرتا ہوں۔

(6 بج کر 16 منٹ پر اجلاس کی دوبارہ کارروائی شروع ہوئی اور جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر : اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔۔۔۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی اور کورم پورا نہیں تھا)

جناب ڈپٹی سپیکر : کورم پورا نہیں لہذا اجلاس کی کارروائی کل صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی بدھ 23 نومبر 1994ء 9 بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیرھواں اجلاس)

بدھ' 23 نومبر 1994ء

(چہار شنبہ' 17 جمادی الثانی 1415ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں 10 بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

وَذَرِ

الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ

ذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا اُولٰٓئِكَ

الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ

اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝

سورۃ الانعام' آیت 70

اور جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا ہے ان سے کچھ کام نہ رکھو ہاں اس (قرآن) کے ذریعے سے نصیحت کرتے رہو تاکہ (قیامت کے دن) کوئی اپنے اعمال کی سزا میں ہلاکت میں نہ ڈالا جائے (اس روز) اللہ کے سوا نہ تو کوئی اس کا دوست ہو گا اور نہ سفارش کرنے والا اور اگر وہ ہر (چیز جو روئے زمین پر ہے بطور) معاوضہ دینا چاہے تو وہ اس سے قبول نہ ہو۔ یہی لوگ ہیں کہ اپنے اعمال کے وبال میں ہلاکت میں ڈالے گئے ان کے لیے پینے کو کھولتا پانی اور دکھ دینے والا عذاب ہے اس لیے کہ کفر کرتے تھے۔وما علینا الا البلاغ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ جات محنت و صنعت و خزانہ)

جناب سپیکر ، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ محکمہ محنت کے سوالات پہلے لیے جاتے ہیں۔ جناب محمد بشارت راجہ۔

جناب محمد بشارت راجہ ، سوال نمبر 32

ملازمین کی بھرتی کی تفصیل

*32۔ جناب محمد بشارت راجہ ، کیا وزیر محنت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ محنت و مین پاور اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ 1 سے گریڈ 15 تک کے کتنے ملازمین کو بھرتی کیا گیا۔ بھرتی کا طریقہ کار کیا تھا اگر میرٹ پر بھرتی کی گئی تو میرٹ لسٹ تیار کرنے والے محکمہ کے افسران کے نام اور عہدے کیا ہیں کتنے آدمیوں نے ہر پوسٹ کے لیے درخواستیں دیں ان کے نام بھی بتائے جائیں انٹرویو کے لیے کتنے امیدواروں کو کال کیا گیا جن افراد کو ان پوسٹوں پر تعینات کیا گیا ان افراد کے نام پتہ اور دیگر کوائف فراہم کئے جائیں۔

وزیر محنت (جناب اقبال احمد خان لنگڑیال) ،

18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر تک محکمہ محنت و افرادی قوت کے ماتحت دفاتر میں گریڈ ایک سے گریڈ 15 تک 330 ملازمین کو بھرتی کیا گیا۔ جن کی فہرست محکمہ وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1۔ ڈائرکٹر لیبر مین پاور اینڈ ٹریننگ	92
2۔ ڈائرکٹر لیبر ویلفیئر	04
3۔ انسپکٹر آف مائنز	08
4۔ مینیمم ویجز بورڈ	01
5۔ پنجاب ایمپلائز سوشل سیکورٹی انسٹی ٹیوٹ	225
کل میزان ،	330

بھرتی کا طریقہ کار گورنمنٹ ریکروٹمنٹ پالیسی کے عین مطابق تھا۔ بھرتی میرٹ پر کی گئی۔

جناب عثمان ابراہیم : جناب والا! یہ سوال پوچھا گیا تھا کہ محکمہ کے افسران کے نام اور عہدے کیا ہیں اور کتنے آدمیوں نے ہر پوسٹ کے لیے درخواستیں دیں ان کے نام بتانے جائیں اور انٹرویو کے لیے کتنے امیدواروں کو کال کیا گیا۔ لیکن جناب سپیکر جو جواب دیا گیا ہے اس میں کہا گیا کہ 330 ملازمین کو بھرتی کیا گیا جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔جناب والا! اوپر جو 3 سوال کیے گئے ہیں ان کا جواب نہیں آیا۔

وزیر محنت (جناب اقبال احمد خان لنگڑیال) : جناب والا! یہ فہرست چونکہ کافی لمبی تھی جو درخواستیں دی گئیں اور میرٹ پالیسی کے مطابق جو لسٹیں بنائی گئیں ان افسران کی بھی بہت لمبی لسٹ ہے جو کہ پڑھی نہیں جا سکتیں اس لیے یہ ایوان کی میز پر رکھ دی تھی۔

جناب سپیکر : اس میں نام شامل ہیں۔

وزیر محنت : سب کچھ شامل ہے۔ ان افسران کے نام جنہوں نے بھرتی کیے انٹرویو دیے سب کچھ شامل ہے۔

جناب سپیکر : لسٹ میں سب کچھ دیکھا جا سکتا ہے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر ہے۔ کوئی اور ضمنی سوال؟

وزیر محنت : کل تعداد بھی میں نے بتا دی ہے کہ کل 330 افراد بھرتی کیے گئے اور ان کی تفصیل بھی میں نے بتا دی ہے۔

جناب سپیکر : درست ہے۔

جناب عثمان ابراہیم : جناب والا! انہوں نے کہا ہے کہ یہ ریکروٹمنٹ پالیسی کے عین مطابق کیا گیا۔ پوسٹوں کے مطابق کیا ریکروٹمنٹ پالیسی تھی؟

وزیر محنت : جناب والا! عبوری حکومت نے ایک پالیسی بنائی تھی اور میرے پاس اس کی کاپی موجود ہے۔ اس کے لیے تعلیمی قابلیت کے لیے 60 نمبر اعلیٰ تعلیم کے لیے، 15 نمبر تجربہ کے لیے، 10 نمبر، انٹرویو کے لیے 10 نمبر، دوسری سرگرمیوں اور سپورٹس کے لیے 5 نمبر رکھے گئے تھے۔ اس پالیسی کے تحت انہوں نے یہ بھرتی کی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد بشارت راجہ۔

جناب محمد بشارت راجہ: سوال نمبر 32

ملازمین کی بھرتی کی تفصیل

*32- جناب محمد بشارت راجہ: کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ خزانہ اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ ایک سے گریڈ 15 تک کے کتنے ملازمین کو بھرتی کیا گیا بھرتی کا طریقہ کار کیا تھا اگر میرٹ پر بھرتی کی گئی تو میرٹ لسٹ تیار کرنے والے محکمہ کے افسران کے نام اور عہدے کیا ہیں کتنے آدمیوں نے ہر پوسٹ کے لیے درخواستیں دیں ان کے نام بھی بتائے جائیں انٹرویو کے لیے کتنے امیدواروں کو کال کیا گیا جن افراد کو ان پوسٹوں پر تعینات کیا گیا ان افراد کے نام پتہ اور دیگر کوائف فراہم کئے جائیں۔

وزیر خزانہ (مخدوم الطاف احمد):

18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ خزانہ اور اس کے ذیلی اداروں یعنی لوکل فنڈ آڈٹ ڈیپارٹمنٹ، پنجاب آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس انسٹی ٹیوٹ لاہور اینڈ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفسز میں گریڈ ایک سے لے کر گریڈ 15 تک 95 ملازمین کو بھرتی کیا گیا۔ بھرتی کے مجوزہ طریقہ کار یعنی اخبارات میں اشتہارات درخواستوں کی وصولی باقاعدہ انٹرویو بذریعہ مجوزہ بھرتی کمیٹی کے ذریعے اختیار کیا گیا۔

ان بھرتی کیے گئے ملازمین کی تفاصیل بمعہ افسران کے نام اور عہدہ درخواستوں کی تفصیل اور دیگر اطلاعات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

میاں عمران مسعود: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہمیں جو طبع شدہ جوابات دیے گئے ہیں اس میں لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اس کا آج صبح جواب آیا ہے اس کا جواب آخر میں لگا ہوا ہے۔ یہ جو لٹک رہا ہے یہ اس کا جواب ہے۔

میاں عمران مسعود ، جناب والا! یہ لٹکتا ہی رہے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر ، نہیں۔ آپ پڑھیں گے تو قابو میں آ جائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میاں عمران مسعود ، جناب والا! اس طرح تو ساری اسمبلی ہی لٹکی ہوئی ہے پتا نہیں گرے گی یا نہیں گرے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر ، آپ فکر نہ کیجئے گا۔

سید تابش الوری ، جناب والا! یہ ملاحظہ کرنا ہے یا ملاحظہ ہے۔

جناب سپیکر ، آپ تو ملاحظہ کریں کوئی میرے جیسا ان پڑھ ہو گا تو وہ ملاحظہ کرے گا۔ اگلا سوال چودھری اصغر علی گجر صاحب۔

چودھری اصغر علی گجر ، سوال نمبر 281

جی پی فنڈ سے قرض لینے کی سہولت

*281۔ جناب اصغر علی گجر ، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سرکاری ملازمین اپنے جی پی فنڈ سے قرضہ لے سکتے ہیں اور جب تک قرضہ کی واپسی نہ ہو جائے وہ دوبارہ قرضہ نہیں لے سکتے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جی پی فنڈ سے دوبارہ قرضہ اس وقت لیا جا سکتا ہے جب پہلے قرضہ کی واپسی کو ایک سال گزر جائے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ سرکاری ملازمین کا جی پی فنڈ سے قرضہ لینا ان کا بنیادی حق ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بات کا جائزہ لے گی کہ سرکاری ملازمین اپنے جی پی فنڈ سے جب چاہیں قرضہ لے سکیں تاکہ وہ فوری نوعیت کی مشکلات پر قابو پا سکیں؟

وزیر خزانہ (مخدوم الطاف احمد) ،

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ سرکاری ملازمین اپنے جی پی فنڈ اکاؤنٹ سے رولز کی شرائط پوری کرنے پر افسر مجاز کی منظوری سے جی پی فنڈ ایڈوانس لے سکتے ہیں قابل واپسی ایڈوانس

کی صورت میں قرضہ کی واپسی تک دوبارہ قرضہ نہیں لیا جا سکتا۔

(ب) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ جی پی فنڈ سے دوبارہ ایڈوانس اس وقت لیا جا سکتا ہے جب پہلے قابل واپسی ایڈوانس کی واپسی کو ایک سال گزر جانے یا ناقابل واپسی ایڈوانس کو نکلوائے ہوئے ایک سال گزر چکا ہو۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ جی پی فنڈ سے قرضہ لینا سرکاری ملازمین کا بنیادی حق ہے۔ سرکاری ملازمین مخصوص حالات میں جی فنڈ سے قواعد کی شرائط پوری کرنے کے بعد افسر مجاز کی منظوری سے اپنے جی پی فنڈ اکاؤنٹ سے ایڈوانس لے سکتے ہیں۔

(د) جی پی فنڈ رولز کی شرائط پوری کرنے کے بعد افسر مجاز کی منظوری سے سرکاری ملازمین اب بھی ایڈوانس لے سکتے ہیں۔ اس لیے اس کے بارے میں مزید جائزہ لینے کی فی الفور کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں۔

جناب عثمان ابراہیم : جناب والا! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ انہوں نے جواب کے ہر جز میں یہ جواب دیا ہے کہ رولز کی شرائط پوری کرنے کے بعد اپنے اکاؤنٹ سے قرضہ لے سکتے ہیں یہ کون سے رولز ہیں؟

وزیر خزانہ : جناب والا! اس سلسلے میں حکومت کی lay down policy ہے۔ اسی کے تحت ہی قرضے دیے جاتے ہیں جیسے کسی بیماری کی صورت میں مکان کی تعمیر ومرمت کے لیے یعنی کسی اشد ضرورت کے تحت رولز کے مطابق یہ قرضہ مہیا کر دیا جاتا ہے۔

چودھری شوکت داؤد : جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں مخصوص حالات بیان کیے گئے ہیں ظاہر ہے کہ جب بھی کوئی قرضے کی درخواست دیتا ہے تو اس کا کوئی مقصد ہوتا ہے کہ اس کام کے لیے مجھے ایڈوانس چاہیے اس میں کوئی تفریق تو نہیں برتی جاتی کہ جناب والا! جب بھی کوئی شخص درخواست دیتا ہے تو اس میں اس کا ایک مدعا ہوتا ہے ایک مقصد ہوتا ہے کہ اس لیے مجھے فنڈ چاہئے۔ کیا اس میں تو کوئی تفریق نہیں کہ اس صوابدید پر منسٹر صاحب یا افسر مجاز جس کو چاہے دے جس کو چاہے نہ دے یا سب equal ہیں۔ یعنی ظاہر ہے کہ ہر آدمی کسی نہ کسی ضرورت کے لیے درخواست دیتا ہے تو اس میں سب کو equal treat کیا جاتا ہے یا جو من پسند ہو اس کو دے دیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر ، جی۔۔۔۔

وزیر خزانہ ، جناب والا! اس میں کسی قسم کی کوئی تفریق نہیں کی جاتی۔ در اصل اس ساری سکیم کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لازمی بچت کی عادت ڈالی جائے اور سرکاری ملازم جب اپنی مدت ملازمت پوری کرنے کے بعد ریٹائر ہوں تو یہ پیسے ان کو دیئے جائیں اور یہ ان کی باقی زندگی میں کام آسکیں۔ اس کے لیے چند شرائط مقرر کی گئی ہیں۔ اب اگر کوئی افسر یہ کہے کہ میں نے کراچی سیر کے لیے جانا ہے تو مجھے پیسے دے دیئے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ویسے اس سلسلے میں حکومت کی liberal policy ہے۔ اگر وقت سے پہلے کوئی سرکاری ملازم یہ فنڈ لینا چاہے گا۔ تو وہ خود اپنا ہی نقصان کرتا ہے اس میں حکومت کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ ہماری طرف سے کسی قسم کی کوئی روک ٹوک نہیں ہوا کرتی۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر آگیا ہے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب وزیر خزانہ نے کراچی سیر کے لیے کہا ہے۔ بہتر ہوتا کہ وہ اگر مری یا کسی اور جگہ کا کہتے۔ کراچی آج کل سیر کے لیے موزوں جگہ نہیں ہے۔

MR SPEAKER: It is ruled out of order.

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ سوال نمبر 281 کے جزو (ج) میں ہے کہ یہ درست نہیں کہ جی پی فنڈ سے قرضہ لینا سرکاری ملازمین کا بنیادی حق ہے۔ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ بنیادی حق نہیں یا تو یہ کہیں کہ بنیادی حق ہے کیونکہ وہ شرائط کو پورا کرتا ہے یا کہیں کہ بنیادی حق نہیں۔ یہ ان کا صوابدیدی ہے۔ یعنی متضاد بیان ہے۔ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ بنیادی حق ہی نہیں ہے۔ دوسری طرف مخصوص حالات کی بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر ، جناب وزیر صاحب۔

وزیر خزانہ ، جناب والا! یہ بنیادی حق واقعی نہیں۔ یہ ایک سیٹ رولز اور پرنسپل کے تحت جو پالیسی بنائی گئی ہے اسی کو اس criteria کو اگر وہ پورا کرتا ہے تو اس کو وہ پیسے دیئے جاتے ہیں۔ ویسے میں نے عرض کیا ہے کہ ہم اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں لگاتے۔ حکومت اس معاملے میں

liberal ہوتی ہے۔ میں ان کی معلومات کے لیے اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ جو پیسے کی کوئی ہوتی ہے۔ جو پیسے سرکاری ملازم کے کھاتے میں جمع ہوتے ہیں اس فنڈ میں۔ اس میں ان کو 21 فیصد return ملتا ہے جو کہ کوئی اور بنک یا ادارہ نہیں دیتا۔ حکومت اس معاملے میں liberal ہے اگر کوئی ملازم لینا چاہتے ہیں اور ان کو کوئی تکلیف ہے تو ہمارے ساتھ رابطہ کریں ہم ان کی دقت دور کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر : شوکت داؤد صاحب! یہ مسئلہ اس طرح سے ہے کہ ہر شخص apply کر سکتا ہے جو بھی سرکاری ملازم ہے۔ لیکن محض اس لیے کہ اس نے apply کر دیا ہے اس کا حق نہیں بن جاتا کہ اس کو یہ فنڈز ضرور مل جائے۔ یہ دیکھا جائے گا کہ اس نے apply کیا ہے اسے کس حد تک ضرورت ہے اور اس کے مقابلے میں دوسرے لوگ کس حد تک ضرورت مند ہیں۔ وہاں یہ بات آ جاتی ہے کہ وہ apply کرنے کا حق تو رکھتا ہے۔ لیکن یہ نہیں کہ چونکہ اس نے apply کر دیا ہے اس لیے ضرور اس کو مل جائے۔

چودھری شوکت داؤد : لیکن جو جواب دیا گیا ہے اس سے یہ sense ہوتی ہے کہ یہ حق ہی نہیں ہے۔ کیونکہ جب بنیادی حق ہی نہیں ہو گا تو criteria کیا ہو گا۔ میرا یہی ضمنی سوال تھا۔

جناب سپیکر : وزیر صاحب نے جو جواب دیا ہے آپ کی اس سے تسلی ہو جانی چاہئے۔ جی---میاں عبدالستار صاحب۔

میاں عبدالستار : جناب والا! ابھی وزیر موصوف بار بار رولز کی بات کر رہے ہیں اور عثمان ابراہیم صاحب نے رولز کے بارے میں پوچھا تھا کہ کیا رولز ہیں کیا criteria ہے۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ بچی کی شادی ہو یا اس کو کراچی جانا ہو یا کسی اور جگہ جانا ہو یا کسی ضرورت کے تحت وہ ملازم جی پی فنڈ کا قرضہ لے سکتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا رولز یہی ہیں یا رولز یہ ہیں کہ اتنی سروس کے بعد آپ اتنے پیسے نکلوا سکتے ہیں یا اتنا جی پی فنڈ آپ کے پاس ہو تو اس میں اتنے فیصد قرضہ لیا جا سکتا ہے۔ اس کے بارے میں ذرا وضاحت فرما دیجئے۔

جناب سپیکر : میں نے اس کے لیے رولنگ دی تھی کہ اس کے لیے ایک الگ سوال لے آئیں۔ اور یہ پورا سوال الگ ہے۔

میاں عبدالستار : جناب والا! یہ الگ سوال نہیں بنتا۔ یہ تو پالیسی کی بات ہے۔

جناب سپیکر ، پالیسی کی بات انہوں نے بتائی ہے جو کہ انہیں یاد تھی۔ لیکن اگر آپ پورے رولز چاہتے ہیں کہ وہ quote کیے جائیں تو اس کے لیے ایک الگ سوال آنا چاہیے۔ وہ پھر اس کا جواب دے دیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔

میاں عبدالستار ، جناب والا! اس میں لکھا ہوا ہے کہ رولز کے مطابق وہ فنڈ ملازم کو دیا جائے گا تو رولز کیا ہیں؟

جناب سپیکر ، آپ کے رولز کیا ہیں اس کا الگ سوال لے آیے۔۔۔ جی آگے چلیے۔

میاں عمران مسعود ، ضمنی سوال سر۔

جناب سپیکر ، فرمایے۔

میاں عمران مسعود ، جناب والا! کیا وزیر موصوف بتانا پسند فرمائیں گے کہ کیا یہ درست نہیں کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ کے کچھ افسران نے پچھلے مہینے اس criteria اور جی پی فنڈ نہ ملنے کے خلاف ہڑتال کی تھی؟

وزیر خزانہ ، جناب والا! مجھے اس ہڑتال کا کوئی علم بھی نہیں جہاں تک لوکل باڈیز کا تعلق ہے تو لوکل باڈیز خود مختار ادارے تصور کیے جاتے ہیں ۔ اس سے پہلے میرے بھائی سوال پوچھ رہے تھے اور جناب میں ان کی معلومات کے لیے بھی اتنا عرض کردوں کہ اس میں کوئی گریڈ fix نہیں جو آدمی بھی اپنا یہ فنڈ جمع کرواتا ہے۔ یہ age fix کی ہوئی ہے کہ 45 سال کی عمر کے بعد اگر کوئی سرکاری ملازم یہ قرضہ لیتا ہے تو وہ ناقابل واپسی ہوتا ہے۔ اس سے پہلے اگر کوئی لینا چاہے۔ تو اس پر یہ پابندی ہے کہ وہ دوبارہ جمع کروا کے ایک سال کے بعد دوبارہ بھی لے سکتا ہے۔ گریڈ کی اس میں کوئی پابندی نہیں ہے age کی پابندی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، آپ نے ابھی فرمایا میاں عبدالستار صاحب کے سوال پر کہ رولز کے لیے علیحدہ سوال دیا جائے تو ابھی آپ کو سننے کے بعد وزیر موصوف نے رولز کی ہی ایک شق یہاں quote کی ہے تو وہ باقی رولز بھی بتا دیں کہ وہ کیا ہیں؟

وزیر خزانہ ، جناب میں یہاں رولز تو نہیں بتا سکتا۔ یہ نیا سوال دے دیں میں رولز کی کاپی ان کو سپلائی کروا دوں گا۔

جناب سپیکر ، رولز کی ایسی وضاحت یا رولز quote نہیں ہو رہے۔ یہ تو انہوں نے ایک جنرل وضاحت کی ہے کہ age criteria ہے اور گریڈ criteria نہیں ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! یہ رولز کا حصہ ہے؟

وزیر خزانہ ، جی ہاں۔ یہ رولز کا حصہ ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جو بات وزیر فرما رہے ہیں یہ رولز کا حصہ ہے۔ باقی رولز بھی بتا دیے جائیں۔

جناب سپیکر ، جو انھیں یاد ہے وہ بتا رہے ہیں۔ اگر آپ تمام رولز جاننا چاہتے ہیں تو اس کے لیے ایک الگ سوال لے آیے۔ جی فرمایے——

میاں عمران مسعود ، جناب والا! میں نے جو وزیر صاحب سے ضمنی سوال پوچھا تھا اس کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں مل سکا۔ میں اس چیز کا گواہ بھی ہوں اور مجھے پتہ ہے کہ اس جی پی فنڈ کے خلاف گریڈ ایک سے لے کر گریڈ 15 تک جتنے بھی ملازمین تھے Gradewise ان سب نے مل کر اس criteria کے خلاف ایک ہڑتال کی تھی۔ جس کا وزیر صاحب کو علم نہیں۔ لہذا میری یہ درخواست ہوگی کہ اگر آپ اس سوال کو ازراہ کرم پینڈنگ فرما دیں تاکہ وہ اپنی انفرمیشن صحیح طور پر collect کر لیں۔

جناب سپیکر ، نہیں، جو سوال ہے اس کا انہوں نے جواب دے دیا ہے۔ جو سوال سے متعلق تھا۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ایک الگ سوال سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ اس کے لیے نیا سوال لے آئیے جو لوکل گورنمنٹ سے تعلق رکھتا ہو اور اس ہڑتال سے تعلق رکھتا ہو۔ لوکل گورنمنٹ autonomous body ایک الگ محکمہ ہے۔ آپ ان کی ہڑتال کے بارے میں کوئی سوال کرنا چاہتے ہیں تو آپ الگ سوال لے آیے۔

میاں عمران مسعود ، جناب والا! یہ ہڑتال جی پی فنڈ کے بارے میں تھی۔

وزیر اطلاعات ، جناب والا! اس بات کی میں وضاحت کر دیتا ہوں۔

میاں عمران مسعود ، میرا خیال ہے کہ میں سپیکر صاحب سے مخاطب ہوں۔

جناب سپیکر ، میں نے آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دیا ہے۔ ان کا بھی سن لیتے ہیں۔

وزیر اطلاعات ، میرے خیال میں جواب بالکل تسلی بخش تھا۔ غالباً میرے بھائی کی ابھی تک تسلی

نہیں ہوئی تو یہ دو مختلف چیزیں ہیں۔ ان کی تسلی ہونا اور چیز ہے اور جواب کا تسلی بخش ہونا اور چیز ہے۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! I am on a personal explanation. (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ------ (قطع کلامیاں) نہیں آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! عام طور پر یہ ہوتا آیا ہے کہ معمولی سوال ہی جو ان کے متعلق ہی ہوتا ہے۔ اس کا بھی یہی کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ نیا سوال بنتا ہے۔ آپ ازراہ کرم وزراء صاحبان کو کہہ دیں کہ وہ ذرا پالیسی matter کے متعلق تو تیاری کر کے آیا کریں۔ ویسے اگر میرے وزیر بھائی کو جواب دینے میں کوئی تکلیف محسوس ہو رہی ہے تو ہم ان کو مزید بحث میں نہیں ڈالتے۔

جناب سپیکر، آپ کی مہربانی کہ آپ کسی کی تکلیف کا خیال کر رہے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اگر آپ اتنی تفصیلات پوچھیں گے تو کسی کو بھی یہ تفصیلات زبانی یاد نہیں ہو سکتیں۔ اس کی وضاحت ہونی چاہیے۔ سوال میں وہ شامل ہونا چاہیے کہ پالیسی بھی بیان کی جائے۔ اگر پالیسی کا سوال ہے اور آپ پالیسی جاننا چاہتے ہیں تو اس کا الگ سوال آنا چاہیے۔

چودھری شوکت داؤد، وہ وزیر ہیں۔ انھیں اپنے ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی کا علم ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، Rules & Regulations کی صورت میں پالیسی زبانی یاد نہیں ہوتی۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ جب ضمنی سوال پر وضاحت فرما رہے تھے تو آپ کے دوران خطاب جناب مہر سید ظفر کھڑے ہو گئے اور وہ بھی بولنا شروع ہو گئے۔ اپوزیشن والے تو حکومت سے تنگ آ چکے ہوتے ہیں۔ وہ cross talk کرتے جاتے ہیں۔ لیکن وزیروں کی اتنی تربیت ہونی چاہیے' انھیں علم ہونا چاہیے کہ سپیکر کی گفتگو کے دوران نہیں بولنا چاہیے۔ اس بارے میں ذرا فرمائیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے انھیں اجازت دی تھی۔ پہلے انھیں روکا تھا' پھر انھیں اجازت دی تھی۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی آپ میرا اتنا تحفظ کر رہے ہیں۔ اگلا سوال سید تابش الوری۔

انسداد رشوت ستانی کے تحت مقدمات

*478- سید تابش الوری ، کیا وزیر محنت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جولائی 1993ء سے اب تک صوبہ میں ان کی وزارت کے ماتحت محکموں میں رشوت و بدعنوانی کی کتنی شکایات موصول ہوئیں۔ ان کی الگ الگ نوعیت کیا تھی اور ان میں الگ الگ کتنی رقم کا معاملہ تھا۔

(ب) ان شکایات پر الگ الگ کیا کارروائی ہوئی کس کس شکایت کو محکمانہ کارروائی کے لیے رکھا گیا اور کس کس شکایت پر انسداد رشوت ستانی کے تحت کس کس تاریخ کو مقدمہ درج کیا گیا؟

وزیر محنت (جناب اقبال احمد خان لنگڑیال)۔

(الف) محکمہ محنت و افرادی قوت کے ماتحت دفاتر میں جولائی 1993ء سے اب تک رشوت و بدعنوانی کی چار شکایات موصول ہوئی جن کی الگ الگ نوعیت درج ذیل ہے۔

1۔ محکمہ انسداد رشوت ستانی نے 17-7-1993 کو محمد اقبال سینئر کلرک دفتر لیبر آفیسر جھنگ کے خلاف۔ /200 روپے رشوت وصول کرنے کی وجہ سے موقع پر گرفتار کیا۔

2۔ مسٹوبشی کمپنی کے ڈائریکٹر عبد الرزاق اختر کے خلاف جنریٹر کی خرید کے سلسلے میں رشوت لینے کا الزام عائد کیا لیکن انکوائری کمیٹی نے الزام بے بنیاد قرار دیا۔

3۔ ایک شہری نے محکمہ انٹی کرپشن کے ذریعے درخواست دی کہ ملک عطاء الرحمان سوشل سیکورٹی آفیسر دفتری کام سر انجام دینے کے لیے۔ /3,000 روپے رشوت مانگتا ہے۔ جس پر متعلقہ ادارہ نے رپورٹ طلب کر لی ہے۔

4۔ ایک شہری نے فیاض میراں گیلانی سابقہ ڈائرکٹر سوشل سیکورٹی آفیسر بہاولپور کے خلاف درخواست دی کہ مذکورہ آفیسر فی تقرری کے لیے -/20,000 سے /30,000 روپے طلب کرتا ہے اس سلسلے میں چھان بین جاری ہے۔

(ب) سیریل نمبر 1 مذکورہ بالا ملزم پر 17-7-1993 کو مقدمہ درج ہوا جو کہ سپیشل جج انسداد رشوت ستانی سرگودھا ریجن میں زیر سماعت ہے۔ سیریل نمبر 2 تا 4 محکمانہ کارروائی کی گئی ہے اور

کوئی مقدمہ درج نہیں کیا گیا۔ انسداد رشوت ستانی کے تحت کوئی مقدمہ درج نہیں کرایا گیا ہے۔

میاں عبد الستار ، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف فرمانا پسند فرمائیں گے کہ سیریل نمبر 2 میں جو انکوائری کمیٹی بنائی گئی اس کی ترکیب ہیئتی کیا تھی؟

وزیر محنت، کیا؟

جناب سپیکر، کمیٹی کن لوگوں پر مشتمل تھی۔ میں نے اردو کا سلیس ترجمہ کر دیا ہے۔

وزیر محنت ،جی۔ میں جا دیتا ہوں۔ یہ جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس میں ایک ڈائر کٹر تھے۔

جناب سپیکر ، سنگل مین کمیٹی تھی؟

وزیر محنت ، ایک ہی ڈائر کٹر تھا۔

جناب سپیکر ، ایک ہی آدمی کی کمیٹی تھی؟

وزیر محنت ، لاہور ریجن کے ڈائر کٹر تھے۔ نواز نامی ڈائر کٹر تھا جس نے یہ انکوائری کی۔

میاں عبدالستار ، جناب والا! One Man Committee تو کبھی نہیں ہوئی اور میرا خیال ہے کہ جو Anti Corruption کے سلسلے میں کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں ان کے ممبران ایک سے زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ انصاف مل سکے۔ محکمے کے آدمی کی One Man Committee تو نہیں بنائی جا سکتی۔ میری یہ گزارش ہے کہ شاید یہ جواب درست نہیں۔ وزیر موصوف سے آپ کی وساطت سے میری گزارش ہے کہ ذرا ریکارڈ چیک کر لیا جائے کہ آیا One Man Committee تھی یا زیادہ ممبران تھے۔

وزیر محنت ، جناب سپیکر! یہاں کوئی اتنی بڑی شکایت نہیں ہوئی تھی۔ یہ دراصل ایک جنریٹر خریدا گیا تھا اور اس میں payment نہیں ہو رہی تھی۔ اس payment لینے کی خاطر اس نے درخواست دیا اور جب یہ درخواست پہنچی تو ڈائر کٹر کے ذمے لگایا گیا کہ آپ انکوائری کریں۔ اس نے انکوائری کیا اور جو درخواست دہندہ تھا اس نے کہا کہ جی' اب مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تو اس کی انکوائری بھی ختم ہو گئی۔

جناب سپیکر ، سید تابش الوری۔

سید تابش الوری ، درخواست گزار عام آدمی نہیں تھا، مسوبشی کمپنی تھی اور کوئی کمپنی آسانی سے

ایسا الزام نہیں لگاتی جس کا اس کے پاس ثبوت نہ ہو۔ یہ بھی میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ڈائریکٹر کہاں کے ڈائریکٹر تھے؟

وزیر محنت ، صلاح الدین غازی اس کا نام ہے جس نے درخواست دی تھی۔

جناب سپیکر ، نہیں۔ اس میں ذکر ہے مشوبشی کمپنی نے......

وزیر محنت ، میٹسوبشی کمپنی کا صلاح الدین غازی آدمی ہے جس نے یہ درخواست دی تھی اور بعد میں وہ back out کر گیا تھا۔ جب بل مل گیا تو اس نے کہا کہ اب میری شکایت دور ہو گئی ہے۔

چودھری شوکت داؤد ، جناب والا! جواب میں یہ ہے کہ ڈائریکٹر عبدالرزاق اختر کے خلاف جنریٹر کی خرید کے سلسلے میں رشوت لینے کا الزام علیہ کیا جو انکوائری آفیسر تھا' وہ بھی ڈائریکٹر تھا تو کیا ایک ہی گریڈ کا آدمی دوسرے کے خلاف انکوائری کر سکتا ہے؟

وزیر محنت ، جناب والا! جو انکوائری لگائی گئی تھی' یہ عبدالرزاق دوسرے ہیں۔ یہ ملک عطاء الرحمان کی بات کر رہے ہیں' جس کی میں بات کر رہا ہوں۔ یہ جنریٹر کی ہے۔ ملک عطاء الرحمان سوشل سیکورٹی آفیسر ہے۔

چودھری شوکت داؤد ، وزیر موصوف سمجھے نہیں۔ ایک ہی عہدے کے خلاف اسی عہدے والے نے کبھی انکوائری کی ہے؟ یا اس کے خلاف انکوائری کرنے کا کیا اختیار ہوتا ہے؟

جناب سپیکر ، محترم وزیر محنت صاحب! یہ سوال جو شق نمبر 2 کے بارے میں ہے' اس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ آپ اسی کے بارے میں جواب دے رہے ہیں؟

وزیر محنت ، جی ہاں۔ میں نمبر 2 کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر ، آپ ذرا سوال کو دیکھیے۔ اس میں ہے کہ مشوبشی کمپنی نے ڈائریکٹر عبدالرزاق اختر کے خلاف الزام لگایا۔ ان کا سوال یہ ہے کہ ایک ڈائریکٹر کے خلاف الزام لگا اور آپ نے جو کمیٹی بنائی وہ بھی ایک ڈائریکٹر پر مشتمل تھی۔ کیا ایک ڈائریکٹر کسی دوسرے ڈائریکٹر کے خلاف انکوائری کے لیے صحیح ہوتا ہے یا کسی اونچے rank کے آدمی کو اس کی انکوائری دینی چاہیے تھی۔

وزیر محنت ، جناب والا! ڈائریکٹر کے بعد اس آدمی نے سیکرٹری لیبر کو پھر درخواست دی اور اس کے بعد پھر ایڈیشنل سیکرٹری لیبر نے عبدالرزاق کی انکوائری کی۔

جناب سپیکر : ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ ڈائریکٹر نے کی۔ اب آپ فرما رہے ہیں کہ ایڈیشنل سیکرٹری نے کی۔

وزیر محنت : جناب والا! پہلے ڈائریکٹر نے کی تھی۔ وہ آدمی مطمئن نہیں ہوا۔ یہ 2,21,000 کا جنریٹر خریدا گیا تھا اور جب یہ آدمی اس ڈائریکٹر سے مطمئن نہیں ہوا تو اس وقت دوبارہ اس نے سیکرٹری لیبر کو درخواست دے دی۔ سیکرٹری لیبر نے دوبارہ ایڈیشنل سیکرٹری کے حوالے کر دی اور ایڈیشنل سیکرٹری اس کو بلاتے رہے اور وہ بندہ بعد میں آیا ہی نہیں۔ وہ back out کر گیا کہ اب ضرورت نہیں۔ اصل بات یہ ہے۔

سید تابش الوری : میرا ضمنی سوال ہے کہ جتنی شکایات ہوئیں اور جن پر جتنی بھی تحقیقات ہوئیں اس کے نتیجے میں کسی ایک آدمی کو بھی معطل کیا گیا؟

وزیر محنت : جناب والا! کوئی ملزم ثابت ہی نہیں ہوا۔ کوئی ملزم ثابت ہوتا تو اس کو معطل کیا جاتا ۔ جب وہ ملزم ثابت ہی نہیں ہوا' اس سے پہلے تو سزا اس کو دی نہیں جا سکتی۔

جناب سپیکر : آپ ذرا جواب کے جز (الف) کو دیکھیں "محکمہ انسداد رشوت ستانی نے 17-7-1993 کو محمد اقبال سینئر کلرک دفتر لیبر آفیسر جھنگ کے خلاف -/200 روپے رشوت وصول کرنے کی وجہ سے موقع پر گرفتار کیا"۔

سید تابش الوری : جناب والا! میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ اسے معطل کیا گیا یا نہیں؟

وزیر محنت : جی ہاں۔ اسے معطل کیا گیا تھا۔ میں وہ جنریٹر کا معاملہ بتا رہا تھا۔

سید تابش الوری : وہ نہیں۔ میں نے تو کہا کہ ان میں سے کتنے لوگوں کو معطل کیا گیا؟

وزیر محنت : جناب والا! ان میں سے صرف اقبال کو معطل کیا گیا تھا جو اس وقت پکڑا گیا تھا۔

چودھری شوکت داؤد : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے۔

چودھری شوکت داؤد : جناب والا! میں وزیر موصوف کے جواب سے مطمئن نہیں ہوا۔ میرا سوال وہی ہے بلکہ آگے آپ جا کر دیکھ لیں کہ نمبر 4 میں بھی وہی چیز ہے۔ وہاں بھی ایک ڈائریکٹر کے خلاف انکوائری کی گئی ہے۔ پہلے بھی ڈائریکٹر کے خلاف درخواست دی گئی ہے اور انہوں نے جواب

دیا کہ نواز نامی ڈائرکٹر نے انکوائری کی ہے۔ میرا سوال صرف یہ ہے کہ کیا ایک ہی عہدے کا آدمی اپنے برابر کے عہدے کے خلاف کبھی انکوائری کر سکتا ہے؟ ویسے آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اس سے ہمیشہ بڑا عہدیدار انکوائری کرتا ہے۔ دوسرا اس کا اہل ہی نہیں ہوتا۔ اگر اس کے colleague کو دی جائے تو وہ بددیانتی پر مبنی ہوتی ہے۔ کبھی وہ دیانتداری سے انکوائری نہیں کرے گا۔

وزیر محنت : جناب والا! ڈائرکٹرز کے علاوہ ایک ڈائرکٹر جنرل بھی ہوتا ہے اور یہ انکوائری اس نے کی تھی۔

جناب سپیکر : انکوائری ڈائرکٹر جنرل نے کی ہے؟

وزیر محنت : جی ہاں۔

جناب سپیکر : وزیر موصوف واضح جواب دے رہے ہیں کہ انکوائری ڈائرکٹر جنرل نے کی ہے۔

چودھری شوکت داؤد : جناب والا! انہوں نے ایڈیشنل سیکرٹری کا بتایا ہے اور اس سے پہلے ڈائرکٹر کا بتایا ہے۔ We are not satisfied

جناب سپیکر : میری بات سنیے۔

چودھری شوکت داؤد : جناب والا! ابھی انہوں نے ایڈیشنل سیکرٹری بھی کہا ہے اور بیک وقت تین آدمیوں کے نام لے چکے ہیں۔

جناب سپیکر : جی میاں صاحب!

میاں معراج دین : جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ چودھری شوکت داؤد صاحب ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہو رہے اور دوسرے دوست بھی مطمئن نہیں ہو رہے تو میں آپ کی وساطت سے ان سے گزارش کروں گا کہ اینٹی کرپشن کے مشیر جناب غلام عباس صاحب سے اس کی انکوائری کرائی جائے تو زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ یہ کمیشن تو نہیں لیتے۔ یہ کمیشن آپس میں بانٹی گئی ہے۔ تو میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ یہ انکوائری عباس صاحب کے ذمے لگائی جائے کہ وہ انکوائری کریں۔

جناب سپیکر : یہ ضمنی سوال نہیں ہے۔ جی عمران مسعود صاحب۔

میاں عمران مسعود : شکریہ۔ جناب سپیکر! جناب والا! وزیر محنت کافی محنتی نظر آ رہے ہیں۔ انہوں

نے فرمایا کہ محمد اقبال سینئر کلرک دفتر لیبر آفیسر جھنگ کے خلاف -/200 روپے رشوت لینے کا جو الزام تھا اس پر اسے معطل کر دیا گیا۔ کیا یہ یقین سے بتا سکتے ہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟ کیونکہ میری اطلاع کے مطابق اس وقت وہ محکمے میں دوبارہ سروس کر رہا ہے۔ کیا وزیر موصوف یقین سے بتا سکتے ہیں کہ وہ معطل ہے یا نہیں ہے یا کہاں ہے؟

وزیر محنت : جناب سپیکر! رولز کے مطابق کسی بھی سرکاری ملازم کو اگر معطل کیا جائے تو 3 مہینے کے بعد وہ دوبارہ بحال ہو جاتا ہے اور وہ بحال ہو کر اپنے دفتر میں کام کررہا ہے۔ کیس اینٹی کرپشن جج کے پاس چل رہا ہے۔ لیکن وہ 3 مہینے کے بعد بحال ہو گیا تھا۔ پہلے محکمے نے اسے معطل کیا اور 3 مہینے کے بعد چاہے کوئی بھی ملازم ہو قانون کے مطابق automatically بحال ہو جاتا ہے اور اس کا جو کیس ہے وہ اب اینٹی کرپشن جج کے پاس ہے۔ اگر وہ عدالت سے بری ہو گیا تو ٹھیک ہے۔ اگر بری نہ ہوا تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے۔ جی عمران مسعود صاحب! آپ پہلے کھڑے ہوئے تھے آپ اپنا سوال کر لیں۔

میاں عمران مسعود : شکریہ۔ جناب سپیکر! جناب والا! میرے ضمنی سوال کا جواب کوئی صحیح نہیں مل سکا۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ 3 مہینے کے بعد automatically reinstate ہو جاتے ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھ رہا ہوں کہ ان کو معطل کیا گیا تو اب وہ کام کر رہے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ 3 مہینے کے بعد تو انہیں کارروائی کرنی چاہیے تھی۔

وزیر محنت : جناب والا! یہ تو بہت پرانی اور 1993ء کی بات ہے۔ یہ خود ہی سوچ لیں کہ 3 مہینے کے بعد اگر وہ بحال ہو جاتا تو کام کر رہا ہوتا اور ابھی وہ کام کر رہا ہے۔

میاں عمران مسعود : جناب والا! اس کا مطلب ہے کہ اس کے لیے سزا کچھ نہ ہوئی۔ رشوت لینے کی سزا تو کچھ بھی نہ ہوئی صرف 3 مہینے گھر پر آرام کر لیا ہے۔ اس کے خلاف کارروائی کیوں نہیں ہوئی؟

وزیر محنت : جناب والا! اس پر کیس چل رہا ہے اور ہم نے سزا دے دی ہے۔

میاں عمران مسعود : تو یہ جواب دیں کہ اس پر کیس چل رہا ہے۔

جناب سپیکر۔ انہوں نے بتایا ہے۔ آپ نے سنا نہیں۔ جی۔ کھوسہ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے تھے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کے اپنے جواب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ -/200 روپے رشوت وصول کرنے کے وجہ سے موقع پر گرفتار ہوا' یعنی اس کے قبضے سے وہ -/200 روپے برآمد کیے گئے ہوں گے کیونکہ موقع پر وہ گرفتار کیا گیا تو ایسا آدمی بھی سروس پر بحال کیا جاسکتا ہے؟

وزیر محنت۔ جناب والا! یہ تو قانون خود بھی جانتے ہیں۔ ماشاء اللہ انہوں نے اتنی وزارت کی ہے تو 3 مہینے کے بعد کوئی بھی ہوں بحال ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جو red-handed پکڑے جائیں ان کی کیا پوزیشن ہو گی؟

وزیر محنت۔ جناب والا! جب تک عدالت فیصلہ نہ کرے اس وقت تک یعنی 3 مہینے کے بعد وہ بحال ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر۔ جی۔ اقبال صاحب کی باری ہے۔ جی فرمائیے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی۔ جناب سپیکر! جناب وزیر موصوف نے فرمایا کہ جس کمپنی کے نمائندے نے یا کمپنی نے ایک ڈائرکٹر پر رشوت لینے کا الزام عائد کیا ان کے خلاف ایک ڈائرکٹر یا ڈائرکٹر جنرل نے یا پھر سیکرٹری' ڈپٹی سیکرٹری یا ایڈیشنل سیکرٹری نے انکوائری کی اور اس موقع پر وہ الزام دہندہ نہ آیا لہذا ہم نے اس کیس کو ہی خارج کر دیا۔ جناب سپیکر! قانون یہ ہے کہ آپ کو ایک آدمی آ کر الزام دیتا ہے یا ایک شکایت کرتا ہے تو پھر وہ شکایت یا وہ مقدمہ سٹیٹ کی پراپرٹی بن جاتا ہے۔ وہ اگر شکایت کنندہ نہ آئے تو اس کا مطلب ہے کہ جس کے خلاف انہوں نے انکوائری کرنی تھی وہ ختم ہو گئی؟ نہیں۔ جناب والا! میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ وزیر موصوف غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ -/200 روپے رشوت لینے والے کلرک کو تو موقع پر گرفتار کر لیا گیا اور جس کے خلاف -/30,000 روپے کا رشوت کا الزام تھا اس کے خلاف یہ فرماتے ہیں کہ چونکہ درخواست دہندہ واپس نہ آیا لہذا ہم نے اس کیس کو ہی قائل کر دیا۔ جناب والا! میں مشیر غلام عباس صاحب سے پوچھوں گا کہ کیا یہ قانون اسی طرح ہے؟ یہ وزیر موصوف نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ کیونکہ اب وہ شکایت' وہ مقدمہ سٹیٹ کی پراپرٹی ہے۔

جناب سپیکر ، جی۔

وزیر محنت ، جناب سپیکر! ایک آدمی اگر شکایت کرتا ہے اور اس کو بلایا جاتا ہے کہ آپ آئیں اور منہ پر بات کریں۔ اگر اس نے کوئی رشوت لی ہے یا مانگی ہے یا بات کی ہے' تو جو آدمی آنے کو تیار نہیں۔ جو بیان دینے کو تیار نہیں ہے تو کس طرح ------؟

جناب سپیکر ، آپ یہ بتایئے کہ کوئی مقدمہ قائم ہوا تھا؟

وزیر محنت ، نہیں۔ جناب مقدمہ کوئی قائم نہیں ہوا۔

جناب سپیکر ، جب مقدمہ قائم ہی نہیں ہوا تو یہ مقدمے کی بات نہیں۔ اس نے انکوائری کے لیے درخواست دی ہے؟

وزیر محنت ، جناب سپیکر! ایک فرضی درخواست تھی جس میں یہ 20 یا 30 ہزار روپے کی بات تھی۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، جی۔ فرمایئے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ Anonymous complaints بھی دے دی جاتی ہیں۔ fictitious بھی آ جاتی ہیں۔ ایک شکایت کرنے کے بعد اس کو prove کیا جانا ہوتا ہے۔ اس پر evidence ہوتی ہے' پھر findings ہوتی ہیں۔ جیسے خاکوانی صاحب کہہ رہے ہیں تو میں ان کے علم میں اضافہ کروں کہ ایک complaint آئی ہے' complaint دینے کے بعد اگر کوئی کہہ دیتا ہے کہ اس نے یہ کرپشن کی ہے That is not a sufficient charge آپ کو وہ چارج prove کرنا ہوتا ہے۔ prove کرنے کے بعد آپ care کس طرح کرتے ہیں۔ یہ اس طرح ہے کہ ایک complaint آئی تھی۔ complaint آنے کے بعد اس پر کوئی evidence نہیں آئی۔ کسی نے اس پر صفائی نہیں دی اور صفائی تو تب دے کہ جب prove ہو جائے۔ اس لیے اسے automatically خارج ہو جانا تھا۔ شکریہ جناب۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے۔ جی سید تابش الوری صاحب۔

سید تابش الوری ، جناب والا! وزیر موصوف فرمائیں گے کہ ان کے جواب میں جو نمبر 4 پر کہا گیا ہے کہ ڈائر کٹر سوشل سیکورٹی افسر بہاولپور کے خلاف چھان بین جاری ہے۔ یہ درخواست کب دی گئی

اور یہ چھان بین کا latest نتیجہ کیا ہے؟ نمبر 4 پر آپ نے کہا ہے کہ ایک شہری نے 20 ہزار سے 30 ہزار روپے رشوت کی درخواست دی اور چھان بین ہو رہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کی latestپوزیشن کیا ہے اور یہ درخواست کب دی گئی؟ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: I call the House to order.

وزیر محنت : جناب سپیکر! اس سلسلے میں میں پہلے بھی عرض کرچکا ہوں کہ latest پوزیشن یہ تھی کہ ہیڈ آفس میں اس آدمی کو طلب کیا گیا اور اس نے ایک چٹھی کے ذریعے اطلاع دی کہ یہ anonymous درخواست تھی، میں نے کوئی درخواست نہیں دی اور میں نے کوئی ایسی complaint نہیں کی۔ اس کے لیے وہ معاملہ ختم کر دیا گیا۔

جناب سپیکر : بجا ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا! جواب میں دیا گیا ہے کہ چھان بین جاری ہے اور وہ کہتے ہیں کہ معاملہ ختم ہو گیا۔

جناب سپیکر : انہوں نے latest پوزیشن بتائی ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا! میں وہی عرض کررہا ہوں۔

جناب سپیکر : انہوں نے اپنے جواب میں پہلے بھی یہ بات بتائی تھی، آپ نے شاید سنی نہیں تھی۔

سید تابش الوری : نہیں۔ جناب! یہ تو انھوں نے نمبر 2 کے متعلق بتائی تھی۔

جناب سپیکر : نہیں، نمبر 4 کے بارے میں بھی بتائی تھی۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال رانا محمد فاروق سعید خان۔

رانا محمد فاروق سعید خان : سوال نمبر 673

سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے تحت قرضہ جات کی فراہمی

*673۔ **رانا محمد فاروق سعید خان** : کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 1990-91ء سے رواں مالی سال کے دوران تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے تحت محکمہ صنعت نے کن افراد کو کن مقاصد کے لیے کتنی کتنی رقم

کے قرضہ جات کی منظور دی ایسے افراد کے مکمل نام پتہ جات قرضے کی رقم منصوبہ کا نام اور جس مجاز اتھارٹی نے قرضہ جات کی منظوری دی اس کی تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں۔

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران سمندری کے علاقے سے کل کتنی درخواستیں محکمہ صنعت کو قرضہ جات کے لیے وصول ہوئیں کتنی منظور ہوئیں، کتنی مسترد ہوئیں، اور کتنی تاحال فیصلہ طلب ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (رانا سہیل احمد نون)،

(الف) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے جولائی 1990ء سے دسمبر 1993ء تک سیلف اسپلائمنٹ سکیم کے تحت تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں 114 صنعتی منصوبوں کے لیے مبلغ 462.11 لاکھ روپے کے قرضہ جات کی منظوری دی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے 5 لاکھ روپے تک کے قرضہ جات کی منظوری کے لیے ریجنل ڈائرکٹر کی سربراہی میں مندرجہ ذیل کمیٹی قائم کی گئی ہے۔

1۔ متعلقہ ریجنل ڈائرکٹر
2۔ جائنٹ ڈائرکٹر (اکاؤنٹس)
3۔ جائنٹ ڈائرکٹر (سی اینڈ ڈی)
4۔ متعلقہ ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ آفیسر
5۔ جائنٹ ڈائرکٹر (آر۔ آئی۔ پی) صدر دفتر

پانچ لاکھ روپے سے زیادہ کے قرضہ جات کی منظوری کے لیے مندرجہ بالا کمیٹی اپنی سفارشات صدر دفتر کو ارسال کرتی ہے۔ جہاں مندرجہ ذیل کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔

1۔ ڈپٹی مینجنگ ڈائرکٹر
2۔ ڈائرکٹر (آر۔ آئی۔ پی)
3۔ متعلقہ ریجنل ڈائرکٹر
4۔ ڈائرکٹر فنانس

یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ قرضہ جات متعلقہ ریجنل ڈائرکٹر مکمل چھان بین اور قواعد و ضوابط کی تکمیل کے بعد جاری کرتے ہیں۔

(ب) تفصیل درج ذیل ہے۔

کل درخواستیں جو موصول ہوئیں۔	232
منظور شدہ درخواستوں کی تعداد	114

منسوخ / مسترد درخواستوں کی تعداد 117

فیصلہ طلب درخواستوں کی تعداد 1

جناب سپیکر، جی سوال نمبر *673 وزیر صنعت۔ (وزیر صنعت ہاؤس میں موجود نہیں تھے) ان کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (رانا سہیل احمد نون)، جی' میں موجود ہوں۔

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو کہا جائے کہ وہ جواب دے دیں۔

جناب سپیکر، جی' پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جواب دے دیں۔

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! وہ بول نہیں رہے۔

جناب سپیکر، بولیں گے جی۔ بولیں گے۔ انھیں موقع تو دیجئے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر____

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! آپ کے سامنے جو ڈرامہ رچایا گیا ہے۔ منسٹر صاحب نہیں ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ جب وہ تیار ہو کر آئے نہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ تو وقفہ سوالات کے ساتھ مذاق ہے۔

جناب سپیکر، آپ نے یہ کیسے سوچ لیا؟

چودھری شوکت داؤد، ان کو تو پتا ہی نہیں۔ ابھی انھوں نے ان کے جواب پڑھنے ہیں۔ یہ تو ہم نے بھی پڑھ لیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ موقع تو دیجئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، جناب سپیکر! میں تیار ہو کر آیا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ موقع دیجئے۔ ابھی پتا چل جائے گا کہ تیار ہو کر آئے ہیں کہ نہیں؟ آپ موقع تو دیجئے۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر___

جناب سپیکر : جی فرمائیے۔

خواجہ ریاض محمود : جناب سپیکر! یہ سمال انڈسٹری کا جو محکمہ ہے یہ وزیر صنعت کے تحت آتا ہے۔ دو تین دن پہلے میں نے وزیر صنعت صاحب سے اس سلسلے میں کوئی بات کرنی چاہی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہ چارج چھوڑ دیا ہے۔ سمال انڈسٹری کے محکمے کا میرے پاس چارج نہیں۔ میں نے چھوڑ دیا ہے اور میں نے یہ چارج غلام سرور خان صاحب جو ہمارے زکوٰۃ کے منسٹر ہیں ان کو دے دیا ہے۔ میں دوسرے دن ان سے ملا' وہ یہاں پر تشریف لائے ہوئے تھے' بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے اپنی اسی بات کی information لینی چاہی تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس چارج نہیں۔ افضل سندھو صاحب کے پاس چارج ہے جو ہمارے وزیر صنعت ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ چارج کس کے پاس ہے؟ اور آج میری اس بات کی تصدیق ہو رہی ہے کہ جب فاضل اراکین نے یہ سوال و جواب اس محکمے کے متعلق دیے ہیں تو وزیر صاحب غائب ہیں۔

جناب سپیکر : سینئر منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں اگر جواب دینا چاہیں تو ---

وزیر خزانہ (مخدوم الطاف احمد) : جناب والا! میں تو نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی ایسی بات ہے جس کا جواب دینا چاہیے۔ مجھے اس سلسلے میں علم نہیں کہ منسٹر صاحب یہاں کیوں تشریف فرما نہیں ہیں؟

رانا محمد فاروق سعید خان : میرا سوال آپ مؤخر کریں۔ میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (رانا سہیل احمد نون) : میں آج تک کے بارے میں ان کے سوال کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔

رانا محمد فاروق سعید خان : میں نے اس کے بارے میں سوال دیا ہوا ہے۔ میں نے رواں سال لکھا ہوا ہے۔ یہ تیاری کر کے جواب دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت : میں ابھی جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔ جناب سپیکر! اس کے بعد آج تک نیا قرضہ نہ ہی کسی کو جاری ہوا ہے' نہ ہی------

جناب سپیکر : غلام سرور خان صاحب بھی تشریف لائے ہیں۔ غلام سرور خان صاحب' محکمہ صنعت کا یہ جو متعلقہ سوال ہے۔ آپ اس کو deal کر رہے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (جناب غلام سرور خان) : جناب سپیکر! میرے پاس تو صرف Mineral

Development and Fisheries ہے۔ تو میرے فاضل بھائی نے بھی یہ اعتراض کیا ہے کہ افضل سندھو صاحب کہتے ہیں کہ سال انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ میرے پاس نہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ یہ محکمہ surrender کر چکے ہیں۔ اس کا چارج فی الحال چیف منسٹر صاحب کے پاس ہے جو جلد ہی اس کا نوٹیفکیشن کرنے والے ہیں۔ کسی کی بھی ڈیوٹی لگا دی جائے گی۔

جناب سپیکر، بہرحال متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب تو ہیں نا۔ آپ جواب دیجیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت، جی۔

سید محمد عارف حسین بخاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی مولانا عارف صاحب۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ کابینہ میں جو تغیر و تبدل ہوتا ہے اور جو وزراء کے portfolio تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (جناب آفتاب احمد خان)، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جب اسمبلی کا question admit ہوتا ہے تو یہ سوال اس کے بعد متعلقہ محکمہ میں چلا جاتا ہے اور یہ mandatory ہوتا ہے کہ اس کا جواب 8 دن کے اندر آ جائے۔ لہذا ان 8 دن کے اندر جو دسمبر کی انفارمیشن تھی وہ تو انہوں نے دسمبر کے end تک provide کر دی اس کے بعد یہ پنجاب اسمبلی کے سیکرٹریٹ کا فرض ہے کہ وہ محکمہ کو یہ لکھے کہ یہ سوال نومبر 1994ء میں آ رہا ہے لہذا ہمیں اس کی مزید انفارمیشن دیں۔ یہ انفارمیشن از خود نہیں لائی انہوں نے اس وقت تک کی انفارمیشن دے دی تھی اور وہ انفارمیشن آپ کے پاس پہنچ گئی ہے مزید انفارمیشن آپ کے سیکرٹریٹ نے مانگنی ہے۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! جب وقفہ سوالات شروع ہوا تھا تو میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ پارلیمانی سیکرٹری تیار نہیں ہیں اس لیے یہ جواب نہ دیں اور اس سوال کو pending کیا جائے----

جناب سپیکر، نہیں۔ میری بات سنیے۔ اگر سوال 16-01-1994 کو آیا ہے تو اس وقت تک جون کی figures نہیں دی جا سکتیں----

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر رواں مالی سال ----

جناب سپیکر، جی میری بات سنیے نا---- اگر سوال 16-1-94 کو آیا ہے تو 16-01-1994 تک فیگرز

کیسے دی جا سکتی ہیں؟

جناب عثمان ابراہیم : جناب سپیکر! یہ جو جواب وہ آج دے رہے ہیں اس بارے میں ہم نے پہلے ہی یہ کہا تھا کہ وہ تیار نہیں ۔ اگر انہوں نے تیاری کرنی ہوتی تو وہ پہلے اپنے محکمے سے کوئی میٹنگ کرتے اور وہ جون تک کی فیگرز ضرور لیتے انہوں نے کوئی تیاری نہیں کی اپنے محکمے سے کوئی میٹنگ نہیں کی۔

جناب سپیکر : آئندہ جب سوالات پیش ہونے ہوں تو کوشش کرنی چاہیے کہ جو موجودہ current situation ہے اس کے بارے میں بھی آپ تیار ہو کر آیا کریں۔

جناب عثمان ابراہیم : جناب والا! سوال کی جو current situation ہے وہ اس اجلاس کے دوران بتا دی جائے۔

چودھری شوکت داؤد : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب ایسے ہی دیا ہے جیسے سوال گندم جواب چنا۔ انہوں نے ایک سیاسی تقریر تو کر دی کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ جواب دینے کی بجائے جو انہوں نے ادھر تقریر کی یہی فقرے لکھ دیتے کہ پرانی گورنمنٹ نے سارے پیسے ختم کر دیے تھے بندر بانٹ کی۔ حالانکہ آپ جواب دیکھیں انہوں نے واضح طور پر جواب میں لکھا ہے یہ بتانا ضروری ہے کہ قرضہ جات متعلقہ ریجنل ڈائرکٹر مکمل چھان بین اور قواعد و ضوابط کی تکمیل کے بعد جاری کرتے ہیں ۔ جناب والا! خدا کے لیے یہ متضاد بیانات نہیں ہونے چاہئیں۔ یہ وقفہ سوالات ہے اس کو ہر وقت سیاست میں نہ الجھایا جائے اگر وہ تیار ہو کر نہیں آئے تو انہیں اپنی فراخدلی سے یہ کہنا چاہیے کہ آج وزیر صاحب نہیں تھے تو جناب میری باری آ گئی ہے اس کو pending کر لیں اگلی دفعہ میں تیاری کے ساتھ آؤں گا اور یہ جواب نہ دیتے یا یہ کہہ دیں کہ یہ محکمہ اس اہل نہیں اگر ان کے پاس فنڈز نہیں تو اس محکمے کو ختم کر دیں یا اس محکمے کو کسی اور محکمے میں ضم کر دیں اس محکمے کے اخراجات برداشت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟------------

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ---

جناب سپیکر : جناب ظہیر صاحب ۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : آپ ان کو موقع دیجیے وہ پہلے کھڑے ہوئے ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات : جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے ------

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر! وہ کس base پر بول رہے ہیں؟

جناب سپیکر : وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات : جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے ----------

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر یا یہ وزارتیں چھوڑ دیں یا منتیں کر لیں کہ ہم سوال نہ کیا کریں۔ کبھی یہ ان کو defend کرنے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں کبھی دوسرا defend کرنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات : جناب سپیکر! defend کرنے کی بات نہیں ہم اسمبلی میں رولز اینڈ پروسیجر کے تحت کوئی چیز سیکھنے کے لیے آتے ہیں ۔ میں ان کے علم میں اضافہ کرتا ہوں کہ جب یہ سوال ہوا تھا تو اس کا جواب آٹھ دن کے اندر آ گیا ۔ آپ کی یہ direction بالکل درست ہے کہ ----

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب سپیکر! یہ کس capacity میں بول رہے ہیں؟

MINISTER FOR PLANNING & DEVELOPMENT: Sir, when I am on a point of order he must know the manners...

جناب سپیکر : نہیں۔ میں نے ان کو موقع دیا ہے اور وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

MINISTER FOR PLANNING & DEVELOPMENT. Sir, when I am on a point of order he is supposed to listen to me.

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیے۔ I call the House to order. جی۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات : جناب والا! گزارش یہ ہے کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اور میں ان کو defend نہیں کر رہا میں تو رولز کی بات کر رہا ہوں ۔ یہ درست ہے کہ اس کی جون تک کی انفارمیشن آنی چاہیے تھی اور آپ یہ بھی direct کریں کیونکہ متعلقہ محکمے کو صرف ایک روز پہلے بتایا جاتا ہے کہ آپ کے کل سوالات کا دن ہے اگر آپ اس کو وقت دے دیں تو وہ ساری انفارمیشن collect کر سکتے ہیں ۔ اور سیکرٹریٹ کا متعلقہ محکمے سے ڈائرکٹ رابطہ ہونا چاہیے تاکہ سوال کا مکمل

جواب آجائے۔ دوسرے جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ میرا نام آفتاب احمد خان ہے۔

جناب سپیکر ، میں رانا آفتاب صاحب سے معافی چاہتا ہوں کہ میں نے انہیں ظہیر کہا تھا۔

میں اس کی وضاحت کرتا ہوں کہ یہ سوال 16-1-1994 کو آیا تھا اس کا جواب محکمے کی طرف سے مقررہ دنوں کے اندر اندر آ گیا جو یہاں چھپا ہوا ہے اس کے باوجود جب کسی محکمے کے سوالات کے جوابات کسی سیشن میں رکھے جاتے ہیں ہمارے سیکرٹریٹ کی طرف سے کافی دن پہلے انہیں جتایا جاتا ہے کہ فلاں تاریخ کو آپ کے سوالات آئیں گے اور آپ نے ان کے جوابات دینے ہیں اس لیے ایک موقع ہوتا ہے جس طرح ابھی لیبر منسٹر صاحب نے کئی سوالات کے جوابات میں موجودہ latest پوزیشن بھی بیان کی ہے اسی طرح اگر آپ اپنی latest position بیان کرنی چاہیں تو وہ محکمہ کر سکتا ہے لیکن اس کے باوجود اگر میرے اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو اس کو بھی مزید streamline کرنے کے لیے میں اسے instruct کرتا ہوں ۔ رانا آفتاب صاحب کو اس کی تسلی ہونی چاہیے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر تو یہی تھا جس کی وضاحت جناب نے خود فرما دی ۔ مگر جناب والا وزیر صاحب فرما رہے تھے کہ ایک دن پہلے محکمے کو اطلاع ملتی ہے یہ غلط بیانی ہے ------

جناب سپیکر ، نہیں جی - یہ ٹھیک نہیں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! محکمے کو خاصا موقع دیا جاتا ہے اور میں وہی مثال دینا چاہتا تھا جو آپ نے خود دے دی کہ اضافی معلومات وزیر محنت نے مہیا کیں ۔

جناب سپیکر ، وہ تو انہوں نے کی ہیں ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، لیکن وہ تو فرماتے ہیں کہ ایک دن دیا جاتا ہے لہذا ہم کچھ نہیں کر سکتے ۔ جناب یہ زیادتی ہے لہذا میری یہ گزارش ہے کہ وزیر صاحب ایسا غیر ذمہ دارانہ بیان نہ دیں۔

جناب سپیکر ، جی بالکل ٹھیک ۔

چودھری شوکت داؤد ، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! میں آپ سے رولنگ چاہوں گا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو جواب دیا ہے یہ بیان سیاسی ہے یا رولز کے مطابق ہے۔ آپ دیانت داری کے

ساتھ اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر ، دیکھیے۔ جو سوال پوچھا گیا ہے اور جو جواب لکھا ہوا ہے وہ تو facts and figures کے مطابق ہے۔

چودھری شوکت داؤد ، جناب والا! میں نے جو رولنگ آپ سے چاہی تھی آپ اس بارے میں دیانت داری سے بتا دیں کہ وہ جواب کیا سیاسی تھا یا رولز کے مطابق تھا ۔ میں آپ سے اس پر رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، سب لوگ یہاں سیاسی باتیں کرتے ہیں اگر انہوں نے ایک فقرہ کہہ دیا تو اس پر کوئی ایسی بات نہیں۔

چودھری محمد اقبال ، جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرمانا پسند فرمائیں گے کہ پانچ لاکھ روپے کے قرضہ جات کی منظوری کے لیے مندرجہ بالا کمیٹی اپنی سفارشات ارسال کرتی ہے تو جناب والا! یہ 5 لاکھ کی کم ازکم limit ہے اس کی زیادہ سے زیادہ limit کیا ہے اور کتنی رقم تک قرضہ دینے کا ان کے پاس اختیار ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت ، جناب والا! میں یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک کیس کی صورت میں زیادہ سے زیادہ limit ساڑھے سات لاکھ کی ہے اور میرے بھائی نے جو بات کی تھی اس کے لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے وہ ان کے ضمنی سوال کا جواب دیا تھا شاید وہ اس وقت کسی اور سے مصروف گفتگو تھے یا سو رہے تھے اور انہوں نے اس وقت میری بات نہیں سنی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر ، سوتے تو ہیں نہیں۔۔۔۔ شوکت داؤد سوتے نہیں ہیں۔ اس کا تو میں بھی گواہ ہوں۔

چودھری شوکت داؤد ،جناب والا! Point of personal explanation پر میں بات کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، میں چاہتا ہوں کہ اس سوال کے اصل محرک کو بھی موقع دیا جائے۔

چودھری شوکت داؤد ، جناب والا! Sir, I am on a Point of Personal Explanation.

جناب سپیکر ، جانے دیجئے۔ کوئی درخواست وصول کی گئی ہے اور نہ ہی ابھی تک نئے فنڈز اس ادارے کو allocate ہوئے ہیں۔ کہ جس پر یہ نیا قرضہ کسی کو جاری کریں۔

رانا محمد فاروق سعید خاں ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے ۔ اگر آٹھ ماہ یا دس ماہ میں انہوں نے

کوئی قرضہ جات جاری نہیں کیے تو پھر اس محکمے میں جو لاکھوں روپے کی گاڑیاں خریدی جا رہی ہیں اور لوگ بھرتی کیے جا رہے ہیں۔ اور ایم ڈی اتنا خرچ کر رہی ہے۔ اس کا کیا جواز ہے؟ اگر ان کے پاس فنڈز ہی نہیں ہیں لوگوں کو دینے کے لیے تو نئی کاریں خریدنے کے لیے پیسے کہاں سے آئے۔

(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت : جناب سپیکر! جہاں تک انہوں نے نئے قرضہ جات کی فراہمی کی بات کی ہے تو اس سلسلہ میں میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ ہماری ایم ڈی کی کوششیں انتہائی قابل قدر اور قابل ستائش ہیں۔

جناب سپیکر : پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے۔

جناب فضل کریم : وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر : آپ اپنی بات ختم کیجئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت : جناب سپیکر! یہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ مرکزی حکومت نے پنجاب کے اندر Cottage Industry قائم کرنے اور کاٹیج انڈسٹری کو مضبوط کرنے کے لیے یہاں کے عوام کی معاشی ترقی کے لیے ایک سو کروڑ روپے دینے کی منظوری دی ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا سہرا ہمارے محکمے کے ایم ڈی، وزیر صنعت اور محکمہ صنعت کو جاتا ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت : میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ادارہ بحالی ماحول و حالات کار کا خاتمہ

*830- **جناب محمد منشاء اللہ بٹ :** کیا وزیر محنت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ادارہ بحالی ماحول و حالات کار ڈائرکٹوریٹ آف لیبر ویلفیئر کو یکم اکتوبر ۱۹۹۲ء سے ختم کر دیا گیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ محکمے کے عملہ کو کن کن محکمہ جات میں کھپایا

گیا ہے اور کیا انہیں باقاعدگی سے تنخواہیں مل رہی ہیں؟

وزیر محنت (جناب اقبال احمد خان لنگڑیال):۔

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ ادارہ بحالی ماحول و حالات کار ڈائر کٹوریٹ آف لیبر ویلفیئر کو یکم اکتوبر۱۹۹۳ء سے عبوری حکومت نے ختم کرنے کے احکامات جاری کئے تھے۔

(ب) مذکرہ محکمہ کے عملہ کو محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے شعبہ سرپلس پول میں بھیج دیا گیا ہے۔ تاکہ انہیں دوسرے محکموں میں کھپایا جا سکے اور ملازمین کو محکمہ خزانہ' حکومت پنجاب نے مارچ۱۹۹۴ء تک تنخواہیں ادا کر دی ہیں۔

کمپلیشن آف اکاؤنٹس کو صوبہ کے حوالے کرنے کے لیے اقدامات

*872۔ **جناب عبد الحمید بھٹی**، کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کمپلیشن آف اکاؤنٹس صوبائی سبجیکٹ ہے اور ورلڈ بنک کی سفارش پر کیئر ٹیکر گورنمنٹ کے دور میں تمام صوبوں کے سیکرٹری خزانہ وفاقی سیکرٹریز خزانہ اور آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے مشترکہ اجلاس میں کمپلیشن آف پروونشل اکاؤنٹس کو صوبوں کے حوالہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس کے منٹس آف میٹنگ بھی جاری ہو گئے تھے جس کے مطابق اسے یکم جولائی 1994ء سے صوبوں کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو اس کی تازہ ترین صورت حال کیا ہے اور پنجاب حکومت اس کے متعلق کیا اقدامات کر رہی ہے تاکہ صوبوں کو ان کا حق مل سکے؟

وزیر خزانہ (مخدوم الطاف احمد):

(الف) موجودہ نظام کے تحت صوبائی حسابات کا ابتدائی اور ذیلی کام متعلقہ ضلعی دفاتر خزانہ میں سر انجام دیا جاتا ہے جبکہ حسابات کی رپورٹ اور خلاصہ مکمل کرنے کی ذمہ داری اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے دفتر پر ہے موجودہ حالات میں ضلعی دفاتر حسابات صوبائی حکومت اور پاکستان آڈٹ ڈیپارٹمنٹ یعنی اے جی آفس دوہرے نظام کے تحت کام کر رہے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ پندرہ ستمبر 1993ء کی میٹنگ کے منٹس جاری ہو چکے ہیں۔ جس میں یہ

فیصلہ کیا گیا کہ یکم جولائی 1994ء سے تمام ضلعی دفاتر حسابات کو متعلقہ صوبائی حکومت کے زیر انتظام دے دیا جائے۔ البتہ مندرجہ بالا فیصلہ وفاقی کابینہ کی منظوری کا مرہون منت ہے۔

(ج) روداد اجلاس (Minutes of the Meeting) مورخہ 15 ستمبر 1993ء جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے کے تحت وفاقی کابینہ کی منظوری کے بعد ضلعی دفاتر حسابات کا انتظام صوبائی حکومتوں کے حوالے کرنے کے ضمن میں انتظامی امور طے کر لینے کے لیے یہ تحریر کیا گیا ہے کہ سینئر ڈپٹی آڈیٹر جنرل تمام صوبائی سیکرٹری خزانہ جات اور اکاؤنٹنٹ جنرل صاحبان سے اجلاس کے ذریعے طریقہ کار طے کریں گے۔ اس اجلاس کی تاریخ کا تعین ابھی نہیں ہوا۔ اس سلسلے میں صوبائی سیکرٹری خزانہ پنجاب نے آڈیٹر جنرل آف پاکستان کو بھی عرض داشت بھیجی ہے جس میں معاملے کو طے شدہ معمول کے مطابق نمٹانے کی درخواست کی گئی ہے۔ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی طرف سے جواب کا انتظار ہے۔

اسی اثناء میں محکمہ خزانہ پنجاب نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک خلاصہ (Summary) کے ذریعے تمام کارروائی سے آگاہ کرتے ہوئے اس معاملہ کی منظوری کے علاوہ یہ درخواست بھی کی کہ وفاقی حکومت کو خط کے ذریعے یاد دہانی کروائی جائے۔ تاکہ وفاقی سیکرٹری خزانہ کی زیر سرپرستی جو فیصلہ کیا گیا ہے پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے سیکرٹری خزانہ پنجاب کی درخواست کو منظور فرماتے ہوئے اپنے دستخطوں سے ایک خط مورخہ 8 فروری 1994ء جناب وی اے جعفری صاحب ایڈوائزر ٹو پرائم منسٹر برائے خزانہ کو ارسال کیا ہے جواب کا انتظار ہے۔

دفاتر روز گار کی بندش کی وجوہات

*889۔ سید تابش الوری ، کیا وزیر محنت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں دفاتر روز گار کو یکم نومبر ۱۹۹۲ء سے بند کر دیا گیا ہے لیکن تاحال ملازمین کسی جگہ بھی ایڈجسٹ نہیں کیے گئے اور نہ ہی انہیں سرپلس پول میں بھیجا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس طرح ایک تو بے روز گار افراد کو بحیثیت بے روز گار رجسٹریشن

میں خاص دقت پیش آ رہی ہے اور دوسری طرف ملازمین مالی مشکلات کا شکار ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو حکومت ان کی مشکلات کو دور کرنے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر محنت (جناب اقبال احمد خان لنگڑیال):۔

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب میں دفاتر روزگار کے 34 دفاتر جو کہ پنجاب بھر میں کام کر رہے تھے یکم نومبر ۱۹۹۳ء سے بذریعہ محکمہ خزانہ کی چٹھی نمبر ۸۴/۲۲-۱- ایل اسے بی بی-آر ای-ای مورخہ 12 اکتوبر ۱۹۹۳ء بند کر دیئے گئے وزیر اعلیٰ نے ایک ریویو کمیٹی تشکیل دی تھی اور اس کمیٹی کے فیصلہ پر ان تمام ملازمین کو سرپلس پول میں بھیجنے کے لیے سمری وزیراعلیٰ کو بھیجی ہوئی ہے۔جس کی منظوری کا ابھی انتظار ہے۔

(ب) دفاتر روزگار جو کہ 1945ء میں معرض وجود میں آئے تھے یکم نومبر 1993ء سے بند کر دیے گئے ہیں اور ان کے تمام فرائض جن میں بے روزگار افراد کی رجسٹریشن اور روزگار کی بلا معاوضہ فراہمی میں امداد بھی شامل تھی ختم ہو گئی تاہم ملازمین کی تنخواہ اور ریگولر الاؤنسز مل رہے ہیں۔

(ج) جی ہاں۔ جوں ہی سمری چیف منسٹر سے منظور ہو کر آئے گی۔ان ملازمین کو سرپلس پول میں بھیج دیا جائے گا۔مزید اس عرصہ میں ملازمین تنخواہ اور الاؤنسز وغیرہ باقاعدگی سے وصول کرتے رہیں گے۔

ادارہ بہتری ماحول و حالات کار کا خاتمہ

*913۔ **جناب اختر رسول**، کیا وزیر محنت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ محکمہ محنت کے ایک ذیلی ادارہ "ادارہ بہتری ماحول و حالات کار" کو مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۹۳ء کو ختم کر دیا گیا تھا۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ادارہ کے ۳۸ ملازمین کو سرپلس پول میں بھیج دیا گیا ہے تاکہ انہیں دوسرے محکموں میں کھپایا جا سکے۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی نے ان ملازمین کو قبول کرنے سے

انکار کر دیا ہے اور ان کی تنخواہیں بھی روک لی گئی ہیں۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے متذکرہ ملازمین کی تنخواہیں ادا کرنے کے کیا اقدامات کئے ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر محنت(جناب اقبال احمد خان لنگڑیال) :

(الف) جی ہاں۔ عبوری حکومت نے محکمہ محنت کے ذیلی ادارہ "ادارہ بہتری ماحول و حالات کار" کو مورخہ 1-10-1993 کو ختم کر دیا تھا۔

(ب) یہ درست ہے کہ متذکرہ ادارہ کے ملازمین کو سرپلس پول میں بھیج دیا گیا ہے تاکہ انہیں دوسرے محکموں میں کھپایا جا سکے۔

(ج) جی نہیں۔ محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی نے ان ملازمین کو قبول کر لیا ہے اور محکمہ خزانہ، حکومت پنجاب نے ان ملازمین کی تنخواہیں بھی مارچ ۱۹۹۴ء تک ادا کر دی ہیں۔

(د) حکومت پنجاب نے متذکرہ ملازمین کو ایس اینڈ جی اے ڈی کے شعبہ سرپلس پول میں بھیج دیا ہے تاکہ ان ملازمین کو دوسرے محکموں میں جلد از جلد کھپایا جا سکے اور محکمہ خزانہ نے ان ملازمین کی تنخواہیں بھی مارچ 1994ء تک ادا کر دی ہیں۔

میونسپل حدود میں صنعتی یونٹ کا قیام

*958۔ رانا **محمد فاروق سعید خان** : کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی وضع کردہ پالیسی کے مطابق میونسپل حدود میں صنعتی یونٹ کے قیام پر پابندی ہے اور حکومت کی جانب سے این او سی جاری ہونے کے بعد ہی کسی قسم کا صنعتی یونٹ یا مشینری کی تنصیب ہو سکتی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں شہر کی میونسپل حدود میں واقع گنجان آبادی کے عین وسط میں پیپلز کالونی کے علاقے میں احسان یوسف ٹیکسٹائل مز نے اپنے یونٹ کے توسیعی حصے کی آڑ میں نئے یونٹ قائم کر لیے ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شہری حدود میں احسان یوسف مز

کی جانب سے مشینری کی تنصیب اور نئے صنعتی یونٹ کے غیر قانونی قیام کی تحقیقات کرانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (رانا سہیل احمد نون):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی موجودہ لوکیشن پالیسی مورخہ 26-10-1986 کے مطابق ماسوائے خدمت گزار صنعتوں کے، میونسپل اور ٹاؤن کمیٹی حدود کے اندر حکومت پنجاب سے این او سی حاصل کئے بغیر نئے صنعتی یونٹوں کے قیام پر پابندی ہے۔ تاہم محکمہ صنعت اور معدنی ترقیات حکومت پنجاب کے مراسلہ نمبر AEA-111-3-169/84 مورخہ 16-09-1984 کے مطابق موجودہ باضابطہ صنعتی اداروں پر اپنے منظور شدہ احاطہ میں توسیع کرنے یا نئے یونٹ قائم کرنے کے سلسلے میں حکومت پنجاب سے پیشگی اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہ ہے چاہے وہ باضابطہ صنعتی ادارہ میونسپل یا ٹاؤن کمیٹی حدود میں ہی کیوں نہ واقع ہو۔

(ب) یہ درست ہے کہ فیصل آباد کی میونسپل حدود میں رکھ کنال برانچ نہر سے ملحقہ پیپلز کالونی کے نزدیک احسان یوسف ٹیکسٹائل مز لمیٹڈ ۱۹۶۱ء سے قائم شدہ ہے اور کپڑوں کی رنگائی چھپائی اور جلاکاری میں مصروف ہے یہ ایک باضابطہ صنعتی ادارہ ہے جو کہ حکومت پاکستان سے بذریعہ مراسلہ نمبر IPB/TC/DCV/6(318)76 مورخہ ۱۴-۴-۷۹ اور محکمہ صنعت و معدنی ترقیات حکومت پنجاب سے بذریعہ مراسلہ نمبر PPS/TCX/12-13/75 مورخہ ۱۸-۶-۷۱ کے تحت منظور شدہ ہے اس یونٹ نے ۱۹۸۳ء اور ۱۹۹۲ء کے دوران اپنے معیار کو بہتر بنانے کے لیے پرانی مشینری میں تبدیلی کے علاوہ نئی مشینری بھی تنصیب کی ہے جس کا مقصد توازن کاری اور جدید کاری اور موجودہ استعداد میں توسیع ہے اس یونٹ نے اپنے ابتدائی اشیائے مصنوعہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی ہے۔ اس لیے یہ کہنا درست نہ ہے کہ احسان یوسف ٹیکسٹائل مز نے توسیعی منصوبے کی آڑ میں نئے یونٹ قائم کر لیے ہیں۔

(ج) مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں احسان یوسف ٹیکسٹائل مز میں توازن کاری اور جدید کاری اور استعداد میں توسیع کے لیے مشینری کی تنصیب غیر قانونی نہ ہے۔

نوجوانوں کو قرضہ جات کی عطائیگی کی تفصیلات

*1300۔ **میاں شیخ محمد چوہان**: کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

پنجاب میں سمال انڈسٹریز کارپوریشن کی وساطت سے نوجوانوں کو دیئے جانے والے قرضہ جات کے لیے رواں مالی سال میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے۔درخواست گزاروں کے نام، پتے اور قرض دی جانے والی رقم کی تفصیلات بتائی جائیں۔ نیز اس ضمن میں موصول شدہ مسترد اور زیر کارروائی درخواستوں کی تعداد بھی بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (رانا سہیل احمد نون):

مالی وسائل میں کمی کی وجہ سے حکومت دیہی صنعت کاری پروگرام و سلیف امپلائمنٹ سکیم کے لیے رواں مالی سال میں کوئی نقد رقم مختص نہ کی ہے۔تاہم فنڈز کے حصول کے سلسلے میں مالیاتی اداروں سے رابطہ قائم کیا گیا / کیا جا رہا ہے۔نیز بینک دولت پاکستان نے مقامی طور پر تیار ہونے والی مشینری کی خرید / حصول کے لیے قرضہ جات کے سلسلے میں 100 کروڑ روپے کے قرضے کا وعدہ کیا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں سکیم تیار کی جا رہی ہے۔ جس پر منظوری کے بعد عمل شروع کیا جائے گا۔ نوجوانوں کو دیئے جانے والے قرضہ جات کی درخواستیں موصول نہ ہوئی ہیں۔لہذا نہ تو کوئی درخواست مسترد کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی درخواست زیر کارروائی ہے۔

سلیکشن گریڈ کی عطائیگی

*1359۔ **جناب ایس اے حمید**، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سکیل نمبر 16 کے ملازمین کو سلیکشن گریڈ دینے کے لیے پانچ سال کا تجربہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔جب کہ سکیل نمبر 1 تا 15 کے ملازمین کے لیے 2 سال کا تجربہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ادنیٰ ملازمین ترقی کرتے کرتے جب سکیل نمبر 16 میں ترقی پاتے ہیں تو ان کی عمر 55 سال سے زائد ہو چکی ہوتی ہے اور اس طرح پانچ سال کا تجربہ نہ ہونے کی وجہ

سے وہ سلیکشن گریڈ کی سہولت سے محروم رہ جاتے ہیں اور ریٹائرمنٹ پر انہیں مالی نقصان پہنچتا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سکیل نمبر 16 کے ملازمین کو سلیکشن گریڈ دینے کے لیے تجربے کی حد سکیل نمبر 1 تا 15 کے ملازمین کے برابر کرنے کے لیے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (مخدوم الطاف احمد):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ترقی یا سلیکشن گریڈ دینے کے لیے قواعد و ضوابط (Seniority Cum-Fitness) کے اصول کو پیش نظر رکھ کر دیے جاتے ہیں۔ مزید یہ لازمی نہیں کہ ادنیٰ ملازم 55 سال کی عمر میں سکیل نمبر ۱۶ میں ترقی پاتے ہوں۔ بعض حالتوں میں کم عمر کے ملازم بھی ترقی حاصل کر لیتے ہیں۔ کیونکہ یہ اجتماعی مسئلہ ہے لہذا انفرادی طور پر اس پر غور نہیں کیا جا سکتا۔ علاوہ ازیں سلیکشن گریڈ ۱۶ کی عطائیگی کی شرط ختم کرنے کا کیس Civil Petition for Leave to Appeal No 1304-L/1993 سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے لہذا اس کے فیصلے تک اس معاملے پر بحث ممکن نہیں ہے۔

(ج) مندرجہ بالا جز (ب) کے جواب کی روشنی میں حکومت کسی قسم کا اقدام اٹھانے سے قاصر ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے تحت قرض کی تفصیلات

291۔ راجہ ریاض احمد، کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مالی سال 1990-91ء سے 1993-94ء کے دوران محکمہ صنعت و معدنی ترقی کی جانب سے سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے تحت فیصل آباد شہر میں کن افراد کو کتنی مالیت کی کتنی رقم بطور قرض کس کام کے لیے دی گئی ایسے افراد کے نام و پتہ جات رقم قرضہ اور کام کی نوعیت اور جس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت قرضہ جاری کیا گیا ہے۔ اس کی تفصیلات ایوان میں

پیش کی جائیں۔

(ب) متذ کرہ عرصے کے دوران ایس ای ایس کے تحت فیصل آباد شہر کے لیے قرضے جات کی کتنی درخواستیں وصول ہوئیں کتنی منظور ہوئیں اور کتنی تاحال فیصلہ طلب ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (رانا سہیل احمد نون)،

(الف) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے مالی سال 1990-91ء تا 1993-94ء (دسمبر 1993ء) سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے تحت فیصل آباد شہر میں 188 صنعتی منصوبوں کے لیے مبلغ -/722,41,000 روپے کے قرضہ جات جاری کیے۔ حلقہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ 5 لاکھ روپے کے قرضہ جات کی منظوری ریجنل ڈائرکٹر کی سربراہی میں قائم شدہ کمیٹی کے دائرہ اختیار میں ہے جس کی رکنیت درج ہے۔

1۔ متعلقہ ریجنل ڈائر کٹر 2۔ جائنٹ ڈائر کٹر (اکاونٹس)

3۔ جائنٹ ڈائرکٹر (سی اینڈ ڈی) 4۔ ڈی۔ ڈی۔او (ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ آفیسر)

5۔ جائنٹ ڈائر کٹر (آر۔ آئی۔ پی) صدر دفتر

5 لاکھ روپے سے زائد کے قرضہ جات کی منظوری کے لیے مندرجہ بالا کمیٹی اپنی سفارشات سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے صدر دفتر کو ارسال کرتی ہے۔جہاں پر قرضہ جات کی منظوری کے لیے مندرجہذیل کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔

1۔ ڈپٹی مینجنگ ڈائر کٹر 2۔ ڈائر کٹر آر۔ آئی۔ پی

3۔ متعلقہ ریجنل ڈائر کٹر 4۔ ڈائر کٹر فنانس

(ب) اس ضمن میں یہ بتانا ضروری ہے کہ قرضہ جات متعلقہ ریجنل ڈائر کٹر مکمل چھان بین اور قواعد و ضوابط کی تکمیل کےبعد جاری کرتے ہیں۔مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ وصول شدہ درخواستوں کی تعداد 810

2۔ منظور شدہ درخواستوں کی تعداد 325

3۔ فیصلہ طلب درخواستوں کی تعداد 5

عدم اعتراض سرٹیفکیٹ کا حصول

583۔ حاجی محمد اسماعیل : کیا وزیر صنعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 89-1988ء سے رواں مالی سال تک کن افراد اورصنعتی اداروں نے محکمہ صنعت و معدنی ترقی کو صنعتیں قائم کرنے کے لیے عدم اعتراض سرٹیفکیٹ کے حصول کے لیے درخواستیں دیں۔

(ب) متذ کرہ درخواستوں میں سے کتنی منظور ہوئیں ان کے نام و پتے کیا ہیں کتنی مسترد ہوئیں ان کے نام و پتے کیا ہیں اور جو درخواستیں مسترد کی گئیں ان کی وجوہات کیا تھیں مکمل تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (رانا سہیل احمد نون) :

(الف) جنوری ۱۹۸۸ء سے اپریل ۱۹۹۴ء کے دوران 468 افراد یا صنعتی اداروں نے ممنوعہ علاقوں میں صنعتوں کے قیام یا توسیع کی خاطر عدم اعتراض سرٹیفکیٹ کے حصول کے لیے محکمہ صنعت اور معدنی ترقیات کو درخواستیں دیں۔

(ب) متذ کرہ درخواستوں میں سے ۲۹۶ درخواستیں منظور ہوئیں اور عدم اعتراض سرٹیفکیٹ جاری کیے گئے جب کہ ۱۴ درخواستیں متعلقہ اداروں کو ضروری کارروائی کے لیے بھیجی گئیں جن کی تفصیل پرچم (الف) پر ہے باقی ۱۵۸ درخواستیں مسترد ہونے کی وجوہات پرچم (ب) پر ہیں۔پرچم "الف" اور "ب" ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔

اس ضمن میں یہ بتانا ضروری ہے کہ حکومت پنجاب کی موجودہ لوکیشن پالیسی مورخہ 26۔اکتوبر 1986ء کے مطابق صرف Negative Areas یا ممنوعہ علاقوں میں صنعتیں لگانے کے لیے صوبائی حکومت سے پیشگی عدم اعتراض سرٹیفکیٹ درکار ہے ممنوعہ علاقوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(i) میونسپل اور ٹاؤن کمیٹی حدود کے اندر واقع علاقے ماسوائے سرکاری اداروں کے ذریعے قائم شدہ صنعتی علاقے یا صنعتی بستیاں۔

(ii) بین الاقوامی سرحد سے 10 میل تک کے علاقے (سرحدی علاقے صرف Strategic Industry یا ایسی صنعتیں جن کی کل لاگت 3 کروڑ روپے سے زائد ہو' کے لیے ممنوعہ ہیں)

(iii) شاہدرہ ٹاؤن سے مریدکے ٹاؤن تک جی ٹی روڈ اور اس سڑک کے اطراف ایک میل کے علاقے جہاں سیلاب کا خطرہ ہے۔

مندرجہ بالا علاقوں کے علاوہ باقی تمام علاقے غیر ممنوعہ ہیں جہاں صنعتیں لگانے کے لیے کسی قسم کا عدم اعتراض سرٹیفکیٹ درکار نہ ہے اس کے علاوہ خدمت گزار صنعتوں کو میونسپل یا ٹاؤن کمیٹی حدود کے اندر قیام کے لیے بھی کوئی عدم اعتراض سرٹیفکیٹ درکار نہ ہے مورخہ 22-10-1990 سے پہلے فلور ملوں اور مورخہ 08-01-1991 سے پہلے شوگر ملوں کے قیام کے لیے، چاہے وہ غیر ممنوعہ علاقوں میں ہی واقع ہوں حکومت پنجاب سے عدم اعتراض سرٹیفکیٹ حاصل کرنا لازم تھا مگر اب یہ پابندی ختم کر دی گئی ہے۔

تعمیر و ترقی کے منصوبوں کے لیے جاری کردہ صوابدیدی فنڈز کی تفصیل

616۔ سید تابش الوری، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 1993-94ء کے دوران وزیر اعلیٰ پنجاب کو صوبے کی تعمیر و ترقی اور دوسرے اخراجات کے لیے مجموعی طور پر کتنے صوابدیدی فنڈز دیے گئے اور ان میں سے کس کس منصوبے پر کس جگہ کس کس تاریخ کو مجموعی طور پر کل کتنی رقم خرچ کی گئی تفصیل الگ الگ بتائی جائے۔

(ب) متذکرہ منصوبوں میں سے کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے نامکمل ہیں؟

وزیر خزانہ (مخدوم الطاف احمد):

(الف) جہاں تک ترقیاتی بجٹ کا سوال ہے، صوابدیدی فنڈز کے نام پر وزیر اعلیٰ پنجاب کے لیے کوئی رقم 1993-94ء میں مختص نہیں کی گئی تھی۔ تاہم ترقیاتی بجٹ میں ترجیحی پروگرام کے تحت 52 کروڑ 78 لاکھ روپے مختص کیے گئے تھے۔ مالی سال 1993-94ء کے دوران محکمہ خزانہ نے مجموعی طور پر 40 کروڑ 79 لاکھ روپے کے فنڈز ترجیحی پروگرام میں سے محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی ایڈوائس پر Release کیے۔ دیگر اخراجات کے لیے غیر ترقیاتی بجٹ میں سے وزیر اعلیٰ کے لیے The Punjab Ministers Salaries (Allowances and Privileges) Act, 1975 کے تحت سال 1993-94ء کے دوران 3 کروڑ روپے مختص کیے گئے۔ یہ صوابدیدی رقم وزیر اعلیٰ کے PLA میں منتقل کی جاتی ہے اور ذہین طلباء، بیواؤں

اور دیگر مستحق افراد کی بہبود پر خرچ کی جاتی ہے۔

(ب) منصوبوں کی تکمیل، اخراجات کی تواریخ و دیگر تفصیل محکمہ خزانہ کی بجائے محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ اور متعلقہ انتظامی محکمہ جات سے دریافت کی جائے۔

ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس جھنگ میں ڈی اے او۔ II کی تعیناتی

626۔ جناب غلام احمد خان، کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع جھنگ میں جو ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر تعینات ہے اس کا تعلق وفاقی حکومت سے ہے اور اس کی من مانیوں اور اجارہ داری کی وجہ سے محکمہ جات کے عملہ کی تنخواہوں کی ادائیگی بر وقت نہیں ہوتی۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ ضلع میں حکومت پنجاب کے ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر کو تعینات نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ دوسرے اضلاع سیالکوٹ، شیخوپورہ اور رحیم یار خان کی طرح ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس جھنگ میں دوسرا اکاؤنٹس آفیسر (ڈی اے او۔ II) تعینات نہیں کیا گیا۔جب کہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس جھنگ میں ان اضلاع کی نسبت کام زیادہ ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر جھنگ غلام مصطفیٰ ملی صوبائی سیکرٹری خزانہ کمشنر فیصل آباد ڈویژن کی واضح ہدایات بابت عملہ صوبائی خزانہ پر عمل کرنے کی بجائے صرف اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کی ہدایات پر عمل در آمد کر رہا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو آیا حکومت موجودہ ڈی اے او جھنگ کی زیادتیوں اجارہ داری اور من مانیوں کے خاتمہ کے لیے جھنگ میں ایک اور ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر (ڈی اے او۔II) تعینات کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (مخدوم الطاف احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع جھنگ میں جو ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر تعینات ہے۔ اس کا تعلق وفاقی حکومت یعنی اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب سے ہے۔ تنخواہوں کی بروقت ادائیگیاں نہ ہونے اور من مانی کے متعلق کوئی باضابطہ شکایت موصول نہیں ہوئی۔ دراصل ضلع جھنگ

میں ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر کی صرف ایک اسامی ہے اس بناء پر وہاں حکومت پنجاب کا ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر تعینات نہیں کیا گیا۔

(ب) چونکہ جھنگ میں ڈی اے او کی ایک ہی اسامی منظور شدہ ہے اس لیے دوسرا ڈی اے او۔II تعینات نہیں کیا گیا۔ مزید یہ کہ جھنگ میں دوسرے اضلاع کی نسبت کام کی زیادتی کا تعین سردست ممکن نہیں۔

(ج) اس بارے میں کمشنر فیصل آباد ڈویژن اور ڈپٹی کمشنر جھنگ کو مناسب ہدایات دی گئی ہیں اور اکاؤنٹنٹ جنرل کے دفتر سے بھی رابطہ کیا گیا ہے۔

(د) فنانس ڈیپارٹمنٹ فی الحال جھنگ میں اضافی ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر تعینات کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ کیونکہ پنجاب کے ۲۱ اضلاع بشمول جھنگ ایسے ہیں۔ جہاں ہر ضلع میں ایک ایک ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر تعینات ہے۔ لہذا حکومت کا خیال ہے کہ جھنگ میں اضافی(دوسرے) اکاؤنٹس آفیسر کی تعیناتی کی فی الحال ضرورت نہیں۔

رانا محمد فاروق سعید خان ، جناب سپیکر! میری بات سنیں۔ میں بولتا نہیں ہوں۔ آج میری باری تھی اور میں پوری تیاری کر کے آیا تھا۔ آپ نے میرے ساتھ زیادتی یہ کی ہے کہ آپ نے مجھے پورا وقت نہیں دیا۔

جناب سپیکر ، میں نے آپ کو موقع دیا ہے۔

رانا محمد فاروق سعید خان ، کہاں آپ نے مجھے موقع دیا ہے۔ آپ بار بار اس کو موقع دے رہے ہیں لیکن مجھے موقع نہیں دے رہے۔ میرا سوال مؤخر کیا جائے اور آئندہ دوبارہ لیا جائے۔

جناب سپیکر ، وقفۂ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

ملک عبد الرحمٰن کھر ، جناب سپیکر! مجھے صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ نمبر 93 اور 202 کے تحت قاعدہ نمبر 92 کو معطل کر کے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ جناب والا! آپ نے پرسوں وعدہ کیا تھا کہ کل پہلی فرصت میں آپ کو قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ جناب سپیکر! یہ پنجاب کا اہم مسئلہ ہے۔ مہربانی کر کے اس کو سب سے پہلے لیں اور اجازت دیں۔ کیونکہ آپ نے خود اس پہ وعدہ فرمایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر ، میں نے اسی لیے اس کو circulate کروایا ہوا ہے۔ تحریک استحقاق اور تحریک

التوائے کار کے بعد اس پر بحث کر لیں گے۔ اس وقت آپ اس کو دوبارہ پیش کیجئے۔ اس کو take up کر لیں گے۔

سید تابش الوری ، میں نے بھی کالا باغ ڈیم پر ایک قرارداد آپ کی خدمت میں بھیجی ہوئی ہے۔ جو آپ کو موصول ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر ، آپ کی قرارداد سیکرٹیریٹ میں آئی ہے لیکن اس پر پرائیویٹ ممبرز ڈے پر بحث ہو گی۔

سید تابش الوری ، جناب والا! آپ نے کہا تھا کہ اس پر out of turn بحث ہو گی۔

جناب سپیکر ، جس وقت ایوان میں پیش کریں گے تو اس وقت ایوان کی متفقہ رائے دیکھ لیں گے کہ کیا اس پہ بات ہو سکتی ہے؟

جناب انعام اللہ خان نیازی ، جناب سپیکر! میری بھی ایک قرارداد کالا باغ ڈیم کے بارے میں ایوان میں آ چکی ہے۔ لہذا اس کو بھی ساتھ شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر ، دیکھتے ہیں۔ میں نے تو ان سے وعدہ کیا تھا۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

اراکین اسمبلی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں۔

سردار محمد نواز صاحب

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست سردار محمد نواز صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے:۔

میں مورخہ 20 نومبر 1994ء کو ضروری کام کی وجہ سے اسمبلی اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ لہذا ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ:۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب غلام حیدر کھچی صاحب

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست جناب غلام حیدر کھچی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔

I shall be grateful on sanctioning leave for the present session as I was in Rawalpindi Hospital due to the operation and later on death of my brother.

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

راجہ اشفاق سرور صاحب

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست راجہ اشفاق سرور صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔

راجہ اشفاق سرور پی پی 8 رکن صوبائی اسمبلی نے لندن سے مجھے فون کیا ہے کہ علاج کے سلسلے میں ہسپتال میں داخل ہیں۔ براہ مہربانی پچھلے اجلاس 29 اکتوبر تا یکم نومبر اور موجودہ اجلاس 13 نومبر تا اختتام کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ۔

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد شفیق ارائیں صاحب

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست محمد شفیق ارائیں صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے:-

میں مورخہ 21 نومبر 1994ء کو ایک ضروری کام کی وجہ سے اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ:-

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

پیر شجاعت حسنین قریشی صاحب

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست پیر شجاعت حسنین قریشی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے:-

I am unable to attend the Session from 22nd to 27th November, 1994. Kindly grant me leave for the said period.

جناب ڈپٹی سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ:-

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد اکبر شاہ صاحب

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد اکبر شاہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے:-

میں مورخہ 17 اور 20 نومبر 1994ء کو ایک ضروری کام کی وجہ سے اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ:-

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں غلام فرید چشتی صاحب

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام فرید چشتی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے:-

میں مورخہ 21 اور 22 نومبر 1994ء کو بوجہ ضروری کام اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ براہ مہربانی دو دن کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ:-

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

خانزادہ تاج محمد صاحب

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب خانزادہ تاج محمد صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے:-

I have an urgent piece of work at home and can not attend the rest of the Assembly Session. I may please be granted leave for the said dates.

جناب ڈپٹی سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ:-

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

ڈاکٹر محمد انوار الحق صاحب

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر محمد انوار الحق صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے:-

I am attending my domestic affairs abroad and would stay there till 31st December I request you to very kindly grant me leave for the Assembly session held from Ist July to 31st December, 1994.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ:-

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری اختر رسول صاحب

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری اختر رسول صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے:-

میں مورخہ 21 نومبر 1994ء کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ ایک ضروری کام تھا۔ لہذا چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ:-

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 6، ارشد عمران سلہری صاحب کی ہے——

ملک نواب شیر وسیر، جناب سپیکر! آپ کو علم ہو گا پچھلے دنوں یہاں اسمبلی میں میاں عمران مسعود صاحب کے معاملے کو ہاؤس کمیٹی کے سپرد کیا گیا تھا۔ تو بحیثیت ہاؤس کمیٹی کے چیئرمین کل

ہم نے میٹنگ کی تھی۔ اس میں اپوزیشن کے معزز ممبران اور حکومتی ارکان سب شامل تھے۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کیا یہ آپ کی کوئی extension تحریک ہے؟

ملک نواب شیر وسیر : جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : پیش کریں۔

ہاؤس کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

نواب شیر وسیر : جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

میاں عمران مسعود' ایم پی اے کو ہاؤس میں دھمکی دینے کے معاملے کے بارے میں ہاؤس کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ یعنی 23۔ دسمبر 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"کہ میاں عمران مسعود ایم۔پی۔اے کو ہاؤس میں دھمکی دینے کے معاملے کے بارے میں ہاؤس کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ یعنی 23 دسمبر 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر : نیازی صاحب! یہ صورت حال جو کچھ آپ کر رہے ہیں مجھے اس پر شرم محسوس ہو رہی ہے۔ یعنی میں منظور کہتا ہوں اور آپ منظور موبل کہتے ہیں۔ یہ ہم سب لوگوں کی' سب بھائیوں کی بدقسمتی ہے۔ یہ بات ridiculous لگتی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی : جناب یہ میں جانتا ہوں کہ کس لیے شرم آتی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نیازی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

مسئلہ استحقاق

تحریک استحقاق نمبر 6 اور نمبر 10 دونوں ایک ہی نوعیت کی ہیں۔ ارشد عمران سلہری صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے تو میرے خیال میں سید تابش الوری صاحب اپنی تحریک استحقاق کو take up کریں۔

سید ظفر علی شاہ ایم پی اے کی غیر آئینی و غیر قانونی نظر بندی

سید تابش الوری ، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی حکومت نے پنجاب اسمبلی کے رکن سید ظفر علی شاہ کو ایم پی او کی شق 3 کے تحت راولپنڈی جیل میں اکتوبر کے دوسرے ہفتے کے دوران نظر بند کر دیا جبکہ صوبائی اسمبلی کے پنجاب Privileges Act کی دفعہ 4 کی رو سے کسی صوبائی امتناعی قانون کے تحت کسی رکن اسمبلی کو اسمبلی سیشن سے 15 روز بعد اور پندرہ روز پہلے نظر بند نہیں کیا جا سکتا ۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل 9 کے تحت ہر فرد کی سلامتی و آزادی کی ضمانت دی گئی ہے اور آرٹیکل 10 کے تحت یہ تحفظ دیا گیا ہے کہ گرفتار شدہ شخص کو گرفتاری کی وجوہ بتائے بغیر نہ تو نظربند رکھا جائے گا اور نہ اسے صفائی پیش کرنے کے حق سے محروم کیا جائے گا۔ لیکن متذکرہ فاضل رکن کو گرفتاری کے وقت نہ وارنٹ دکھایا گیا نہ گرفتاری کی وجوہ سے آگاہ کیا گیا اور نہ صفائی کا موقع دیا گیا ۔ نیز 3۔ اکتوبر 1994ء کو ختم ہونے والے اسمبلی سیشن کے پندرہ روزہ استثنائی وقفے میں نظر بندی عمل میں لائی گئی جس سے آئین و قانون کی صریح خلاف ورزی ہوئی اور نتیجتاً اس ایوان کا انفرادی و اجتماعی استحقاق مجروح ہوا جس پر اسمبلی کی فوری دخل اندازی ضروری ہے ۔

جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق آئین اور صوبائی قوانین کی خلاف ورزی سے متعلق ہے۔ اس اعتبار سے اس کی اہمیت غیر معمولی ہے اور آپ نے یہ بھی اندازہ کیا ہو گا کہ صرف سید ظفر علی شاہ ہی کو نہیں بلکہ ان کے ساتھ اور بھی چھ اراکین صوبائی اسمبلی کو اسی طرح سے غیر قانونی اور غیر آئینی طور پر نظربند کیا گیا تھا۔ جناب والا! آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ صوبائی اسمبلی پنجاب Privileges Act کے تحت سیکشن نمبر 4 میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ-----

یہ جناب اس لیے کیا جاتا ہے اور یہ قانون میں تحفظ اس لیے دیا گیا ہے کہ دنیا کے تمام پارلیمانی نظاموں میں اسمبلیوں کو sovereign حیثیت حاصل ہے۔ مقننہ کو خود مختار حیثیت حاصل ہے' ایک بالاتر حیثیت حاصل ہے اور اس کے نمائندوں کو عوام کی نمائندگی کا حق ادا کرنے کے لیے ایسے تمام تحفظات دیے گئے ہیں جن کی وجہ سے وہ عوام کی نمائندگی سے کسی طرح بھی محروم نہ کیے جا سکیں۔ جناب والا! یہ صرف اسمبلی کے لیے نہیں' اسمبلی کا سیشن تو ایک بڑا واقعہ ہوتا ہے لیکن یہ

تحفظ اسمبلی کی جو سٹینڈنگ کمیٹیز ہیں اس کے لیے بھی فراہم کیا گیا ہے اور قانون اور آئین کا بنیادی منشاء اور مقصد یہ ہے کہ اراکین اسمبلی کو عوام کے منتخب نمائندوں کی حیثیت سے عوام کی نمائندگی کرنے کے حق سے کسی طرح بھی محروم نہ کیا جاسکے اور حکومتی قوانین بھی' امتناعی قوانین بھی انہیں اسمبلی میں آنے سے نہ روک سکیں۔ چودہ دن پہلے اور چودہ دن بعد کا یہ تحفظ اس لیے ہے کہ عوام کی نمائندگی کا حق عطا کیا جائے لیکن جناب والا! آپ نے دیکھا کہ اپنے منصب سے انصاف کرتے ہوئے اس ہاؤس کے حقوق کا تحفظ کرتے ہوئے اور آئین اور قانون کی بالا دستی برقرار رکھنے کے لیے اور اس اسمبلی کی بالاتر حیثیت کو مستند بنانے کے لیے آج اس تحریک کو منظور کر کے اسے تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ آئندہ کے لیے اس مسئلے میں ایک فیصلہ کن تاریخ مرتب ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وزیر قانون!

جناب ارشد عمران سلہری : جناب والا! اس مسئلے پر تحریک استحقاق نمبر ۶ میری تھی اور وہ بھی اسی سے متعلقہ ہے ....

جناب ڈپٹی سپیکر : میں نے آپ کا نام پکارا تھا لیکن آپ تشریف نہیں رکھتے تھے تو پھر میں نے تحریک استحقاق نمبر 10 سید تابش الوری صاحب کی جو اسی nature کی تھی اسے میں نے ٹیک اپ کر لیا۔

جناب ارشد عمران سلہری : جناب والا! آپ مجھے بھی دو منٹ کے لیے اس پر بات کرنے کا موقع دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے۔ اب اسی پر بات ہو جاتی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! فاضل محرک نے تحریک استحقاق کے حوالے سے جو کچھ کہا ہے انہوں نے تحریک کے نفس مضمون کو support کرنے کی کوشش کی ہے ورنہ اگر رولز کے تحت دیکھا جائے تو یہ معاملہ جو ہے فوری نوعیت کا نہیں۔ جناب سپیکر! یہ معاملہ گزشتہ اجلاس کے فوراً بعد کے حوالے سے اٹھایا ہے اور اس میں فاضل رکن نے جو یہ کہا ہے کہ آئین پاکستان کے آرٹیکل ۹ اور 10 کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ یہ دونوں آرٹیکلز اس issue پر لاگو ہی نہیں ہوتے۔ موجودہ حکومت نے نہ تو آئین کی دھجیاں بکھیری ہیں اور نہ ہی پارلیمانی روایات کی خلاف ورزی کی ہے۔ جہاں تک امن عامہ کو کنٹرول کرنے کا تعلق ہے حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ صوبے کے اندر امن عامہ کی صورت حال

بحال رکھنے کے لیے ہرممکن اقدامات کرے اور 11 اکتوبر کو اپوزیشن نے اپنی ایک نام نہاد تحریک کے ذریعے صوبے کے اندر جو حالات پیدا کرنے کی کوشش کی اس کے حوالے سے فاضل رکن کی نظر بندی کی گئی ۔جناب سپیکر! عوامی نمائندوں کی ترجمانی کے حق میں مداخلت یا مزاحمت کی جو بات کی گئی ہے حکومت نے کسی رکن کو اگر نظر بند کیا تو قطعی طور پر اس کی عوامی نمائندگی کے حق میں مداخلت کرنے کے لیے نظر بند نہیں کیا تھا بلکہ اس وقت صوبے میں جو حالات پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی کہ ملک میں ہنگامہ آرائی ہو اور دہشت گردی کا ماحول پیدا کیا جائے ' محاذ آرائی کی فضا پیدا کرکے بے سکونی کی صورت حال پیدا کر دی جائے۔ اس صورت حال کوکنٹرول کرنے اور امن عامہ کو بحال رکھنے کے لیے یہ نوبت آئی۔ اگر اپوزیشن اجلاس کے فوراً بعد ایسی کارروائی کرنے کا فیصلہ نہ کرتی تو یقیناً فاضل رکن اسمبلی کو نظر بند نہ کیا جاتا لیکن اس کے باوجود کہ رول ۵۵ کے زمرے میں یہ تحریک استحقاق نہیں آتی اور استحقاق ایکٹ کا بھی جس انداز سے حوالہ دیا گیا ہے۔ جناب والا! میں اس کے حوالے سے مزید تحقیقات کے لیے اور خصوصاً اس امر کے لیے کہ یہ issue جو ہمیشہ اٹھایا جاتا ہے کہ اجلاس شروع ہونے سے چودہ دن پہلے اور چودہ دن بعد کسی رکن اسمبلی کو نظر بند نہیں کیا جانا چاہیے۔ میں اس تحریک استحقاق کو فنی لحاظ سے ناک آؤٹ کروانے کی بجائے میں فاضل رکن اسمبلی سید ظفر علی شاہ صاحب کی نظر بندی کے حوالے سے اس تحریک کو اس نکتے کی مزید وضاحت اورتحقیق کے لیے کہ آیا ایسی صورت حال میں کسی رکن اسمبلی کو نظر بند کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ یہ تحریک بے شک استحقاق کمیٹی کے سپرد کردی جائے میں اس سے اختلاف نہیں کرتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر قانون نے اسے بڑی فراخدلی سے admit کیا ہے کہ یہ ایک مسئلہ جو کافی عرصے سے زیر بحث آتا رہا ہے ' کیونکہ ہمارے استحقاق ایکٹ میں واضح طور پر درج ہے کہ اجلاس شروع ہونے کے چودہ روز پہلے اور چودہ روز بعد کسی رکن کو گرفتار نہیں کیا جا سکتا ' میرا بھی خیال یہی ہے اور میں اس تحریک کو ان آرڈر قرار دیتا ہوں اب تابش صاحب آپ تحریک پیش کیجیے۔

سید تابش الوری ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ میری تحریک کو مجلس استحقاق کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے میں اسے تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں اور اس کی رپورٹ دو ماہ کے اندر پیش

کی جائے۔ چونکہ یہ مسئلہ آئینی ہے اس پر سیر حاصل بحث ہو اور ہمیشہ کے لیے یہ فیصلہ کیا جائے کہ یہ چودہ دن پہلے اور بعد کا مسئلہ جو ہے یہ کیسے ہے؟ استحقاق کمیٹی اس پر پورا فیصلہ دے گی۔ نمبر ۶ پر چونکہ رول ۱۲۸ applicable ہے اس لیے میں اسے ختم کرتا ہوں کیونکہ مسئلہ ایک ہی ہے یہی ایک آئینی پہلو ہے اس لیے میں اسے رول آؤٹ کرتا ہوں کیونکہ ایک ہی تحریک ہے ایک ہی نوعیت کی ہے اس پر فیصلہ ہو جائے گا شکریہ۔

خواجہ ریاض محمود ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں حالانکہ وزیر قانون نے اسے غلط قرار دیا ہے ......

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ نہیں انہوں نے تو فراخدلی کا مظاہرہ کیا ہے .....

خواجہ ریاض محمود ۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ نے اس ایوان کے انصاف کے تقاضوں کو بلند کرنے کے لیے جو فیصلہ دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے اس ایوان کی عزت میں بھی اضافہ ہوا ہے اور آپ کی شخصیت بھی نکھر کر سامنے آئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ مہربانی۔ بہرحال اس میں زیادہ contribution وزیر قانون کی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر ۱۱ سید تابش الوری صاحب کی آج ٹیک اپ نہیں ہو سکتی۔ تحریک استحقاق نمبر ۱۲ چودھری اصغر علی گجر صاحب (تشریف نہیں رکھتے) یہ dispose of تصور ہو گی۔ ارشد عمران سلہری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس وقت میرے حلقے میں ' علاقہ ٹاؤن شپ میں پہیہ جام ہڑتال ہے تمام مارکیٹیں بند ہیں اور وہاں پر ٹائر جل رہے ہیں پولیس اور عوام کے درمیان پتھراؤ ہو رہا ہے اس کی طرف میں آپ کی وساطت سے حکومت کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں ......

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آپ ایسے کریں کہ لکھ کر دیں باہر جاہے کچھ بھی بات ہو یہاں پر اسے پیش کرنے کا ایک طریقہ ہے ایک ضابطہ ہے۔ سید تابش الوری صاحب سے پوچھ لیا کریں۔ تابش صاحب آپ کچھ یہ بھی خدمت کیا کریں؟

سید تابش الوری ۔ جناب والا! میں تو اپنے بزرگوں سے مشورہ کرتا ہوں...

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں تابش صاحب پرانے پارلیمنٹرین ہیں اور رولز ریگولیشن کو اچھی طرح سے جانتے ہیں ......

جناب ارشد عمران سلہری : جناب سپیکر! بات صرف یہ ہے کہ تحریک التوائے کار ......

جناب ڈپٹی سپیکر : مہربانی۔ شکریہ۔ اب ہم یہ تھوڑا سا کام بھی کرلیں۔ اس کے بعد دیکھ لیں گے۔ جب آج کا بزنس ختم ہو جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ پھر اس کے بعد بات سنیں گے۔ میاں نعیم الدین خالد صاحب (تشریف نہیں رکھتے) یہ بھی dispose of تصور ہو گی ۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب نمبر 14 ---

وزیر قانون وپارلیمانی امور : جناب والا! یہ ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جناب عثمان ابراہیم صاحب! نمبر 15

میاں عمران مسعود : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! مجھے آپ کے سیکرٹریٹ سے ایک لیٹر موصول ہوا ہے کہ میری تحریک استحقاق جو کہ میں نے جیل میں سے یہاں بھجوائی تھی ۔ اجلاس طلب ہو چکا تھا اور میں اپنی presence ensure کروانا چاہتا تھا اس سلسلے میں مجھے آپ کے سیکرٹریٹ سے ایک لیٹر ملا ہے کہ آرٹیکل 53 اور 54 کے تحت فنی لحاظ سے knock-out کر دیا گیا ہے۔ میں ایک تو یہ چاہوں گا کہ میری تحریک استحقاق ایوان میں پیش کی جائے کیونکہ یہ ایک انتہائی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے------

جناب ڈپٹی سپیکر : پہلے میں یہ ختم کر لوں کیونکہ کافی دوست موجود ہیں تا کہ ان کا ......

میاں عمران مسعود : شکریہ۔ جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر : جناب عثمان ابراہیم صاحب تحریک استحقاق نمبر 15 پیش کریں۔

جناب عثمان ابراہیم رکن پنجاب اسمبلی کے دفتر کے سامان پر پولیس کا ناجائز قبضہ

جناب عثمان ابراہیم : میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والی ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 9۔ اکتوبر 1994ء بروز اتوار بوقت تقریباً 8.45 بجے شب ملک طاہر محمود ڈی۔ایس۔پی سٹی اور عبد الحمید باجوہ ایس۔ایچ۔او اور سبزی منڈی گوجرانوالہ نے پولیس کے دیگر اہل کاروں کے ہمراہ میرے دفتر واقع حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ میں داخل ہوئے اور تقریباً 50 عدد کرسیاں اور ایک عدد ٹیلی فون

سیٹ غیر آئینی اور قانونی طور پر اپنے قبضے میں لے لیا اور پولیس وین میں رکھ کر لے گئے۔ ابھی تک انہوں نے یہ سامان اپنے قبضہ میں رکھا ہوا ہے اور واپس نہیں کیا۔ اس واقعہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی شارٹ سٹیٹمنٹ۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! اسی نوعیت کی تحریک استحقاق میں نے پہلے بھی تحریک کی تھی۔ لیکن ایک غلط فہمی کی بناء پر آپ نے اس کو دوسری تحاریک استحقاق کے ساتھ منسلک کردیا۔ حالانکہ دوسری تحاریک استحقاق وہ تھیں جس میں پولیس گھروں میں داخل ہوئی تھی۔ میری بھی اسی طرح کی ایک تحریک استحقاق تھی۔ لیکن جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق بالکل مختلف نوعیت کی ہے۔ جناب والا! اس وقت لاءمنسٹر نے بھی پولیس کی ہمارے گھروں میں داخل ہونے کے بارے میں justify کرنے کی کوشش کی تھی اور اس پر بڑی بحث ہوئی۔ کہ پولیس کو ہمارے گھروں کی پرائیویسی کوآئین اور قانون کے مطابق violate کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ اور آپ نے جو فیصلہ دیا تھا اس پر ہم نے اپنے ردعمل کا اظہار بھی کیا تھا۔ لیکن کوئی بھی justification ہو۔ آپ قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتے۔ اور خاص طور پر پولیس جس کا کام ہی یہ ہے کہ قانون اور آئین کی حفاظت کرنا۔ اور اس کی پاس داری کرنا۔ آپ justification تو بنا سکتے ہیں کہ پولیس اس لیے ہمارے گھروں میں داخل ہوئی کہ ہم ایک معزز رکن کو گرفتار کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ 11 اکتوبر ۱۹۹۴ء کو بقول ان کے یہ ایسے حالات پیدا کرنا چاہتے تھے جو حکومت کے لیے مشکلات پیدا کرتے۔ جناب والا! ایک دفتر میں داخل ہوکر کرسیوں کو چوری کرنا۔ ٹیلی فون سیٹ کو اٹھا کر لے جانا اور میرے دفتر میں لگے ہوئے جھنڈے کو توڑ دینا اور میرے دفتر کے باہر جو بینر لگے ہوئے تھے۔ ان کو اکھاڑ دینا۔ اس کا کیا جواز ہے۔ جناب والا! میرا یہ مسلسل استحقاق مجروح ہوا ہے وہ کرسیاں ابھی تک تھانہ سبزی منڈی میں پڑی ہیں۔ مجھے پتا چلا ہے کہ پولیس کے اہل کار کچھ کرسیاں پسند کرکے اپنے اپنے گھروں میں بھی لے گئے ہیں۔ بقایا کرسیاں اگر پسند نہیں آئیں تو پڑی ہیں۔ اگر پسند آگئی ہیں تو سارے اہل کار اپنے اپنے گھروں میں اسے مال غنیمت سمجھ کر تقسیم کرچکے ہیں۔ اور جو ٹیلی فون سیٹ ہے۔ اس کے بارے میں میں نے ٹیلی فون کے محکمے سے دوبارہ رابطہ کیا۔ تو پتا چلا کہ مجھے مبلغ =/1200 روپیہ دوبارہ دینا پڑے گا۔ میرے پاس گھر میں دو ٹیلی فون ہیں۔ایک ٹیلی فون سیٹ میں نے گھر سے اٹھا کر دفتر میں رکھا ہوا ہے۔ جناب والا! یہ

تسلسل کے ساتھ میرے استحقاق کی violation ہوئی ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ لاءمنسٹر کو سنے بغیر اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ لاء منسٹر صاحب!

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! اس بات کا خیال رکھا جائے کہ یہ سابق وزیر تعلیم پنجاب ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بھی سابق میئر لاہور رہ چکے ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ تحریک استحقاق رول ۵۵ کے تحت اگر دیکھا جائے تو یہ فوری نوعیت کی نہیں ہے۔ اور 9۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء کے بعد پنجاب اسمبلی کا اجلاس ہوچکا ہے۔ فاضل محرک نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ گزشتہ اسمبلی کے سیشن میں ان کی یہ تحریک آئی تھی۔ جو ایجنڈے میں بھی شامل تھی۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں ۔ چونکہ یہ فوری نوعیت کی نہیں اور خاصا وقت گزر چکا ہے اور ایک اجلاس بھی گزر چکا ہے۔ اس لیے یہ تحریک استحقاق اب قابل پذیرائی نہیں۔ اس کو رول ۵۵ کے تحت میں oppose کرتا ہوں اور اس کو رول آؤٹ کیے جانے کی استدعا کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! اس سے پہلے کہ آپ کوئی فیصلہ سنائیں۔ میں جناب سپیکر کے چیمبر میں حاضر ہوا تھا۔ اور میں نے کہا تھا کہ میری جو تحریک استحقاق ہے وہ غلط فہمی کی بناء پر Rule out کی گئی ہے کیونکہ میری تحریک استحقاق دوسری دیگر تحاریک استحقاق سے بالکل مختلف ہے۔ اور جناب سپیکر نے اجازت دی تھی کہ بالکل آپ بجا فرماتے ہیں۔ آپ یہ تحریک استحقاق دوبارہ سے آئیں اور ہم اس کو admit کریں گے۔ جناب والا! میں نے جناب سپیکر کے کہنے پر دوبارہ یہ تحریک استحقاق دی ہے۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ اس کو admit کیا جائے اور استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اس وقت جناب والا! سیکرٹری صاحب بھی اس میٹنگ میں موجود تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مسئلہ یہ ہے کہ کوئی بھی بات اگر آپ سپیکر چیمبر میں جا کر کہیں تو انہوں نے تو کہنا ہے کہ بھئی آپ اس کی legal remedy حاصل کریں۔ لیکن میں یہ نہیں سمجھتا کہ سپیکر کہہ دے کہ میں اس کو admit کروں گا۔ کوئی بھی سپیکر یہ نہیں کہہ سکتا۔ وہ اس یقین دہانی پر کسی کو بھی نہیں کہہ سکتے کہ بھئی آپ جا کر دائر کر دیں اور ہم اس کو admit کریں گے ۔ یہ بات نہیں ہو سکتی۔ جی۔۔۔۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر ! کچھ تحاریک استحقاق ایسی ہوتی ہیں جو ایک دفعہ استحقاق مجروح ہو

جائے تو وہ ختم ہو جاتی ہیں۔ وہ فوری نوعیت کی نہیں ہوتیں۔ لیکن یہ تو ہے کہ اس وقت بھی میرا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ میری کرسیاں چوری ہو چکی ہیں۔ اور وہ تھانے والے پولیس والے بندر بانٹ کر چکے ہیں۔ جناب والا! ابھی تک میرا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ یہ ٹھیک ہے کہ انہوں نے violation کی ہے۔ یہ قانون کی violation ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ملک میں ایک قانون ہے ۔ قانون کے تابع ان کے خلاف کارروائی کی جاسکتی ہے۔ ہم نے یہاں دیکھنا ہے کہ استحقاق کہاں مجروح ہوا ہے۔ جیسا کہ تابش الوری صاحب کی یا عمران سلہری صاحب کی وہ آئے چودہ دن سے پہلے ۔ وہ ہمیں ایک استحقاق عطا کردہ ہے۔ وہ ایک قانون کے تابع ہمیں ایک چیز حاصل ہے۔ اس کو جب کوئی توڑے گا تو ہمارا استحقاق مجروح ہو گا۔ اس لیے یہ جو آپ کی تحریک ہے یہ استحقاق میں نہیں آتی۔ قانون کی خلاف ورزی اس میں ضرور ہے۔ اس کی remedy ملک کے قانون کے مطابق حاصل ہے۔ اس قانون کے تحت کارروائی کی جاسکتی ہے۔ لہذا میں اس کو رول آؤٹ کرتا ہوں۔ مہربانی شکریہ۔ تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب عمران مسعود صاحب!

میاں عمران مسعود، شکریہ۔ جناب والا! آپ نے مجھے کہا تھا کہ ان کی تحاریک استحقاق کے بعد میں اپنا matter سامنے لاؤں۔ جناب والا! یہ لیٹر میں نے آپ کے سیکرٹریٹ سے وصول کیا ہے۔ جس کا موضوع privilege motion ہے۔ جناب والا! یہ صرف تین لائنوں کا لیٹر ہے ۔ میں اس کو پڑھ کے سناؤں گا۔ اس میں لکھا ہے کہ جناب والا! اس سلسلے میں میری یہی گزارش تھی ۔ کہ ایک انتہائی اہم مسئلے پر میری ایک تحریک استحقاق تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بات سنیں۔ سپیکر صاحب نے اس کو اپنے چیمبر میں kill کردیا۔ چیمبر میں یہ اسی لیے kill کی جاتی ہے کہ یہاں اسمبلی میں اس مسئلے کو نہیں اٹھایا جاسکتا۔ انہوں نے اس کو وہاں پر kill کردیا ہے اب آپ اسی issue کو پھر یہاں دوبارہ اٹھا رہے ہیں۔ آپ کا تو اور business بہت پڑا ہوا ہے۔ یعنی تحاریک التوائے کار ہیں بڑی ضروری ہیں۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! میں اس issue کو نہیں لیتا۔ مجھے صرف آپ اپنی چیئر سے ایک

رولنگ دے دیں۔ کیونکہ میرے دماغ میں ایک confusion ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیں سپیکر صاحب نے اس کو اپنے چیمبر میں kill کردیا ہے۔

میاں عمران مسعود، سر اب میں تحریک استحقاق کی بات نہیں کر رہا۔ اب میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں ۔ میں رولنگ مانگتا ہوں کہ اگر کوئی ممبر جیل میں چلا جائے۔ اور پنجاب اسمبلی کا اجلاس شروع ہوجائے تو اس کی حاضری کو کون ensure کرے گا۔ اس کے بارے میں قانون کیا کہتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ ایک لمبی بات ہے جو کہ پہلے بھی یہاں زیر بحث آتی رہی ہے۔ آپ کی عدم موجودگی میں آپ کے فاضل اراکین آپ کی جماعت کے جو فاضل اراکین نے اس مسئلے کو بڑا ہی agitate کیا ہے۔ انہوں نے کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی تھی۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! آپ مجھے رولنگ تو دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں میں bound نہیں کہ میں ہر بات پر رولنگ دوں۔

میاں عمران مسعود، سینیٹ کے چیئرمین جب رولنگ دیتے ہیں۔ تو آپ کیوں نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اب آپ ہر بات پر کھڑے ہو جایا کریں کہ انارکلی میں یہ بات ہو رہی ہے آپ اس پر رولنگ دیں۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! یہ تو بڑا relevant ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی نہیں ۔ I rule it out. جی ۔ تابش الوری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں آپ کی توجہ قاعدہ نمبر 156 کی طرف مبذول کرواتے ہوئے ایک ایسی تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں جو کہ اب تک اس ایوان میں پیش نہیں ہوئی۔ اور وہ Assurance Motion ہے ۔ میں نے اس کا باقاعدہ بہت پہلے نوٹس دیا ہوا ہے۔ قاعدہ نمبر 156 میں کہا گیا ہے۔ کہ اگر کوئی رکن یہ محسوس کرے کہ کسی وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری نے جو اس کو یقین دہانی کروائی تھی، وعدہ کیا تھا، یا ذمہ داری لی تھی ۔ اس پر ایک معقول مدت کے اندر عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ تو وہ تحریری طور پر یہ تجویز پیش کرسکتا ہے۔ کہ سپیکر یہ معاملہ مجلس کے سپرد کر دے-----

جناب ڈپٹی سپیکر، فاضل رکن کب پیش کر سکتا ہے، کیسے پیش کر سکتا ہے؟

سید تابش الوری، آج تک یہ تحریک پیش نہیں کی گئی، اس لیے میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی

توجہ مبذول کرائی ہے۔ میں نے باقاعدہ سیکرٹریٹ میں 9 تاریخ کو یہ Assurance Motion جمع کرا دی تھی۔ اور میں چاہتا ہوں کہ فوری طور پر آپ مجھے اجازت دیں تو میں پیش کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ سیکرٹریٹ میں آ گئی ہے میں نے پتا کیا ہے۔ اس کو میں دیکھ لوں گا۔

سید تابش الوری، جناب والا! وہ 09-11-1994 کی آئی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ دیکھ لیں گے۔ اب اس طرح نہیں۔ اب آپ کو بھی سارا پتا ہے۔ آپ نے یہ پوائنٹ آف آرڈر پیش کر دیا۔ وہ سیکرٹریٹ میں آ چکی ہے۔ اس کو انشاء اللہ تعالیٰ ہم جلد ہی لیں گے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں آپ سے پوچھنا یہ چاہتا ہوں' پوائنٹ آرڈر میرا یہی ہے ـــــ

جناب ڈپٹی سپیکر، دوسرے یہ بھی بتا دوں کہ یہ ہاؤس کی power نہیں ہے' یہ سپیکر کی power ہے۔ اس نے فیصلہ کرنا ہے۔ تو وہ وہاں چیمبر میں کر لیں گے۔ آپ اس کے بعد آ جائیے گا تو وہاں بیٹھ کر ہم کر لیں گے۔

سید تابش الوری، میں نے عرض یہی کیا ہے کہ چونکہ اس سلسلے میں مجھے سیکرٹریٹ کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں دی گئی اور میں یہ چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، معاملہ under consideration ہے۔ سپیکر صاحب کے پاس ہے۔ اس پر فیصلہ ہو جائے گا۔ اب یہاں اسمبلی میں تو اس مسئلہ کا حل ہی نہیں۔

سید تابش الوری، میں آپ سے یہ طے کرانا چاہتا ہوں۔ ایک تو اس میں کہیں نہیں لکھا ہوا کہ یہ اسمبلی میں نہیں آئے گا۔ یہ کہاں لکھا ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جب کوئی رول نہ ہو تو سپیکر کی رولنگ فائنل ہوتی ہے۔ میں نے کہہ دیا ـــــ

سید تابش الوری، نہیں' نہیں۔ اس میں تو موجود ہے۔ دیکھیے' مجلس assurance ایک سٹینڈنگ کمیٹی اس لیے بنائی گئی ہے کہ اس کو کوئی معاملات refer کیے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آپ سنیں۔ نمبر 3 ہے' 156 جو آپ نے پڑھا ہے۔

سید تابش الوری، میں نے وہی پڑھا ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: I read it -

"156(3) Any member who feels that an assurance or a promise given

to him or an undertaking made by the Minister or a Parliamentary Secretary has not been implemented within a reasonable time he may in writing purpose that the matter may be referred to the Committee by the Speaker.... "

جس طرح آپ نے کہا ہے کہ،

"If the Speaker is satisfied that a reasonable time has elapsed and that the matter should be gone into by the Committee on Assurances, he may refer the matter to the Committee "

یہ سپیکر نے ہی فیصلہ کرنا ہے۔ آپ نے کر دیا' اب وہ دیکھیں گے کہ واقعی اتنا مسئلہ ہو گیا ہے۔ اتنا ٹائم ہو گیا ہے۔ پھر وہ اس کو کمیٹی کو ریفر کر دیں گے۔ تو میں نے آپ کو کہا ہے ناں۔ آپ نے لکھ کر دے دیا ہے۔

سید تابش الوری، ہاؤس میں پیش کر دی جائے۔ اور پھر اس میں ہاؤس کی رائے لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ سپیکر کا اپنا اطمینان ہے کہ اسے ریفر کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہی میں نے آپ کو کہہ دیا ناں کہ انشاء اللہ اس پر فیصلہ ہو جائے گا۔ آپ تسلی رکھیں۔

سید تابش الوری، یہ جو Assurance Motion ہے' یہ آدھے پنجاب کے ترقیاتی کاموں سے متعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی' شکریہ۔ میرے خیال میں اب ہم آگے چلیں۔ آپ کی ہی یہ ساری تحاریک التوائے کار میں میں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ سپیکر صاحب اس پر جلد فیصلہ کریں گے۔ حسن اختر موکل صاحب۔

سردار حسن اختر موکل، میری 38 نمبر تحریک التوائے کار تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں 31 کالاء منسٹر صاحب نے جواب دینا ہے۔ اس کے بعد 38 لیتے ہیں۔

سردار حسن اختر موکل، یہی میں عرض کرنے لگا تھا کہ آج نہ انہوں نے جواب دینا ہے۔ وہ اگر جواب

دے دیں تو بڑا کرم ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مجھے 38 نمبر کا پتا ہے۔ وہ بہت ضروری ہے۔ آپ کا جو مسئلہ ہے' میں بھی اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ وہ بڑا ضروری ہے۔ نمبر 31۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف انفرمیشن۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انفرمیشن کا تو کوئی پوائنٹ ہی نہیں ہوتا۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، آپ سے نہ پوچھوں تو کس سے پوچھوں؟ مجھے بتائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہ نہ۔ انفرمیشن کا کوئی مسئلہ نہیں۔ آپ ویسے بات کریں کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب والا! میں آپ سے صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پریس فوٹو گرافرز پر یہاں داخلے کی پابندی ہمیشہ کے لیے پالیسی بنالی گئی ہے یا عارضی طور پر کوئی فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس کا criteria کیا ہے؟ کیونکہ پریس کے نمائندے ہم سے پوچھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جس طرح نیشنل اسمبلی میں ہے اس کے مطابق یہ ہمیشہ کے لیے پابندی لگا دی گئی ہے۔ وہاں بھی ہمیشہ کے لیے ہے۔ مہربانی۔ شکریہ۔ جی لاء منسٹر صاحب۔ یہ تابش صاحب کھڑے ہوئے ہیں۔ ان کی بات سنیں یا آپ کی۔ آپ فیصلہ کریں۔ میرے خیال میں خواجہ صاحب کم ہی بولتے ہیں۔ میں ان کی بات سنتا ہوں۔

سید تابش الوری، وہ مجھے اجازت دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب! آپ اجازت دے رہے ہیں؟

خواجہ ریاض محمود، وہ سینیئر ہیں' وہ بات کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چلیں' مہربانی۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! کل آپ صدارت فرما رہے تھے اور تحریک التوائے کار کا جیسے ہی وقفہ شروع ہوا۔ میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ چودھری شجاعت حسین صاحب' چیف آرگنائزر' مسلم لیگ پنجاب اور سینیٹر کی گرفتاری سے متعلق میری اہم ترین تحریک التواء کو out of turn زیر بحث لایا جائے۔ میں اب بھی آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ کل دانستہ کورم توڑ دیا گیا تھا۔ اور اس تحریک التوائے کار کو پیش نہیں کیا جا سکا۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آج مجھے اس اہم ترین

تحریک التواء کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور out of turn پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بات سنیں۔ یہ سپیکر صاحب نے چیمبر میں اس تحریک کو kill کر دیا ہے۔ کیونکہ اس میں جو مسئلہ ہے وہ وفاقی حکومت سے تعلق رکھتا ہے۔

سید تابش الوری، جناب! یہ killing کا سلسلہ کب ختم ہو گا؟

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، بات سنیں میری۔ ایک تو یہ مسئلہ وفاقی حکومت کا ہے۔ اور پھر وہاں اسلام آباد میں گرفتاری ہوئی ہے' پنجاب کا کوئی تعلق نہیں اور پھر وہاں سینٹ میں بھی یہ مسئلہ پیش ہے۔

سید تابش الوری، اس سے پیدا شدہ جو صورت حال ہے ہم پنجاب میں اسے زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ kill کر دی گئی ہے۔ اس لیے اس پر بات نہیں ہو سکتی۔میں اس کی اجازت نہیں دیتا ہوں۔لاء منسٹر صاحب۔

(قطع کلامیاں)

سید تابش الوری، آج یہ فیصلہ ہو گیا ہے اور گرفتار کرنے کے وارنٹ جاری کیے جا رہے ہیں۔ جناب والا! آپ چاہتے ہیں کہ قومی و صوبائی اسمبلی کے وہ تمام ارکان جو پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں ان کو گرفتار کر لیا جائے تو ہم آج آپ کی موجودگی میں گرفتاری کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ تاکہ اس جمہوری نظام کی جو بساط لپیٹنے کا آپ فیصلہ کر چکے ہیں'

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بات تو سنیں۔اس طرح بات نہیں ہو گی۔

سید تابش الوری، سیاسی انتقام کی جو آگ بھڑکا رہے ہیں۔ جناب والا! یہ فورم کس لیے ہے؟ کہ ہم پنجاب کے معاملات کو' پنجاب کے عوام کے جذبات و احساسات کو یہاں پیش کر سکتے ہیں ــــ

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، پلیز' وزیر قانون صاحب! نمبر 31 پر آپ نے کچھ کہنا تھا؟

وزیر قانون، نمبر 38 پر وزیر زراعت جواب دیں گے جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر، تو ہم آگے نمبر 38 پر چلے چلیں؟

وزیر قانون، پہلے نمبر 38 لی گئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو آپ نے نمبر 31 کا جواب دینا تھا۔

وزیر قانون، جی ہاں۔ پہلے وزیر زراعت جواب دے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر زراعت صاحب!

وزیر زراعت، جناب سپیکر! اس ضمن میں میں یہ بتانا چاہوں گا کہ گزشتہ دنوں ڈیزل کی کچھ عارضی قلت پیدا ہو گئی تھی۔ اس کے متعلق پاکستان سٹیٹ آئل سے معلوم کیا گیا۔ ان کے مطابق ڈیزل میں وقتی کمی کی وجہ آئل ٹینکر کو کراچی پورٹ پر اتارنے میں تاخیر کی وجہ سے ہوئی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان اراکین کو بٹھائیں تو پھر میں اجازت دوں۔ اگر اتنے بندے کھڑے ہوں تو کیسے بات ہوسکتی ہے۔ آپ ان کو بٹھائیے۔ فاضل اراکین تشریف رکھیں گے تو سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پیش کریں گے۔ جی' فرمائیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! آپ اس ایوان کے آج بھی ممبر ہیں اور پہلے بھی کئی مرتبہ ممبر رہ چکے ہیں۔ آپ اس وقت اس ایوان کے custodian کی حیثیت سے بیٹھے ہیں۔ اور آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ کسی بھی منتخب ایوان کے ممبر کے کیا حقوق ہوتے ہیں۔ اور آپ جانتے ہیں کہ سینٹ اس ملک کا سینئر ترین elected ادارہ ہے۔ کل چودھری شجاعت حسین صاحب کی گرفتاری جس طرح عمل میں لائی گئی وہ صرف ہمارے لیے نہیں کہ ہم مسلم لیگی ہیں اور وہ مسلم لیگ سے تعلق رکھتے ہیں' بلکہ سارے ملک کے لیے اور خصوصاً پنجاب کے لیے تشویش کا باعث بنی ہے۔ آپ نے سنا ہوگا اور آپ نے پڑھا ہوگا کہ بعض شہروں میں ان کی گرفتاری کے خلاف احتجاجی مظاہرے ہوئے ہیں۔ ہم یہ تحریک التوائے کار اس لیے یہاں پیش کرنا چاہتے ہیں کہ پنجاب مسلم لیگ کے چیف آرگنائزر کی گرفتاری پنجاب سے تعلق رکھتی ہے اور وہ چاہے گرفتاری کہیں بھی عمل میں لائی گئی ہو۔براہ مہربانی ہمیں گرفتاری کی تحریک التوائے کار پیش کرنے اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر قانون صاحب---

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وصی ظفر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اپوزیشن والوں نے سیاہ پٹیاں اتار دی ہیں۔ ان کو تو ان کی گرفتاری سے خوشی ہوئی ہے۔ (قہقہہ)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! ہم نے وہ سیاہی ان کے چہروں پر مل دی ہے۔ آج اگر قائد اعظم علیہ رحمت زندہ ہوتے تو یہ ان کو بھی گرفتار کر لیتے کہ نوٹوں پر تمہاری تصویر کیوں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ آفریدی صاحب بیٹھیں۔ تشریف رکھیں۔ وہ بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اور یہ بھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! ہم نے اپنے بازوؤں کی سیاہی ان کے چہروں پر مل دی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ وزیر قانون!

وزیر قانون: جناب والا! خوشی کی بات نہ سہی، ہمیں ان کی گرفتاری پر افسوس ہے۔ لیکن تحریک کے حوالے سے جب سپیکر صاحب نے ایک تحریک التواء کا نوٹس ملنے کے بعد اس کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اور اسے kill کردیا ہے۔ اور رولز 67 کے تحت کہ جب وفاقی ادارے نے انہیں گرفتار کیا ہے تو اس صورت حال میں یہ واقعہ پنجاب کے اندر سرزد نہیں ہوا۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب سپیکر کی طرف سے اس تحریک التواء کو kill کیے جانے کے بعد اب اس تحریک کو دوبارہ کسی وقت ایوان میں نہیں لایا جاسکتا۔ سینیٹ میں بھی یہ معاملہ زیر غور ہے۔ اور ملک کے سب سے بڑے پارلیمانی ادارے کے اندر جب یہ معاملہ پیش ہوچکا ہے۔ اور وہاں زیر بحث ہے تو اس صورت حال میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایسی نوعیت کا معاملہ نہیں کہ اسے پنجاب اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے۔

سید تابش الوری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تابش صاحب ایک منٹ رکیں۔ وصی ظفر صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ تابش الوری صاحب اور کافی دوست یہ جانتے ہیں۔ کہ تحریک التوائے کار کا ٹارگٹ کیا ہوتا ہے۔ مسئلہ یہی ہوتا ہے کہ آپ نے یہ یہاں ایوان میں پڑھنی ہے اور اگر وہ سپیکر صاحب admit بھی کریں۔ تو اس کا یہ

ردعمل ہوتا ہے کہ کسی دن یعنی تین دن کے اندر اندر اس پر دو گھنٹے بحث ہو سکتی ہے۔ یہ ایک مسئلہ ہوتا ہے۔ یعنی اس کے علاوہ نہ اس کا کوئی فرق پڑتا ہے۔ نہ کوئی آپ کو achievement ملتی ہے۔ اب بات یہ ہے کہ یہی مسئلہ ہمارے ایوان بالا نے take up کیا ہوا ہے۔ اخبار میں پڑھا ہے کہ آج شام کو چیئرمین سینیٹ نے فیصلہ بھی دے دیا ہے۔ اور ان کو حاضر کرنے کے لیے کہا ہے کہ شجاعت صاحب اجلاس میں آئیں گے۔ جب ایک ایوان بالا میں یہ مسئلہ زیر بحث ہے اور پھر دوسری جو بڑی بات ہے وہ یہی ہے کہ سپیکر صاحب اس کو kill کرچکے ہیں۔ اب ہم ایک غلط روایت قائم کریں گے۔ تو میرا کہنا یہی ہے کہ آپ کی بات ہوگئی ہے۔ یہ پریس میں آجائے گی۔ اتنی صورت حال ہوگئی ہے اس میں اور یہ کیا بات ہوگئی ہے۔ اس لیے میں وزیر قانون کے مؤقف سے اتفاق کرتا ہوں۔ اور اس کو رول آؤٹ کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا ! آپ اس پر رائے شماری کروالیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں وصی ظفر صاحب کوئی نیا پوائنٹ آف آرڈر لائے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! ____

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں بھی پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔ اور میں پہلے کھڑا ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کے بعد پھر آپ کی باری ہے۔ جی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ نے اپنے ان remarks میں یہ فرمایا ہے کہ ہماری یہ بات اخبار میں آجائے گی۔ جناب والا! ہم یہ بات اخبار میں لانے کے لیے نہیں کر رہے۔ ایک بہترین ادارے کا ممبر اور جو اس وقت پاکستان مسلم لیگ پنجاب کا چیف آرگنائزر ہے ان کے ساتھ جس طرح سے زیادتی کی گئی ہے اس کا ہم یہاں ذکر کرنا چاہتے ہیں اور سارے ایوان کو احساس دلوانا چاہتے ہیں کہ اگر آج میاں محمد نواز شریف قائد حزب اختلاف کے 75 سالہ والد کو اس طرح سے گرفتار کیا جاتا ہے ، سینیٹر چودھری شجاعت حسین کو اس طرح گرفتار کیا جاتا ہے ____

جناب ڈپٹی سپیکر : جناب کھوسہ! یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے کہ آپ بولنے کے دوران اس کو تھوڑا سا touch کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : جناب والا! میں اسی پر آ رہا ہوں ۔ آپ نے جو یہاں remarks پاس کیے ہیں کہ ہم اخبار کی زینت کے لیے یہ بات کرنا چاہتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ ہم اپنے حقوق کی بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں نے تو رولنگ دے دی ہے۔ اب میں کیا کروں گا۔ جی وصی ظفر صاحب!

(قطع کلامیاں)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! آپ ہمارا اتنا بھی احساس نہیں کرتے۔ (قطع کلامیاں)

سید تابش الوری: جناب والا! ہم آپ کی رولنگ کے خلاف واک آؤٹ کرتے ہیں۔ (اس مرحلہ پر اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی) (قطع کلامیاں)

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! یہ تو کرپشن کا بادشاہ گرفتار ہوا ہے۔ جو ایک سانس میں 30 کروڑ روپے کی جائیداد ہڑپ کر گیا ہے۔ اگر اس کرپشن کے بادشاہ کا معاملہ یہاں زیر بحث لایا گیا تو ہم بھی احتجاجاً واک آؤٹ کریں گے۔ ایک ایک سانس میں 30, 30 کروڑ کھا جاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ ہم نے بحث کرنی ہے۔ یہ ان کے پالتو بٹیرے ہیں۔ یہ کرپشن کے دروازے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر : میں نے رولنگ دے دی ہے اب اس میں کوئی ابہام نہیں میں نے ان کا موقف رول آؤٹ کر دیا ہے تو آپ کیوں گھبرا رہے ہیں۔ جی۔ اب ہم قانون سازی کرتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا ! (قطع کلامیاں)

میاں عمران مسعود، جناب والا ! جناب چیئرمین سینیٹ نے ان کی حاضری کو وہاں ensure کیا ہے۔ آپ نے ہماری حاضری کو یہاں ensure نہیں کیا۔ (قطع کلامیاں) جناب والا! آپ نے یہ زیادتی کی ہے ۔ آپ تحریک التوائے کار کو پیش ہونے دیں۔ اس میں کیا فرق پڑ جائے گا۔ چیئرمین سینیٹ نے اپنے ایک سینیٹر کی حاضری کو وہاں ensure کیا ہے۔ لیکن جب آپ کے صوبائی ممبر پکڑے جاتے ہیں تو اس وقت Chair کوئی فیصلہ نہیں کرتی۔ میں نے اس وقت بھی آپ سے رولنگ مانگی تھی۔ اب بھی آپ رولنگ دیں۔ آپ ہماری بات سننے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں اس لیے ہم بائیکاٹ کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ انعام اللہ خان نیازی صاحب!

جناب انعام اللہ خان نیازی: [*****]

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ میں یہ انعام اللہ خان نیازی صاحب کے الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر محمد شفیق چودھری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری: جناب والا! میری آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ آپ سپیکر کے آئینی منصب کی حفاظت کرتے ہوئے ہاؤس کے custodian کی حیثیت سے ہماری تحاریک کو اس انداز میں kill نہ کریں۔ ورنہ آپ میں اور تارا مسیح میں کوئی فرق نہیں رہ جائے گا۔ اور میں آپ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اجلاس سے بائیکاٹ کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ میں نے آج ہی تحریک استحقاق منظور کی ہے۔ اس وقت تو میں بڑا اچھا تھا۔ اور میں بڑا ٹھیک تھا۔ مجھے شاباش دی گئی۔ کیونکہ وہ قانون اور آئین کے مطابق تھی۔ اب یہ جو تحریک التوائے کار ہے اس کا قانون کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں تھا۔ میں نے چونکہ آئین اور قانون کے دائرے کے اندر رہنا ہے تو لہذا یہ کہتے ہیں کہ یہ بات ٹھیک نہیں۔ اب میں بہت برا ہوں۔ لہذا خدا فیصلہ کرے گا کہ کون اچھا ہے اور کون برا ہے۔ اب چونکہ تحریک التوائے کار کے محرک نہیں ہیں۔ اس لیے اب ہم قانون سازی پہ چلتے ہیں۔ جی وزیر قانون صاحب---

وزیر قانون: جناب والا! تحریک التوائے کار 38 کا جواب چونکہ فاضل وزیر صاحب دے رہے تھے۔ اس لیے اس پر آپ decision لے لیں۔ (قطع کلامیاں)

میاں محمد رفیق ارائیں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ رفیق صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔ جی--

میاں محمد رفیق ارائیں: جناب والا! دو وزراء صاحبان کو بھیج دیں تاکہ وہ ان کو منا کر لے آئیں۔

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ حذف کر دیئے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر : ہاں' یہ بات بڑی اچھی ہے۔ دو فاضل وزراء میرے خیال میں ایک تو اقبال لنگڑیال صاحب اور دوسرے ناظم حسین شاہ صاحب چلے جائیں۔

ایک آواز : انہوں نے نہیں آنا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں۔ یہ روایت ہے۔ وہ چاہے جس طرح بھی گئے ہیں۔ یہ جائیں اور ان کو پیار محبت سے منا کر لائیں اور یہ بھی کہیں کہ یہ جمہوریت ہے۔ اس میں اپوزیشن بھی اسی طرح سے ہے۔

خواجہ ریاض محمود : اب اور گنجائش نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہ نہ۔ (شور) یہ ہمارے بھائی ہیں۔ یہ جمہوریت میں کوئی ایسی بات نہیں۔ یہ ہماری ذاتی لڑائی نہیں۔ جمہوریت کی تقویت کے لیے ان کا ہاؤس میں آنا نہایت ضروری ہے۔ جی طارق بشیر چیمہ صاحب آپ جواب دے رہے تھے۔

وزیر زراعت (جناب طارق بشیر چیمہ) : جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ جو تحریک التوائے کار فاضل رکن نے کل پیش کی تھی اس سلسلے میں پاکستان سٹیٹ آئل سے معلوم کیا گیا تھا اور ان کے مطابق ڈیزل تیل کی وقتی کمی کی بڑی وجہ آئل ٹینکرز کا کراچی پورٹ کے اوپر تاخیر سے اترنا تھا۔ لہٰذا اس وجہ سے اندرون ملک میں سپلائی کچھ متاثر ہوئی۔

اس کے علاوہ کچھ مفاد پرست ڈیلر صاحبان نے بھی ڈیزل کی عارضی قلت پیدا کرنے کی کوشش کی جس سے صوبہ کے کچھ علاقوں سے کمی کی شکایات آئیں۔ اس پر ہماری حکومت نے فوری ایکشن لیا اور میں نے خود بھی اسلام آباد میں وزارت پٹرولیم کے افسران سے بات کی اور اس کے نتیجے میں ڈیزل کی فوری فراہمی کے لیے محکمہ زراعت کے افسران نے وفاقی وزارت پٹرولیم سے میٹنگ بھی کی۔ وزارت ہذا نے فوری ایکشن لیا اور ڈیزل کے اضافی ٹینکر پنجاب کے لیے روانہ کیے جس سے اب ڈیزل ہر جگہ دستیاب ہے۔ علاوہ ازیں ڈپٹی کمشنر صاحبان بھی اپنے اضلاع میں مصنوعی قلت پیدا کرنے والوں کے خلاف انتظامات کر رہے ہیں۔ ان تمام اقدامات سے انشاء اللہ گندم کی بوائی پر کوئی منفی اثرات پڑنے کا احتمال نہ ہے۔

اس کے علاوہ جو دوسرا نکتہ انہوں نے اپنی تحریک میں اٹھایا ہے۔ اس سلسلے میں' میں یہی گزارش کروں گا کہ اچھا ہوتا اگر فاضل رکن یہاں پر تشریف رکھ رہے ہوتے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس مفروضے کا تعلق ہے کہ باہر سے گندم درآمد کر کے کمیشن خوروں کو موقع فراہم کیا جائے گا۔ تو اس

ضمن میں عرض یہ ہے کہ سابقہ حکومت بھی اربوں روپے کی گندم درآمد کرتی رہی ہے اور گزشتہ چھ سالوں کا ریکارڈ میں ایوان کے سامنے رکھتا ہوں۔

۱۹۸۸-۸۹ء میں ۷۔ ارب ایک کروڑ روپے مالیت کی گندم انہوں نے درآمد کی۔

۱۹۸۹-۹۰ء میں ۸۔ ارب ۵۹۔ کروڑ

۱۹۹۰-۹۱ء میں ۳۔ ارب ۱۲۔ کروڑ

۱۹۹۱-۹۲ء میں ۸۔ ارب ۴۸۔ کروڑ

۱۹۹۲-۹۳ء میں ۱۲۔ ارب ۸۔ کروڑ اور

۱۹۹۳-۹۴ء میں ۷۔ ارب ۲۳۔ کروڑ روپے

واضح ہے کہ گزشتہ سالوں میں اربوں روپے کی گندم تو درآمد کی گئی لیکن ملک میں کاشتکاروں کو ان کی فصل کی صحیح قیمت نہ دی گئی۔ جس سے پیداوار میں اضافہ نہ ہو سکا۔ ہماری حکومت نے کاشت کاروں کو ان کی پیداوار کا صحیح معاوضہ دلانے کے لیے جرأت مندانہ فیصلہ کیا ہے اور گندم کی امدادی قیمت support price میں 10 روپے فی چالیس کلو گرام کا اضافہ کیا ہے جس سے امید ہے کہ انشاء اللہ گندم کی بہتر کاشت کے لیے اس کے نہایت اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔

اب میری یہی گزارش ہے کہ ان گزارشات کی روشنی میں یہ تحریک التوائے کار قابل پذیرائی نہ ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : محرک موجود نہیں۔ مقصد یہی ہے کہ وہ satisfied ہیں۔ اس لیے اس کو رول آؤٹ کرتے ہیں۔

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) (تنسیخ) ناپسندیدہ کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب مصدرہ 1994ء

MR DEPUTY SPEAKER: Now , we take up the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill , 1994 . Minister for Law &Parliamentary Affairs, please.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS; Sir, I move:-

"That the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill, 1994, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, be taken into consideration at once".

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill, 1994, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, be taken into consideration at once".

The motion has not been opposed. Two amendments have been received in it

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS; So far as these amendments are concerned, I want to submit that under rule 85(2), two clear days notice is required. Since two days' notice has not been given, these amendments cannot be taken up.

MR DEPUTY SPEAKER: When the notice was received? I see, the notice was received on 22nd and today is 23rd. Therefore, the requirement of two days' notice has not been fulfilled. The movers also not present. Therefore, I am not taking up these amendments. Since notice for moving all the amendments was received on 22nd these cannot be taken up.

Motion moved and the question is:-

"That the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution)(Amendment) Bill, 1994, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, be taken into consideration at once".

(The motion was carried)

(At this stage Mr. Speaker occupied the chair)

Clause - 2

MR SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. All these amendments are hit by rule 85(2). Two days clear notice has not been given and also the movers are not present. Therefore, all these amendments cannot be taken up.

The question is:-

"That Clause 2 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 3

MR SPEAKER: Now, Clause-3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:-

"That Clause 3 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 4

MR SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:-

"That clause 4 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 1

MR SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:-

"That clause 1 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Preamble

MR SPEAKER: Now, preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:-

"That the preamble do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Long Title

MR SPEAKER: Now, Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, it becomes part of the Bill. We start with the third reading. Minister for Law & Parliamentary Affairs please.

MINITER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS: I move: -

"That the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill, 1994, be passed."

MR SPEAKER: The motion has not been opposed. I will put the question. Motion moved and the question is:-

"That the Punjab Undesirable Cooperative Societies (Dissolution) (Amendment) Bill, 1994, be passed.

(The motion was carried).

(The Bill was passed)

مسودہ قانون، دی یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا، مصدرہ 1994ء

MR SPEAKER: Now, we take up the University of Engineering and Technology, Taxila, Bill, 1994, as reported by the Special Committee. Minister for Law and Parliamentary Affairs please.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:-

> "That the University of Engineering and Technology, Taxila, Bill, 1994, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once".

MR SPEAKER: The motion is:-

> "That the University of Engineering and Technology, Taxila, Bill, 1994, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once".

The motion has not been opposed. Motion moved and the question is:-

> "That the University of Engineering and Technology, Taxila, Bill, 1994, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once".

(The motion was carried)

Clause - 3

MR. SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Clause 3 of the Bill is under consideration. Three amendments have been received in it. The first one is from Syed Tabish Alwari, Syed Zafar Ali Shah, Mr. S. A. Hameed, Mr. Arshad Imran Sulehri, Mian Imran Masood and Ch. Shaukat Dawood. Mr. Tabish Alwari may move the amendment. Since it has not been moved, it is considered to be disposed of.

Next amendment has been received from Syed Tabish Alwari, Syed Zafar Ali Shah, Mr. S. A. Hameed, Mr. Arshad Imran Sulehri, Mian Imran Masood and Ch. Shaukat Dawood. Mr. Tabish Alwari may move the amendment. The amendment has not been moved. It is considered to be disposed of.

The third amendment has been received from Syed Tabish Alwari, Syed Zafar Ali Shah, Mr. S.A. Hameed, Mr. Arshad Imran Sulehri, Mian Imran Masood and Ch. Shaukat Dawood. Mr. Tabish Alwari may move the amendment. Since it has not been moved, it is considered to be disposed of. The question is:-

"That Clause 3 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Five amendments have been received in this clause. The first one is from Syed Tabish Alwari, Syed Zafar Ali Shah, Mr. S.A. Hameed, Mr. Arshad Imran Sulehri, Mian Imran Masood and Ch. Shaukat Dawood. Mr. Tabish Alwari may move the motion. Since the amendment has not been moved, it is considered to be disposed of.

Next amendment has been moved by Syed Tabish Alwari, Syed Zafar Ali Shah, Mr. S.A. Hameed,Mr.Arshad Imran Sulehri, Mian Imran Masood and Ch. Shaukat Dawood. Mr.Tabish Alwari may move the amendment. Since it has not been moved,it is considered to be disposed of.

Next amendment has been moved by Syed Tabish Alwari, Syed Zafar Ali Shah, Mr. S. A. Hameed, Mr. Arshad Imran Sulehri, Mian Imran Masood and Ch. Shaukat Dawood. Mr. Tabish Alwari may move the amendment. Since the amendment has not been moved, it is considered to be disposed of.

Next amendment has been moved by Syed Tabish Alwari,Syed Zafar Ali Shah, Mr. S. A. Hameed, Mr. Arshad Imran Sulehri, Mian Imran Masood and Ch. Shaukat Dawood. Mr. Tabish Alwari may move his amendment. Since it has not been moved, it is considered to be disposed of.

The fifth amendment has been moved byh Syed Tabish Alwari, Syed Zafar Ali Shah, Mr. S. A. Hameed, Mr. Arshad Imran Sulehri, Mian Imran Masood and Ch. Shaukat Dawood. Mr. Tabish Alwari may move the amendment. As the motion has not been moved, it is considered to be disposed of. The question is:-

"That Clause 4 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:-

"That Clause 5 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:-

"That Clause 6 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:-

"That Clause 7 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 8 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 9 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 10 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 11 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 12 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 13 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 14 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 15

MR SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 15 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 16 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 17

MR SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 17 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 18

MR SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since the is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 18 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 19

MR SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since the is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 19 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 20

MR SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since the is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 20 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 21

MR SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since the is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 21 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 22

MR SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since the is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 22 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 23

MR SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since the is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 23 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 24

MR SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 24 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 25

MR SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

"That Clause 25 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 26

MR SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

"That Clause 26 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 27

MR SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 27 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 28

MR SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 28 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 29

MR SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 29 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 30

MR SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 30 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 31

MR SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is -

"That Clause 31 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 32

MR SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 32 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 33

MR SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 33 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 34

MR SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 34 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 35

MR SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 35 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 36

MR SPEAKER: Now, Clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 36 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 37

MR SPEAKER: Now, Clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 37 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause - 38

MR SPEAKER: Now, Clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"That Clause 38 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause 39

MR SPEAKER: Now, Clause 39 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it-

The question is :-

"That Clause 39 do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 40

MR SPEAKER: Now, Clause 40 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it-

The question is:

"That Clause 40 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause 41

MR SPEAKER: Now clause 41 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it.

The question is:-

"That Clause 41 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Clause 42

MR SPEAKER: Now, Clause 42 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it.

The question is:-

"That Clause 42 do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 43

MR SPEAKER: Now, Clause 43 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it

The question is:-

"That Clause 43 do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 44

MR SPEAKER: Now, Clause 44 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it.

The question is .-

"That Clause 44 do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 45

MR SPEAKER: Now, Clause 45 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it.

The question is:-

"That Clause 45 do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 46

MR SPEAKER: Now, Clause 46 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it.

The question is:-

"That Clause 46 do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 47

MR SPEAKER: Now, Clause 47 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it

The question is:-

"That Clause 47 do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 48

MR SPEAKER: Now, Clause 48 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it.

The question is:-

"That Clause 48 do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 49

MR SPEAKER: Now, Clause 49 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it.

The question is :-

"That Clause 49 do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 50

MR SPEAKER: Now, Clause 50 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it

The question is:-

"That Clause 50 do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

Schedule

MR SPEAKER: Now , the Schedule of the Bill is under consideration . Since there is no amendment in it.

The question is:-

"That Schedule do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause - 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of ther Bill is under consideration. Since there is no amendment in it-

The question is:-

"That Clause 2 do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause - 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it

The question is:-

"That Clause 1 do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Preamble

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration.

The question is :-

"That Preamble do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Long Title

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it, it becomes part of the Bill.

Now we start third reading of the Bill. The Minister for Law and Parliamentary Affairs to move the motion.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS: Mr Speaker Sir, I move:-

> "That the University of the Engineering and Technology, Taxila, Bill, 1994 be passed".

MR SPEAKER: The motion moved is :-

> "That the University of the Engineering and Technology, Taxila, Bil, 1994 be passed.

There is no body to oppose the motion:-

Now, the motion moved and the question is -

> "That the University of the Engineering and Technology, Taxila, Bill, 1994 be passed".

(The motion was carried)

The Bill was passed.

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ----

جناب سپیکر: میں یہ آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے کھر صاحب سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ آج کے ایجنڈے کے بعد ان کی جو قرارداد ہے وہ لی جائے گی۔

وزیر قانون: جی۔ جناب سپیکر! وہ قرارداد آئی ہے۔ اس سے قبل ابھی ابھی چونکہ قانون سازی ہوئی ہے تو میں اس کے حوالے سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : جی فرمائیے۔ لیکن ذرا مختصر رہیں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! یہ اجلاس حکومت کی طرف سے بلایا گیا تھا اور ہم نے ایجنڈے میں قانون سازی کے لیے چھ مسودات رکھے تھے۔ دو روز پہلے بھی ایک sitting میں 4 مسودات منظور کیے گئے اور آج پھر ایجنڈے پر دو قانونی مسودات تھے جن میں سے Punjab Undesirable Cooperative Societies(Dissolution) Act جو ہے اس کے حوالے سے اور Engineering University Taxila کے لحاظ سے ہمیں قانون سازی کرنا تھی ۔ افسوس اس امر کا ضرور ہے کہ اپوزیشن کے اراکین جونہی قانون سازی کا موقع آتا ہے ' وقت آتا ہے وہ ایوان سے باہر چلے جاتے ہیں ۔ کبھی بائیکاٹ کر کے ' کبھی واک آؤٹ کر کے اور کبھی احتجاج کر کے ۔ گزشتہ روز بھی عرض کیا تھا کہ ان کی بھی یہ ذمہ داریاں ہیں کہ وہ قانون سازی کے عمل میں حصہ لیں ۔ یہ ایک قانون ساز ادارہ ہے اور پنجاب کے عوام کی نظریں پنجاب اسمبلی پر ہیں کہ یہ عوام کے لیے کیسی اور کس طرح قانون سازی کرتے ہیں۔ کاش اپوزیشن کے اراکین بھی اس میں حصہ لیتے ' وہ اعتراضات کرتے اور اگر انہوں نے کوئی ترامیم دی تھیں تو ان کے حوالے سے یہاں بات ہوتی اور ان کی ترامیم پر بحث ہونے کے بعد قانون سازی ہوتی تو ہمیں زیادہ خوشی ہوتی لیکن اپوزیشن کے بائیکاٹ کرنے کے باوجود جن اراکین اسمبلی نے ہماری اس قانون سازی کے عمل میں حصہ لیا ہے اور اپنی قانونی آئینی اور پارلیمانی ذمہ داریاں ادا کی ہیں میں ان سب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور یقیناً یہ باعث تحسین امر ہے کہ پنجاب اسمبلی نے اپنے اس اجلاس کے دوران چھ بل منظور کئے ہیں اور یہ ایک تاریخی کارنامہ ہے کہ کوئی اسمبلی ایک سیشن میں چھ بل پاس کرے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے اندر اس وقت اگر دوسری اسمبلیوں کے ساتھ ہمارے پارلیمانی کردار کا موازنہ کیا جائے ' قانون سازی کا موازنہ کیا جائے تو پنجاب اسمبلی اس وقت دوسری تمام اسمبلیوں سے قانون سازی کے عمل میں آگے ہے اور سبقت لے چکی ہے ۔ جناب سپیکر کواپریٹو بل کی قانون سازی میں تو فاضل اراکین اپوزیشن کا شامل نہ ہونا حصہ نہ لینے کا عمل کچھ سمجھ میں آتا ہے اس لیے کہ ان کے دور میں کوآپریٹو کا اتنا بڑا سکینڈل منظر عام پر آیا جس کے نتیجے میں پنجاب کا غریب طبقہ جو ہے ان کی تمام زندگی کا سرمایہ ان فنانس کارپوریشنوں کی نذر ہو گیا اور آج حکومت نے اقدامات کے ذریعے ایسے لوگوں کو تحفظ دینا چاہتی ہے ان کے سرمایہ کی واپسی کے لیے اور آئندہ عوام کے سرمایہ کے تحفظ کے لیے ' حکومت قانون سازی کے ذریعے عوام کو جو تحفظ دینا چاہتی

تھی یقیناً اپوزیشن اراکین اپنی قیادت کی رہنمائی کے نتیجے میں اس عمل میں حصہ نہیں لینا چاہتے تھے لیکن انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی یونیورسٹی آف ٹیکسلا جو ہے اس کے قیام کے بارے میں قانون سازی کے عمل میں مجھے ان کی حصہ نہ لینے کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی ۔ وہ token walk out بھی کر سکتے تھے ، ٹوکن بائیکاٹ بھی کر سکتے تھے ۔ احتجاج کا پارلیمانی انداز ہے کہ اپوزیشن اگر کسی بات کو تسلیم نہیں کرتی یا فیصلے سے اختلاف کرتی ہے تو وہ وقتی طور پر واک آوٹ کر سکتے ہیں لیکن مکمل طور پر قانون سازی کی مخالفت کرنا مناسب نہیں ۔ جب بھی بجٹ سیشن ہو یا کوئی دوسرا سیشن ہو قانون سازی جب بھی سامنے آتی ہے تو اس وقت اپوزیشن ہمیشہ بائیکاٹ کر جاتی ہے۔ یونیورسٹی کے قیام کے ذریعے پنجاب کے وزیر اعلیٰ' پی ڈی ایف کی حکومت نے جناب ایک ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ اس یونیورسٹی کے قیام کے نتیجے میں ' پنجاب میں جو پہلے پرائمری لازمی تعلیم کا قانونی مسودہ پاس کیا گیا تھا اس کے نتیجے میں تو دیہاتوں میں چھوٹے چھوٹے شہروں کے اندر سرکاری سکولوں کے اندر پڑھائی کے مواقع فراہم کئے گئے ہیں لیکن اس یونیورسٹی کے قیام کے نتیجے میں جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے اندر اعلیٰ تعلیم کے لیے پنجاب حکومت نے ایک ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے ایسے مواقع فراہم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو یقیناً ہماری قوم کے مستقبل کی قسمت سنوار دے گی اور نوجوانوں کو تعلیم کے ایسے مواقع فراہم کرے گی کہ جس کے نتیجے میں ہمارے صوبے کے نوجوان سول انجینئرنگ' الیکٹریکل انجینئرنگ' میکنیکل انجینئرنگ کے علاوہ ' کمپیوٹر ' مائیکروویوز 'اور ٹیلی مواصلات اور ماحولیات وغیرہ کے حوالے سے جناب سپیکر! انڈسٹریل ماحولیات کے حوالے سے ہمارے نوجوان اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں گے اور اس تعلیم کے انہیں پہلے مواقع حاصل نہیں تھے۔ جناب سپیکر! اس یونیورسٹی میں تھرمل انجینئرنگ ' مینوفیکچرنگ انجینئرنگ 'اور انرجی انجینئرنگ کے شعبے قائم کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے ۔ جو میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کا ایک قابل ستائش کارنامہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس ایکٹ کے ذریعے اس یونیورسٹی میں ان تمام مضامین میں ایم ایس سی کے علاوہ پی ایچ ڈی کی سطح تک تعلیم و تحقیق کے مواقع بھی فراہم کئے جائیں گے ۔ ہم تعلیم کی سہولتوں کو اس حد تک بڑھانا چاہتے ہیں کہ ملک کو ٹیکنالوجی کی تعلیم کے ذریعے سے کفالت اور معاشی ترقی میں آگے بڑھانے کے لیے ایسے نوجوان تیار کیے جا سکیں آئندہ ہمارا ملک بیرونی ممالک ٹیکنالوجی کے ماہرین کے حوالے سے نظریں جمانے کی بجائے اپنے ہی ملک کے اندر ایسے فنی تربیت یافتہ نوجوان پیدا کیے جا

سکیں جو اس ملک و قوم کی قسمت سنوارنے کے لیے اپنی صلاحیتوں کو ملک ہی کے اندر تعلیم و تربیت حاصل کرکے اس ملک کا مستقبل بھی سنوار سکیں اور اپنا مستقبل بھی سنوار سکیں۔ اس صوبے کا مستقبل بھی سنوار سکیں اور اپنے خاندان کا مستقبل بھی سنوار سکیں اور پاکستان کا نام بھی بین الاقوامی سطح پر روشن کر سکیں۔ اس قانون سازی کے عمل میں حصہ لینے پر میں تمام اراکین پنجاب اسمبلی کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں ان کو مبارک باد بھی دیتا ہوں اور آج آپ کو بھی اور قائد ایوان کو بھی اس حوالے سے مبارک باد دینا چاہتا ہوں کہ آپ کی رہنمائی میں اور جناب وزیر اعلیٰ کی قیادت میں پنجاب اسمبلی نے قانون سازی کے حوالے سے تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ایک دفعہ پھر آپ کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ جس انداز میں آپ نے قانون سازی کے عمل کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے اپنا کردار ادا کیا اسمبلی سیکرٹریٹ لاء ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین اور دیگر عملہ نے جس انداز میں قانون سازی کے معاملے کو سرانجام دینے کے لیے تعاون کیا میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور پریس کے اراکین جنہوں نے اپنی بے شمار مشکلات کے باوجود اور اسمبلی کے اندر بحرانی کیفیت کے باوجود پہلے روز سے لے کر آج کے دن تک سپیکر اسمبلی کے اندر ہونے والی پارلیمانی کارروائی کو جس پارلیمانی انداز میں اپنے اخبارات میں کوریج دی ہے میں اس پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے دیگر تمام کام چھوڑ کر اسمبلی کی اس کارروائی کو عوام تک پہنچانے کے لیے اپنی ذمہ داریاں بطریق احسن ادا کیں۔ جناب سپیکر! اس کے لیے میں ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور اس کے علاوہ ایسے تمام ملازمین جو سیکرٹریٹ سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے اسمبلی بزنس کو آگے بڑھانے کے لیے اپنی محکمانہ ذمہ داریاں احسن طریقے سے سرانجام دیں میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ ایک دفعہ پھر آپ کے اور جناب قائد ایوان اور اراکین اسمبلی کے شکریہ کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔ مہربانی۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے اور وزیر قانون نے بھی جس طرح سے کہا ہے کہ اسمبلی سٹاف نے بہت محنت کی ہے صبح سے لے کر رات گیارہ بجے تک کام کرتے رہے ہیں۔ لہٰذا میری یہ گزارش ہے کہ ان کو اتنے دن کا اضافی الاؤنس دیا جائے ۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قرار داد

کالاباغ ڈیم کی فوری تعمیر

جناب سپیکر ، کھر صاحب! آپ سے میں نے وعدہ کیا تھا......

ملک عبد الرحمٰن کھر ، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 202 کے تحت قاعدہ نمبر 92 کو معطل کر کے یہ قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر ، وزیر قانون صاحب! آپ اس پر کیا کہتے ہیں؟ آپ کو اس قرار داد کا علم ہے؟ آپ نے یہ قرار داد وزیر قانون صاحب کو دی ہے؟

وزیر قانون ، جناب والا! میں نے دیکھی ہے۔ رول 202 کے تحت رول 92 کو معطل کر کے انہوں نے قرار داد پیش کرنے کی اجازت چاہی ہے۔ مجھے اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔

جناب سپیکر ، میں اس سلسلے میں ہاؤس کی رائے لے رہا ہوں کہ قاعدہ نمبر 202 کے اختیارات کے تحت رول نمبر 92 کو معطل کر کے اس قرار داد کو پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

آوازیں ، درست ہے۔

ملک عبد الرحمٰن کھر ، جناب سپیکر! میں آپ کا شکرگزار ہوں۔ میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ اس ایوان کی یہ رائے ہے۔

> "کہ وفاقی حکومت کو کالاباغ ڈیم کی تعمیر میں حائل جملہ رکاوٹوں کو دور کر کے توانائی کے بحران کو ختم کرنے اور آبپاشی کی ملکی ضروریات پورا کرنے کے لیے فی الفور کالاباغ ڈیم کی تعمیر کروائی جائے"

جناب سپیکر ، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ اس ایوان کی یہ رائے ہے۔

> "کہ وفاقی حکومت کالاباغ ڈیم کی تعمیر میں حائل جملہ رکاوٹوں کو دور کر کے توانائی کے بحران کو ختم کرنے اور آبپاشی کی ملکی ضروریات پورا کرنے کے لیے فی الفور کالاباغ ڈیم کی تعمیر کروائی جائے"۔

(قرارداد اتفاق رائے سے منظور ہوئی)

جناب سپیکر، قرارداد منظور ہوتی ہے اور میں ہاؤس کو sine-die adjourn کرتا ہوں۔

In exercise of the powers conferred on me by Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Muhammad Altaf Hussain, Governor of the Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab on the conclusion of the sitting this 23rd day of November, 1994